

تقریریں (۲۰۵)

تالیف

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

فیصل آباد

# تفہیم البخاری

— حصہ چہارم —

گیارہ سو (۱۱۰۰)	:	بار اول
عبد الحمید الحقہ پرنٹر	:	مطبع
22 S/R، عاظمہ نزلک چند اردو بازار راولپنڈی	:	ناشر
صاحبزادہ محمد حبیب الرحمن رضوی	:	کتابت
جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ	:	
حکیم محمود الحسن خان خوشنویس	:	
محلہ اسلام پورہ منڈی فاروق آباد	:	
ضلع شیخوپورہ	:	

صدیہ ۱۳۵۷

۲۳۲۹ — حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ ثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عُرْوَةَ عَنْ  
عَنْ قَتَادَةَ عَنْ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شَقِيصًا مِنْ مَمْلُوكِهِ فَعَلَيْهِ خُلَاصَةٌ فِي مَالِهِ فَإِنْ  
لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ فَوْمَ الْمَمْلُوكِ قِيمَةً عَدَلٍ ثُمَّ اسْتَشْعَى خَيْرَ مُشْقُوقٍ عَلَيْهِ.

۲۳۲۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس  
نے اپنے مملوک کا کچھ حصہ آزاد کر دیا اس پر لازم ہے کہ اپنے مال سے اس کو پورا آزاد کرے اور اگر اس کے پاس مال نہیں تو  
مملوک کی منصفانہ قیمت کی جائے پھر اس سے اس حال میں مزدوری کرائی جائے کہ اس کو تکلیف نہ ہو۔

۲۳۲۸ — ۲۳۲۹ — شرح : مشترک سامان وغیرہ کی منصفانہ قیمت لگانے میں کسی  
کو اختلاف نہیں۔ البتہ اختلاف اس میں ہے کہ قیمت لگانے

کے بغیر مشترک مال تقسیم کر لیا جائے اگر رضامندی سے ہو تو اکثر علماء کے نزدیک جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ  
عنہما فرماتے ہیں کہ قیمت لگانے کے بغیر مشترک غلام کو تقسیم کرنا جائز نہیں انھوں نے مذکور دونوں حدیثوں سے استدلال کیا  
کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشترک غلام کو آزاد کرنے کے لئے اس کی قیمت لگا کر فروخت کرنے کو جائز کیا ہے لہذا تقسیم  
کرنے میں بھی اس کی قیمت لگانا ضروری ہے۔ امام مالک، ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا شریکاء کی باہم رضامندی  
سے قیمت لگانے کے بغیر مشترک مال کی تقسیم جائز ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حُجْن کی غنیمت کا مال تقسیم فرمایا  
جبکہ ان میں سے اکثر قیدی اور جانور تھے اور غلاموں اور دوسرے حیوانوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ حالانکہ ان کی قیمت لگانے  
کا کس ذکر نہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ کہنا بجا ہوگا کہ آپ کا مذہب یہ ہے کہ جب تک غلام کے  
بمراہ کوئی دوسری شئی نہ ہو اس کی تقسیم درست نہیں کیونکہ باطنی امور جیسے ذہین ہونا، دانا ہونا، امانت دار ہونا،  
فروست و کتابت میں مہارت حاصل کرنا وغیرہ وغیرہ یہ لیے امور ہیں جن کے باعث آدمیوں میں بہت زیادہ تفاوت  
پایا جاتا ہے۔ لہذا جب تک آدمی کے ساتھ کوئی اور شئی نہ ہو منصفانہ قیمت لگانا بڑا مشکل ہے۔ اس طرح شریکاء کی  
رضامندی کے بغیر تقسیم ہو سکتی ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ غلام کو بالتبع کیا جائے جیسے پانی کا حصہ اور راستہ وغیرہ بالتبع  
بیچا جاتا ہے۔ امام ابویوسف اور محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا غلام کو جبراً تقسیم کیا جائے امام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ  
عنہم بھی یہی کہتے ہیں کیونکہ یہ جنس واحد ہے۔ تفاوت صرف قیمت میں ہے اور یہ تفاوت صحت تقسیم کو مانع نہیں ہے  
جیسے اونٹ گامے اور بکریاں تقسیم کر لی جاتی ہیں۔ لیکن امام ابوحنیفہ اس کا جواب یہ ذکر کرتے ہیں کہ حیوانات میں ایک  
جنس ہونے کے باعث تفاوت کم ہوتا ہے چنانچہ مذکور و مؤنث ہونا انسانوں میں دو جنسیں ہیں اور حیوانات میں  
صرف ایک جنس ہے۔ اسی لئے اگر کسی شخص کو اس شرط پر خریدا کہ وہ غلام ہے جب اس کو دیکھا تو وہ لونڈی تھی تو عقیدہ

## باب — کیا تقسیم کرنے اور حصہ لینے میں قرعہ اندازی کی جائے؟

ترجمہ : عامر کہتے ہیں میں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا اللہ کی حدود پر قائم رہنے والے اور ان میں واقع ہونے والے کی مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے کشتی میں قرعہ اندازی کی تو ان میں سے بعض نے اوپر حصہ اور بعض نے نیچے والا حصہ پایا۔ تو جو لوگ اس کے نچلے حصہ میں تھے وہ جب پانی پینا چاہتے تو ان کو بالائی حصہ والوں سے گزرتا پڑتا انہوں نے کہا اگر ہم اپنے نچلے حصہ میں ہی سوراخ کر لیں اور اوپر والوں کو تکلیف نہ دیں تو آسانی ہے گی تو اگر اوپر والے ان کو چھوڑے رکھیں اور جو ان کا ارادہ بنے وہ کرنے دیں تو سب ہلاک ہو جائیں گے اور اگر ان کے ہاتھ پکڑ لیں تو وہ نجات پائیں گے اور سب لوگ نجات پائیں گے۔

۲۳۳۰

شرح : یہاں استہام کا معنی اخذ السهم ہے یعنی حصہ لینا اور فینہ میں ضمیر کا مرجع قتمہ بمعنی قسم ہے۔ لہذا یہ سوال نہ کیا جائے کہ استہام کا معنی اقتیراع ہے تو باب کا عنوان یہ ہوا هل یقرع فی الاقواء، یہ بے معنی عبارت ہے۔ اندفاع کی وجہ یہ ہے کہ استہام کا معنی اخذ السهم ہے قرعہ اندازی نہیں ہے۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اللہ کے حدود قائم رکھے جائیں تو سب کی نجات ہوگی ورنہ گنہگار تو گناہ کے باعث ہلاک ہو جائیں گے اور دوسرے لوگ اس لئے ہلاک ہوں گے کہ انہوں نے منع نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ بعض لوگوں کے گناہوں کے باعث عوام کو عذاب ہوگا جبکہ عوام ان کو گناہ سے منع نہ کریں اور ہمسایہ کی اذیت پر صبر کرنا اچھی بات ہے۔ ابن منذر نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ انہوں نے قرعہ اندازی کو جائز کہا ہے۔ قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ جائز نہ ہو لیکن ان آثار اور روایات کے سبب قیاس کو ترک کیا گیا ہے۔ چنانچہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کو جاتے تو اپنی بیویوں میں سے کسی کو ساتھ لے جانے کے لئے ان میں قرعہ اندازی فرماتے جن کا نام قرعہ میں نکلتا ان کو ساتھ لے جاتے۔ اس طرح کثیر احادیث سے قرعہ کا ثبوت ملتا ہے اور جس قرعہ اندازی کو اہل کوفہ جائز نہیں کہتے وہ یہ ہے کہ قرعہ اندازی کرنے والوں میں سے ہر ایک خاص جگہ کو اختیار کر لے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مثال بیان کرنا اور قرعہ اندازی جائز ہیں۔ کیونکہ جہاز میں قرعہ اندازی کرنے والوں کی آپ نے مذمت نہیں کی۔ جہاز کی مناسبت سے کسی مکان اور اس کے بالا خانہ کی وضاحت ضروری ہے۔ وہ یہ کہ اخاف کے مذہب کے مطابق جب نچلا مکان گر جائے تو اس پر بالا خانہ کے مالک کو کہا جائے کہ اگر تو چاہتا ہے تو نچلا مکان تعمیر کرے حتیٰ کہ جب تیرے بالا خانہ تک مکان تیار ہو جائے تو اس پر اپنا بالا خانہ تعمیر کرے اور نچلے مکان والا جب تک تعمیر پر مصارف ادا نہ کرے اس کو مکان میں سکونت کرنے کی اجازت نہیں اور بالا خانہ والا شخص نچلا مکان تیار کرنے کے بعد اس میں رہنے والے سے پورا خرچ لے اگرچہ وہ یہ کہے کہ مجھے اس میں رہائش کی ضرورت نہیں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

## بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الْأَرْضَيْنِ وَغَيْرِهَا

۲۳۳۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ شَاهِدًا أَنَا مَعْمَرُ بْنُ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ إِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ مَالٍ يُقْسَمُ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِفَتْ بِالطَّرِيقِ فَلَا شُفْعَةَ.

اس یتیم عورت کے متعلق نازل ہوئی جو اپنے ولی کی پرورش میں ہوتی اور اس کے مال میں شریک ہوتی اور اس (ولی) کو اس کا مال اور حسن و جمال خوش کرتا تو وہ اس سے نکاح کرنا چاہتا مگر اس کے مہر میں انصاف نہ کرتا کہ اس کو اس قدر مہر دے جو دوسرے لوگ مہر دیتے ہیں تو لوگوں کو ان سے نکاح کرنے سے روک دیا گیا مگر یہ کہ ان کے لئے انصاف کہیں (ان کو پورا مہر دیں جتنا دوسرے لوگ مہر دیتے ہیں) اور ان کے حال کے مطابق ان کو مہر دیں اور ان کو حکم دیا گیا کہ ان کے سوا جو عورتیں ان کو اچھی لگیں ان سے نکاح کر لیں۔ عروہ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر لوگوں نے اس آیت کریمہ کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ ”لوگ عورتوں کے متعلق پوچھتے ہیں..... اور تم ان سے نکاح کی رغبت کرتے ہو، اور جو اللہ نے ذکر کیا، اِنَّهُ يُثَلِّي عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ“ سے مراد پہلی آیت ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتامی کے متعلق انصاف نہ کر سکو گے تو ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا دوسری آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے قول ”وَتَرْغَبُونَ اَنْ تَنْكِحُوهُنَّ“ سے مراد وہ یتیم لڑکی ہے جو ولی کی پرورش میں ہو جبکہ اس کا مال تھوڑا ہو اور وہ خوبصورت بھی نہ ہو تو اس کے یتیم ہونے کے سبب اس سے تم میں سے کوئی اعراض کرتا ہے تو ان کو ان یتیم عورتوں سے بے رغبتی کی وجہ سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا جن کے مال اور خوبصورتی میں وہ رغبت کریں مگر یہ کہ انصاف کریں۔ (ان کو مہر پورا دیں)۔ ۲۳۳۱ — شرح : ابن بطلال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یتیم کے مال کے ساتھ مال ملانا جائز نہیں جب تک کہ یتیم اس میں رغبت نہ کرے اور اس میں اس کی مصلحت ہو، اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ جب کسی شخص کی تربیت میں کوئی یتیم لڑکی ہوتی اور وہ اس کی پرورش کرتا اور اس کے لئے اس سے نکاح کرنا جائز ہوتا تو اگر وہ خوبصورت ہوتی اور اس کے پاس مال دولت ہوتی تو وہ اس سے نکاح کر لیتا مگر اس کو مہر دینے میں انصاف نہ کرتا یعنی جتنا مہر عورتوں کا ہوتا ہے اتنا مہر نہ دیتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اگر ان سے نکاح کرے تو پورا مہر دے ورنہ ان کے سوا جس سے چاہے نکاح کر لے اور اگر یتیم عورت خوبصورت نہ ہوتی تو اس میں نکاح کی رغبت نہ کرتا اور اس کو کسی سے نکاح بھی نہ کرنے دیتا تا کہ کوئی اس کے مال میں شریک نہ ہو جو ولی اور یتیم عورت کے درمیان مشترک ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ولی کو ایسا کرنے سے منع کر دیا اور جاہلیت کے طریق کار کو مسترد کر دیا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

## بَابُ زَيْمٍ وَغَيْرِهِ فِي شَرِكَةِ كَرْنَا

۲۳۳۲ — ترجمہ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہا نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ صرف

**بَابُ مَشَارَكَةِ الذِّمِّيِّ وَالْمُشْرِكِينَ فِي الْمَزَارَعَةِ**  
**۲۳۳۵ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ تَنَاوُيَرِيَّةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ**  
**عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَ الْيَهُودِ أَنْ**  
**يَعْمَلُواهَا وَيَزْرَعُوهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا.**

آنکھوں نے کہا میں نے اور میرے شریک نے ایک شئی دست بدست اور ادھار خریدی اور ہمارے پاس براہ بن عازب آئے تو ہم نے ان سے دریافت کیا آنکھوں نے کہا میں اور میرے شریک نے یہ زمین رقم نے بیع صرف کی اور ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا جو نقد ہو لے لو اور جو ادھار ہو چھوڑ دو۔

**۲۳۳۶ — شرح :** سونے اور چاندی میں اشتراک جائز ہے جبکہ ہر شریک کی طرف سے چاندی یا سونا ہو لیکن شرط یہ ہے کہ وہ مال کو ملا لیں حتیٰ کہ ان کا امتیاز نہ رہے۔

پھر دونوں اس میں شرکت کریں اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کے قائم مقام ہوگا یہ شرکت بلا خلاف صحیح ہے۔ لیکن اختلاف اس میں ہے کہ جب ایک طرف سے دینار اور دوسری طرف سے درہم ہوں یہ امام مالک، علماء کوفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک جائز نہیں۔ کیونکہ یہ بیع صرف اور شرکت ہے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس طرح جائز ہے کہ ان میں سے ایک کے درہم اور دوسرے کے دینار ہوں اور وہ ان کو ملا لیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک اپنا نصف حصہ اپنے شریک کے نصف حصہ کے بدلہ فروخت کر دیتا ہے۔ حدیث ۱۹۳۲ کی شرح دیکھیں۔

## **بَابُ ذِمِّيٍّ أَوْ مُشْرِكٍ كَامَزَارَعَةٍ فِي شَرَكَةٍ كَرْنَا**

**۲۳۳۵ — ترجمہ :** عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو خیبر کی زمین اس شرط پر دی کہ وہ کام کریں اور ہستی باری

کریں اور اس میں سے جو کچھ پیداوار ہوگی ان کو اس کا نصف ملے گا۔

**۲۳۳۵ — شرح :** مشرکین سے مراد وہ کافر ہیں جو دلائل اسلام میں امن لے کر رہتے ہوں۔ وہ اہل ذمتہ کی مثل ہیں اور مشرک عربی اور مسلمان کے درمیان شرکت

نہیں ہو سکتی۔ مسلمان اور ذمتی کے درمیان شرکت جائز ہے کیونکہ یہ دراصل اجارہ ہے اور ذمتی کو اجرت پر رکھنا جائز ہے۔ مزارعت کے علاوہ مسلمان اور ذمتی میں مشارکت امام مالک کے مذہب میں جائز نہیں البتہ اگر مسلمان کی بوجہ گی میں ذمتی تصرف کرے یا خرید و فروخت خود مسلمان کرے تو جائز ہے کیونکہ ذمتی کبھی شراب میں تجارت کر لیتا ہے یا سودی کاروبار

وغيره وَيُذَكِّرَانِ رَجُلًا سَاوَمَ شَيْئًا فَعَمَرَهُ أَخْرَفَرَايَ هَمْرَانِ لَهُ شِرْكَةٌ -  
 ۲۳۳۷ — حَدَّثَنَا أَصْبَعُ بْنُ الْفَرَجِ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَشْبَرَنِي  
 سَعِيدٌ عَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبُدٍ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِشَامٍ وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حَمِيدٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَايَعُهُ فَقَالَ هُوَ صَغِيرٌ  
 فَتَسَحَّرَ رَأْسُهُ وَدَعَا لَهُ وَعَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبُدٍ أَنَّهُ كَانَ يُخْرِجُ بِهِ جَدُّهُ عَبْدُ اللَّهِ  
 ابْنَ هِشَامٍ إِلَى السُّوقِ فَيَشْتَرِي الطَّعَامَ فَيَلْقَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزَّيْدِ فَيَقُولَانِ لَهُ  
 أَشْرِكْنَا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَعَاكَ بِالْبُرْكَاتِ فَيُشْرِكُهُمْ فَرَمَّا أَصْنَا  
 الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعَثُ بِهَا إِلَى الْمَنْزِلِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ  
 أَشْرِكْنِي فَإِذَا سَكَّتْ فَيَكُونُ شَرِيكُهُ بِالنِّصْفِ -

۲۳۳۷ — ترجمہ : عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے نبی کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے اُن کو ان کی والدہ زینب بنت حمید جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت  
 میں لے گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! اس کو بیعت کر لیں۔ آپ نے فرمایا یہ چھوٹا ہے اور اس کے  
 سر کو مسح کیا اور اس کے لئے دعا فرمائی۔ زہر بن معبد (عبد اللہ بن ہشام کا پوتا) کا بیان ہے کہ ان کا دادا عبد اللہ  
 بن ہشام اس کو بازار میں لے جاتا اور طعام خرید کرتا تو اس کو حضرت عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم  
 ملتے اور کہتے ہمیں بھی ساتھ شریک کر لو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لئے برکت کی دعا فرمائی ہے۔ تو وہ  
 ان دونوں کو اپنے ساتھ شریک کر لیتے اور اکثر اوقات ایک اونٹ فَلَہ نفع پاتے اور اس کو گھر بھیج دیتے !

۲۳۳۷ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹے بچے کے سر کو مسح کرنا جائز ہے  
 اور نابالغ کو بیعت نہیں کیا جاتا۔ داؤدی نے کہا مہر اہق جو جنگ لڑ سکتا ہو  
 کو بیعت کرنا جائز ہے اور طلبِ معاش کے لئے بازار میں جانا جائز ہے۔ اور بزرگانِ دین سے برکت کی دعا کرنا جائز  
 ہے۔ نیز اس حدیث میں ان جاہل صوفیوں کا رتبہ ہے جو کہتے ہیں کہ حلال روزی کی فراوانی بھی مذموم ہے۔ عقلمند بچہ صحابی  
 ہو سکتا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ عورتیں اپنے بچے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاتی تھیں تاکہ آپ  
 ان کے لئے برکت کی دعا کریں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مطلقاً شرکت مناصف کے لئے ہوتی  
 ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

وَإِذَا اشْرَكَ الرَّجُلُ رَجُلًا فِي هَدْيِهِ بَعْدَ مَا أَهْدَى  
 ۲۳۴۰ — حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ أَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ  
 عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ وَعَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 وَأَصْحَابُهُ صُبْحَ رَابِعَةٍ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَيُكُونُ بِالْحِجَّةِ لَا يَخْلُطُهُمْ شَيْءٌ فَلَمَّا قَدِمْنَا  
 أَمَرَنَا فَعَلْنَا مَا عُمَرَةُ وَأَنْ نَحِلَّ إِلَى نِسَاءٍ نَأْفَقُشْتُ فِي ذَلِكَ الْقَالَةَ قَالَ عَطَاءُ قَالَ  
 جَابِرُ فَيَرْوُحُ أَحَدُنَا إِلَى مَنَى وَذَكَرَهُ يَقْطُرُ مَنِيًّا فَقَالَ جَابِرُ بِكَيْفِهِ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ خَطِيبًا فَقَالَ بَلَّغْنِي أَنَّ أَقْوَامًا يَقُولُونَ كَذَا وَكَذَا وَاللَّهِ  
 لَا أَنَا أَبْرَأُ وَلَقَدْ لَقِيتُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُمْ وَلَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا امْتَدَّ بَوْتُ مَا  
 أَهْدَيْتُ وَلَوْ لَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيُ لَأَحْلَلْتُ فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ بْنُ جُعْشِمٍ فَقَالَ  
 يَا رَسُولَ اللَّهِ هِيَ لَنَا أَوْلَى لَابَدٍ فَقَالَ لَا بَلْ لِلْأَبَدِ قَالَ وَجَاءَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ أَهْلًا  
 يَقُولُ لَبَيْكَ يَا أَهْلَ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْآخَرُ لَبَيْكَ بِحِجَّةِ  
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقِيمَ عَلَى  
 إِحْرَامِهِ وَأَشْرَكَهُ فِي الْهَدْيِ -

اور جب کوئی شخص قربانی کا جانور بھیجنے کے بعد اس میں کسی کو شریک کرے

ترجمہ: عطاء نے جابر سے اور طاووس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے  
 ۲۳۴۰ — روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحجۃ کی چار تاریخ کو مکہ تشریف  
 لے گئے جبکہ لوگوں نے حج کا احرام باندھ رکھا تھا اور کسی شئی (عمرہ) کا احرام نہ باندھا تھا جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے تو  
 ہم کو حکم دیا کہ ہم اس کو عمرہ بنادیں تو ہم نے اس کو عمرہ بنا دیا اور یہ کہ اپنی بیویوں سے جماع کر لیں۔ یہ کلام لوگوں میں  
 مشہور ہو گیا۔ عطاء نے کہا کہ جابر نے بیان کیا ہم میں سے کوئی منیٰ کو جاتا اور اس کے آلہ تناسل سے منیٰ کے قطرے گرتے  
 تھے (تازہ جماع کیا ہوتا تھا) جابر نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے خطبہ  
 دیا اور فرمایا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں۔ بخدا! میں سب سے زیادہ نیک ہوں اور سب سے  
 زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔ اگر میں اپنے امر کی طرف پہلے متوجہ ہوتا جو بعد میں متوجہ ہوتا تو میں قربانی کا جانور

الْحَلِيفَةِ مِنْ تِهَامَةٍ فَأَصْبَنَّا غَنَمًا أَوْ إِبِلًا فَعِجِلَ الْقَوْمُ فَأَعْلَوْا بِهَا الْقُدُورَ فَجَاءَ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِهَا فَأُكْفِئَتْ ثُمَّ عَدَلَ عَشْرَةٌ مِنَ الْغَنَمِ بِحُزُورٍ ثُمَّ رَانَ  
 بَعِيرٌ أُنْذِرَ لَيْسَ فِي الْقَوْمِ إِلَّا خَيْلٌ لَيْسَتْ قَرْمًا لَرَجُلٍ فَحَبَسَهُ بِسَمِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِهَذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدًا كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَ  
 صَنَعُوا بِهِ هَكَذَا قَالَ قَالَ جَدِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَرْجُوا وَنَخَافُ أَنْ نَلْقَى  
 الْعَدُوَّ وَغَدَا وَلَيْسَ مَعَنَا مَدَى أَقْدُبُكُمْ بِالْقَصَبِ قَالَ أَعْجَلُ أَوْ أَرِنُ مَا أَنْتُمْ بِاللَّدَمِ  
 وَذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ فَكُلُوا لَيْسَ السِّنُّ وَالظُّفْرُ وَسَاحِدُ ثُكْمٍ عَنْ ذَلِكَ أَمَّا السِّنُّ  
 فَعُظْمٌ وَأَمَّا الظُّفْرُ فَمَدَى الْحَبَشَةِ -

۲۳۴۱ — ترجمہ : رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھامس کے  
 علاقہ ذوالحلیفہ میں تھے۔ ہم نے بکریاں اور اونٹ غنیمت پائی اور لوگوں نے جلدی کی اور ان کا گوشت ٹانڈیوں میں پکایا  
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ٹانڈیوں کے اُلٹ دینے کا حکم دیا تو ان کو اُلٹ دیا گیا پھر آپ نے  
 ایک اونٹ کے برابر دس بکریاں کیں پھر ایک اونٹ بھاگ گیا اور لوگوں کے پاس گھوڑے بہت تھوڑے تھے تو ایک آدمی  
 نے اس کو تیر مارا اور اس کو تیر کے ساتھ روک لیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان جافروں میں بھی جنگل جافروں  
 کی طرح وحشی ہو جاتے ہیں۔ جو ان میں سے تم پر غالب آجائے اس کے ساتھ اس طرح کرو۔ عبا یہ نے کہا میرے دادا رافع نے کہا  
 یا رسول اللہ! ”صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں ڈر ہے کہ کل دشمن سے سامنا ہوگا اور ہمارے پاس کوئی چھری نہیں جس سے جافد فرج  
 کریں، کیا ہم بانسوں سے ذبح کر لیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلدی کرو جو شئی خون بہادے اور اس پر اللہ کا نام لیا  
 گیا ہو تو کھالو۔ دانت اور ناخن نہ ہو میں نہیں اس کی خبر دیتا ہوں دانت تو بڑی ہے اور ناخن جشیوں کی چھری ہے!

۲۳۴۱ — شرح : قولہ اَرِنُ ، ہمزہ مفتوح راء مکسور اور نون ساکن ہے اور راء اور نون پر کسہ  
 بھی پڑھا گیا ہے اور نون کے مکسور ہونے کے باعث اس کے بعد یاء بطور اشباع زیادہ کی جاتی ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ  
 نے کہا اَرِنُ ، اعجل کے وزن پر ہے اور اسی کے معنی میں ہے اس کی ماضی ارن اور مضارع یارن ہے۔ یعنی اس کو جلدی فرج  
 کر کہیں وہ مرنہ جائے کیونکہ جب لوہے کے بغیر ذبح کیا جائے تو ذبح کرنے والے کو لہو تھکنا پڑتا ہے اور وہ جلدی سے  
 کام لیتا ہے۔ اَرِنُ ، اَطْع کے وزن پر بھی پڑھا گیا ہے یعنی اس کو ذبح سے ہلاک کر دو چنانچہ کہا جاتا ہے رَانَ الْقَوْمُ ،  
 جب ان کے مویشی ہلاک ہو گئے۔ علامہ توتیشی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ جلدی اور طلبِ خفت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے  
 اس حدیث کی پوری شرح حدیث ۲۳۲۵ کے تحت دیکھیں!

## بَابُ مَنْ رَهَنَ دِرْعَهُ

۲۳۴۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ تَذَاكُرْنَا  
عَنْدَ إِبْرَاهِيمَ الرَّهْنِ وَالْقَبِيلِ فِي السَّلَامِ فَقَالَ إِبْرَاهِيمُ ثَنَا الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ  
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا إِلَى أَجَلٍ وَرَهَنَهُ دِرْعَهُ

۲۳۴۲ — شرح : قرض واپس لینے کے لئے اس کی توثیق کے لئے مقروض کا مال روکنے کو رہن کہتے ہیں۔ رہن، حضر اور سفر میں جائز ہے اور قرآن کریم میں سفر کا ذکر اتفاقی ہے۔ کیونکہ سفر میں غالباً کاتب نہیں ملتا اور بعض اوقات سفر میں کاتب بھی مل جاتا ہے اور رہن بھی کی جاتی ہے۔ دراصل رہن قرضہ کے حصول کی توثیق ہوتی ہے جیسے کفیل یا ضامن لیا جاتا ہے۔ اس کی سفر میں خصوصیت نہیں لہذا حضر و سفر دونوں میں رہن کر سکتے ہیں۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضر اور سفر میں رہن جائز ہے۔ البتہ مجاہد حضر میں منع کرتے ہیں چنانچہ طبری نے نقل کیا ہے کہ مجاہد اور ضحاک کہتے ہیں کہ سفر میں جبکہ کاتب نہ ملے تو رہن کرنا جائز ہے حضر میں جائز نہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودیوں سے معاملہ کرنا بیان جواز کے لئے تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنا جائز ہے جن کے متعلق یہ گمان ہو کہ ان کا اکثر مال حرام کا مال ہے۔ جب تک اس بات کا یقین نہ ہو جائے کہ جو مال اس کے ہاتھ لگا ہے وہ حرام مال ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں قطعاً رغبت نہ تھی اور آپ دنیا کی اشیاء سے بے نیاز تھے۔ حدیث ۱۹۲۲ کی شرح دیکھیں۔

## بَابُ — جس نے اپنی زرہ رہن رکھی

۲۳۴۳ — ترجمہ : اعمش نے بیان کیا کہ ہم نے ابراہیم نخعی کے پاس قرض یا بیع سلم میں رہن اور کفیل کا ذکر کیا۔ تو ابراہیم نے کہا ہم سے اسود نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے کچھ مدت تک طعام خریدا اور اس کے پاس اپنی زرہ رہن رکھ دی۔

۲۳۴۲ — شرح : حضرت ابراہیم نخعی نے حدیث سے یہ استدلال کیا کہ رہن جب قیمت میں جائز ہے تو قیمت والی شئی میں بھی جائز ہے۔ اور وہ مسلم ہے۔ چونکہ رہن صرف قرض کے حصول کی توثیق کے لئے ہوتی ہے جیسے ضامن لیا جاتا ہے۔ اس لئے سفر اور حضر دونوں میں رہن جائز ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ میں یہودی کے پاس زرہ رہن رکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ رہن حضر میں جائز ہے۔ مذکور حدیث کی شرح میں اس کی تفصیل گزری ہے۔

بھاگ کر مکہ مکرمہ چلا گیا اور مطلب بن ابی وداعہ سہمی کے پاس پہنچے لگا مطلب نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ کعب بن اشرف نے اس کے پاس واویلا کرنا شروع کیا اور بدر میں قتل ہونے والوں پر فوجہ کرنے لگا اور لوگوں کو خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھڑکانے لگا اور آپ کی ہجو میں اشعار بکھنے شروع کئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کعب بن اشرف کو قتل کر دیا جائے اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچائی ہے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "میں اس کو قتل کروں گا۔"

اس کے قتل کی دو صورتیں ہیں ایک تو بخاری اور مسلم کے متن میں مذکور ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کرنے کے بعد اپنے گھر چلے گئے اور کھانا پینا چھوڑ دیا اس طرح تین دن گزر گئے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے اس کو بلایا اور فرمایا تم نے کھانا پینا کیوں ترک کر دیا ہے۔ محمد بن مسلمہ نے عرض کیا میں نے ایسا کلام کیا ہے معلوم نہیں وہ پُورا کر سکوں گا یا نہیں۔ آپ نے فرمایا کوشش کرو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں وہاں کوئی بات کہنے کی اجازت ہے؟ آپ نے فرمایا تم جو چاہو کہو اس پر کسی قسم کی گرفت نہ ہوگی؛ چنانچہ محمد بن مسلمہ، سلکان بن سلامہ ابوناٹکہ اشہلی جو کعب بن اشرف کا رضاعی بھائی بھی تھا، عباد بن بشر، ابو عبس بن جبر اور حارث بن اوس تیار ہو کر کعب بن اشرف کی طرف چل دیئے۔ یہ حضرات تو ایک جگہ علیحدہ بیٹھے رہے اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کعب کے پاس جا کر باتیں کرنا شروع کر دیں اور باہم شعر پڑھتے رہے۔ پھر محمد بن مسلمہ نے کہا اے کعب میں تیرے پاس اس لئے آیا ہوں کہ تیرے ساتھ ایک راز کی بات کروں کسی سے یہ ذکر نہ کرنا اُس نے کہا کہو کیا بات ہے محمد بن مسلمہ نے کہا ہم کو اس شخص سے بہت تکلیف پہنچی ہے۔ سلام عرب ہمارا دشمن ہو گیا ہے اور وہ بیک کمان ہمیں تیرا رتے ہیں ہماری روزی کے ذرائع منقطع ہو گئے ہیں بال بچہ بھوکا مرنے لگا ہے۔ ہم تو سخت مصیبت میں مبتلا ہو گئے ہیں کعب بن اشرف نے کہا میں نے تو پہلے ہی تمہیں خبردار کیا تھا کہ تمہارا یہ حال ہو جائے گا۔ سلکان ابوناٹکہ نے کہا ہماری یہ خواہش ہے کہ تو ہمارے پاس غلہ فروخت کرے ہم تیرے پاس کچھ رہن رکھ دیتے ہیں کعب نے کہا کیا رہن کر دے؟ کیا بیچ بیٹے رہن کر دے؟ سلکان نے کہا کیا تو ہم کو عربوں میں ذلیل و خوار کرنا چاہتا ہے۔ میرے ساتھ اور لوگ بھی ہیں ان کی بھی یہی رائے ہے میں ان کو تیرے پاس لے آتا ہوں ان سے خود سودا کر لے ہم اچھا معاملہ کریں گے اور تیرے پاس ہتھیار رہن رکھ دیں گے یہ کہہ کر ابوناٹکہ لوٹ گئے اور اپنے ساتھیوں سے گفتگو کی وہ ہتھیار لے کر باہر نکلے ان کے ساتھ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بقیع تک باہر تشریف لائے اور ان کے لئے دعا فرمائی اور ان کو الوداع کہتے ہوئے فرمایا اللہ کے نام اور اس کی برکت سے جاؤ رات چاندنی تھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے گئے اور وہ کعب بن اشرف کے قلعہ کی طرف چلے گئے۔ کعب بن اشرف نے نئی شادی کر رکھی تھی جب ابوناٹکہ نے آواز دی تو وہ بسترہ سے اچھلا تو اس کی بیوی نے اسے پکڑ لیا اور کہا اس وقت کہاں جاتے ہو اُس نے کہا ابوناٹکہ نے آواز دی ہے اگر اس نے مجھے سویا ہوا پایا تو بیدار کر دے گا وہ میرا بھائی ہے وہ کہنے لگی بخدا! اس کی آواز خطہ سے باہر نہیں اس سے خون کے قطرے ٹپکتے ہیں لیکن کعب نے بیوی کی ایک نہ سنی اور نیچے اتر آیا اور کچھ وقت ان سے

بَابُ الرِّهْنِ مَرْكُوبٌ وَمَحْلُوبٌ وَقَالَ الْمُغِيرَةُ عَنْ اِبْرَاهِيمَ يُرْكَبُ  
الضَّالَّةُ بِقَدْرِ عِلْفِهَا وَتُحْلَبُ بِقَدْرِ عِلْفِهَا وَالرَّهْنُ مِثْلُهُ۔

۲۳۴۵ — حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ ثَنَا زَكْرِيَّا عَنْ هَامِرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ الرِّهْنُ يُرْكَبُ  
بِنَفَقَتِهِ وَيُشْرَبُ لَبَنٌ إِذَا كَانَ مَرهُونًا۔

۲۳۴۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَا زَكْرِيَّا عَنْ الشَّعْبِيِّ  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ  
إِذَا كَانَ مَرهُونًا وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرهُونًا وَعَلَى الَّذِي يُرْكَبُ  
وَيُشْرَبُ النَّفَقَةُ۔

## باب مرہون حب نور پر سواری کی جائے

اور اس کا دودھ دوہا جائے؟

مغیرہ نے ابراہیم نخعی سے روایت کی کہ گمشدہ جانور کے چارہ کے مطابق اس پر  
سواری کی جائے اور اس کے چارہ کے مطابق اس کا دودھ دوہا جائے۔ بہن گمشدہ

حب نور کی طرح ہے

۲۳۴۵ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ

نے فرمایا مرہون جانور پر اس کے خرچ کے عوض سواری کی جائے اور جب وہ مرہون ہو تو اس کا دودھ پیا جائے۔

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مرہون جانور پر اس کے خرچ کے عوض سواری کی جائے اور اس کا دودھ

دوہا جائے جبکہ وہ مرہون ہو اور اس شخص پر اس کا خرچہ ہے جو اس پر سواری کہے اور اس کا دودھ پیئے۔

شروح : اس حدیث سے امام شافعی اور ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہما

نے استدلال کیا کہ راہن مرہون جانور پر خرچ کرنے کے عوض

۲۳۴۵ - ۲۳۴۶ —

## بَابُ إِذَا اخْتَلَفَ الرَّاهِنُ وَالْمُرْتَهِنُ وَنَحْوُهُ فَالْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِيِ وَالْيَمِينُ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ

۲۳۴۸ حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى شَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ  
قَالَ كَتَبْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَكَتَبَ إِلَيَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى أَنَّ الْيَمِينَ  
عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ -

۲۳۴۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ایک یہودی سے غلہ خریدا اور اس کے پاس اپنی زرہ رہن رکھ دی۔

۲۴۴۷ — شرح : اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ غیر مسلموں سے معاملات کرنے جائز ہیں۔  
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عظیم زاہد اور عظیم  
متواضع تھے۔ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں پاس ہوتے ہوئے مجھو کے وقت گزارتے تھے اور بے اوقات رہن رکھ کر قرض  
حاصل کرتے تھے۔ بعض صحابہ کرام مال دار بھی تھے لیکن ان سے یہ معاملہ نہ کیا کیونکہ یہ ڈرتا تھا کہ وہ آپ سے غلہ کی قیمت  
نہیں لیں گے یا اس وقت ان کے پاس زائد غلہ نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلیٰ اعلم !

## بَابُ جَبِ رَاهِنٍ أَوْ مُرْتَهِنٍ بِأَكُوْنِيٍّ أَوْ لَوْكٍ اخْتِلَافٍ كَبُرِيٍّ تَوَدَّعِيٍّ بِرُكُوَاهِ يَشِيْشُ كَرْنًا أَوْ رَدَّعِيٍّ عَلَيْهِ بِرُفْسَمٍ وَاجِبٌ هِيَ

۲۳۴۸ — ترجمہ : ابن ابی مُلَیْکَہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ  
عنہما کو خط لکھا تو اُنھوں نے مجھے جواب لکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فیصلہ فرمایا کہ قسم مدعی پر واجب ہے۔

۲۳۴۸ — شرح : یعنی مثال کے طور پر اگر راہن اور مرتہن قرصہ کی مقدار میں اختلاف کریں  
اور مرتہن موجود ہو۔ راہن کہے میں نے ایک سو روپیہ کے عوض رہن رکھا

ہے۔ اور مرتہن کہے میں نے دو سو روپیہ کے عوض لیا ہے۔ تو حضرات ائمہ کرام امام ابو حنیفہ، ابو یوسف، محمد شافعی  
اور احمد رضی اللہ عنہ کے نزدیک قول راہن کا معتبر ہے اور وہ قسم کھائے گا کیونکہ وہ زیادتی کا منکر ہے اور قول منکر کا معتبر  
اور وہ قسم کھائے گا کیونکہ وہ زیادتی کا منکر ہے اور قول منکر کا معتبر ہے۔ مرتہن پر بیعت واجب ہے کیونکہ وہ مدعی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## کتاب العتق

بَابُ فِي الْعِتْقِ وَفَضْلِهِ

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى فَكَفَّ رَقَبَةً أَوْ إِطْعَامَ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ  
 ۲۳۵۰ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ شَاعِرُ صَمِّ بْنِ مُحَمَّدٍ ثَنِي وَأَقْدَبُ بْنُ مُحَمَّدٍ  
 حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ مَرْجَانَةَ صَاحِبُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ قَالَ لِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ  
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْتَقَ أَمْرًا مُسْلِمًا اسْتَنْقَذَ اللَّهُ بِكُلِّ عَضْوٍ  
 مِنْهُ مِنَ النَّارِ قَالَ سَعِيدُ بْنُ مَرْجَانَةَ فَأَنْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَقَعَدَ  
 عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ قَدْ أَعْطَاهُ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَشْرَةَ أَلْفِ  
 دِرْهَمٍ أَوْ أَلْفِ دِينَارٍ فَأَعْتَقَهُ -

تصدیق نازل فرمائی پھر یہ آیت کریمہ پڑھی - اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَایْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا...  
 (حدیث ۲۳۵۰ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## کتاب العتق

باب — غلام آزاد کرنا اور اس کی فضیلت میں آیات

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: غلام آزاد کرنا یا بھوک کے دن کسی رشتہ دار یتیم کو کھانا کھلانا،

قَالَ اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَجِهَادٌ فِي سَبِيْلِهِ قُلْتُ فَايُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ قَالَ اَعْلَاهَا ثُمَّ اَوْثَقَهَا  
عِنْدَ اَهْلِهَا قُلْتُ فَاِنْ لَمْ اَفْعَلْ قَالَ تَعِيْنُ صَانِعًا اَوْ تَصْنَعُ يَوْخَرَقُ قُلْتُ فَاِنْ لَمْ  
اَفْعَلْ قَالَ تَدْعُ النَّاسَ مِنَ الشِّرْكِ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ تُصَدِّقُ بِهَا عَلٰى نَفْسِكَ.

### بَابُ مَا يَسْتَحِبُّ مِنَ الْعَتَاقَةِ فِي الْكُسُوفِ وَالْاَيَاتِ

۲۳۵۲ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ ثَنَا زَايْدَةُ بْنُ قَدَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ  
عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ قَالَتْ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَاقَةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ تَابِعَهُ عَلِيُّ بْنُ الدَّرَاوَرْدِيِّ عَنْ هِشَامِ  
۲۳۵۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي بَكْرٍ ثَنَا عِثَامُ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ  
عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ قَالَتْ كُنَّا لَوْ مَرَّ عِنْدَ الْكُسُوفِ بِالْعَتَاقَةِ.

اعمال سے افضل تھا۔ اخرق، کا معنی ہے جو ہنرمند نہ ہو۔ ابن بطال نے کہا اس کا معنی فقیر ہے۔ حدیث کا معنی  
یہ ہے کہ شرک کا ترک کرنا بہتر اور موجب ثواب ہے۔ اور مومن کا اقل مرتبہ یہ ہے کہ شر سے رُکاوہ ہے۔ ایک عہد غلام  
سے دو غیر عہدہ غلام آزاد کرنے بہتر ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ یہ کیا وجہ ہے کہ دو کمزور بکریوں سے ایک موٹی تازی بکری  
کی قربانی بہتر ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قربانی میں گوشت مقصود ہوتا ہے۔ اور موٹے تازے جانور کا گوشت لا احسن  
جانوروں کے گوشت سے بہتر ہوتا ہے اور غلام آزاد کرنے میں مقصود یہ ہوتا ہے کہ انسان کو غلامی سے چھڑایا جائے اور  
زیادہ لوگوں کو غلامی سے نجات دلانا بہتر ہوتا ہے۔

## بَابُ سُورِجِ گِرہن اور دوسری نشانیوں کے وقت غلام آزاد کرنا مستحب ہے،

۲۳۵۲ — ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے سورج گرہن کے وقت غلام آزاد کرنے کا حکم فرمایا۔ علی نے دواؤں

کا ہشام سے روایت کرنے میں موسیٰ بن مسعود کی متابعت کی۔

۲۳۵۳ — شرح : اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے کہا ہم کو سورج گرہن کے وقت غلام

۲۳۵۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي أَسَامَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ  
نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكَالَهُ  
فِي مَمْلُوكٍ فَعَلَيْهِ عِتْقُهُ كُلُّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَهُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ  
يَقُومُ عَلَيْهِ قِيمَتُهُ عَدَلَ عَلَى الْمُعْتَقِ فَأَعْتَقَ مِنْهُ مَا أُعْتِقَ .

۲۳۵۷ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثنا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَخْتَصَرَ  
ح وَثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ ثنا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ خَالِفٍ عَنْ ابْنِ مَرْوَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ أَوْ شِرْكَالَهُ فِي عَبْدٍ كَانَ لَهُ  
مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ قِيمَتَهُ بِقِيمَةِ الْعَدْلِ فَهُوَ عَتِيقٌ قَالَ نَافِعٌ وَالْأَفْقَدُ عَتَقَ  
مِنْهُ مَا عَتَقَ قَالَ أَيُّوبُ لَا أَذَرِي أَشْيَئًا قَالَهُ نَافِعٌ أَوْ شَيْءٌ فِي الْحَدِيثِ .

اور اس کے پاس اتنا مال ہے جو غلام کی کل قیمت کو پہنچتا ہو تو غلام عادلانہ قیمت کی جائے گی اور وہ اپنے شریکوں  
کو ان کے حصے دے گا اور غلام اس کی طرف سے آزاد ہو جائے گا ورنہ جتنا آزاد ہوا اتنا ہی آزاد رہے گا۔

ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنے مشترک غلام کا اپنا

حصہ آزاد کر دیا تو اگر اس کے پاس مال ہے جو غلام کی قیمت کو پہنچے تو وہ سارا غلام آزاد کرے اور اگر اس  
کے پاس مال نہیں تو غلام کی عادلانہ قیمت کی جائے گی اور جتنا اُس نے آزاد کیا اتنا ہی آزاد ہوگا۔

۲۳۵۷ — ترجمہ : بشر نے عبد اللہ سے اس حدیث کو مختصر ذکر کیا ہے۔  
نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مملوک میں اپنا حصہ یا  
غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا اور اس کے پاس اتنا مال ہے جو مملوک کی عادلانہ قیمت کو پہنچتا ہے تو وہ غلام آزاد ہو جائے گا  
نافع نے کہا اگر اس کے پاس مال نہیں تو وہ آزاد ہوگا۔ ایوب نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ نافع  
نے یہ اپنی طرف سے کہا ہے یا یہ حدیث میں مذکور ہے۔

ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مشترک غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا اور

اس کے پاس اتنا مال ہے جو غلام کی عادلانہ کل قیمت کو پہنچتا ہو۔ تو وہ غلام آزاد ہو جاتا ہے۔ نافع نے کہا ورنہ  
جو حصہ آزاد ہو گیا وہی آزاد ہوگا۔ ایوب نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ یہ نافع نے اپنی طرف سے کہا ہے یا یہ حدیث میں مذکور ہے۔

بَابُ إِذَا أَعْتَقَ نَصِيبًا فِي عَبْدٍ وَلَيْسَ لَهُ مَالٌ اسْتَشْعَى الْعَبْدُ  
غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ عَلَى نَحْوِ الْكِتَابَةِ

۲۳۶۰ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَدَمَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ  
سَمِعْتُ قَتَادَةَ ثَنِى النَّضْرَ بْنَ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ شَقِيصًا مِنْ عَبْدٍ حُرٍّ وَثَنًا مَسَدًا ثَنَانِيْدُ  
بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ أَبِي  
هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا أَوْ شَقِيصًا فِي مَمْلُوكٍ  
فَخَلَّاهُ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ وَالْأَقْوَمُ عَلَيْهِ فَاسْتَشْعَى بِهِ غَيْرَ مَشْقُوقٍ  
عَلَيْهِ تَابَعَهُ حُجَّاجُ بْنُ حُجَّاجٍ وَابَانُ وَمُوسَى بْنُ خَلْفٍ عَنْ قَتَادَةَ اخْتَصَرَ شُعْبَةُ

باب — اگر مشترک غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا حالانکہ  
اس کے پاس مال نہیں تو غلام سے اس حال میں محنت کرائی  
جائے کہ اس کو تکلیف میں نہ ڈالا جائے جس طرح مکاتبت میں کیا جاتا ہے،

ترجمہ : ابوسریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس  
نے غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا تو اس کے مال سے اس کو پورا آزاد کرنا  
اس کے ذمہ ہے اگر اس کے پاس مال ہے ورنہ غلام کی قیمت کی جائے گی اور اس سے اس حال میں محنت کرائی  
جائے گی کہ اس پر مشقت نہ ڈالی جائے۔ سعید کی حجاج بن حجاج، ابان اور موسیٰ بن خلف نے قتادہ سے روایت  
کرنے میں متابعت کی شعبہ نے اس کو مختصر ذکر کیا ہے۔

۲۳۶۰ — شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اگر آزاد کرنے والا مال دار ہو  
تو اس کے شریک کے حصہ کے متعلق کئی مذاہب ہیں۔ پہلا مذہب جمہور  
علماء کا ہے کہ اس کے آزاد کرنے سے غلام آزاد ہو جائے گا اور پورے غلام کی قیمت ادا کرنے کا وہ ذمہ دار ہے اور  
پورے غلام کی ولاء آزاد کرنے والے کے لئے ہے اور اس کا شریک اس سے صرف اپنے حصہ کی قیمت کا مطالبہ

۲۳۶۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ ثَنَائِيحِي بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ  
 اِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ  
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَلَا مَرِيحَ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ  
 إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ  
 امْرَأَةٍ يَتَرَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ -

۲۳۶۲ — ترجمہ : علقمہ بن وقاص لیشی نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال نیت کے ساتھ ہیں اور ہر شخص کو وہی حاصل ہوگا جس کی وہ نیت کرے جس کی ہجرت اللہ  
 اور اس کے رسول کے لئے ہے تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہی ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا کے لئے  
 ہے جس کی وہ خواہش کرتا ہے یا عورت کے لئے ہے جس سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس کی ہجرت اسی کے لئے  
 ہوگی جس کی وہ نیت کرے۔

۲۳۶۱ - ۲۳۶۲ شرح : اس امت کی یہ خصوصیت ہے کہ ان کے قلوب پر آنے والے  
 خطرات معاف ہیں جبکہ وہ مستقر نہ ہوں یعنی ان پر عمل نہ کیا جائے اور نہ ہی ان کے ساتھ کلام کیا جائے جبکہ پہلی امتوں  
 سے ان پر مواخذہ کیا جاتا تھا۔ حضرت ابوہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا کہ شروع اسلام میں خطرات قلوب  
 پر مواخذہ کیا جاتا تھا پھر منسوخ ہو گیا اور اس امت سے تخفیف کی گئی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ  
 نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا، یعنی اللہ تعالیٰ ہر نفس کی طاقت کے مطابق اسے تکلیف دیتا ہے۔ بعض اہل علم نے کہا کہ یہ منسوخ  
 نہیں صرف اس امت کی خصوصیت ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَإِنْ تَبَدَّلُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تَخَفُوا  
 يُحَاسِبُكُمْ بِهِ اللَّهُ، اگر یہ کہا جائے کہ جو شخص دل میں گناہ کا قصد کرے اگرچہ اس پر عمل نہ کرے۔ کیا اس پر مواخذہ  
 ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ معصیت (گناہ) پر عزم کرنا اسی طرح قلب کے تمام اعمال حسد اور بری چیزوں کی اشاعت  
 سے محبت وغیرہ پر عزم کرنے پر مواخذہ ہے جبکہ ان پر قلب کا استقرار ہو اور حدیث میں مذکور وہ خطرہ ہے جو مستقر  
 نہ ہو اور اس کو ہتم کہا جاتا ہے۔ جبکہ ہتم اور عزم میں واضح فرق ہے۔ کیونکہ ہتم، وہ ہے جو دل میں آئے اور اس کا  
 استقرار نہ ہو۔ اور عزم، وہ ہے جو دل میں جم جائے اور مستقر ہو جائے۔ گناہ پر نفس امار اور عزم معصیت لکھی جاتی  
 ہے اور جب اس پر عمل کرے گا تو دوسری معصیت لکھی جاتی ہے۔ اور اگر اللہ سے ڈر کر اسے ترک کر دے تو نیکی لکھی جاتی  
 ہے۔ اگرچہ لوگوں سے حیاء کر کے ترک کر دے اور ہتم جو لکھا نہیں جاتا وہ قلب کے خطرات ہیں جو مستقر نہیں ہوتے۔ اور  
 نہ ہی ان پر عقد اور عزم ہوتا ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث کے یہ الفاظ دو مآل لَعْمَلُ دَلَالَت کرتے ہیں کہ جوشی  
 دل میں آجائے وہ مستقر ہو یا نہ اس پر مواخذہ نہیں حالانکہ ایسا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث کا محمل وہ شئی ہے جو

## بَابُ إِذَا قَالَ لِعَبْدِهِ هُوَ اللَّهُ وَنَوَى الْعِتْقَ وَالْإِشْهَادَ فِي الْعِتْقِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُيُورٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ

کے روزے بھی نیت کے محتاج نہیں۔ بشرطیکہ مسافر یا مریض نہ ہو۔ اور حدیث میں کچھ الفاظ مقتدر میں وہ یہ کہ  
ثَوَابُ الْأَعْمَالِ بِالنِّيَّاتِ، کیونکہ اکثر اعمال ایسے ہیں جو شریعت میں نیت کے بغیر معتبر ہوتے ہیں اور صحت کی  
نفی سے ثواب کی نفی نہیں ہوتی لہذا ثواب کو مقتدر ماننا سب کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ کیونکہ صحت کی نفی سے  
ثواب کی نفی ہو جاتی ہے۔ اور ثواب کی نفی سے صحت کی نفی نہیں ہوتی اور اس میں جواز اور صحت کی نسبت اضافہ  
کم ہے۔ لہذا ثواب کو مقتدر ماننا اچھا ہے۔ کیونکہ عدم نیت سے اصل عمل باطل نہیں ہوتا اور صحت کی تقدیر پر اس  
کی نفی سے عمل باطل ہو جاتا ہے۔ جب عمل کے بطلان اور عدم بطلان میں شک واقع ہوا تو شک سے عمل باطل  
نہ ہوگا۔ نیز ”لِكُلِّ امْرَءٍ مَا نَوَى“ کی ثواب پر دلالت ہے۔ کیونکہ جو انسان کے لئے ہے وہ تو ثواب اور اجر  
ہے عمل تو انسان پر ہے۔ اس کے لئے نہیں لہذا حدیث کا معنی یہ ہے کہ اعمال کا ثواب نیت پر موقوف ہے۔  
علاوہ ازیں مذکور حدیث عام ہے اور اس سے بعض افعال مخصوص ہیں۔ چنانچہ قرض ادا کرنا، امانت واپس کرنا  
اذان، تلاوت، اذکار و اوراد، راستہ بتانا، اور اس سے کانٹے وغیرہ دور کرنا تمام عبادات ہیں اور بالاتفاق  
نیت کے بغیر صحیح ہیں۔ لہذا وضوء اور غسل میں بھی نیت معتبر نہیں اور علماء سلف اور خلف میں سے کسی نے ان اعمال  
میں نیت کو شرط قرار نہیں دیا ہے۔ اگرچہ ان اعمال کے وقت نیت ہوتی ہے مگر نیت شرط نہیں اور دعویٰ بھی یہی ہے کہ  
ان اعمال میں نیت شرط نہیں ہے مثلاً قرض ادا کرنے والا جب بری الذمہ ہونے کا قصد کرے گا تو قرض ادا کرنے  
وہ بری الذمہ ہو جائے گا۔ اور اس کو ثواب حاصل ہوگا اس میں کوئی نزاع نہیں اور جب ذمہ کی برأت کے قصد  
کے بغیر قرض ادا کرے تو جب بھی وہ بری الذمہ ہوگا لیکن ثواب نہ ہوگا (یعنی) الحاصل حدیث کا معنی یہ ہے کہ  
ثَوَابُ الْأَعْمَالِ بِالنِّيَّاتِ، کہ اعمال کا ثواب نیت پر موقوف ہے جس کسی نے ہجرت اس نیت سے کی کہ اللہ تعالیٰ  
راضی ہو جائے اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے اور جس نے دنیا یا عورت کے ساتھ نکاح کرنے کی نیت سے ہجرت کی تو اس کو  
یہی کچھ ملے گا اور آخرت میں کچھ ثواب نہ ملے گا۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث میں ایک ہی شرط اور وہی جزاء ہے حالانکہ  
شرط و جزاء متغایر ہوتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ جزاء عین شرط نہیں بلکہ جزاء محذوف ہے اور حدیث میں مذکور  
جزاء کے قائم مقام ہے۔ اور وہ پہلی صورت میں ”وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ“ اور دوسری صورت میں ”لَهَا حَقُّهُ  
وَلَا نَصِيبَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ“ ہے پہلی تعظیم کے لئے اور دوسری تحقیر کے لئے لہذا شرط و جزاء متحد نہیں ہیں۔ اس  
حدیث سے متعلق کچھ حدیث علی کی شرح میں ذکر کر چکے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

گواہ بناتا ہوں کہ وہ آزاد ہے۔ مدینہ پہنچ کر ابو ہریرہ کہتے ہیں۔

سے میں رات کی درازی اور سختیوں کی شکایت کرتا ہوں علاوہ اس کے کہ اُس نے دارِ کفر سے نجات دلائی۔

۲۳۶۴ — ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا جب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے راستہ میں کہا سہ رات کی درازی اور اس کی سختیوں سے شکایت ہے۔ علاوہ اس کے کہ اس نے دارِ کفر سے نجات دلائی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا راستہ میں میرا غلام بھاگ گیا جب میں مدینہ منورہ پہنچا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ میں آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک غلام بھی آگیا تو مجھے خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ! یہ تیرا غلام ہے۔ میں نے کہا یہ اللہ کے لئے آزاد ہے اور میں نے اس کو آزاد کر دیا۔ ابو کریب نے جو ابواسامہ سے روایت کی ہے اس میں آزاد کا لفظ نہیں ہے۔

ترجمہ: قیس نے کہا جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے اور ان کے ساتھ

۲۳۶۵ —

ان کا غلام تھا جبکہ وہ اسلام قبول کرنے آئے تھے تو ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی سے بھٹک گیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ گواہ بناتا ہوں کہ وہ اللہ کیلئے ہے (آزاد ہے) شرح: اس باب کے دو عنوان ہیں ایک یہ کہ اگر کسی شخص نے اپنے غلام سے کہا وہ اللہ کے لئے ہے۔ اس حال میں کہ اُس نے

۲۳۶۳ تا ۲۳۶۵ —

غلام آزاد کرنے کی نیت کی ہو تو غلام آزاد ہو جائے گا۔ دوسرا عنوان یہ ہے کہ اس باب میں غلام کے آزاد کرنے پر گواہی کا ذکر ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں مذکور شعر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہے لیکن ابو ہریرہ کا شعر کہنا غیر معروف ہے۔ ابن تین نے کہا یہ ابو ہریرہ کے غلام کا شعر ہے۔ علامہ فاکھی نے کتاب مکہ میں ذکر کیا کہ یہ بیت ابو مرثد کا ہے۔ اس تقدیر پر ممکن ہے کہ ابو ہریرہ نے اس کا شعر پڑھا ہو۔ سب علماء کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے غلام سے ہے کہ وہ آزاد ہے یا اللہ کی رضا کے لئے اس کو آزاد کیا یا وہ اللہ کے لئے ہے اور آزادی کی نیت کرے تو غلام آزاد ہو جائے گا۔ بلکہ متکلم کا ہر کلام جس سے غلام کی آزادی مفہوم ہو اس سے غلام آزاد ہو جاتا ہے۔ ابن بطل رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر کوئی شخص اپنی امید کو پالے یا اس کو کسی مصیبت سے نجات دے تو اس کے لئے غلام آزاد کرنا مستحب ہے۔ اسی لئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جب دارِ کفر سے نجات پائی تو اُنھوں نے غلام آزاد کیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے چھ ہجری میں اسلام قبول کیا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ ایسے اشعار پڑھنے جائز ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی ثنا کرنا مقصود ہو۔ یا ان میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثناء ہو بشرطیکہ اس میں غلو نہ ہو یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدایا خدا کا بیٹا نہ بنائے اس کے علاوہ جو ثناء مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کہے جائز ہے۔ علامہ بوسیری رحمہ اللہ تعالیٰ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں۔

دَعَا مَا دَعَتْهُ النَّصَارَىٰ فِي بَنِيهِمْ ۖ وَاحْكُم بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيهِم وَاحْتِكُمْ ۖ

## ہے کہ لونڈی اپنے مالک کو جہنم دے گی “

۲۳۶۶

ترجمہ :

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص کو وصیت کی تھی کہ وہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا اپنے قبضہ میں لے لے عتبہ نے کہا وہ میرا بیٹا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے زمانہ میں مکہ مکرمہ تشریف لائے تو حضرت سعد نے زمعہ کی لونڈی کا بیٹا پکڑا اور اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا اور عبد بن زمعہ کو بھی ساتھ لے آئے سعد نے کہا یا رسول اللہ! یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اس نے مجھے وصیت کی تھی کہ وہ اس کا بیٹا ہے۔ عبد بن زمعہ نے کہا یا رسول اللہ! یہ میرا بھائی ہے زمعہ کی لونڈی کا بیٹا ہے۔ اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کو دیکھا وہ سب لوگوں میں سے عتبہ کے زیادہ شاہد تھا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد بن زمعہ یہ تیرا ہے کیونکہ تیرے والد کے بستر پر پیدا ہوا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سودہ بنت زمعہ اس سے حجاب میں رہنا کیونکہ آپ نے اس کی مشابہت عتبہ کے ساتھ دیکھی تھی۔ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں۔

۲۳۶۶

شرح :

عبد بن زمعہ نے کہا یہ لڑکا میرا بھائی ہے میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ اس کا بھائی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس لڑکے کی ماں اُم ولدہ ہے۔ یہی باب کا عنوان ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ اس میں ام ولد کی آزادی اور غلامی کا ذکر تک نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں ام ولد کی آزادی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اس کو زمعہ کا فرانش بنایا ہے لہذا اس میں ام ولد اور میری دونوں برابر ہیں۔ لہذا ام ولدہ اپنے مالک کی وفات کے بعد آزاد ہو جائے گی۔ اس حدیث کی مزید تفصیل حدیث ۱۹۲۷ کی شرح میں دیکھیں۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس مقام میں اشکال یہ ہے کہ عبد بن زمعہ نے جب کہا کہ یہ میرا بھائی ہے تو اس نے اپنے باپ پر دعویٰ کیا کہ یہ اس کا بیٹا ہے اور اس کے اقرار پر کوئی دلیل پیش نہ کی تو یہ دعویٰ کیسے قبول ہو سکتا ہے؟ اسی لئے امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے یہ اختیار کیا کہ جب کوئی اپنی لونڈی سے صحبت کرے تو اس کے بعد جو بھی بچہ پیدا ہوگا وہ مالک کا ہی تصور ہوگا وہ اس کا دعویٰ کرے یا دعویٰ نہ کرے اور علماء کو فہم ہے کہ جب تک مالک اقرار نہ کرے وہ بچہ اس کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”وہ تیرا ہے“ اور یہ نہیں فرمایا وہ تیرا بھائی ہے لہذا اس کا یہ معنی ہو سکتا ہے کہ وہ تیرا مملوک ہے اور تجھے اس پر تصرف کا حق حاصل ہے۔ اسی لئے ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اس سے پردہ کر و اگر آپ اس کو زمعہ کا بیٹا ہونے کا حکم فرماتے تو اس کی بہن کو اس سے پردہ کرنے کا حکم نہ فرماتے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا ابن زمعہ کا ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا کو دیکھنا مباح تھا لیکن اس کی مشابہت عتبہ سے تھی اس لئے تنزیہاً فرمایا کہ وہ اس سے پردہ کرے۔ بعض علماء نے کہا کہ اس حدیث سے

## بَابُ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهَبْتِهِ

۲۳۶۹ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ ثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ سَمِعْتُ  
ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ خَيَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هَبْتِهِ -  
۲۳۶۹ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ  
عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اشْتَرَيْتُ بَرِيْرَةَ فَأَشْرَطْتُ أَهْلَهَا وَلَا عَهْدَ لِي بِهَا  
ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْتَقْتُمُهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ  
فَأَعْتَقْتُهَا فَدَعَاَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَيَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا فَقَالَتْ لَوْ أَعْطَانِي  
كَذَا وَكَذَا مَا تَبَتُّ عِنْدَهُ فَأَخْتَارْتُ نَفْسَهَا -

## باب — ولاء کی بیع اور اس کا ہبہ کرنا

ترجمہ : عبد اللہ بن دینار نے کہا میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے  
ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء کی بیع اور اس کو

ہبہ کرنے سے منع فرمایا -

۲۳۶۸ — شرح : اگر کوئی شخص اپنا غلام آزاد کر دے تو غلام کے مرنے کے بعد اس کے ترکہ کا استحقاق  
آزاد کرنے والے کے لئے ہوتا ہے اس کو بیچنا اس لئے ممنوع ہے کہ سید عالم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " الْوَلَاءُ لِحِمَّةٍ كَالْحِمَّةِ النَّسَبِ لَا يَبَاعُ وَلَا يُورَثُ " اس پر جمہور علماء کا اتفاق  
ہے - اور تحویل نسب کے عدم جواز پر اجماع قائم ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی  
ہے جو اپنی نسبت اپنے والد کے غیر کی طرف کرے اور ولاء نسب کی طرح ہے اس لئے جو حکم نسب کا ہے وہی حکم ولاء  
کا ہے جیسے نسب کو بیچنا اور اس کا ہبہ کرنا جائز نہیں ایسے ہی ولاء کا نقل کرنا جائز نہیں ایسے ہی ولاء کا نقل کرنا  
جائز نہیں وہ صرف آزاد کرنے والے کے لئے ہے - اس کو ولاء العتاقہ کہتے ہیں اس کا سبب آزاد ہونا ہے آزاد  
کرنا نہیں کیونکہ اگر ولاء کا سبب اعتقاق (آزاد کرنا) ہو تو جب غلام خود بخود آزاد ہو جائے تو اس کی ولاء کا حق نہیں  
ہونا چاہیے جیسے کوئی اپنے ذی محرم کو خریدے تو وہ فوراً آزاد ہو جاتا ہے اگرچہ اس کو آزاد نہ کرے - واللہ ورسولہ اعلم !

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے بریرہ کو خریدا تو اس کے مالکوں  
نے اس کی ولاء کی شرط کی کہ بریرہ کی ولاء ان کے لئے ہے (میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ إِذَا أُسْرَ أَخُو الرَّجُلِ أَوْ عَمُّهُ  
 هَلْ يُفَادَى إِذَا كَانَ مُشْرِكًا وَقَالَ النَّسُّ قَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 فَاذَيْتُ نَفْسِي وَفَاذَيْتُ عَقِيلًا وَكَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ لَهُ نَصِيبٌ فِي  
 تِلْكَ الْغَنِيمَةِ الَّتِي أَصَابَ مِنْ أَخِيهِ عَقِيلٌ وَعَمُّهُ عَبَّاسٌ -  
 ۲۳۷۰ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ عَقْبَةَ  
 عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ ثَنَى أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رِجَالًا مِنَ الْأَنْصَارِ  
 اسْتَأْذَنُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا ائْذَنْ فَلَنُتْرِكَ لِابْنِ أَخْتِنَا  
 عَبَّاسٍ فِدَاءً فَقَالَ لَا تَدْعُونِ مِنْهُ دُرْهَمًا -

## باب — جب کسی کا بھائی یا چچا قید ہو جائے

کیا اگر وہ مُشرک ہو تو فدیہ دے کر اس کو چھڑایا جاسکتا ہے ؟  
 انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے عرض کیا میں نے اپنا فدیہ دیا اور عقیل کا فدیہ دیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ  
 کا غنیمت میں حصہ تھا جو ان کو اپنے بھائی عقیل اور چچا حضرت عباس سے ملا تھا۔

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار سے بعض لوگوں نے جناب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی اور عرض کیا کہ آپ ہمیں  
 اجازت دیں کہ ہم اپنے بھانجہ عباس کا فدیہ چھوڑ دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان سے ایک درہم بھی نہ چھوڑو  
 شروح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب کے عنوان کا حکم ذکر نہیں کیا کیونکہ  
 اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ اور امام رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب  
 کی حدیث سے استدلال کیا کہ اگر کوئی اپنے چچا یا بھائی اسی طرح چچا کے بیٹے کا مالک ہو جائے وہ آزاد نہ ہوں گے۔  
 کیونکہ سردیکانہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر میں اپنے چچا عباس اور چچا کے بیٹے عقیل کے مال غنیمت کے عوض  
 جو آپ کا حصہ تھا مالک ہو گئے تھے۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے بھائی عقیل اور چچا عباس کے غنیمت میں

عقیل ابوطالب کے بیٹے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیسٹ برس بڑے تھے۔ وہ اور حضرت عباس جنگ بدر میں مشرکوں کے ساتھ مجبوراً شریک ہوئے اور قید ہو گئے تو حضرت عباس نے اپنا اور عقیل کا فدیہ ادا کیا اور قید سے رہائی پائی۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ولأع کی بیع یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے آزاد کردہ غلام کی ولأع کو مال کے عوض فروخت کر دیتا تھا یہ عربوں میں رواج تھا۔ یا کوئی شخص کسی کے پاس غلام اس شرط پر فروخت کرتا کہ وہ اس کو آزاد کر دے اور اس کی ولأع بائع کے لئے ہوگی۔ اور وہ قیمت فروخت میں سے کچھ رقم کم کر دیتا تھا۔ یہ ولأع کی بیع ہے۔ اس تقریر کے بعد علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جنگ بدر میں جہاں اور مشرک قیدی ہوئے وہاں حضرت عباس اور عقیل بھی قیدی ہوئے۔ تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فدیہ لے کر چھوڑنے کا حکم دیا تو انصار نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام کے باعث حضرت عباس کے فدیہ سے درگزر کرنا چاہا۔ نیز حضرت عباس کی انصار سے قرابت بھی تھی کیونکہ حضرت ہاشم بن عبد مناف نے بنی نجار قبیلہ کی عورت سے شادی کی تھی اور ان سے عبدالمطلب پیدا ہوئے تھے اس لئے حضرت عباس کی دادی انصار سے تھی اسی لئے انھوں نے کہا تھا کہ عباس ہمارا بھانجہ ہے ان کے فدیہ سے درگزر کریں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی اس درخواست کو شرف قبولیت نہ فرمایا۔ جبکہ حضرت عباس مالدار تھے تو ان سے فدیہ لے کر مجاہدین میں تقسیم کر دیا۔ اس قصہ سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ جو کوئی چچا یا چچا کے بیٹے کا مالک ہو جائے تو وہ آزاد نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

## باب۔ مُشْرک کا آزاد کرنا

توجہ: ہشام سے روایت ہے کہ میرے باپ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انھوں نے جاہلیت میں ایک سو غلام آزاد کئے تھے اور سو اونٹ

— ۲۳۷۱ —

سواری کے لئے دیئے (خیرات کی) جب وہ مسلمان ہوئے تو ایک سو اونٹ سواری کے لئے دیئے اور سو غلام کو آزاد کیا انھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے چند اشیاء کے متعلق بتائیں جو میں جاہلیت کے زمانہ میں کرتا رہا ہوں میں وہ چیزیں ثواب کے لئے کرتا تھا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اسلام لے آئے ہو اور جو نیک کام تم نے پہلے کئے ہیں وہ قائم رہیں گے!

شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرک کا ثواب کے لئے غلام آزاد کرنا جائز ہے۔ لیکن اس کا ثواب جب ہی ملے گا کہ وہ اسلام قبول کر لے چنانچہ سید عالم

— ۲۳۷۱ —

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ لَكَ مِنْ خَيْرٍ“ اس کا یہ معنی نہیں کہ کفر کی حالت میں عبادت صحیح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کافروں کی عبادت بے کار ہے۔ بلکہ اس کے بعد جب مسلمان ہو گا تو کفر کی حالت میں

امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کا یہی مذہب ہے۔ انھوں نے باب کی احادیث سے استدلال کیا ہے علماء کوفہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا مسلک بھی یہی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

قولہ وقولہ تعالیٰ الخ یعنی یہ باب کا دوسرا عنوان ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے عبد مملوک مطلقاً ذکر کیا ہے۔ مقید ذکر نہیں کیا۔ معلوم ہوا اس حکم میں اعرابی اور عجمی میں کوئی فرق نہیں۔ اس آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو امثال بیان کرنے سے منع فرمایا تھا چنانچہ ارشاد فرمایا **لَا تَضْرِبُوا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ**، یعنی اللہ کے لئے امثال استباہ بیان نہ کرو۔ وہ ہر شئی کو جانتا ہے اور ان کو بتایا کہ مثال کیسے بیان کی جاتی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا تمہارا بتوں کو اللہ کا شریک بنانے کی مثال اس شخص کی مثل ہے جس نے عبد مملوک کو تصرف کرنے سے قاصر ہوا اور آزاد شخص جو مالک ہو اور اللہ کے دیئے ہوئے مال میں جیسے چاہے تصرف کرتا ہے، میں برابر ہی کرتا ہے کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں یعنی تمہارے شرکاء بت محض عاجز ہیں وہ اللہ کا شریک کیسے ہو سکتے ہیں۔ لیکن مشرک چونکہ جاہل ہیں اس لئے وہ اس فرق کو نہیں جانتے ہیں۔

ترجمہ : عروہ رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ مروان بن حکم اور مسور بن مخزوم نے اُن سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا جبکہ آپ کے پاس قبیلہ

ہوازن کا وفد آیا اور انھوں نے آپ سے سوال عرض کیا کہ آپ اُن کے مال اور قیدی واپس کر دیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے ساتھ اور لوگ بھی ہیں جنہیں تم دیکھ رہے ہو میرے نزدیک اچھی بات وہ ہے جو سچی ہو۔ تم دو باتوں میں سے ایک اختیار کر لو یا تو مال لے لو یا قیدی چھڑالو۔ میں نے تو ان کا انتظار کیا تھا۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس دن سے زائد ان کا انتظار کیا پھر آپ طائف سے واپس ہوئے تھے۔ جب انھیں یہ معلوم ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دو چیزوں سے صرف ایک چیز واپس کریں گے تو انھوں نے کہا ہم اپنے قیدی اختیار کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں خطبہ دیا اور اللہ کی ثناء کی جس کے وہ لائق ہے۔ پھر فرمایا اِنَّا بَعْدُ اَتَمَّارُ بھائی ہمارے پاس تائب ہو کر آئے ہیں اور میری رائے یہ ہے کہ میں اُن کو ان کے قیدی واپس کروں۔ جو کوئی تم میں سے بخوشی یہ کرنا چاہے وہ کرے۔ اور جو کوئی اپنا حصہ پسند کرتا ہے حتیٰ کہ ہم اس کو وہ پہلی قیمت سے دیں جو اللہ تعالیٰ ہمیں دے گا تو وہ بھی کرے (قیدی واپس کرے) لوگوں نے کہا ہم بخوشی یہ کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نہیں جانتے کہ تم میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے اجازت نہیں دی تم سب واپس چلے جاؤ حتیٰ کہ ہمارے پاس تمہارے نمبر دار تمہاری رائے ظاہر کریں۔ پس لوگ واپس چلے گئے اور ان کے سرداروں نے ان کے گفتگو کی پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی کہ انھوں نے بخوشی کیا ہے اور سب نے اجازت دے دی ہے۔ یہ واقعہ ہے جو ہمیں قبیلہ ہوازن کے قیدیوں کی طرف سے پہنچا ہے۔ انس نے کہا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں نے اپنا اور عقیل کا فدیہ دیا ہے (غزوہ بدر میں)

شرح : ابن بطلال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ اس کی روایت

المُصْطَلِقَ وَهُمْ غَارُونَ وَأَنْعَامُهُمْ تُسْقَى عَلَى الْمَاءِ فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَهُمْ وَ  
 سَبَى ذُرَارِيَّهُمْ وَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ جُورِيَّةً شَيْءٌ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ كَانَ  
 فِي ذَلِكَ الْحَيْشِ - ۲۳۷۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا  
 مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ ابْنِ  
 مُحَيْرِيزٍ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَصْبْنَا سَبِيًّا مِنْ سَبَى الْعَرَبِ فَأَشْتَهَيْنَا  
 النِّسَاءَ فَأَشْتَدَّ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ فَأَحْبَبْنَا الْعَزْلَ فَسَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ إِلَّا تَفْعَلُوا مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَانَتْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ إِلَّا وَهِيَ كَانَتْ.

قیدی بنا لیا اور اس روز آپ نے جویریہ کو پایا مجھ سے عبد اللہ بن عمر نے یہ بیان کیا جبکہ وہ اس لشکر میں تھے۔  
 ۲۳۷۲ — ترجمہ : ابن محیریز نے کہا میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور ان سے عزل  
 کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ بنی مصطلق میں نکلے تو ہم کو عرب کے  
 چند قیدی ماہتہ لگے ہم کو عورتوں کی خواہش تھی کیونکہ عورتوں سے علیحدگی ہمارے لئے سخت دشوار تھی۔ اس لئے ہم نے  
 عزل کرنا چاہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا تم پر حرج نہیں کہ عزل نہ کرو  
 کوئی بھی جان نہیں جو قیامت تک پیدا ہونے والی ہو مگر وہ پیدا ہو کر رہے گی۔

۲۳۷۳ شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے بنی مصطلق کے قیدی مجاہدین میں تقسیم کر دیئے تو جویریہ بنت حارث حضرت ثابت بن قیس بن شماس یا ان کے چچا کے  
 بیٹے کے حصہ میں آئی۔ تو اس نے عقد کتابت کر لیا اور وہ بڑی خوش طبع تھی۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت  
 میں آئی جبکہ آپ سے کتابت کی رقم اداء کرنے میں مدد چاہتی تھی۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جویریہ  
 بنت حارث ہوں میرا باپ اپنی قوم کا سردار تھا میں مصائب میں مبتلا ہو چکی ہوں جو آپ پر مخفی نہیں۔ میں ثابت بن قیس یا  
 ان کے چچا کے بیٹے کے حصہ میں آئی ہوں اور میں نے ان سے کہا ہے کہ اتنی رقم اداء کرنے پر مجھے آزاد کر دو جس کو انھوں  
 نے تسلیم کر لیا ہے۔ اب میں حاضر ہوئی ہوں کہ عقد کتابت میں میری مدد فرمائیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تجھے  
 اس سے بہتر مشورہ نہ دوں؟ عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کیا ہے فرمایا میں تیری کتابت کی رقم اداء کر دوں اور تجھ سے نکاح کر لوں  
 عرض کیا یا رسول اللہ! میں راضی ہوں۔ لوگوں کو یہ خبر پہنچی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ بنت حارث سے نکاح کر لیا  
 ہے تو انھوں نے کہا کہ جویریہ کا خاندان تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرال ہو گئے تو انھوں نے تمام قیدی بخوشی آزاد کر دیئے

۲۳۷۵ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ شَاخِرِيُّ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقُقَاعِ عَنْ  
 أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَا أَزَالُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ . وَحَدَّثَنِي ابْنُ سَلَامٍ  
 أَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ  
 وَعَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقُقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا زِلْتُ أُحِبُّ  
 بَنِي تَمِيمٍ مُنْذُ ثَلَاثِ سَمْعَتٍ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِيهِمْ  
 سَمْعَتُهُ يَقُولُ هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى الدَّجَالِ قَالَ وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا وَكَانَتْ سَبِيَّةً  
 مِنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ أَعْتَقْتُهَا فَإِنَّهَا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلِ .

ترجمہ : ابو زرعه نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انھوں نے کہا  
 میں ہمیشہ سے بنی تميم سے محبت کرتا ہوں جبکہ میں نے جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے متعلق تین باتیں سُنیں۔ میں نے آپ کو ان کے متعلق فرماتے ہوئے سنا کہ وہ میری اُمت  
 میں دجال پر بہت سخت ہیں۔ ایک دفعہ ان کے صدقات آئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 یہ ہماری قوم کے صدقات ہیں۔ ان میں سے ایک قیدی عورت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی تو  
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو آزاد کر دو کیونکہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔

۲۳۷۵ شرح : ابن بطلال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تميم افضل مال صدقہ کیا کرتے تھے  
 اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بہت خوش تھے چونکہ وہ  
 اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق میں بہت مخلص تھے۔ جبکہ وہ بہتر سے بہتر صدقہ کرتے تھے اس لئے  
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف فرمائی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر عرب کی طرح عربوں کو  
 بھی غلام بنانا جائز ہے اور عربی غلام کو آزاد کرنا افضل ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے  
 معلوم ہوتا ہے کہ عزل کرنا مکروہ نہیں کیونکہ جب لوگوں نے آپ سے عزل کے متعلق عرض کیا تو آپ نے ان کو منع  
 نہیں فرمایا بلکہ یوں فرمایا کہ جب بچہ کی پیدائش اس کا مقدّر بن چکی ہو تو عزل منع نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ممکن  
 ہے کہ اللہ تعالیٰ عورت کے رحم میں نطفہ پہنچا دے جس سے بچہ پیدا ہو جائے۔ اگرچہ اقل قلیل نطفہ  
 ہو۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ !

۲۳۷۷ — حَدَّثَنَا اَدَمُ بْنُ اَبِي اَيَّاسٍ ثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا وَاَصِلُ الْاَحْذَبُ  
 قَالَ سَمِعْتُ الْمَعْرُورَ بْنَ سُوَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ اَبَا ذَرَّ الْغِفَارِيَّ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَ  
 عَلَى غُلَامِهِ حُلَّةٌ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ اِنِّي سَابَيْتُ رَجُلًا فَشَكَانِي  
 اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعَيْتَهُ بِأَمْرِهِ  
 ثُمَّ قَالَ اِنَّ اِخْوَانَكُمْ خَوَلَكُمُ جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ اَيْدِيكُمْ فَمَنْ كَانَ اخُوهُ  
 تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ فَمَا يَأْكُلُ وَلْيَلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تَكْلِفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ  
 فَاِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَاَعْيَنُوهُمْ۔

کا ارشاد اللہ کی عبادت کرو اس کا کسی کو شریک نہ بناؤ۔ اور ماں باپ، رشتہ دار  
 یتیموں، مسکینوں، قریب پڑوسیوں اور بعید پڑوسیوں، ساتھ بیٹھنے والوں، مسافروں  
 لونڈیوں اور غلاموں سے اخلاص کرو۔ بے شک اللہ متکبر اور فخر کرنے والے کو پسند  
 نہیں کرتا۔ ذی القربیٰ سے مراد رشتہ دار اور جنب سے مراد اجنبی اور جار جنب  
 سے مراد سفر کا ساتھی ہے۔

شرح توجہ الباب، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ اس کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس  
 کا شریک نہ بناؤ کیونکہ وہی خالق و رزاق اور حقیقی منعم ہے جو ہر حال میں اپنے بندوں پر مہربانی کرتا ہے۔ پھر والدین سے  
 احسان کرنا ذکر کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اولاد کو عدم سے وجود کی طرف لانے کا ان کو سبب بنایا ہے پھر رشتہ داروں کے احسان کو ذکر کیا  
 کیونکہ ان احسان کرنے میں زیادہ ثواب چنانچہ حدیث میں ہے کہ سب سے بڑا صدقہ کا ثواب ملتا ہے اور رشتہ دار پر احسان کرنے سے قہر اور صلہ رحمی کا  
 کا ثواب ملتا ہے۔ پھر یتیمی کو ذکر کیا کیونکہ ان کے احوال کی اصلاح کرنے والا کوئی نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی ان کی کفالت  
 کرنے والا ہوتا ہے جو ان پر خرچ وغیرہ کرے پھر مساکین کو ذکر کیا کیونکہ یہ تمام حاجت مندوں سے زیادہ محتاج ہوتے  
 ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی دیکھ بھال اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کا حکم فرمایا پھر قریب اور بعید پڑوسیوں  
 کو ذکر کیا کیونکہ رشتہ داری میں ان کی بہت اہمیت ہے۔ چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام مجھے  
 ہمسایہ کے متعلق وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ مجھے خوف لاحق ہوا کہ اس کو میرا وارث بنا دے گا۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ”ذی القربیٰ“ قریبی مرد و عورتیں ہیں چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
 کہ ذی القربیٰ وہ ہیں جن کی تم سے قرابت ہو اور ”جنب غریب وہ ہے جس کی تم سے قرابت نہ ہو۔ مجاہد نے کہا جار جنب

۲۳۷۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا سُفِينُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي  
بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيْمَارُ جُلٍ  
كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ أَذْبَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا وَاعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ وَ  
إِيْمَا عَبْدٍ أَذَى حَقَّ اللَّهُ وَحَقَّ مَوَالِيهِ فَلَهُ أَجْرَانِ

## باب — غلام جب اپنے رب کی عبادت اچھی طرح کرے اور اپنے مالک سے اخلاص (بھلائی) کرے

۲۳۷۸ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب غلام اپنے مالک کی خیر خواہی کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت اچھی طرح کرے  
تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔

۲۳۷۹ — ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا جس مرد کے پاس لونڈی ہو اور وہ اس کو ادب سکھائے اور اچھا ادب سکھائے اور اس کو آزاد  
کر دے پھر اس سے نکاح کر لے تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا اور جو غلام اللہ تعالیٰ کا حق اور اپنے مالکوں کا  
حق ادا کرے اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔

شرح : مذکور غلام کو دوہرا ثواب اس لئے ملتا ہے کہ وہ دو  
حق ادا کرتا ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث کا مفہوم یہ ہے

کہ ایک عمل پر دو مرتبہ ثواب دیا جاتا ہے حالانکہ ایک عمل پر ایک ہی دفعہ ثواب ملتا ہے لیکن غلام کو دوہرا ثواب اس  
لئے ملتا ہے کہ وہ دو عمل کرتا ہے ایک وہ اللہ کی عبادت کرتا ہے دوسرے مالک کی خیر خواہی کرتا ہے۔ اسی طرح  
جو کوئی دو عمل کرے اس کو ہر عمل پر ثواب ملتا ہے اس میں غلام کی کیا خصوصیت ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ  
دوہرا ثواب اس عمل کے ساتھ مختص ہے جس میں اللہ کی طاعت اور مالک کی طاعت متحد ہوں تو وہ ایک عمل  
کرے گا اور دو اعتباروں سے اس پر دوہرا ثواب حاصل کرے گا اور جن اعمال کی جتنی مختلف  
ہوں اس کے دوہرے ثواب سے قطعاً اختصاص نہیں ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو غلام اللہ کا حق اور اپنے مالک کا حق ادا کرے وہ آزاد شخص سے افضل ہے۔  
واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

۲۳۸۱ — حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ نَصْرِثَنَا ابْنُ اَبُو اسَامَةَ عَنْ اَوَعْمَشٍ ثَنَا اَبُو صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ مَا لِاَحَدِهِمْ يَحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَيَنْصَحُ لِسَيِّدِهِ -

بَابُ كَرَاهِيَةِ التَّطَاوُلِ عَلَى الرَّقِيقِ وَقَوْلِهِ عَبْدِي وَامَتِي وَقَوْلِ اللَّهِ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ وَقَالَ عَبْدًا اَتَمَلُّوْكَ وَالْفِيَا سَيِّدًا هَالِدِي الْبَابِ وَقَالَ عَزَّوَجَلَّ مِنْ فِتْيَانِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمُوا اِلَى سَيِّدِكُمْ وَاذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ يَعْنِي عِنْدَ سَيِّدِكَ

۲۳۸۱ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ غلام بہت اچھا ہے جو اپنے رب کی عبادت اچھی طرح کرے اور اپنے مالک سے خیر خواہی کرے۔

شرح : قولہ ”نِعْمًا“، نون مفتوح عین مکسور اور ”مَا“ مشدد ہے۔ جیسے

قرآن کریم میں ہے ”اِنَّ اللّٰهَ نِعْمًا يُعْطِيْكُمْ بِهٖ“ اور مخصوص بالمدح

مخذوف ہے اور وہ المملوک ہے۔ یعنی نِعْمَ الْمَمْلُوكُ لِاَحَدِهِمْ يَحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَيَنْصَحُ لِسَيِّدِهِ یعنی واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — غلام پر تکبر کرنے کی ممانعت، اور یہ کہنا میرا عبد، میری

لونڈی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور تمہارے نیک غلام اور نیک

لونڈیاں اور فرمایا مملوک غلام اور فرمایا۔ ان دونوں نے اپنے سردار کو دروازہ کے

پاس پایا اور فرمایا تمہاری مومن لونڈیاں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اپنے سردار

کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد اپنے مالک کے پاس میرا ذکر کرنا، اور آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ”تمہارا سردار کون ہے؟“

شرح ترجمۃ الباب : یعنی غلام پر دست درازی مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ سب لوگ اللہ کے بند ہیں اور

۲۳۸۲ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثنا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ثَنِي نَافِعٌ عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نَصَرَ الْعَبْدُ سَيِّدَهُ وَأَحْسَنَ  
عِبَادَةَ رَبِّهِ كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ -

۲۳۸۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ثنا أَبُو سَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرَّةٍ  
عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْمَمْلُوكِ الَّذِي يُحْسِنُ  
عِبَادَةَ رَبِّهِ وَيُؤَدِّي إِلَى سَيِّدِهِ الَّذِي لَهُ عَلَيْهِ مِنَ الْحَقِّ وَالنَّصِيحَةِ وَالطَّاعَةِ  
أَجْرَانِ - ۲۳۸۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَامِ  
بْنِ مُنْبَهٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ رِيزَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ  
قَالَ لَا يِقْلُ أَحَدُكُمْ أَطْعِمَ رَبَّكَ وَضَيَّ رَبَّكَ إِسْقِ رَبَّكَ وَلْيَقْلُ سَيِّدِي  
وَمَوْلَايَ وَلَا يِقْلُ أَحَدُكُمْ عَبْدِي أَمَتِي وَلْيَقْلُ فَتَايَ وَفَتَاتِي وَغُلَامِي -

۲۳۸۲ — ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا جب کوئی غلام اپنے مالک کی خیر خواہی کرے اور اپنے رب کی عبادت اچھی طرح کرے تو اس کو دوہرا ثواب ملتا ہے  
ترجمہ : ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو  
غلام اپنے رب کی عبادت اچھی طرح کرے اور اس پر جو مالک کا حق ہے وہ  
ادا کرے اور اسی کی خیر خواہی اور تابعداری کرے تو اس کو دوہرا ثواب ملتا ہے - (ان دونوں حدیثوں کی شرح  
عنقریب گزری ہے) -

۲۳۸۳ — ترجمہ : ہمام بن منبہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ  
بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص  
یہ نہ کہے کہ اپنے رب (مالک) کو کھانا کھلا اور اپنے رب (مالک) کو وضوء کرا اپنے رب (مالک) کو پانی پلا، بلکہ یہ  
کہنا چاہیے کہ اے میرے آقا و مالک اور تم میں سے کوئی شخص ”عبدی امتی“ میرا غلام میری لونڈی نہ کہے یہ کہتے  
چاہیے - فَتَاتِي وَغُلَامِي -

۲۳۸۴ — شرح : یعنی مالک اپنے مملوک سے یہ نہ کہے ”أَطْعِمَ رَبَّكَ“، اپنے مالک کو کھانا  
کھلا، کیونکہ اس میں تکبر اور فخر و غرور پایا جاتا ہے اور نہ ہی غلام کوئی ایسا لفظ  
کہے جس میں پوری تعظیم ہو بلکہ وہ یہ کہے میں نے اپنے سید اور اپنے آقا کو کھانا کھلایا۔ اور کسی پر ”رب“ کا اطلاق مطلقاً

۲۳۸۷ — حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا سَفِينُ عَنْ الزُّهْرِيِّ ثَنَى  
عُبَيْدُ اللَّهِ سَمِعْتُ أَبَاهُ رِيَّةَ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ إِذَا زَنْتَ الْإِمَّةَ فَاجْلِدْ وَهَاتِمًا إِذَا زَنْتَ فَاجْلِدْ وَهَاتِمًا إِذَا زَنْتَ  
فَاجْلِدْ وَهَاتِمًا فِي الثَّلَاثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ فَبِيعْهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ -

بَابُ إِذَا آتَاهُ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ

۲۳۸۸ — حَدَّثَنَا حَاجُّ بْنُ مِهَالٍ ثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ  
قَالَ سَمِعْتُ أَبَاهُ رِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا آتَى أَحَدَكُمْ  
خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَإِنْ لَمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ فَلْيُنَاوِلْهُ لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ أَوْ أَكْلَةً أَوْ  
أَكْلَتَيْنِ فَإِنَّهُ وَلِيٌّ عِلَاجَهُ -

۲۳۸۷ — ترجمہ : عبید اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما  
کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا جب لونڈی زنا کرے تو اس کو کوڑے  
مارو پھر زنا کرے تو اس کو کوڑے مارو پھر زنا کرے تو اس کو کوڑے مارو تیسری یا چوتھی بار فرمایا اس کو  
بیچ دو اگرچہ رستی کے عوض بیچو ! (اس حدیث کی شرح حدیث ع ۲۰۲۱، ۲۰۲۲ کے تحت دیکھیں)  
ان تینوں حدیثوں کی مناسبت باب کے عنوان سے اس طرح ہے کہ حدیث ع ۲۳۸۵ میں اگر غلام کا  
کچھ حصہ آزاد کیا جائے اور آزاد کرنے والا مالدار ہو تو اگر پورے غلام کی آزادی کا فیصلہ نہ کیا جائے تو یہ غلام پر دست درازی  
ہوگی جو مکروہ ہے اور حدیث ع ۲۳۸۶ میں اگر غلام اپنے مالک کی خیر خواہی نہ کر سکے اور اس کا حق ادا نہ کر سکے تو  
اس کو اس کی مدد کرنی چاہیے اور اس پر دست درازی نہیں کرنی چاہیے اور حدیث ع ۲۳۸۷ میں لونڈی جب زنا کرے  
تو اس پر دست درازی مکروہ نہیں۔ دست درازی اس وقت مکروہ ہے جبکہ وہ اپنے مالک کی خیر خواہ ہو اور اللہ تعالیٰ  
کا حق ادا کرے اور اگر وہ زنا کرے تو دونوں حقوق ضائع ہو جاتے ہیں اس لئے اس کو تادیب کرنی چاہیے اور اگر  
اس کے باوجود وہ نہ رُکے تو اس کو فروخت کر دے اگرچہ رسی کے عوض فروخت کرنا پڑے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الامام

باب — جب کسی کا خادم اس کے پاس کھانا لے کر آئے،

۲۳۸۸ — ترجمہ : محمد بن زیاد نے بیان کیا کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

## بَابُ إِذَا ضَرَبَ الْعَبْدَ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ

۲۳۹۔ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا أَبُو وَهْبٍ قَالَ ثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي أَبُو فُلَانٍ عَنْ سَعِيدِ الْقَيْسِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرُ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ قَالَ أَبُو اسْحَقَ قَالَ أَبُو جَرُبٍ الَّذِي قَالَ أَبُو فُلَانٍ هُوَ قَوْلُ ابْنِ وَهْبٍ وَهُوَ ابْنُ سَمْعَانَ -

مرد اپنے گھر کا نگران ہے۔ اس سے اس کی نگرانی کے متعلق پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اس سے اس کی نگرانی کے متعلق پوچھا جائے گا۔ خادم اپنے مالک کے مال کا نگران ہے اس سے اس کی نگرانی کے متعلق پوچھا جائے گا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے یہ کلمات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے میرا خیال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور مرد اپنے باپ کے مال کا نگران ہے۔ اس سے اس کی نگرانی کے متعلق پوچھا جائے گا پس تم سب نگران ہو اور سب سے اس کی نگرانی کے متعلق پوچھا جائے گا۔  
(اس حدیث کی شرح حدیث ۲۲۴۹ کے تحت دیکھیں)

## بَابُ — اِذَا غُلِمَ كَوْنُ مَارٍ تَوَجَّهَ بِجَبِّهِ

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جھگڑے تو چہرہ

پر مارنے سے بچے۔

شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ جب کافر کے چہرہ پر مارنے سے بچنا ضروری ہے۔ تو مومن غلام کے چہرہ

پر مارنے سے بچنا بطریق اولیٰ ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## کتاب المکاتب

**باب — اس شخص کا گناہ جو اپنے غلام پر ثمت لگائے**  
**اور مکاتب اور اس کی قسطیں ہر سال ایک قسط**

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد،، اور جو لوگ تمہارے غلام اور لونڈیوں میں کتابت کرنا چاہیں  
تو ان سے کتابت کر لو اگر ان میں بھلائی سمجھو اور ان کو اللہ کے مال میں سے دو جو اس

نے تم کو دیا ہے“ شرح ترجمۃ الباب : مکاتب غلام کا اپنے آپ کو قسطوں پر بیچنا ہے جو وہ  
قسطوں میں ادا کرے گا۔ جوہری نے کہا مکاتب وہ ہے جو اپنے آپ پر اپنی قیمت فرض کر لیتا ہے جس کو وہ ادا کیے  
آزاد ہو جاتا ہے ”نخم“ کا معنی قسط ہے۔ علامہ رافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ”نخم“ دراصل وقت ہے۔ عرب اپنے جملہ  
امور ستارہ کے طلوع ہونے پر کرتے تھے کیونکہ وہ حساب نہ جانتے تھے چنانچہ کوئی یہ کہتا کہ جب نخم ثریا طلوع ہوگا میں  
تیرا قرض ادا کر دوں گا اس لئے اوقات کو نجوم کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ پھر جو شئی وقت میں ادا کی جائے اس کو نجوم  
کہا گیا۔ جاہلیت کے زمانہ میں لوگ مکاتب بناتے تھے۔ اسلام میں سب سے پہلے بریرہ رضی اللہ عنہا کو مکاتب بنایا گیا  
بعض علماء نے کہا مردوں میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے عقد کتابت کیا تھا جبکہ وہ کسی کے غلام تھے  
اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پہلے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا غلام ابوامیہ کو مکاتب  
بنایا گیا پھر حضرت انس کے غلام سیرین کو!

جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ غلام کو مکاتب بنانا مستحب ہے۔ اور آئت کریمہ میں خیر سے مراد کسب کرنے کی  
قوت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اگر غلام کوئی کسب نہ جانتا ہو تو اس کو مکاتب بنانا مکروہ ہے۔  
امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ”خیر“ سے مراد صدق و امانت اور وفاء ہے۔ مجاہد نے کہا ”خیر“ سے مراد  
مال ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ غلام تو خود اپنے مالک کا مال ہے۔ اس کا مال کیسے ہو سکتا ہے؟ لہذا آئت کریمہ کا  
معنی یہ ہے کہ اگر تم اپنے مملوک کو دیندار اور باصلاحیت دیکھو اور تمہیں یہ علم ہو کہ وہ تمہارے ساتھ اچھا معاملہ کریں اور  
مال کتابت جو ان کے ذمہ ہے اس کے اداء کرنے میں کوئی حیل و حجت سے کام نہ لیں گے تو ان کو مکاتب بنادو۔ اور جو

۲۳۹۱ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ تَسْتَعِينُهَا فِي كِتَابَتِهَا وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ ارْجِعِي إِلَى أَهْلِكَ فَإِنْ أَحْبَبُوا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكَ كِتَابَتَكَ وَيَكُونُ وَلَاؤُكَ لِي فَعَلْتُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ بِرِيرَةَ لِأَهْلِهَا فَأَبَوْا وَقَالُوا إِنْ شَاءَتْ أَنْ تُخْتَبَ عَلَيْكَ فَلْتَفْعَلْ وَلَاؤُكَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَبَاعِي فَأَعِيتِي فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ قَالَ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ أَنْاسٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنْ أَشْرَاطِ شُرُطِ الْبَيْسِ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَلَيْسَ لَهُ وَإِنْ شَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ شَرَطَ اللَّهُ أَحَقَّ وَأَوْلَى

شرح ترجمۃ الباب : قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا زیادہ ظاہر یہی ہے کہ اللہ کی شرط وہ ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے اور وہ یہ کہ ولاء کا مستحق وہی ہے جو آزاد کرے۔ دوسرا یہ کہ آپ نے فرمایا ”جن لوگوں نے غلام آزاد کیا ہو وہ ان میں سے ہے۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا ”اللہ کی کتاب زیادہ لائق ہے۔ اس حدیث کی شرح کئی بار گزری ہے۔

## باب — مکاتب کی طرف سے کونسی شرط جائز ہے

اور جس نے کوئی شرط لگائی حالانکہ وہ اللہ کی کتاب میں نہیں ہے۔ اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی —

۲۳۹۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ان کے پاس بریرہ آئی جبکہ اپنی کتابت میں ان سے استعانت کرتی تھی اور ابھی تک اپنی کتابت سے کچھ بھی ادا نہ کیا تھا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اپنے مالکوں کے پاس واپس جاؤ اگر وہ یہ پسند کرتے ہیں کہ میری تیری کتابت کی رقم ادا کر دوں اور تیری ولاء میرے لئے ہو تو میں کرتی ہوں۔ بریرہ نے اپنے مالکوں سے یہ ذکر کیا تو انھوں نے انکار کر دیا اور کہا اگر وہ ثواب کی غرض سے کرنا چاہتی ہیں تو کریں اور تیری ولاء ہمارے لئے ہوگی۔ ام المؤمنین نے یہ معاملہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

## باب — مکاتب کا مدد چاہنا اور لوگوں کے مدد کا سوال کرنا

۲۳۹۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ بریرہ آئی اور کہنے لگی کہ میں نے اپنے مالکوں سے نو اوقیہ چاندی پر کتابت کی ہے جو ہر سال ایک وقیہ اداء کرنا ہوگی۔ آپ میری مدد کریں۔

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر تیرے مالک یہ پسند کریں کہ میں ان کو ایک ہی بار ساری رقم ادا کر دوں اور تجھے آزاد کر دوں تو میں کرتی ہوں اور تیری ولاء میرے لئے ہوگی۔ وہ اپنے مالکوں کے پاس گئی تو انھوں نے اس کا انکار کر دیا۔

بریرہ نے کہا میں نے یہ معاملہ ان پر پیش کیا ہے انھوں نے انکار کر دیا ہے مگر یہ کہ ولاء کے مالک وہ ہوں گے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ سنا تو مجھ سے دریافت کیا میں نے آپ سے سارا حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا اس کو لے لو اور آزاد کر دو اور ان کے لئے ولاء کی شرط کر لو۔ ولاء کا مالک صرف وہ ہوتا ہے جو آزاد کرے

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے خطاب فرمایا اور اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا انا بعد اتم میں سے ان لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں جو بھی شرط اللہ کی کتاب میں نہ ہو وہ باطل ہے اگرچہ سو شرط ہو اللہ کا فیصلہ قبول کے زیادہ لائق ہے۔ اور اللہ کی شرط مضبوط ہے تم میں سے ان لوگوں کو کیا ہو گیا جو ان میں سے کوئی کہتا ہے اے فلاں! تو آزاد کر اور ولاء کا مالک میں ہوں۔

ولاء کا مالک صرف وہ ہے جو آزاد کرے۔

۲۳۹۳ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین سے فرمایا کہ ان کے لئے شرط کر لو اور خرید لو یہ بظاہر مشکل ہے کیونکہ شرط عقد کو فاسد کر دیتی ہے۔ نیز اس میں فروخت کرنے والوں کو دھوکہ میں ڈالنا ہے۔ جبکہ ان کے لئے ولاء کی شرط کر کے خریدنے کے بعد ان کو ولاء سے محروم کر دیا گیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے کی اجازت کیے دے دی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ ان پر یہ شرط کر دو اور لام علی کے معنی میں ہے جیسے قرآن کریم میں ہے۔ اِنْ اَسَأْتُمْ فَلَهَا، فَلَهَا، عَلَيَّهَا، کے معنی میں ہے یعنی اگر تم نے گناہ کیا تو اس کا بوجھ اس پر ہے۔ اسی طرح حدیث کا معنی یہ ہے کہ ان پر شرط کر دو لہذا اس میں صاف صاف واضح کر دیا گیا کہ شرط ان کے فائدہ کے لئے نہیں ہے یا حدیث کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے لئے ولاء کا حکم ظاہر کر دو۔ یا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زجر و توبیخ کے لئے فرمایا تھا کیونکہ ان کو واضح کر دیا گیا تھا کہ یہ شرط جائز نہیں جب انھوں نے اپنے لئے شرط لگانے پر اصرار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی پرواہ نہ کرو شرط کر دو یا نہ ولاء تو اسی کی ہے جو آزاد کرے۔ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ اس میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیت ہے۔ یہ حکم عام نہیں۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اجازت دینا پھر شرط کو باطل کر دینے میں حکمت یہ ہے کہ لوگوں کی غلط عادت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا جائے اور

## شئی باقی ہو

شرح الترجمة : مکاتب جب مال کتابت ادا کرنے سے عاجز نہ ہو اور اپنی بیع سے راضی ہو تو اس کی بیع جائز ہے۔ امام احمد، اوزاعی، امام مالک ایک قول کے مطابق امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اسی کو پسند کیا ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور صحیح نزل قول کے مطابق امام شافعی اور بعض مالکی یہ کہتے ہیں کہ یہ بیع جائز نہیں۔ علامہ ابو عمرو نے تمہید میں ذکر کیا ہے کہ امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ جب تک مکاتب مال کتابت ادا کرنے سے عاجز نہ ہو اس کی بیع جائز نہیں اور اگر وہ اس سے عاجز نہ ہو تو وہ نہ تو اپنے آپ کو بیع سکتا ہے اور نہ ہی اس کے مالک کو اس کے فروخت کرنے کا حق ہے۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ جب تک مکاتب ہے اس کی بیع جائز نہیں ہاں اگر وہ مال کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو جائے تو اس کی بیع جائز ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ جب مصر میں تھے تو یہی فتویٰ دیتے تھے۔ اور جب عراق میں گئے تو اس کے برعکس کو اختیار کیا لیکن مکاتب کی کتابت کی بیع کسی حال میں جائز نہیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب تک مکاتب پر ایک درہم باقی ہو اور وہ اس کے ادا کرنے سے عاجز ہو جائے تو وہ عید ہے اس کی بیع جائز ہے۔ یہی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا وہ اپنی زندگی میں جب تک اس پر ایک درہم باقی ہو غلام ہی شمار ہوتا ہے۔ جب تک مال کتابت ادا نہ کرے گا آزاد نہ ہوگا۔ جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور جب مال کتابت پورا ادا کر دے تو وہ آزاد ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اس کا مالک یہ نہ کہے کہ جب تو مال کتابت ادا کر دے گا تو آزاد ہے۔ امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کا مذہب بھی یہی ہے۔ البتہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب میں اس کے مالک کا یہ کہنا ضروری ہے کہ وہ غلام سے کہے اگر تو مال کتابت ادا کر دے تو آزاد ہے۔ اور اگر مکاتب مرجائے اور اس کے پاس مال موجود ہو تو اخاف کا مذہب یہ ہے کہ اس کی کتابت فسخ نہ ہوگی اور کتابت کا بدل اس سے ادا کیا جائے گا اور وہ اپنی زندگی کے آخری لمحات میں آزاد ہو جائے گا۔ اور اس کا ترکہ اگر بدل کتابت سے زیادہ ہے تو وہ اس کے وارثوں کے لئے ہوگا اور کتابت کے زمانہ میں اس کی اولاد سب آزاد ہو جائے گی۔

حضرت علی، عبداللہ بن سعود، حسن بصری اور محمد بن سیرین رضی اللہ عنہم بھی یہی کہتے ہیں البتہ امام شافعی کہتے ہیں کہ جب مکاتب غلام مرجائے تو اس کی کتابت باطل ہو جاتی ہے اور اس کا سارا ترکہ اس کے مالک کی ملک متصور ہوگا۔ امام احمد رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں۔

اور مکاتب کی جنائت کی صورت میں اس کا مالک اس کی ایک بار کی قیمت جنائت میں دے گا اور اس پر زیادہ نہ کیا جائے گا اگرچہ وہ بار بار جنائت کرے البتہ غلام نے اگر بار بار جنائت کی تو بار بار اس کو جنائت کے عوض دفع کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ كُنْتُ غَلَامًا لِعُتْبَةَ بِنِ ابْنِ لَهَبٍ وَمَاتَ وَوَرَّثَنِي  
 بَنُوهُ وَأَتَّهَمُوا بِأَعْوَانِي مِنْ ابْنِ ابْنِ عَمْرِو الْمُخْزُومِيِّ فَأَعْتَقَنِي ابْنُ ابْنِ عَمْرِو وَأَشْرَطَ بَنُو  
 عُتْبَةَ الْوَلَاءَ فَقَالَتْ دَخَلْتُ بِرَبْدَةٍ وَهِيَ مُكَاتَبَةٌ فَقَالَتْ اشْتَرَيْتَنِي وَأَعْتَقْتَنِي  
 قَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ لَا يَدْبِعُونَنِي حَتَّى يَشْتَرِطُوا وَلَا عِيَّ فَقَالَتْ لَهَا لَأَحَاجَةُ  
 لِي بِذَلِكَ فَسَمِعَ بِذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بَلَّغَهُ فَذَكَرَ لِعَائِشَةَ فَذَكَرَتْ  
 عَائِشَةُ مَا قَالَتْ لَهَا فَقَالَ اشْتَرِيهَا وَأَعْتَقِيهَا وَدَعِيهِمْ يَشْتَرِطُوا مَا شَاءُوا  
 فَاشْتَرَتْهَا عَائِشَةُ فَأَعْتَقَتْهَا وَأَشْرَطَ أَهْلُهَا الْوَلَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَإِنْ اشْتَرَطُوا مِائَةَ شَرْطٍ -

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ان سے عرض کیا میں عتبہ بن ابولہب کا غلام تھا وہ مر گیا ہے اور اس کے بیٹے میرے وارث بنے ہیں۔ انھوں نے مجھے ابو عمرو کے بیٹے کے پاس فروخت کر دیا ہے اور اس نے مجھے آزاد کر دیا ہے۔ اور عتبہ کے بیٹے میری ولاء کی شرط لگاتے ہیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا بریرہ "میرے پاس" آئی جبکہ وہ مکاتبہ تھی۔ اور مجھ سے کہنے لگی کہ مجھے خرید کر کے آزاد کر دیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا "میں یہ کرتی ہوں"، بریرہ نے کہا وہ مجھے فروخت نہیں کریں گے حتیٰ کہ میری ولاء کی شرط لگائیں گے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ سنایا آپ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے ام المؤمنین سے یہ واقعہ دریافت کیا تو انھوں نے جو کچھ بریرہ نے کہا تھا بیان کیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو خرید لو اور آزاد کر دو اور وہ جو بھی شرط لگائیں اس کا خیال نہ کرو۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو خرید کر آزاد کر دیا اور اس کے مالکوں نے ولاء کی شرط لگائی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولاء اس کے لئے ہے جو آزاد کرے اگرچہ وہ سو شرطیں لگائیں۔

۲۳۹۵ — شرح : یہ عتبہ بن ابولہب وہ نہیں جس کے لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بُدُوعَاءَ فرمائی تھی جبکہ ابولہب کے بیٹے نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو طلاق دی تو آپ نے فرمایا "اے اللہ کتوں میں سے کوئی کتا اس پر مستط فرما"، چنانچہ ایک سفر میں جنگل کے شیر نے اس کو ہلاک کر دیا۔

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مکاتب کا سوال کر کے مال اپنے مالک کو دینا جائز ہے۔ اور اس کے مالک کے لئے وہ پاک مال ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بریرہ پر جو گوشت صدقہ کیا گیا ہے۔ وہ ہمارے لئے ہدیہ اور نذرانہ ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کتابت کا عقد کرنے سے وہ آزاد نہ ہوگا جب تک سارا مال کتابت ادا نہ کرے کیونکہ جب تک ایک درہم بھی مکاتب کے ذمہ باقی ہو وہ غلام ہی رہتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شادی شدہ لونڈی اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر حق کتابت کر سکتی ہے اگرچہ اس کا نتیجہ اس میں فراق اور جدائی ہو اور وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر آزادی حاصل کر سکتی ہے۔ بعض علماء نے بریرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ایک سوال اٹھایا ہے۔

۲۳۹۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوْسِيُّ ثَنَى ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ ابْنُ أَخِي إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهَلَالِ ثُمَّ الْهَلَالِ ثَلَاثَةَ أَهْلَةٍ فِي شَهْرَيْنِ وَمَا أُوقِدَتْ فِي أَبْيَاتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَارٌ فَقُلْتُ يَا خَالَةَ مَا كَانَ يُعِيشُكُمْ قَالَتْ الْأَسْوَدُ إِنْ التَّمْرُ وَالْمَاءُ إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيرَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَتْ لَهُمْ مَنَازِحٌ وَكَانُوا يُمْنَحُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَاهِمِ فَيَسْقِينَا.

۲۳۹۷۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عروہ سے فرمایا اے میرے بھانجے واقعہ یہ ہے کہ ہم ایک چاند دیکھتے پھر دوسرا چاند دیکھتے۔ دو ماہ میں تین چاند دیکھتے دو ماہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ نہیں سُلگتی تھی میں نے کہا اے خالہ! آپ کو کون سی چیز زندہ رکھتی تھی تو انہوں نے فرمایا۔ دو کالی چیزیں یعنی کھجور اور پانی۔ البتہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصاری ہمسائے تھے ان کے پاس دودھ دینے والی بکریاں تھیں۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ دیتے تو آپ ہم کو پلاتے تھے۔

۲۳۹۷۔ شرح : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکور حدیث ۲۳۹۷ میں تحفے تحائف اور ہدیہ دینے کی رغبت دلائی ہے۔ اگرچہ قلیل ترشی ہی ہدیہ دی جائے کیونکہ اس طرح محبت بڑھتی ہے اور دشمنی اور حسد و بغض زائل ہوتا ہے۔ اور معیشت میں ایک دوسرے کی مدد ہوتی ہے۔ اور معاشرہ میں اتحاد و اتفاق ہوتا ہے۔ اور اگر ہدیہ تھوڑا تو اس سے محبت کی راہ ملتی ہے اور مشقت بھی کم ہوتی ہے اس میں ہدیہ دینے والے کے لئے سہولت ہے۔ اور کھر سے اس طرف اشارہ فرمایا کہ ہدیہ دو اگرچہ قلیل تر ہو حقیقتہً کھر مراد نہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تَهَادَوْا تَحَابُّوْا“ ایک دوسرے کو ہدیہ اور تحفہ دو تم آپس میں محبت کرنے لگو گے۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مذکور حدیث ۲۳۹۷ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں زہد اور قلیل ترین شئی پر صبر و اکتفاء کرنا اور دنیا پر آخرت کو ترجیح ظاہر ہوتی ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سنت یہ ہے کہ مال دار شخص غریب سے اچھا سلوک کرے اور اس کو اپنے مال میں سے عطیہ کرتا رہے اور دنیا میں تھوڑی شئی پر قناعت کرے کیونکہ قناعت میں عزت و آبرو ہے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۳۹۹ — حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ  
عَنْ سَهْلِ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَ إِلَى امْرَأَةٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَكَانَ  
لَهَا غُلَامٌ مَخَارِقًا قَالَ لَهَا مَرِي عِبْدًا لِي فَلْيُعْمَلْ لَنَا أَعْوَادُ الْمُنْبِرِ فَأَمَرَتْ عَبْدَهَا  
فَذَهَبَ فَقَطَعَ مِنَ الطَّرْفَاءِ فَصَنَعَ لَهُ مِنْبِرًا فَلَمَّا قَضَاهُ أَرْسَلَتْ إِلَى النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَدْ قَضَاهُ قَالَ أُرْسِلِي بِهِ إِلَى فُجَاوَاهِ فَاحْتَمَلَهُ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَهُ حَيْثُ تَرَوْنَ -

۲۴۰۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ  
أَبِي حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ يَوْمًا جَالِسًا

۲۳۹۹ — ترجمہ : حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک  
مہاجرہ عورت کو پیغام بھیجا جس کا غلام ترکھان تھا۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ اپنے غلام سے کہو کہ وہ ہمارے لئے منبر کی لکڑیاں  
تیار کرے اس عورت نے اپنے غلام کو حکم دیا وہ جنگل کی طرف چلا گیا اور جھاؤ کی لکڑی کاٹ لایا اور آپ کے لئے منبر  
بنایا جب اُس نے منبر تیار کر لیا تو اس عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام عرض کیا کہ غلام نے منبر تیار کر دیا ہے۔  
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ میرے پاس بھیج دو لوگ منبر لے کر آئے تو آپ نے اس کو اٹھایا اور اس  
جگہ رکھ دیا جہاں تم دیکھتے ہو۔

۲۳۹۹ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو پیغام بھیجا کہ اپنے غلام سے کہے  
ہمارے لئے منبر تیار کرے۔ ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس  
عورت سے ہدیہ طلب فرمایا تھا یہی باب کا عنوان ہے۔ اس حدیث میں مہاجرہ عورت ذکر کیا ہے اور بعض روایات  
میں انصاریہ عورت مذکور ہے۔ اس میں تطبیق اس طرح ہے کہ وہ عورت مہاجرہ تھی۔ اور انصار کا فرد تھی اس میں  
تضاد نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

۲۴۰۰ — ترجمہ : عبد اللہ بن ابی قتادہ نے اپنے باپ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی،  
انھوں نے کہا میں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے بعض لوگوں  
کے ساتھ مکہ کے راستہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے آگے تشریف فرما تھے۔ اور لوگوں نے  
احرام باندھا ہوا تھا۔ اور میں نے احرام نہیں باندھا تھا۔ انھوں نے ایک گور خر دیکھا جبکہ میں اپنی جوتیاں ٹانگنے میں

## بَابُ مَنْ اسْتَسْقَى

وَقَالَ سَهْلٌ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِنِي،  
 ۲۴۰۱ — حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ ثنا أَبُو طَوَالَةَ  
 قَالَ سَمِعْتُ النَّسَائِيَّ يَقُولُ أَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَارِنَا هَذِهِ  
 فَاسْتَسْقَى فَجَلَبْنَا شَاةً لَنَا ثُمَّ شَبَّتَهُ مِنْ مَاءٍ بَثَرْنَا هَذِهِ فَأَعْطَيْتُهُ وَ  
 أَبُو بَكْرٍ عَنْ يَسَارِهِ وَعُمَرُ تَحَاهَهُ وَأَعْرَابِيٌّ عَنْ يَمِينِهِ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ عُمَرُ هَذَا  
 أَبُو بَكْرٍ فَأَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ فَضَلَّهُ ثُمَّ قَالَ الْإِيمَنُونَ لَا فِيمَنُوا قَالَ النَّسَائِيُّ فِيهِ  
 سُنَّةٌ فِيهِ سُنَّةٌ فِيهِ سُنَّةٌ

## بَابُ حَسَنِ پانی طلب کیا

سہل نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانی پلاؤ،

۲۴۰۱ — ترجمہ : ابوطوالہ جن کا نام عبد اللہ بن عبد الرحمن ہے نے کہا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور پانی طلب فرمایا۔ ہم نے آپ کو اپنی بکری کا دودھ دوہا پھر اس کو اپنے کنوئیں کے پانی سے ملایا اور آپ کو دیا جبکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی بائیں جانب، عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے اور ایک اعرابی آپ کی دائیں جانب بیٹھے تھے۔ جب آپ پی کر فارغ ہوئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہ ابوبکر ہے تو آپ نے اعرابی کو دیا پھر پانی دیا پھر فرمایا دائیں جانب والے دائیں جانب والے میں خوب سن لو پس دائیں طرف والے کو دو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سنت ہے یہ سنت ہے۔ یہ تین بار فرمایا۔

۲۴۰۱ — شرح : یعنی دائیں جانب والے مقدم ہیں «الْإِيمَنُونَ الْأَوَّلُونَ» کی ترکیب یہ ہے کہ ایمنون متداع ہے اور اس کی خبر محذوف ہے یعنی الْإِيمَنُونَ مُقَدَّمُونَ

اور دوسرا ایمنون تاکید کے لئے ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جوئی لوگوں میں معروف ہو جیسے پانی اور دودھ وغیرہ کا طلب کرنا جائز ہے اس میں بخل نہ کیا جائے۔ خصوصاً سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس زمانہ میں تو قطعاً بخل نہ کیا جاتا تھا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قرآن کریم میں صفت کی ہے کہ وہ اپنی جانوں پر دوسروں کو

۲۴۰۲ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ الصَّعْبِ بْنِ جَثَامَةَ أَنَّ أُمَّ هَدَى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِجَارًا وَخَشِيئًا وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ لَوْ دَانَ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَأَى مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ أَمَا إِنَّا لَمُرُودٌ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَا حُرْمٌ بِهَا

۲۴۰۲ — شرح : مژظہران ، ، مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب پانچ میل دور ایک جگہ ہے۔ قولہ لا شک فیہ ، ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ شعبہ نے پہلے فحش میں شک کیا تھا پھر ان کو اس کا یقین ہو گیا اسی طرح آخر میں کھانے میں شک کیا اور اپنی حدیث کو قبول پر موقوف کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شکار پکڑنے کے لئے اس کے پیچھے دوڑنا جائز ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ ابو داؤد ترمذی، اور نسائی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس نے شکار کا پیچھا کیا وہ فاضل ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ غفلت اس تقدیر پر ہے جبکہ وہ پیچھا کرنے میں دوڑ نکل جائے حتیٰ کہ اس کی نماز فوت ہو جائے۔ یا شکار کا پیچھا کرنے میں دینی یا دنیاوی مصلحتیں جاتی رہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب شکار کے پیچھے بہت لوگ دوڑیں تو جو کوئی اس کو پکڑے وہی اس کا مالک ہوتا ہے۔ دوسرے لوگ اس میں شریک نہیں ہو سکتے ہیں۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خرگوش کا کھانا مباح ہے۔ چاروں ائمہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے۔ البتہ عبد اللہ بن عمر بن عاص، عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا آزاد کردہ غلام عکرمہ اس کو کھانا مکروہ خیال کرتے ہیں لیکن عام علماء اس کو کھانا مباح کہتے ہیں۔ اور اس کی اباحت میں کثیر احادیث نسائی، ابن ماجہ، بیہقی اور طبرانی میں مذکور ہیں۔ البتہ طبرانی میں عبد اللہ بن مفضل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُصفوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خرگوش کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ میں نہ تو اس کو کھاتا ہوں اور نہ ہی حرام کرتا ہوں۔ لیکن یہ اباحت کے منافی نہیں ہے اور یہ مسئلہ واضح ہو گیا کہ جس شے کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حرام نہ فرمائیں وہ مباح ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُصفوں نے جناب

۲۴۰۳ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گور خر مدیہ بھیجا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابواء یا ودان میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے اس کو واپس کر دیا اور جب اس کے چہرہ کا رنگ دیکھا تو فرمایا ہم نے صرف اس لئے واپس کیا ہے کہ ہم احرام سے ہیں۔

۲۴۰۴ — شرح : اگر یہ سوال ہو کہ آپ نے ابوقتاہ رضی اللہ عنہ سے شکار قبول فرمایا اور صعب بن جثامہ کا شکار کیوں واپس کر دیا۔ حالانکہ دونوں حالتوں میں آپ

۲۴۰۶ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ شَامِعُنْ ثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ  
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا  
اُنِيْ بِطَعَامٍ سَأَلَ عَنْهُ اَهْدِيْتَهُ اَمْ صَدَقَةٌ فَاِنْ قِيلَ صَدَقَةٌ قَالَ لَا صَحَابَهُ كُلُّوْا  
وَلَمْ يَأْكُلْ وَاِنْ قِيلَ هَدِيَّةٌ ضَرَبَ بِيَدِهِ فَاَكَلَ مَعَهُمْ.

نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیر، گھی اور گوہ بطور ہدیہ بھیجے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر اور گھی تو کھالیا اور  
گوہ کو نفرت کرتے ہوئے ترک کر دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان  
پر گوہ کھائی گئی۔ اگر وہ حرام ہوتی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر کھائی نہ جاتی۔

۲۴۰۵ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر اور گھی کھایا یہ اس بات کی دلیل ہے  
کہ آپ نے اُمّ حفیدہ کا ہدیہ قبول فرمایا تھا۔ اُمّ حفیدہ کا نام ہنزلیہ ہے۔

وہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی ہمیشہ میں اور گاؤں میں رستی تھیں۔  
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدیہ بھیجنا اور اس کو قبول کرنا جائز ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت  
سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدیہ بھیجنا اور اس کو قبول کرنا جائز ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے بعض علماء  
نے استدلال کیا کہ گوہ کو کھانا جائز ہے۔ کیونکہ اگر وہ حرام ہوتی تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر نہ  
کھائی جاتی۔ صاحب ہدایہ نے کہا گوہ کا کھانا ممنوع ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا  
کو اس سے منع فرمایا جبکہ انھوں نے آپ سے پوچھا کہ وہ گوہ کا گوشت کھا سکتی ہیں؟ ابوداؤد نے کتاب الاطعمہ میں  
عبدالرحمن بن شبل سے روایت ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ سے منع فرمایا۔ ابوداؤد کا اس  
حدیث پر سکوت کرنا اس کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں عبدالرحمن بن حنظلہ سے  
ذکر کیا کہ انھوں نے کہا ہم ایک زمیں میں ٹھہرے جہاں گوہ بہت تھیں ہمیں بھوک لگی تو ہم نے گوہ کا گوشت پکایا بھی  
گوشت پک رہا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا یہ کیا پک رہا ہے؟ ہم نے عرض  
کیا تو آپ نے فرمایا بنی اسرائیل کی ایک جماعت مسخ ہو گئی تھی۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ یہی ہے لہذا ہندویوں کو الٹ دو۔

جہاں تک احناف کے مذہب کا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ جن احادیث میں گوہ کے کھانے کا ذکر ہے۔ وہ سب  
منسوخ ہیں۔ کیونکہ جب ایک حدیث سے حرمت اور دوسری سے اباحت ثابت ہو تو حرمت ثابت کرنے والی  
حدیث کو ترجیح ہوگی۔ کیونکہ جو حدیث حرمت کو واجب کرے وہ اس حدیث سے متاخر ہوتی ہے جو اباحت کو  
ثابت کرے ورنہ نسخ مرتین لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں لہذا معلوم ہوا کہ گوہ کا کھانا حرام ہے۔ واللہ ورسولہ اعلیٰ اعلم!  
۲۴۰۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاس جب

۲۲۰۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَائِشَةَ فَقَالَ أَعِنْدُكُمْ شَيْءٌ قَالَتْ لَوْ إِلَّا شَيْءٌ بَعَثْتُ بِهِ أُمَّ عَطِيَّةَ مِنَ الشَّاةِ الَّتِي بَعَثْتَ إِلَيْهَا مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ إِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَحَلَّهَا۔

بَابُ مَنْ أَهْدَى إِلَى صَاحِبِهِ وَتَحَرَّى بَعْضُ نِسَائِهِ دُونَ بَعْضٍ۔ ۲۲۱۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ

۲۲۰۸۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُنھوں نے بریرہ کو خریدنے کا ارادہ کیا تو بریرہ کے مالکوں نے اس کی ولاء کی شرط لگائی (کہ ولاء ان کے لئے ہوگی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو خرید لو اور آزاد کر دو ولاء صرف اس کے لئے ہے جو آزاد کرے اور بریرہ کو گوشت بھیجا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بریرہ پر صدقہ کیا گیا ہے۔ یہ اس کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے اور اس کو دشوہر کے بارے میں اختیار دیا گیا۔ عبدالرحمن نے کہا اس کا شوہر حرّ (آزاد) تھا یا غلام تھا۔ شعبہ نے کہا میں نے عبدالرحمن سے اس کے شوہر کے متعلق دریافت کیا تو اُنھوں نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ وہ حرّ تھا یا غلام تھا۔ (کئی بار یہ حدیث گزری ہے)

۲۲۰۹۔ ترجمہ : ام عطیہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا کیا تمہارے پاس کچھ کے لئے ہے اُنھوں نے کہا صرف بکری کا گوشت ہے جو ام عطیہ نے بریرہ کو صدقہ بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ اپنے مقام کو پہنچ چکا ہے۔

۲۲۰۹۔ شرح : یعنی وہ اب صدقہ نہیں رہا اور ہمارے لئے جائز ہو چکا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک کے تغیر سے شئی میں تغیر آ جاتا ہے۔

باب۔ جس نے اپنے دوست کو ہدیہ بھیجا۔ اور اس نے اس دن کا ارادہ کیا جس میں وہ اپنی کسی ایک بیوی کے پاس ہو۔

حِينَ دَارَ إِلَيْهَا فَلَمْ يَقُلْ لَهَا شَيْئًا فَسَأَلَتْهَا فَقَالَتْ مَا قَالَ لِي شَيْئًا فَقُلْنَ لَهَا كَلِمَةً  
 حَتَّى يُكَلِّمَكَ فَدَارَ إِلَيْهَا فَكَلِمَتُهُ فَقَالَ لَهَا لَا تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ فَإِنَّ الْوَحْيَ لَمْ  
 يَأْتِنِي وَأَنَا فِي تَوْبِ امْرَأَةِ الْإِسْطِثَةِ قَالَتْ فَقَالَتْ التَّوْبُ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ  
 مِنْ أَذَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ثُمَّ إِذَا هُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ فَأَرْسَلْنَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ إِنَّ نِسَاءَكَ يُنَادِيَنَّكَ  
 الْعَدْلُ فِي بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ فَكَلِمَتُهُ فَقَالَ يَا بَنِيَّةُ الْأَنْجَبِينَ مَا أَحْبُّ فَقَالَتْ  
 بَلَى فَرَجَعْتُ إِلَيْهِنَّ فَأَخْبَرْتُهُنَّ فَقُلْنَ أَرْجِعِي إِلَيْهِ فَأَبَتْ أَنْ تَرْجِعَ فَأَرْسَلْنَ  
 زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ فَاتَتْهُ فَأَغْلَظَتْ وَقَالَتْ إِنَّ نِسَاءَكَ يَنْشُدُنَّكَ اللَّهُ الْعَدْلُ  
 فِي بِنْتِ ابْنِ أَبِي قُحَافَةَ فَرَفَعَتْ صَوْتَهَا حَتَّى تَنَاوَلَتْ عَائِشَةَ وَهِيَ قَاعِدَةٌ  
 فَسَبَّتْهَا حَتَّى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَنْظُرُ إِلَى عَائِشَةَ هَلْ تَكَلِّمُهُ  
 قَالَ فَتَكَلَّمَتْ عَائِشَةُ تَرُدُّ عَلَى زَيْنَبَ حَتَّى اسْكُتَتْهَا قَالَتْ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَائِشَةَ وَقَالَ إِنِّي أَبْغَيْتُ أَبِي بَكْرٍ وَقَالَ أَبُو مُرْوَانَ الْغَسَّالِيُّ عَنْ  
 هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَذَا يَأْهُمُ يَوْمَ عَائِشَةَ وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ  
 رَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَرَجُلٍ مِنَ الْمَوَالِي عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
 ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ قَالَتْ عَائِشَةُ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 فَاسْتَأْذَنْتُ فَاطِمَةَ.

حَفْصَةُ، صَفِيَّةُ اور سَوْدَةُ بَقِیَس اور دوسری جماعت ام سلمہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی بیویاں  
 تھیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ام المؤمنین عائشہ  
 رضی اللہ عنہا سے محبت کو جانتے تھے۔ جب کسی کے پاس کچھ ہدیہ ہوتا اور وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ  
 بھیجنے کا ارادہ کرتا تو اس میں تاخیر کرتا حتیٰ کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا  
 کے گھر میں تشریف فرما ہوتے تو ہدیہ بھیجنے والا عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہدیہ بھیجتا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی جماعت  
 نے گفتگو کی اور ان سے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں عرض کریں کہ آپ لوگوں سے  
 کلام کریں اور فرمائیں کہ جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجنا چاہے وہ آپ کو ہدیہ بھیج دیا کرے آپ

ثَابِتٌ مَا لَا يُرَدُّ مِنَ الْهَدَايَةِ  
 ۲۴۱۲ — حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ ثنا عَبْدُ الْوَارِثِ ثنا عَزْدَةُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ  
 ثَنِ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَأَوْلَنِي طَبِيبًا قَالَ كَانَ النَّاسُ لَا  
 يُرَدُّ الطَّيِّبُ قَالَ وَرَعَمَ النَّاسُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرَدُّ الطَّيِّبُ.

طبعی شئی ہے اس پر انسان کو قدرت نہیں اور افعال مقدورہ سے خارج ہے۔ البتہ علماء کا اس بات میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ پر بیویوں کے پاس جانے کی باہی لازم تھی یا نہیں۔ محققین کی رائے یہ ہے کہ تقسیم آپ پر واجب نہیں تھی صرف آپ بیویوں کے تطہین قلوب کے لئے مساوی تقسیم کرتے تھے قولہ اِلْهَابُثُّ اِلْحِی بَكْرٍ، یعنی عائشہ شریفہ اور عاتکہ میں اور معاملات کو خوب پہچانتی ہیں جیسے ان کا والد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ شریف اور عاقل ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ مدح و ثناء کے وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین کی نسبت ان کے باپ کی طرف کی اور اس سے پہلے ابو قحافہ کی طرف نسبت کی جبکہ ان کی طرف سے انتقام لینے کا ارادہ کیا تھا تا کہ اس معاملہ میں حضرت ابو بکر صدیق کو درمیان سے نکال دیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت بہت ہے اور شوہر کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی بعض بیویوں کو تحف و تحائف سے محتسب کرے۔ البتہ اس پر ان امور میں مساوات لازم ہے جن کا تعلق رہائش، نفقہ اور لباس وغیرہ سے ہو اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی کی متعدد بیویاں ہوں اور وہ آپس میں جھگڑنے لگیں تو شوہر کو خاموش رہنا چاہیے۔ اس حدیث کے سیاق سے واضح ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ہیبت تھی اور وہ آپ سے بہت حیا کرتی تھیں اسی لئے انھوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آپ کی خدمت میں بھیجا جو آپ کے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ معزز تھیں۔ اور ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا یہ حوالت کرنا اس لئے تھا کہ وہ آپ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں جبکہ ان کی والدہ اُمِّیْمَہ حضرت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں۔ انھوں نے ہی پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھیجا تھا پھر خود تشریف لے گئیں۔

اس حدیث میں راویوں کے تصرف کی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ آخری کلام سیدہ فاطمہ کا قصہ بشام بن عروہ سے منقول ہے کیونکہ اس حدیث کو بعض راویوں نے زیادہ اور بعض نے کم ذکر کیا ہے حتیٰ کہ بعض نے اس کی تین حدیثیں بنادی ہیں۔ "ابو مروان" یحییٰ بن یحییٰ زکریا عتانی ہے وہ واسط میں سکونت پذیر تھے۔ ایک طرف سے ہجری میں فوت ہوئے۔ علامہ کرمانی نے کہا بعض علماء کا کہنا ہے کہ ان کا نام محمد بن عثمان ہے مگر یہ محض وہم ہے علامہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا محمد بن عثمان کی کنیت بھی ابو مروان ہے لیکن اُس نے بشام بن عروہ کو نہیں پایا۔ وہ ان سے بالواسطہ روایت کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

## بَابُ الْمَكَافَاةِ فِي الْحَبَةِ

۲۴۱۴ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيبُ عَلَيْهَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لَمْ يَذْكُرْ وَكِيعٌ وَمُحَاضِرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ.

کرتا ہے وہ قیدی واپس کر دے اور جو شخص اپنا حصہ قائم رکھنا چاہے حتیٰ کہ سب سے پہلے جو اللہ تعالیٰ ہم کو غنیمت دے ہم اس کو دے دیں۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم بخوشی یہ کرتے ہیں۔“

۲۴۱۳ — شرح : صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے غنیمت کے قیدیوں کو تقسیم سے پہلے چھوڑ دیا تھا۔ گویا کہ وہ غائب تھے اور ان کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ترک

کر دینا بہت تھا۔ امام بخاری نے اس باب کے عنوان سے یہی ارادہ کیا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ عنوان قائم کر کے اس حدیث کو ذکر کرنے میں تعسف ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تقسیم سے پہلے اس کے مالک تھے اگرچہ مستحق تھے۔ دوسرے یہ کہ ترک پر ہبہ کا اطلاق بہت بعید ہے تیسرے یہ کہ یہ ہبہ مجہول شئی کا ہے کیونکہ تقسیم سے پہلے ہر ایک کا استحقاق معلوم نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

## بَابُ هِبَةٍ كَابِدْلَةٍ

۲۴۱۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے تھے اور اس کا بدلہ دیتے تھے۔ وکیع اور محاضر نے بواسطہ ہشام،

عروہ، ام المؤمنین عائشہ سے روایت نہیں کی۔

۲۴۱۴ — شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ کا بدلہ دیتے تھے۔ صاحب توضیح نے کہا ہمارے نزدیک اس میں مطلقاً ثواب نہیں چاہیے۔ اعلیٰ ادنیٰ کو ہدیہ دے یا

ادنیٰ اعلیٰ کو دے یا اپنے برابر کے کسی کو ہدیہ دے۔ مہلب نے کہا ہدیہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ ہدیہ ہے جس کا بدلہ لینا مطلوب ہو یہ مع ہے اس میں بدلہ دینے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ دوسرا وہ ہدیہ ہے جو محض اللہ کے لئے اور صلہ رحمی کے لئے ہدیہ دیا جاتا ہے۔ اس میں بدلہ دینا ضروری نہیں۔ اگر دیدے تو اچھا ہے۔ جو شخص ہبہ کر کے اس کا بدلہ طلب کرے اس میں علماء کے آراء مختلف ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اس شخص کا حال دیکھا جائے اگر اس جیسا شخص مومہوب لہ سے بدلہ طلب کرتا ہے جیسے فقیر مال دار کو مہبہ کرے یا مرد اپنی بیوی کو مہبہ کرے تو اس کو مہبہ کا بدلہ دیا جائے

۲۴۱۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ  
 حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّهَا حَدَّثَنَا عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ  
 بَشِيرٍ أَنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي تَخَلَّيْتُ  
 ابْنِي هَذَا غُلَامًا فَقَالَ أَكَلَّ وَلَدِي لَكَ تَخَلَّيْتُ مِثْلَهُ قَالَ لَا قَالَ فَارْجِعْهُ.

باپ اگر اس مال سے بیٹے کو ہبہ کرے تو لازم آئے گا کہ اس کا مال اسی کو ہبہ کیا جائے اندفاع کی وجہ حدیث سے ظاہر ہے اور اَنْتَ وَمَالُكَ صحیح حدیث ہے۔ اس مسئلہ میں جبکہ والد بعض اولاد کو کوئی شئی ہبہ کرے علماء کا اختلاف ہے۔ طاؤس، عطاء بن ابی رباح، عروہ، ابراہیم نخعی، شعبی اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ اس کو باطل قرار دیتے ہیں۔ ابو عمرو نے کہا امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے صحیح تر یہ منقول ہے کہ جب باپ اپنی بعض اولاد کو عطیہ دے تو اس کو واپس کرنے کا حکم دیا جائے اور اگر وہ واپس نہ کرے اور مر جائے تو اگر اس نے صحت کی حالت میں عطیہ دیا تھا تو وہ اس کا مالک ہو جائے گا۔ امام ابو حنیفہ، ابو یوسف، محمد اور شافعی اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اگر باپ نے اپنی بعض اولاد کو عطیہ میں مخصوص کیا تو جائز ہے۔ اس باب کے عنوان میں ایک مسئلہ یہ ہے کہ والد اپنے بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کرنے کے بعد اس کو واپس لے سکتا ہے؟ امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما نے کہا واپس کوئی شئی ہبہ کر کے واپس نہیں لے سکتا البتہ والد اپنے بیٹے کو ہبہ کر کے واپس لے سکتا ہے۔ اور والد کے علاوہ دوسرے آباؤ اجداد جو اس کے اصول میں بھی والد کی طرح ہیں۔ امام شافعی کا صحیح قول یہی ہے۔ توضیح میں ذکر کیا ہے کہ اصول میں سے باپ ہو یا ماں یا دادا جو رجوع کر سکتے ہیں ان کے علاوہ دوسرے رجوع نہیں کر سکتے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں والدہ کے سوا اور کوئی رجوع نہیں کر سکتا اخاف کا مذہب یہ ہے کہ اگر ذی رحم محرم (یعنی جن سے نکاح حرام ہے) کو کوئی شئی ہبہ کی تو اس کو واپس نہیں کر سکتا جیسے باپ بیٹا، بھائی، بہن، چچا، پھوپھی وغیرہ امام احمد رحمہ اللہ کا مذہب بھی یہی ہے۔

اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ دستور کے مطابق والد اپنے بیٹے کے مال سے کھا سکتا ہے۔ حاکم نے اپنے اسناد سے مرفوع روایت ذکر کی کہ انسان کا پاکیزہ کھانا وہ ہے جو اپنے ہاتھ سے کھاے اور اس کا بیٹا اس کی اپنی کمائی ہے لہذا تم اپنی اولاد کی کمائی سے کھا سکتے ہو۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر باپ غریب ہو اور اس کا بیٹا کہیں غائب ہو گیا ہو تو وہ اس کا مال اپنے خرچہ کے مطابق بیچ سکتا ہے کیونکہ ضرورت کے وقت والد بیٹے کے مال کا مالک ہو جاتا ہے لیکن اس کی زمین فروخت نہیں کر سکتا امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ والد اپنا خرچہ پورا کرنے میں بیٹے کا مال اور زمین فروخت کر سکتا ہے اور اس بات میں اتفاق ہے کہ والدہ اپنے بیٹے کا مال نہیں بیچ سکتی اگرچہ بیٹا چھوٹا ہو یا بڑا ہو۔ واللہ اعلم!

عَمْرَةَ بِنْتُ رَوَاحَةَ لَا أَرْضَى حَتَّى تُشْهَدَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ  
إِنِّي أَعْطَيْتُ ابْنِي مِنْ عَمْرَةَ بِنْتُ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً فَأَمَرْتَنِي أَنْ أَشْهَدَكَ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هَذَا قَالَ لَا قَالَ فَاتَّقُوا اللَّهَ  
وَاعْدُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ قَالَ فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّتَهُ -

بَابُ هِبَةِ الرَّجُلِ لِمَرْأَتِهِ وَالْمَرْأَةِ لِرَوْحِهَا  
قَالَ إِبْرَاهِيمُ جَابِرَةُ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ لَا يَرْجِعَانِ وَاسْتَاذَنَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءً فِي أَنْ يُمَرِّضَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

شرح : ۲۴۱۶ — اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی اولاد لڑکے ہوں یا لڑکیاں سبہ وغیرہ میں  
ان میں مساوات کرنی چاہیے۔ اگر بعض کو سبہ کیا اور دوسروں کو نہ دیا تو یہ حرام نہیں مکروہ ہے اور سبہ صحیح ہے۔  
امام احمد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ حرام اور ظلم ہے۔ کیونکہ بعض روایات میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا، اس کا جواب یہ ہے کہ ظلم کا معنی عدل سے میلان کرنا ہے۔ اس لحاظ سے مکروہ بھی ظلم  
ہے۔ نیز اس کے معارض دوسری روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بناؤ۔  
اگر یہ عطیہ حرام ہوتا تو آپ اس پر کسی اور کو گواہ بنانے کی ترغیب کیوں دلاتے۔ اور یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ حضرت  
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی عائشہ رضی اللہ عنہا کو اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے عاصم کو  
عطیہ دیا اور باقی اولاد کو نہیں دیا تھا۔ اگر یہ سوال ہو کہ بشیر نے عطیہ واپس کر لیا تھا اگر یہ جائز ہوتا تو واپس کیوں کرنے  
اس کا جواب یہ ہے کہ بشیر رضی اللہ عنہ کا عطیہ واپس کر لینا ان کے اپنے اختیار سے تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے  
حکم سے واپس نہ کیا تھا۔ کیونکہ انھوں نے یہ سنا تھا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف  
کرو، اگر یہ سوال ہو کہ حدیث میں صراحت واپس کر لینے کا حکم ہے جبکہ آپ نے فرمایا اس کو واپس کر لو۔ اس کا جواب  
یہ ہے کہ یہ امر ایجاب کے لئے نہیں آپ نے یہ بطور احسان فرمایا تھا۔ کما تر۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ — شوہر کا اپنی بیوی کو اور بیوی کا اپنے شوہر کو سبہ کرنا

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ سبہ جائز ہے اور عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا

۲۴۱۷۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى اَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ خَلِيٍّ  
عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَتْ عَائِشَةُ لَمَّا قُتِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَدَّ  
وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ اَزْوَاجَهُ اَنْ يَمْرُضَ فِي بَيْتِي فَآذِنَ لَهُ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ  
تَخَطَّ رَجُلَاوَهُ الْاَرْضَ وَكَانَ بَيْنَ الْعَبَّاسِ وَبَيْنَ رَجُلٍ اُخَرَ قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ  
فَذَكَرْتُ لَابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِي وَهَلْ تَدْرِي مَنْ الرَّجُلُ  
الَّذِي لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ۔

ہبہ کیا اور اس نے بدلہ نہ دیا تو جب تک محبوب قائم ہے اس کو واپس لے سکتا ہے۔ حضرت عمر فاروق، علی  
ابی طالب، عبید اللہ بن عمر، ابو ہریرہ اور فضالہ بن عبید اللہ سے بھی یہی منقول ہے اور مذکور حدیث کا جواب یہ ہے  
کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہبہ کر کے واپس لینے والے کی مثال کتے کی طرح ہے جو قے کر کے کھا جاتا ہے یہ  
تشبیہ بظاہر قبیح ہے اور مروت کے خلاف ہے۔ لیکن شرعاً مروت کے خلاف نہیں کیونکہ کتا حلال و حرام میں مکلف  
نہیں تو معنی یہ ہوگا کہ ہبہ واپس لینے والا بڑی شے کی طرف لوٹتا ہے جیسے کتا غلاطت کھا جاتا ہے۔ تو اس سے ہبہ  
میں رجوع کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔ لیکن یہ اچھا نہیں اور احناف بھی اس کو مکروہ کہتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
بھارے ہو گئے اور آپ کا مرض سخت ہو گیا تو آپ نے اپنی بیویوں سے  
اجازت چاہی کہ مرض کی حالت میں میرے گھر رہیں۔ تو انھوں نے آپ کو اجازت دیدی۔ آپ دو شخصوں کے درمیان  
بایں نکلے اس حال میں کہ آپ کے پاؤں زمین پر گھسٹ رہے تھے۔ جبکہ آپ حضرت عباس اور ایک اور شخص کے  
درمیان تھے عبید اللہ نے کہا میں نے ابن عباس سے ام المؤمنین عائشہ کا قول ذکر کیا تو انھوں نے کہا کیا تم اس شخص  
کو جانتے ہو کہ جس کا عائشہ نے نام نہیں لیا؟ میں نے کہا نہیں ابن عباس نے کہا وہ حضرت علی تھے۔ رضی اللہ عنہ۔  
شرح : اس حدیث سے روافض استدلال کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے حضرت علی  
کا نام اس لئے ذکر نہیں کیا کہ وہ حضرت علی سے عداوت رکھتی تھیں لیکن یہ  
استدلال صحیح نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک طرف حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے جو آخر تک رہے  
اور دوسری طرف تین شخص تھے جو باری باری آپ کو اٹھاتے تھے اور وہ حضرت علی، فضل بن عباس اور اسامہ بن  
زید تھے چونکہ ان میں سے کوئی ایک معین نہ تھا اس لئے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ دوسری طرف ایک اور شخص تھا  
اس تعبیر کو عداوت پر محمول کرنا بعید از انصاف ہے۔ بلکہ ام المؤمنین کے متعلق سوچن پر مبنی ہے۔ اعاذنا اللہ منہ!

- ۲۴۱۹ — حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُبَادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لِي مَالٌ إِلَّا مَا أُدْخِلَ عَلَى الزُّبَيْرِ فَأَتَصَدَّقُ قَالَ تَصَدَّقْ وَلَا تُوعِي فَيُوعِيَ عَلَيْكَ -
- ۲۴۲۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنْفِقِي وَلَا تَحْصِي فَيُحْصِيَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَلَا تُوعِي فَيُوعِيَ اللَّهُ عَلَيْكَ -
- ۲۴۲۱ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ يَزِيدَ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ

امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر عطیہ نہیں دے سکتی البتہ اپنے مال کی تنہائی سے صلہ رحمی یا خیرات کر سکتی ہے وہ اس کو وصیت پر قیاس کرتے ہیں۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قولہ "اِذَا كَانَ لَهَا زَوْجٌ" اذا شرطیہ نہیں بلکہ ظرفیہ ہے۔ کیونکہ کلام اس تقدیر پر ہے جبکہ اس کا شوہر عتق اور ہبہ کے وقت موجود ہو اور اگر اس کا شوہر نہ ہو تو بلا نزاع اس کا عتق اور ہبہ کرنا جائز ہے۔ واللہ ورسولہ الاعلیٰ الم

- ۲۴۱۹ — ترجمہ : اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس کچھ مال نہیں سوا اس کے جو مجھ کو زبیر دے تو کیا میں وہ صدقہ میں دے سکتی ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ کر اور مت روک ورنہ اللہ تجھ سے روک لے گا۔
- ۲۴۲۰ — ترجمہ : اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مال خرچ کرو اور اس کو محفوظ نہ رکھو ورنہ اللہ بھی تجھ سے محفوظ کرے گا اور روک کر نہ رکھو ورنہ اللہ بھی تم سے روک لے گا۔
- ۲۴۱۹ ، ۲۴۲۰ — شرح : اسماء رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور حضرت زبیر بن عوام کی بیوی ہے۔ اس حدیث میں اخصاء اور ایفاء کی نسبت اللہ کی طرف بطور مشاکلت ہے۔ اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "تصدقی" اس پر دلالت کرتا ہے کہ جس عورت کا شوہر موجود اس کی اجازت کے بغیر صدقہ کر سکتی ہے۔ اور ہبہ کا لغوی معنی مراد ہے اور وہ صدقہ کو بھی شامل ہے۔
- ۲۴۲۱ — ترجمہ : ابن عباس کے غلام کرب سے روایت ہے کہ میمونہ بنت حارث

## بَابُ يَمْنُ يُبْدَأُ بِالْهَدِيَّةِ

وَقَالَ بَكْرٌ عَنْ عَمْرِو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَتْ وَلِيدَةً لَهَا فَقَالَ لَهَا لَوْ وَصَلْتَ بَعْضَ أَخَوَائِكَ كَانَ أَكْبَرَ لَأَجْرِكَ -

۲۴۲۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثنا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عُمَرَ الْجَوْنِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَجُلٍ مِنْ بَنِي تَيْمٍ بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ لِي جَارَيْنِ فَأَلِي أَيْتَهُمَا أُهْدِي قَالَ إِلَى أَقْرَبِهِمَا مِنْكَ يَا أَبَا

لئے ہبہ کر دیا تھا وہ اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی چاہتی تھیں۔

شرح : اس حدیث کی مطابقت عنوان کے ساتھ اس طرح ہے کہ ام المومنین

۲۴۲۲ —

سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری دن رات ام المومنین عائشہ رضی اللہ

عنها کے لئے ہبہ کر دی تھی۔ جو ان کے شوہر کی غیر تھیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس بیوی کو چاہے سفر میں ساتھ لے جائے اگرچہ سفر کس قسم کا ہو۔ قرعہ اندازی صرف اطمینان قلب کے لئے ہے !

## بَابُ — کس کو ہدیہ پہلے دیا جائے

ترجمہ : بکر نے بواسطہ عمرو، بکیر، کریب، مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہم روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ مسمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی لونڈی آزاد کی تو آپ نے انھیں فرمایا اگر اسے اپنے ماموں کو پہنچا دیتی تو تمہیں بہت ثواب ہوتا۔

شرح : اس حدیث میں دو چیزیں ہیں ایک لونڈی کو آزاد کرنا دوسری اپنے ماموں کو دینا۔ سید عالم صلی اللہ

علیہ وسلم کا مقصد یہ ہے کہ اپنے ماموں کو لونڈی دینے میں صلہ رحمی ہے اور یہ اچھا ہے اس میں ثواب بہت ہے۔

۲۴۲۳ — ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے دو پڑوسی ہیں جو

ان میں سے کس کو ہدیہ بھیجوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا دروازہ تمہارے زیادہ قریب ہے۔ (کتاب الشفعہ کی حدیث ۱۱۱ کے تحت اس کی شرح دیکھیں)

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنَ الْأَزْدِ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْأَيْتِيَّةِ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ هَذَا لَكُمْ وَهَذَا أُهْدِي لِي قَالَ فَبَلَا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ أَوْ بَيْتِ أُمِّهِ فَيَنْظُرُ أَيُّهُدَى لَهُ أُمٌّ لَوْ أَنَّ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَأْخُذُ أَحَدٌ مِنْهُ شَيْئًا إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يَحْمِلُهُ عَلَى رَقَبَتِهِ إِنْ كَانَ يَعِزُّ إِلَهُ رُغَاءٌ أَوْ لِقَرَّةٌ لَهَا خَوَارٌ أَوْ شَاةٌ تَبْعُرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْنَا عُفْرَةَ إِبْطِيئِهِ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَغَتْ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَغَتْ ثَلَاثًا

بَابُ إِذَا وَهَبَ هِبَةً أَوْ وَعَدَ ثُمَّ مَاتَ قَبْلَ أَنْ تَصِلَ إِلَيْهِ  
وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَاتَ وَكَانَتْ فَصَلَّتِ الْهَدِيَّةُ وَالْمُهْدَى لَهُ حَتَّى فِيهِ  
لِوَرَثَتِهِ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ فَصَلَّتْ فِيهِ لِوَرَثَةِ الَّذِي أُهْدِيَ وَقَالَ الْحَسَنُ أَيُّهُمَا  
مَاتَ قَبْلُ فِيهِ لِوَرَثَةِ الْمُهْدَى لَهُ إِذَا قَبَضَهَا الرَّسُولُ

آئے گا اگر وہ اونٹ ہو تو اس کی آواز ہوگی اگر گائے ہو تو اس کی آواز ہوگی اگر بکری ہو تو وہ بول رہی ہوگی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے حتیٰ کہ ہم نے ان کی بغلوں کی پسیدی دیکھ لی (اور دعا فرمائی) اے اللہ میں نے تیرا حکم پہنچا دیا اے اللہ میں نے تیرا حکم پہنچا دیا یہ تین بار فرمایا۔

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی فراہمی کرنے والوں کا وظیفہ بیت المال میں سے دیا جائے اور وہ مال صدقہ سے امام کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں لے سکتے  
رُغَاءُ ،، اونٹ کی آواز، خوار گائے بیل کی آواز اور ”تبعر“ بکری کی آواز کا نام ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ مقروض سے نذرانہ لینا مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب جب کوئی شئی ہبہ کی یا وعدہ کیا پھر موہوب تک ہدیہ پہنچنے سے پہلے فوت ہو گیا،

۲۴۲۶ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ  
جَابِرًا قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ جَاءَ مَالُ الْبَصَرِينِ أَعْطَيْتُكَ  
هَكَذَا ثَلَاثًا فَلَمْ يَقْدَمْ حَتَّى تُوَفِّي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ أَبُو بَكْرٍ  
مُنَادِيًا فَنَادَى مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِدَةٌ أَوْ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا  
فَأَنْتَيْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَدَنِي لِحَتَّى إِلَيَّ ثَلَاثًا.

بَابُ كَيْفَ يُقْبَضُ الْعَبْدُ وَالْمَتَاعُ  
وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ كُنْتُ عَلَى بَكْرِ صَعْبٍ فَاشْتَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ  
هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللَّهِ — ۲۴۲۷ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ

۲۴۲۶ — ترجمہ : ابن منکدر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے  
سنا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اگر بصرین“ سے مال آیا تو میں تجھے اتنا اتنا دوں گا (تین بار فرمایا) چنانچہ  
بصرین سے مال نہ آیا حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رحلت فرما گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منادی  
کو حکم دیا کہ وہ اعلان کر دے کہ جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ وعدہ کیا ہو یا آپ پر اس کا قرض ہو تو وہ ہمارے  
پاس آئے چنانچہ میں اُن کے پاس گیا اور کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا تو انہوں نے مجھے تین سو درہم دیے  
۲۴۲۷ — شرح : کتاب الکفالہ میں گزرا ہے کہ ہر ایک لب پانچ سو درہم پر مشتمل تھا سید عالم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر سے کچھ دینے کا وعدہ کیا تھا اور اس کی وفادار سے پہلے آپ انتقال فرما گئے۔ اور یہ نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم کے حق میں لازم نہ تھا لیکن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے احسان کے طور پر یہ کیا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اس میں سے کوئی شئی لازم نہ تھی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ  
علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کے طریقہ کی اقتداء کرتے ہوئے وعدہ پورا کیا کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صدیق کبر  
ہی عظیم انسان تھے جو لوگوں کے عہد اور وعدے پورے کیا کرتے تھے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

بَابُ — غُلَامٍ أَوْ سَامَانٍ بِرُكْسٍ طَرَحَ قَبْضَهُ كَيْفَ جَاءَ  
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں سرکش اونٹ پر سوار تھا۔ تو اس کو نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے خریدا اور فرمایا اے عبداللہ یہ تیرا ہے،

## بَابُ إِذَا وَهَبَ هَبَةً فَقَبَضَهَا الْآخَرُ وَلَمْ يَقِلَّ قَبِلْتُ

۲۴۲۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ ثنا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثنا مَعْمَرُ بْنُ الرَّهَرِيِّ  
عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَقَالَ هَلَكْتُ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ دَقَعْتُ بِأَهْلِي فِي رَمَضَانَ قَالَ تَحْدُ رِقَبَةً قَالَ  
لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَتَسْتَطِيعُ أَنْ  
تَطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ لَا قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِعَرَقٍ وَالْعَرَقُ  
الْمَكْتَلُ فِيهِ ثَمَرٌ فَقَالَ اذْهَبْ بِهَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ قَالَ عَلَى أَخُو جِ مَنَّا يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لَا يَتَّهَمُ أَهْلُ بَيْتِ أَخُو جِ مَنَّا ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَاطْعِمَهُ

أَهْلَكَ

میں فوت ہوئے اس حدیث میں اس شخص کے قول کی تردید ہے جس نے کہا کہ محترم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔  
اور نہ ہی آپ سے کچھ سنا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تالیف قلب کرنا اچھا ہے اور محبوب شئی کا محبوب  
کی طرف منتقل ہو جانے سے اس پر قبضہ تصور ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

## بَابُ — جَبَّ كَوْنُ شَيْءٍ هَبَةً كِيْ اَوْرُ دُوسرے نے اس پر قبضہ کر لیا اور یہ نہ کہا کہ میں نے قبول کیا،

۲۴۲۸ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
پاس آیا اور کہا میں ہلاک ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کیا ہوا۔ اس نے کہا میں رمضان مبارک میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا آپ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس کوئی غلام ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو دو مہینے متواتر روئے  
رکھ سکتا ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو ساٹھ مسکین کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ اتنے میں ایک  
انصاری عرق لے آیا۔ عرق ٹوکرا ہے جس میں کھجور تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لے جاؤ اور اس کو صدقہ  
کر دو اُس نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم سے زیادہ محتاج پر صدقہ کروں؟ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو رسول بھیجا  
ہے۔ مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان ہم سے زیادہ محتاج نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اور  
اپنے بال بچوں کو یہ کھلا دو۔

۲۴۲۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا قَتْلَ يَوْمَ أُحُدٍ شَهِيدًا فَاشْتَدَّ الْغَمُّ مَا فِي حَقِّهِمْ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلِمَتُهُ فَسَأَلَهُمْ أَنْ يَقْبَلُوا ثَمَرَ حَائِطِي وَيَحْلِلُوا إِلَيَّ فَأَبَوْا فَلَمْ يُعْطِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَائِطِي وَلَمْ يَكْسِرْ لَهُمْ وَلَكِنْ قَالَ سَاعِدُ وَعَلَيْكَ قَالَ فَعَدَا عَلَيْنَا حِينَ أَصْبَحَ فُطَافٌ فِي الْخَلِيقِ فَدَعَانِي ثَمَرُهُ بِالْبَرَكَةِ فَجَدَدْتُهَا فَقَضَيْتُهُمْ حَقَّ قَتْلِهِمْ وَبَقِيَ لَنَا مِنْ ثَمَرِهَا بَقِيَّةٌ ثُمَّ جِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فَأَخْبَرْتُهُ بِذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ أَسْمَعُ وَهُوَ جَالِسٌ يَا عُمَرُ فَقَالَ عُمَرُ أَلَا تَكُونُ قَدْ عَلِمْنَا أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهِ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ.

تو امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ جائز ہے جبکہ قرض کا اسٹام اس کے حوالہ کر دے اور اگر اسٹام حوالہ نہ کرے اور اس کا اعلان کر دے تو جائز ہے۔ ابو ثور نے کہا جب وہ اس کا پختہ اقرار کر لیں تو جائز ہے۔ اعلان کریں یا نہ کریں۔ امام شافعی اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ سبہ جائز نہیں کیونکہ ان کے مذہب کے مطابق سبہ میں قبضہ شرط ہے جو یہاں نہیں پایا جاتا۔ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو اپنا قرضہ سبہ کر دیا تھا اس میں بھی اختلاف نہیں کیونکہ یہ دراصل قرض سے بری الذمہ کرنا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس پر کسی کا کوئی حق ہو تو وہ اس کو ادا کرے یا اس سے معاف کرالے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میرا باپ قتل ہو گیا اور ان پر قرض تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرض خواہوں سے فرمایا کہ میرے باغ کا پھل قبول کر لیں اور میرے باپ کا قرض معاف کر دیں۔ اس میں بھی اتفاق ہے۔ واللہ تعالیٰ وسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : ابن کعب بن مالک نے کہا کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے ان سے بیان کیا کہ ان کے والد اُحد کی جنگ میں شہید ہوئے تو ان کے قرض خواہوں نے اپنے حقوق کا سختی سے مطالبہ کیا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ سے گفتگو کی تو آپ نے ان سے کہا کہ میرے باغ کا پھل قبول کر لیں اور میرے والد کا قرض معاف کر دیں انھوں نے اس کا انکار کر دیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو میرا باغ نہ دیا اور نہ ان کے لئے پھل تر دیا لیکن یہ فرمایا کہ میں کل ترے پاس آؤں گا آپ اگلے روز صبح کو ہمارے پاس تشریف لائے اور کھجوروں کے درختوں میں گھومے اور پھل میں برکت

۲۲۳۰ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بِشَرَابٍ فَشَرِبَ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ وَعَنْ كِسَارِهِ الْأَشْيَاحُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ إِنْ أَذِنْتُ لِي أُعْطِيتُ هَؤُلَاءِ فَقَالَ مَا كُنْتُ لِأَوْتَرِ بَنِي صَيْبٍ مِنْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحَدًا قَتَلَهُ فِي يَدِهِ -

ذخیرہ ہے لیکن یہاں وہ جگہ مراد جو مدینہ منورہ کے قریب اس کے عوالی میں ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس ترکہ کا ایک لاکھ اسماء کو دیتے تھے مگر انھوں نے ان کے ہاتھ فروخت نہ کیا اور اپنے دونوں بھتیجیوں کو ہبہ کر دیا اور دو پر جمع کا اطلاق ہوتا رہتا ہے اس لئے یہ حدیث عنوان کے مطابق ہے۔ اس سے بخاری کا مقصد یہ کہ ایک شخص جماعت کو ہبہ کر سکتا ہے۔ اس کو ہبہ مشاع کہا جاتا ہے۔ وہ اس سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کا رد کرتے ہیں کیونکہ امام ابو حنیفہ مشاع کا ہبہ ناجائز قرار دیتے ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مشاع کے ہبہ کے عدم جواز کی نسبت امام ابو حنیفہ کی طرف صحیح نہیں۔ کیونکہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اس مشاع اور مشترک شئی کے ہبہ کو جائز نہیں کہتے جو تقسیم کیا جاسکتا ہو اور جو مشاع اور مشترک شئی تقسیم نہیں ہو سکتی اس کا ہبہ جائز ہے۔ نیز اس شیوع کا اعتبار ہے جو قبض کے وقت ہو عقد کے وقت شیوع کا اعتبار نہیں۔ لہذا اگر مشاع و مشترک شئی کو ہبہ کیا اور اس کو تقسیم کر کے موبوب لہ کے حوالہ کر دیا تو یہ ہبہ جائز ہے۔ الحاصل امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب میں قبض کے وقت شیوع نہیں ہونا چاہیے ہو سکتا ہے کہ مذکور ترکہ تقسیم کر کے ان کے قبضہ میں دیا ہو۔ لہذا امام صاحب کا مسلک مذکور اثر کے خلاف نہیں۔

ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی کا پیالہ حاضر کیا گیا تو آپ نے پانی پیا جبکہ آپ کی دائیں جانب غلام تھا اور بائیں طرف کبار صحابہ کرام بیٹھے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام سے فرمایا اگر تو مجھے اجازت دے تو میں پیالہ میں بچا ہوا پانی ان کو دے دوں ؟ غلام نے کہا میں آپ کے جھوٹے سے اپنا حصہ کسی کو دینا پسند نہیں کرتا تو آپ نے زور سے پیالہ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔

(حدیث ۲۱۹۹ اور ۲۲۸۸ کی شرح کا مطالعہ کریں)

۲۴۳۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عُنْدَ رِثْنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بُعِثَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِيرًا فِي سَفَرٍ فَلَمَّا أَتَيْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ ابْتُ الْمَسْجِدِ فَصَلَّ رَكَعَتَيْنِ فَوَزَنَ قَالَ شُعْبَةُ أَرَأَيْتَ فَوَزَنَ لِي قَالَ فَارْجَحْ فَمَا زَالَ شَيْءٌ حَتَّى أَصَابَهَا أَهْلُ الشَّامِ يَوْمَ الْحَرَّةِ -

۲۴۳۲ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بِشَرَابٍ وَعَنْ يَمِينِهِ غَلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ أَشْيَاحٌ فَقَالَ لِلْغَلَامِ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هَؤُلَاءِ فَقَالَ الْغَلَامُ وَاللَّهِ لَا أُؤْثِرُ بِصِيبِي مِنْكَ أَحَدًا فَتَلَّهَ فِي يَدِهِ -

۲۴۳۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ جَبَلَةَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ فَقَالَ دَعُوهُ فَإِنْ لَصَبَ الْحَقُّ مَقَالًا وَقَالَ اشْتَرُوا لَهُ سِنًّا فَأَعْطَوْهَا آيَاةً فَقَالُوا إِنَّا لَا نَجِدُ سِنًّا إِلَّا سَنَاهِي أَفْضَلُ مِنْ سِنِّهِ قَالَ فَاشْتَرَوْهَا فَأَعْطَوْهَا آيَاةً فَإِنْ مِنْ خَيْرِكُمْ أَوْ خَيْرِكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً -

۲۴۳۱ — ترجمہ : مُحَارِب سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سفر میں اونٹ فروخت کیا جب میں مدینہ منورہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد میں آؤ۔ اور دو رکعتیں نماز پڑھو اور آپ نے اس کی قیمت تول کر دی۔ شُعْبَةُ نے کہا میرا خیال ہے آپ نے مجھے تول کر دی اور جھکتی ہوئی دی۔ وہ زیادتی میرے پاس ہمیشہ رہی تا آنکہ حرہ کے روز شامیوں نے اس کو چھین لیا۔ ۲۴۳۲ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی کا پیالہ لایا گیا آپ کی دائیں طرف غلام اور بائیں طرف کبار صحابہ کرام تھے آپ نے غلام سے فرمایا کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں (بچا ہوا پانی) ان لوگوں کو دوں غلام نے کہا بخدا! آپ کے جھوٹے میں اپنا حصہ کسی کو دینا پسند نہیں کرتا تو آپ نے زور سے اس کے ہاتھ میں پیالہ دے دیا۔

اس سے بھی امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ غیر مقسومہ کا ہبہ جائز ہے۔ مگر اس سے استدلال صحیح

أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ مَعِيَ مَنْ تَرَوْنَ وَأَحَبُّ الْحَدِيثِ إِلَى أَصْدَقِهِ  
فَاخْتَارُوا أَحَدِي الطَّائِفَتَيْنِ إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ أَسْتَأْنِثُ وَكَانَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُنْتَظَرُهُمْ بِضِعْمِ عَشْرَةِ لَيْلَةٍ حِينَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ  
فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ رَآدٍ إِلَيْهِمْ إِلَّا أَحَدِي الطَّائِفَتَيْنِ  
قَالُوا فَإِنَّا نَخَارُ سَبِينَا فَقَامَ فِي الْمُسْلِمِينَ فَاشْتَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ  
فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ هَؤُلَاءِ جَاءُوا تَائِبِينَ وَإِنِّي رَأَيْتُ أَنْ أُرْدِيَهُمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ أَحَبَّ  
مِنْكُمْ أَنْ يُطَيَّبَ ذَلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى تُعْطِيَهُ  
آيَاةٌ مِنْ أَوَّلِ مَا يَفْعَلُ اللَّهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ طَيَّبْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ فَقَالَ  
لَهُمْ إِنَّا لَا نَذَرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِيهِ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ فَأَرْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرْفَاؤُكُمْ  
أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرْفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَاخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا فَهَذَا الَّذِي بَلَّغْنَا مِنْ سَبْيِ هَوَازِنَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ  
هَذَا الْآخِرُ قَوْلُ الزُّهْرِيِّ فَهَذَا الَّذِي بَلَّغْنَا.

جب ان کو واضح ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دو چیزوں میں سے صرف ایک ان کو واپس کریں گے تو انہوں نے  
کہا ہم اپنے قیدیوں کو پسند کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطاب کیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جس کے وہ  
لائق ہے۔ پھر فرمایا حمد و ثنا کے بعد! تمہارے یہ بھائی ہمارے پاس مسلمان ہو کر آئے ہیں اور میں ان کو ان کے قیدی واپس  
کرنا چاہتا ہوں تم میں سے جو کوئی پسند کرتا ہے کہ خوشی سے یہ کرے تو وہ کرے اور جو کوئی یہ پسند کرے کہ وہ اپنے  
حصہ پر قائم رہے حتیٰ کہ ہم اس کو پہلی غنیمت سے دیں جو اللہ تعالیٰ ہم کو غنیمت دے وہ کرے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ!  
ہم راضی ہیں آپ نے انہیں فرمایا ہم نہیں جانتے کہ تم میں سے کس نے اجازت اور کس نے اجازت نہیں دی تم واپس چلے  
جاؤ حتیٰ کہ ہمارے پاس تمہارے نمبردار تمہاری رائے پہنچائیں چنانچہ لوگ واپس ہو گئے اور ان کے نمبردار نے ان سے کلام  
کیا پھر وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ سے عرض کیا کہ وہ خوش ہیں اور انہوں نے  
رقیدی آزاد کرنے کی اجازت دیدی ہے۔ قبیلہ ہوازن کے قیدیوں سے یہ خبر ہم کو ملی ہے۔ یہ زہری کا آخری قول ہے  
یعنی فہذا الَّذِي بَلَّغْنَا، زہری کا آخری قول ہے۔

۲۴۳۴ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ فانی نے ان کو قیدی

۲۴۳۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ شَنَا بْنُ عَمِيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ  
عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَكَانَ عَلَى بَكْرِ صَغِيرٍ لِعَمْرٍو  
كَانَ يَتَقَدَّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَلَوْهَ يَا عَبْدَ اللَّهِ لَا يَتَقَدَّمُ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْنِيهِ فَقَالَ عَمْرٍو  
هُوَ لَكَ فَاشْتَرَاهُ ثُمَّ قَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللَّهِ فَاصْنَعْ بِهِ مَا شِئْتَ -  
بَابُ إِذَا وَهَبَ بَعِيْرُ الرَّجُلِ وَهُوَ رَاكِبُهُ فَهُوَ جَائِزٌ

۲۴۳۵ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے اس کے حق سے زیادہ دیا اور اس کے حق سے زیادہ دینا ہدیہ تھا اور اس کے ساتھ قرعخواہ مخصوص تھا اور  
وہاں موجود لوگ اس میں شریک نہ ہوئے تھے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ  
کو ہارون الرشید نے بہت سا مال ہدیہ بھیجا حالانکہ ان کے پاس اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے تو کسی نے ان سے کہا  
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پاس بیٹھنے والے تمہارے شریک ہیں۔ قاضی ابو یوسف  
نے فرمایا اس جیسے مال میں کوئی حدیث وارد نہیں البتہ معمولی ہدیہ کے متعلق حدیث منقول ہے۔ اور وہ یہ کہ کھانے  
پینے کی چیزوں میں پاس بیٹھنے والے بھی شریک ہوتے ہیں۔

ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک سفر میں نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ اور عمر فاروق کے سرکش اونٹ پر  
سوار تھے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بڑھ جاتا تھا تو ان کے والد عمر فاروق کہتے اے عبد اللہ نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم کے آگے کوئی نہیں بڑھتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اس کو میرے ساتھ بیچ دو۔  
عمر فاروق نے عرض کیا یہ آپ کا ہے۔ آپ نے اس کو حضرت عمر سے خرید لیا پھر فرمایا اے عبد اللہ ابیہ  
اونٹ تیرا ہے۔ جو چاہو اس کے ساتھ کرو۔ (حدیث ۱۹۸۶ کی شرح دیجیےں)

باب جب کسی کو اونٹ ہبہ کرے حالانکہ  
وہ اونٹ پر سوار ہو تو یہ حائز ہے

۲۴۳۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ نَافِعٍ  
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمَّ يَدَ خُلْعِهَا  
وَجَاءَ عَلَى فُذْكَرَتْ لَهُ ذَلِكَ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ  
عَلَى يَدِهَا سِتْرًا مَوْشِيًّا فَقَالَ مَا لِي وَلِلدُّنْيَا فَأَنَاهَا عَلَى فُذْكَرَ ذَلِكَ لَهَا فَقَالَتْ  
لِيَا مُرْنِي فِيهِ بِمَا شَاءَ قَالَ تُرْسِلُ بِهِ إِلَى فُلَانٍ أَهْلِ بَيْتٍ بِهِمْ حَاجَةٌ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو تو وہ پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔ پھر بڑی بڑی چادریں آئیں  
تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک عمر فاروق کو دی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا  
یا رسول اللہ آپ نے یہ مجھے دی ہے حالانکہ آپ نے ملہ عطار کے متعلق اس طرح فرمایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا میں تم کو یہ پہننے کے لئے نہیں دی تو عمر فاروق نے وہ چادر مکہ میں اپنے مشرک بھائی کو دے دی!  
شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ملہ بدیہ بھیجا حالانکہ  
اس کا پہننا مکہ وہ تھا۔ اس طرح حدیث باب کے عنوان کے مطابق ہے۔

کتاب الجمعہ باب احسن کما یجوز کی حدیث ۸۴۸ کی شرح دیکھیں!  
”ملہ“ یعنی چادر ہے جو دو کپڑوں تہبند اور چادر سے بنائی جاتی ہے۔ حضرت عمر فاروق نے جس کو مکہ چادری  
تھی۔ وہ اُن کا اخیانی بھائی تھا بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ اُن کا رضاعی بھائی تھا! واللہ تعالیٰ در سولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۴۳۸ — توجہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ  
رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور گھر میں داخل نہ ہوئے۔ حضرت علی  
رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو سیدہ نے ان سے یہ واقعہ ذکر کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
سے یہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا میں نے اُن کے دروازہ پر نقش و نگار سے سجا ہوا پردہ دیکھا اور فرمایا مجھے دنیا سے  
کیا سروکار! حضرت علی رضی اللہ عنہ سیدہ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے یہ واقعہ ذکر کیا تو سیدہ نے  
فرمایا اس کے متعلق آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فلاں اہل خانہ کے پاس بھیج  
دے جو غریب ہیں۔

۲۴۳۸ — شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ کے لئے ریشم کو مکروہ خیال فرمایا  
کیونکہ ریشمی کپڑے آخرت میں پہنا جائے گا تو آپ ان کی دنیاوی زندگی میں ان  
کے لئے یہ پسند نہ کیا یا اس میں صورتیں اور نقوش تھے۔ واللہ تعالیٰ در سولہ الاعلیٰ اعلم!

نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اکیدر دومۃ الجندل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشی جبہ ہدیہ بھیجا نیز احمد اور بزار نے اپنے مسند میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اکیدر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ترنجبین کا مشکا بھیجا آپ نے وہ صحابہ میں تقسیم کر دیا۔ بزار نے کہا آپ نے اس کو قبول فرمایا۔ ابو داؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ذی یزن نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ۳۲ اونٹنیوں کے عوض بہت بڑی چادر خرید کر بھیجی تو آپ نے اس کو قبول فرمایا۔ ابو داؤد نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ کیا تو نے چار اونٹنیاں بیچی ہوئی نہیں دیکھیں؟ میں نے عرض کیا، دیکھی ہیں آپ نے فرمایا وہ اونٹنیاں اور جو کچھ ان پر سامان ہے وہ تیرا ہے۔ ان پر کپڑا اور طعام ہے جو فدک کے حاکم نے بھیجا ہے وہ قبضہ کر لو اور اپنا قرض ادا کرو۔ مسند امام احمد اور طبرانی نے کبیر میں حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قیمتی چادر ہدیہ پیش کی تو آپ نے فرمایا ہم مشرکوں کا ہدیہ قبول نہیں کرتے البتہ ہم اس کو خرید لیتے ہیں۔ حکیم بن حزام نے کہا جب آپ نے ہدیہ قبول کرنے سے انکار کر دیا تو میں نے وہ آپ کے ہاتھ فروخت کر دی۔ بزار نے مسند میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ مقوقس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیالہ ہدیہ بھیجا آپ اس میں پانی پیا کرتے تھے۔ طبرانی نے کبیر میں روایت ذکر کی کہ مقوقس نے آپ کو خچر ہدیہ بھیجی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول کر لیا۔ ترمذی نے شعبی سے روایت کی کہ جبہ کلبی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزے ہدیہ بھیجے آپ وہ پہنا کرتے تھے۔ اگر امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب کے اس عنوان کی حدیث سے مشرک کا ہدیہ قبول کرنے پر استدلال کیا ہے۔ لیکن علماء کہتے ہیں کہ ان احادیث میں مشرک کا ہدیہ قبول کرنے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخصیص ہے۔ دوسرے امراء کے لئے مشرک کا ہدیہ قبول کرنے کی اجازت نہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ منع کی احادیث سے قبول کی احادیث منسوخ ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

حضرت سارہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے چچا کی بیٹی ان کی فرمانبردار بیوی تھی وہ حسن و جمال میں یکتائے زمان تھیں۔ حضرت ابراہیم، لوط اور سارہ علیہم السلام مصر کی سرزمین میں سفر کر رہے تھے تو مصر کے جابر بادشاہ کو کسی نے سارہ کے حسن و جمال سے آگاہ کیا۔ تو اس نے ابراہیم علیہ السلام کو بلایا اور کہا تمہارے ساتھ وہ عورت کون ہے آپ نے فرمایا وہ میری بہن ہے کیونکہ یہ خطرہ تھا کہ اگر آپ سارہ کو اپنی بیوی ظاہر کرتے تو وہ آپ کو قتل کر دیتا اُس نے کہا اے میرے پاس بھیجو میں اسے دیکھوں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام سارہ کے پاس گئے اور اُن سے فرمایا۔ اس جابر بادشاہ نے تمہارے متعلق مجھ سے پوچھا ہے میں نے اس کو کہا ہے کہ وہ میری بہن ہے تو نے یہی کہنا کہ وہ میرا بھائی ہے کیونکہ ان کی کتاب میں تو میری بہن ہے کیونکہ رُوسے زمین پر ہمارے سوا کوئی مسلمان نہیں صرف ہم تینوں مسلمان ہیں (یہاں یہ یاد رہے کہ ہر بیوی خاوند آپس میں اسلامی بہن بھائی ہیں) پھر سارہ جابر بادشاہ کے پاس چلی گئیں اور ابراہیم علیہ السلام نے نماز شروع کر دی۔ جب اُس نے سارہ کو دیکھا تو بڑی نیت سے ان کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس کا ہاتھ سینہ تک خشک ہو گیا۔ جب جابر بادشاہ نے یہ دیکھا تو اس کے دل پر سارہ کی عظمت غلبہ کر گئی اور کہنے لگا کہ اپنے رب سے دعا کرو کہ میرا ہاتھ ٹھیک کر دے۔ بخدا میں تمہیں کوئی اذیت نہیں پہنچاؤں گا۔ سارہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ اے اللہ! اگر یہ اپنے کلام میں

۲۴۴۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّقَابِ قَالَ سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ الْحَارِثِ  
ثَنَا شُعْبَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ يَهُودِيَّةً أَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَسْمُومَةٍ فَآكَلَ مِنْهَا فَخَجَّ بِهَا فَعِيلَ أَلَا تَقْتُلُهَا قَالَ لَا قَالَ  
فَمَا زِلْتُ أَعْرِضُهَا فِي لَهَوَاتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

جنت میں عالی مقام کی طرف اشارہ ہے اور ان کا ادنیٰ پٹرا ریشمی مجتہ سے افضل ہے کیونکہ رومال ادنیٰ کپڑا  
ہے اور میل کچیل کے لئے بنایا جاتا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ قبیلہ اوس کے سردار ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ان کو "سید الانصار" کا لقب دیا تھا حضرت سعد بن معاذ کی خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ خوش ہونے والے  
لوگ انصار کہتے۔ اس لئے فرمایا تمہارے سردار کا رومال اس سے بہتر ہے صاحب استیعاب نے کہا کہ حضرت  
سعد کے جنازہ میں جبرائیل علیہ السلام ریشمی عمامہ باندھ کر شامل ہوئے تھے۔ "اکیدر" عبد المالك كندی کا بیٹا نہرانی  
تھا اور "دومہ" کا بادشاہ تھا اس کے اسلام میں اختلاف ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف خالد بن  
ولید "رضی اللہ عنہ" کو لشکر دیکر بھیجا اس کے بھائی کو قتل کر دیا اور اس کو مدینہ منورہ میں لے آئے اُس نے نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم سے جزیہ ادا کرنے پر صلح کر لی تو آپ نے اس کو چھوڑ دیا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ وہ  
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم کی طرف واپس چلا گیا جب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تو وہ مرتد ہو گیا اور جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ عراق سے شام کی طرف  
لشکر لے کر گئے تو اس کو قتل کر دیا۔

"اکیدر" دومہ کا بادشاہ تھا۔ دومہ شام میں تبوک کے قریب ایک شہر ہے۔ اس کو دومہ الجندل بھی  
کہا جاتا ہے "جندل" چھوٹے چھوٹے پتھر ہیں دومہ الجندل پتھر لی زمین ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے کہ اکیدر دومہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی کپڑا تحفہ بھیجا آپ نے وہ حضرت علی کو دیا اور فرمایا اس کو  
فواطم میں تقسیم کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس کے چار ٹکڑے کئے اور وہ اپنی والدہ فاطمہ بنت اسد  
اور اپنی زوجہ محترمہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فاطمہ بنت حمزہ بن عبد المطلب اور فاطمہ بنت ابی طالب  
ام ہانی کو تقسیم کر دیئے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی

۲۴۴۱

عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بکری کا گوشت لائی جس میں

زہر ملا یا گیا تھا آپ نے اس سے کچھ کھایا پھر اس عورت کو حاضر کیا گیا تو آپ سے عرض کیا گیا کیا آپ اس کو قتل نہیں

**بَابُ الْهَدِيَّةِ لِلْمُشْرِكِينَ**  
**وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي**  
**الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّنْ دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ**  
**إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ -**

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کسی کے پاس طعام ہے۔ چنانچہ ایک شخص کے پاس ایک صاع یا ایک صاع کے قریب آٹا تھا۔ وہ گوندھا گیا پھر ایک مشرک بھرے بالوں والا بکریاں لانگتا ہوا آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ بیچو گے یا عطیہ کرو گے یا فرمایا ہبہ کرو گے اُس نے کہا نہیں بلکہ بیچتا ہوں چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک بکری خرید لی اسے ذبح کیا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کھجی بھننے کا حکم دیا۔ بعد ایک سو تیس میں سے کوئی بھی نہیں تھا جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجی کا ٹکڑا نہ دیا ہو۔ موجود کو دیا اور غائب کے لئے چھپا رکھا پھر آپ نے اس کے دو پیالے بنائے اور تمام لوگوں نے کھایا اور خوب سیر ہو کر کھایا اور دو پیالوں میں گوشت بچ بھی گیا ہم نے اس کو اونٹ پر رکھ لیا جیسے راوی نے کہا۔

شرح : اس حدیث میں دو معجزے ہیں ایک یہ کھجی کا زیادہ ہو جانا حتیٰ کہ اس سے

۲۴۴۲ —

ایک سو تیس آدمی خوب سیر ہوئے۔ دوسرا یہ کہ ایک صاع آٹا اور گوشت

کا زیادہ ہو جانا حتیٰ کہ اس سے سب سیر ہو گئے۔ اور گوشت بچ بھی گیا۔ اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مشرکین جیسے عیاض بن حمار کا ہدیہ مسترد کر دیا تھا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہم مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ اہل کتاب کا قبول کر لیتے تھے۔ مشرکوں کا ہدیہ قبول نہ کرتے تھے یا اس کا جواب یہ ہے کہ آپ ان مشرکوں سے قبول کرتے جن کے ایمان کی توقع ہوتی اور کسی مصلحت کی وجہ سے قبول کرتے جس کی مسلمانوں کے لئے اُمید رکھتے تھے (کرمانی) وغیرہ

## باب — مشرکوں کو ہدیہ دینا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد، اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں سے نیکی کرنے اور ان سے انصاف کرنے سے نہیں روکتا جنہوں نے تم سے دین میں جھگڑا نہیں کیا اور نہ ہی تم کو گھروں سے نکالا ہے۔

اس آیت کریمہ کے ذکر کرنے میں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ کن مشرکوں کو ہدیہ دینا جائز اور

۲۴۴۴ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا أَبُو سَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ  
 أَسْمَاءِ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ قَدِمْتُ عَلَى أُخْتِي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ دَهْرِي رَاغِبَةٌ أَفَاصِلُ  
 أُخْتِي قَالَ نَعَمْ صَلِّ عَلَى أُمِّكَ -

### بَابُ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَرْجِعَ فِي هَبْتِهِ وَصَدَقَتِهِ

۲۴۴۵ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ ثَنَا هِشَامٌ وَشُعْبَةُ قَالَا ثَنَا  
 قَتَادَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ الْعَائِدُ فِي هَبْتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ -

آپ نے اس کے متعلق اس طرح فرمایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تجھے اس لئے نہیں بھیجا کہ اس کو پہنچو تو اس  
 کو عمر فاروق نے اپنی بھائی کو جو مکہ میں رہتا تھا اور ابھی مسلمان نہ ہوا بھیج دیا۔

۲۴۴۳ — ترجمہ : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے مشرک اخیانی یا رضاعی بھائی کو بھیجا تاکہ  
 اس سے وہ اسلام سے انس و محبت اور کفر و شرک کی غلاطت سے پاک ہو جائے چنانچہ وہ اس کے بعد مسلمان ہو گیا  
 واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

۲۴۴۲ — ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا میری والدہ جناب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں میرے پاس آئی حالانکہ وہ مشرک  
 تھی۔ تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اور میں نے کہا وہ اسلام سے اعراض کرتی ہے۔ کیا میں  
 اس سے اچھا سلوک کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اس کے ساتھ صلہ رحمی کرو (اچھا سلوک کرو)

۲۴۴۱ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ والدہ کافرہ سے اچھا سلوک کرنا جائز ہے  
 اس حدیث سے بعض علماء یہ استدلال کرتے ہیں کہ کافر والدین کا نان نفقہ

مسلمان بیٹے پر لازم ہے۔ اس حدیث سے اسماء رضی اللہ عنہا کی فضیلت واضح ہے کہ وہ دین کے معاملہ میں سوچ بچار  
 رکھتی تھیں۔ اسی لئے کافرہ والدہ سے سلوک کرنے میں تاویل کیا حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرنے  
 کے بعد اس کو گھر میں داخل ہونے دیا اور اس صلہ رحمی کی حالانکہ وہ بہت تعافت لاتی تھی جو انھوں نے قبول کیا اور حضرت کے فرمان سے قبول کیجئے

باب کسی کے لئے جائز نہیں کہ اپنے مہربان اور صدقہ کو واپس لے

بَاب ۲۴۴۸ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى ثَنَا هِشَامُ بْنُ يُسُفَ أَنْ اِبْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ بَنِي صُهَيْبِ مَوْلَى اِبْنِ حُدَّعَانَ اَدْعَوْا بَيْتَيْنِ وَحَجْرَةً اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَى ذَلِكَ صُهَيْبًا فَقَالَ مَرْدَانُ مَنْ يَشْهَدُ لَكُمْ عَلَى ذَلِكَ قَالُوا ابْنُ عُمَرَ فَادْعَاهُ فَشَهِدَ لَا عَطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُهَيْبًا بَيْتَيْنِ وَحَجْرَةً فَقَضَى مَرْدَانُ بِشَهَادَتِهِ لَهُمْ۔

بَاب مَا قِيلَ فِي الْعُمَرَى وَالرُقْبَى اَعْمَرْتَهُ الدَّارَ فِي عُمَرَى جَعَلْتَهَا  
اِسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا جَعَلَكُمْ عُمَارًا

باب ۲۴۴۸ — ترجمہ : عبد اللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ بنی صہیب جو ابن حُدَّعان کے غلام ہیں نے دو مکان اور ایک حجرے کے متعلق دعویٰ کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ صہیب کو دیئے تھے۔ مردان نے کہا تمہارے لئے اس پر کوئی گواہی دے گا انھوں نے کہا ابن عمر گواہی دیں گے۔ مردان نے ان کو بلایا تو انھوں نے گواہی دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صہیب کو دو مکان اور حجرہ دیئے تھے تو ان کی گواہی پر مردان نے ان کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

شرح : یعنی اگر سبہ کرنے والوں اور موہوب لہ کے وارثوں کے درمیان جھگڑا ہو جائے تو ان میں فیصلہ کا وہی طریقہ ہے جو دوسرے دعاوی میں ہے کہ مدعی گواہ پیش کرے یا

۲۴۴۸ —

مدعی علیہ قسم کھائے ! اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مردان نے صرف عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی گواہی اور قسم پر فیصلہ کر دیا تھا اور قسم کا حدیث میں ذکر نہیں کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ ایک گواہ کی شہادت پر فیصلہ نہیں دیا جاسکتا لہذا فیصلہ کرنے کے لئے دو گواہ یا ایک گواہ اور قسم کا ہونا ضروری ہے۔ یہ اس شخص کے مذہب کے مطابق ہے جو اس کو جائز سمجھتا ہے، لیکن احناف کہتے ہیں کہ ایک گواہ اور قسم والی حدیث منسوخ ہے کیونکہ یہ نص قطعی کے خلاف ہونے کے علاوہ مشہور حدیث کے بھی خلاف ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدعی دو گواہ پیش کرے یا مدعی علیہ قسم کھائے۔ واللہ تعالیٰ در رسولہ الاعلیٰ اعلم !

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
باب — عُمَرَى اور رُقْبَى کا بیان

## بَابُ مَنْ اسْتَعَارَ مِنَ النَّاسِ الْفَرَسَ وَالْذَّابَّةَ وَغَيْرَهَا

۲۲۵۱ — حَدَّثَنَا أَبُو ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا مِنْ ابْنِ طَلْحَةَ يَقُولُ لَهَ الْمُنْدُوبُ فَرَكِبَ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ مَا رَأَيْتُ مِنْ شَيْءٍ وَإِنْ وَجَدْنَا لَبَحْرًا.

اور رُقبی، کوئی شئی نہیں اور ابو داؤد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رُقبی اور عمری، نہ کرو ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مال روک رکھو اور ان کو خراب نہ کرو ”مسلم شریف“ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان احادیث کا محمل یہ ہے کہ عمری اور رُقبی سے اگر تمہارا مقصد یہ ہے کہ تمہارا مال تم کو واپس آجائے گا تو عمری نہ کرو کیونکہ جب تم نے عمری کر دیا تو وہ تم کو واپس نہیں ہوگا اس لئے فرمایا اپنی مالیت کو خراب نہ کرو کیونکہ وہ تمہیں واپس نہیں ہوگی لہذا جواز اور نہی کی حدیثوں میں تعارض نہ رہا،

## بَابُ — جس نے لوگوں سے گھوڑا اور چارپایہ وغیرہ مستعار لیا

ترجمہ : قَتَادَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے کہا میں نے انس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک بار مدینہ منورہ میں لوگوں کو دشمن کے حملہ کا خوف ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ سے گھوڑا مستعار لیا جس کو ”مُنْدُوب“ کہا جاتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے اور جب واپس آئے تو فرمایا ہم نے کوئی شئی نہیں دیکھی (لہذا تم مت گھبراؤ) اور ہم نے اس گھوڑے کو نہ پایا مگر یہ دریا ہے،

۲۲۵۱ —

شرح : حضرت ابو طلحہ انصاری کے گھوڑے کا نام ”مُنْدُوب“ تھا۔ کیونکہ اس کے جسم پر زخم کا نشان تھا۔ اور ندب کا معنی زخم کا نشان ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو امن و امان کی خوشخبری دینا مستحب ہے۔ اور ایک شئی کو دوسری شئی کے ساتھ تشبیہ دینا جائز ہے۔ جانوروں کا نام رکھنا اور ان کو مستعار لینا جائز ہے۔

۲۲۵۱ —

قوله ”إِنْ وَجَدْنَا لَبَحْرًا“ میں ان نافیہ ہے۔ اور ”لَبَحْرًا“، میں لام الّا کے معنی میں ہے یعنی ہم نے اس کو نہ پایا مگر دریا۔ اور بحر گھوڑوں کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسلہ الاعلیٰ اعلم !

۲۲۵۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ وَإِسْمَاعِيلُ عَنْ مَالِكٍ قَالَ  
نِعْمَ الصَّدَقَةُ۔

۲۲۵۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ ثنا ابن وهب ثنا يونس عن ابن شهاب  
عن أنس بن مالك قال لما قدم المهاجرون المدينة من مكة وليس  
بأيديهم شيء وكانت الأنصار أهل الأرض والعقار فقامت بينهم الأنصار  
على أن يعطوهم ثماراً أموالهم كل عام ويكفونهم العمل والمؤنة و  
كانت أمه أم أنس أم سليم كانت أم عبد الله بن أبي طلحة فكانت أعطت

دودھ دینے والی صاف اونٹنی اور صاف بکری جو صبح کو برتن بھر کر دودھ دے اور شام کو برتن بھر کر دودھ دے  
اچھا اور عمدہ عطیہ ہے۔

۲۲۵۳ — شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ینحہ مستعار جانور ہے جس کے منافع حاصل  
کرنے مطلوب ہوتے ہیں اور وہ جانور بدستور مستعار منہ کی ملک ہوتا ہے۔ لقمہ  
لقمہ، دودھ والی اونٹنی ہے۔ قولہ «اللقحة الضفی» میں صفی لقمہ کی صفت ہے۔ اس کا وزن فعیل یا فَعُول  
ہے۔ اس میں مذکر مونث یکساں ہوتے ہیں اس لئے اس پر تانیث کی تاء نہیں لائی گئی اور فَعْلَہ پر تانیث کی تاء لائی گئی ہے۔  
حالانکہ اس کا وزن بھی فعیل ہے کیونکہ یہ لفظ وصفیت سے اسمیت کی طرف منقول ہو چکا ہے یا اس لئے کہ تذکیر و  
تانیث میں یکسانیت اس وقت ہے جبکہ موصوف مذکور ہے (کرمانی)  
سنت یہ ہے کہ مستعار جانور سے جب منافع حاصل کر لئے جائیں تو اس کو واپس کر دیا جائے جیسے سید عالم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس کی والدہ کو ان کے عطایا واپس کر دیئے جبکہ ان سے مستغنی ہو گئے تھے۔  
واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

۲۲۵۴ — ترجمہ : ترجمہ عبد اللہ بن یوسف اور اسماعیل نے مالک سے "نِعْمَ الصَّدَقَةُ"  
روایت کی ہے۔

۲۲۵۵ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جب مہاجرین مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ  
آئے تو ان کے پاس کچھ نہ تھا اور انصار زمین اور مکانات کے مالک تھے  
تو انصار نے مہاجرین کو زمین اور جائیدادیں اس شرط پر تقسیم کر دیں کہ وہ ہر سال ان کے پھل اور پیداوار دیا کریں گے  
اور مہاجرین محنت اور مشقت کیا کریں گے اور انس کی والدہ ام سلمہ جو عبد اللہ بن ابی طلحہ کی بھی ماں ہے اور انس کی ماں ہے

۲۲۵۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةٍ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ السَّلَوِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعُونَ خَصْلَةً أَعْلَاهُنَّ مَنِيحَةُ الْعِزِّ مَا مِنْ عَامِلٍ يَعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا رَجَاءً ثَوَابِهَا وَتَصَدِّيقَ مَوْعُودِهَا إِلَّا أَدْخَلَهُ بِهَا الْجَنَّةَ قَالَ حَسَّانٌ فَعَدَدْنَا مَا دُونَ مَنِيحَةِ الْعِزِّ مِنْ رَدِّ السَّلَامِ وَتَشْيِيعِ الْعَاطِسِ وَأَمَاطَةِ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ وَخَوْفِ مَا اسْتَطَعْنَا أَنْ نَبْلُغَ خَمْسَ عَشْرَةَ خَصْلَةً

زید بن حارثہ سے اس کا نکاح کر دیا۔ اور ان سے اسامہ بن زید پیدا ہوئے جس سے آپ بہت محبت کیا کرتے تھے۔ ان کا رنگ کالا تھا۔ آنھوں نے ۵۸ ہجری میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں وفات پائی ائمہ ان کا اخیانی بھائی تھا جو غزوہ حنین میں شہید ہو گیا تھا (رضی اللہ عنہ)۔ ائمہ ائمہ رضی اللہ عنہما جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے پانچ ماہ بعد فوت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون !

۲۲۵۶ — ترجمہ : عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چالیس خصلتیں ہیں ان میں سب سے اعلیٰ کسی کو بکری عطاء کرنا ہے جو کوئی ان خصلتوں میں سے کسی ایک خصلت پر ثواب کی امید اور اس کے وعدہ کی تصدیق کی غرض سے عمل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ حسان نے کہا ہم نے بکری عطاء کرنے کے سوا جو شمار کیں وہ سلام کا جواب، چھینک لینے والے کا جواب، راستہ سے اذیت وغیرہ دور کرنا وغیرہ ہیں اور ہم پندرہ خصلتیں شمار نہ کر سکے !

۲۲۵۶ — شرح : ابن بطلال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس خصلتیں کسی مقصد کے تحت ذکر نہ فرمائیں۔ کیونکہ وہ ان کے ذکر کرنے کی نسبت ہمارے لئے زیادہ مفید تھا۔ وہ یہ کہ ان کی تعیین سے دوسرے نیک کاموں میں کمی نہ ہو۔ حسان کا یہ کہنا کہ ہم پندرہ خصلتیں شمار نہ کر سکے اس کو یہ لازم نہیں کہ ان کے علاوہ اور لوگ بھی شمار نہیں کر سکے۔ ابن بطلال نے کہا ہم کو معلوم ہوا ہے کہ ہمارے بعض معاصرین نے ان کو احادیث میں تلاش کیا تو ان کو چالیس سے زیادہ پایا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

بَابُ إِذَا قَالَ أَخَذَ مِنْكَ هَذِهِ الْبَارِيَّةَ عَلَى مَا تَعَارَفَ النَّاسُ فِيهِ  
جَائِزًا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ هَذِهِ عَارِيَّةٌ وَإِنْ قَالَ كَسَوْتُكَ هَذَا التَّوْبَ  
فَهَذِهِ هَبَةٌ — ۲۲۵۹ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ ثَنَا أَبُو الزِّنَادِ  
عَنِ الْأَعْجَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَاجَرًا بِرَاهِمٍ  
بِسَارَةٍ فَأَعْطَوْهَا أَجْرًا فَرَجَعْتُ فَقَالَتْ أَشْعَرْتُ أَنَّ اللَّهَ كَبَتَ الْكَافِرَ وَأَخَذَ وَلِيَّةَ  
وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ مَا هَاجَرَ.

علماء اس کو باب افتعال کا مضارع پڑھتے ہیں۔ اس وقت تاء مشدہ پڑھیں گے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا  
تخفیف کی روایت صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : طاؤس نے کہا مجھے صحابہ میں سے بڑے عالم یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما

— ۲۲۵۸ —

نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک زمین کے پاس سے گزرے جس میں

فصل لہلہا رہے تھے فرمایا یہ کس کی زمین ہے۔ لوگوں نے عرض کیا اس کو فلاں شخص نے کرایہ پر لے رکھا ہے۔ آپ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار! اگر وہ اس کو عطیہ کر دیتا تو اس سے بہتر ہوتا کہ اس پر مقررہ اجرت لے۔

مشرح: یعنی اگر یہ زمین کسی غریب کو عطیہ کر دیتا تو اس پر مقررہ اجرت لینے سے بہتر

— ۲۲۵۸ —

تھا۔ کیونکہ اس میں ایک تو ثواب زیادہ ہے۔ دوسرے یہ کہ لوگ زمین کے

کرایہ میں اختلاف کرتے ہیں نیز زمین کی کاشت میں مشغول ہونے سے جہاد فی سبیل اللہ سے قاصر ہو جاتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے تجھے یہ لونڈی لوگوں کے

عادات کے مطابق خدمت کیلئے دی تو یہ جائز ہے!

بعض لوگوں نے کہا یہ عاریہ ہے اور اگر یہ کہے کہ میں نے تجھے یہ کپڑا پہننے کو دیا

تو یہ ہبہ ہے، — ۲۲۵۹ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے سارہ کے ساتھ ہجرت کی تو کافروں نے ان کو آجرہ دی وہ  
ابراہیم علیہ السلام کے پاس واپس آئیں تو کہنے لگیں کیا آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کو ذلیل کیا اور اس نے ایک

# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## کتاب الشہادات

### بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَيِّنَةِ عَلَى الْمُدَّعَى

لِقَوْلِهِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَّيْتُمْ بِدِينٍ إِلَى آجَلٍ مَّسْمُومٍ فَالْتَبُّوهُ  
الْآيَةَ وَقَوْلُهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ  
لِلَّهِ وَلَوْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدِينَ وَالْأَقْرَبِينَ إِلَى قَوْلِهِ بِمَا تَعْمَلُونَ خَيْرًا۔

۲۴۶۰ — ترجمہ : حمیدی نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا انہوں نے کہا میں نے مالک سے سنا کہ وہ زید بن اسلم سے دریافت کرتے تھے (کہ گھوڑے پر سوار کرنے کا حکم کیا ہے) تو انہوں نے کہا میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ عمر فاروق نے کہا ”میں نے گھوڑا اللہ کی راہ میں دیا پھر اس کو دیکھا کہ وہ فروخت ہو رہا ہے تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اس کو مت خریدو اور اپنا صدقہ واپس نہ لو۔

۲۴۶۰ — شرح : اس عنوان سے بھی امام بخاری امام ہمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم پر اعتراض کرتے ہیں کہ اگر کوئی گھوڑا کسی کو سواری کے لئے دے تو امام ابو حنیفہ کے مذہب میں وہ رجوع کر سکتا ہے حالانکہ یہ عمری اور صدقہ کی طرح ہے۔ اور عمری کو جب معمر لہ قبضہ میں کر لے تو اس میں رجوع جائز نہیں اسی طرح صدقہ میں رجوع جائز نہیں ایسے ہی گھوڑا سواری کے لئے دینے کے بعد اس میں رجوع جائز نہیں۔ کیونکہ گھوڑے پر سوار کرنے سے مراد اس کا مالک بنا دینا ہے تو وہ صدقہ کی طرح ہے اور اگر اس کو اللہ کی راہ میں محبوس رکھنا ہے تو وقف ہے۔ لہذا اس میں رجوع کرنا جائز نہیں

اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث ۲۴۵۹ کی شرح میں ہم نے ذکر کیا ہے کہ گھوڑا سواری کے لئے دینے میں تمہیک نہیں پائی جاتی یہ تو صرف عاریہ ہے اور معترض بھی اس کو تسلیم کرتا ہے کہ عاریہ دینے والا اس میں رجوع کر سکتا ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ نے حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ کی رضا کے لئے گھوڑا اپنی ملک سے باہر کر دیا ہو اور ان کے دل میں اس کا کچھ خیال ہو تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر شفقت فرماتے ہوئے یہ خطرہ محسوس کیا کہ اس خیال سے ان کی نیت میں فساد نہ آئے جس سے ثواب ضائع ہو جائے تو ان کو وہ گھوڑا

بَابُ إِذَا عَدَلَ رَجُلٌ أَحَدًا فَقَالَ لَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا أَوْ مَا عَلِمْتُ  
 الْآخِرًا۔ ۲۴۶۱۔ حَدَّثَنَا حُجَّاجٌ ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَرَ الثَّمِيرِيُّ ثنا  
 يُونُسُ ح وَ قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ وَ ابْنُ  
 الْمُسَيَّبِ وَ عُلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ وَ بَعْضُ حَدِيثِهِمْ  
 يُصَدِّقُ بَعْضًا حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْأُفُكِ مَا قَالُوا فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَ أُسَامَةَ حِينَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيَ يُسْتَأْمِرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ فَأَمَّا  
 أُسَامَةُ فَقَالَ أَهْلُكَ وَ لَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَ قَالَتْ بَرِيَّةُ إِنْ رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا  
 أَعْمَصُهُ أَكْثَرُ مِنْ أَنَّهَا حَدِيثُ السَّيِّئَةِ تَنَامُ عَنْ عَجَبَيْنِ أَهْلُهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ  
 فَتَأْكُلُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَعِدُ رَجُلًا مِنْ رَجُلٍ بَلْغَنِي ذَاكَ  
 فِي أَهْلِ بَيْتِي قَوْلَ اللَّهِ مَا عَلِمْتُ مِنْ أَهْلِ الْآخِرِ وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ  
 عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا۔

سے استدلال کی تقریر یہ ہے کہ اگر گواہ کے بغیر مدعی کا قول معتبر ہوتا تو کتابت کی ضرورت نہ پڑتی لیکن کتاب کی ضرورت  
 کے پیش نظر گواہ لانا مدعی کے ذمہ ہے۔ دوسری آیت سے استدلال کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کسی کے  
 حق کا اقرار کرے لہذا مدعی علیہ کا قول معتبر ہوگا لیکن جب مدعی اس کی تکذیب کر دے تو اس بیٹہ ضروری ہے۔ شہادت  
 اور روایت میں فرق یہ ہے کہ روایت میں مجرّم عام ہوتا ہے اور کسی معین شئی کے ساتھ خاص نہیں ہوتا جیسے حدیث  
 ”إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ“ وَالشُّفْعَةُ فِيْمَالِهِمْ لِقِسْمٍ، کسی معین شئی کے مختص نہیں بلکہ تمام مخلوق اور ہر زمانہ اور  
 ہر شئی میں یہ حکم نافذ ہے۔ بخلاف عادل کا یہ کہنا کہ فلاں کا اس کے پاس دینا رہے۔ یہ معین شخص پر الزام ہے۔  
 اس کا حکم دوسرے کسی شخص پر عائد نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب۔ اگر کوئی شخص کسی کی تعبیل کرے اور کہے کہ ہم  
 اسے نہیں جانتے مگر بھلا آدمی یا کہے میں نے نہیں جانا مگر بھلا آدمی!

۲۴۶۲ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَأَلْتُ سَمِعْتُ  
عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ أُنْطَلِقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَنِي كَعْبٍ  
الْأَنْصَارِيُّ يَوْمَئِذٍ الْخَلِ الْيَوْمَ ابْنُ صَيَّادٍ حَتَّى إِذَا دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْنِي بِجَذْوَعِ الْخَلِّ وَهُوَ  
يَخْتَلُّ أَنْ يَسْمَعَ مِنْ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلَى  
فَرَأْسِهِ فِي قُطَيْفَةٍ لَهُ فِيهَا مَرْمَرَةٌ أَوْ زَمْزَمَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْنِي بِجَذْوَعِ الْخَلِّ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ أَيُّ صَافٍ هَذَا مُحَمَّدٌ  
فَتَنَاهَى ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكْتَهُ بَيْنَ -

شرح : یعنی چھپ کر گواہ بننے والے کی گواہی جائز ہے یا نہیں ؟ عمرو بن حرث اس کو جائز کہتے ہیں ۔ ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا ” وَكَذَلِكَ يُفْعَلُ بِالْكَاذِبِ الْفَاجِرِ “ کا معنی یہ ہے کہ جس نے کسی کا قرض دینا ہو جس کا وہ بظاہر اقرار نہیں کرتا پھر قرضخواہ اس کو تنہائی کے مقام میں لے جاتا ہے جہاں کوئی شخص چھپا بیٹھا تھا جب تنہائی کے مقام میں قرضخواہ کے پاس قرض کا اقرار کرتا ہے تو وہاں چھپنے والا شخص اس کے اقرار کو سن لیتا ہے ۔ پھر اس کے بعد چھپنے والا شخص عدالت میں گواہی دے تو عمرو بن حرث کے نزدیک جائز ہے ۔ کیونکہ ایسے جھوٹے دغا باز کے ساتھ اس طرح ہی کرنا چاہیے لیکن شعبی اور ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ سختی کی گواہی جائز نہیں کیونکہ جب وہ اس شخص سے چھپ گیا جس پر وہ گواہی دینا چاہتا ہے تو وہ عادل نہیں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مسلک ہے اور قدیم قول کے مطابق امام شافعی رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں ۔

قوله قَالَ الشَّعْبِيُّ الخ یعنی جب کسی سے کوئی شئی سنی اور اس نے اس کو اس پر گواہ نہ بنایا تو شعبی ، ابن سیرین ، عطاء و قنادہ کے نزدیک اس کی گواہی مقبول ہے جبکہ وہ یہ کہے کہ میں نے اس سے سنا ہے اور حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر کوئی شخص کسی سے کوئی بات سنے تو وہ قاضی کے پاس آئے اور کہے انہوں نے مجھے گواہ تو نہیں بنایا لیکن میں نے ایسا ایسا سنا ہے ۔ عمرو بن حویش ، مخزومی میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر بارہ برس تھی ۔ وہ پہلے قریشی ہیں جنہوں نے کوفہ میں مکان بنایا تھا اور وہیں ۸۵ ہجری میں فوت ہوئے ۔

ترجمہ : سالم نے کہا میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ

۲۴۶۲ —

صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابی بن کعب اس باغ کا ارادہ کر کے چلے جس میں ابن صیاد تھا حتی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں داخل ہوئے تو آپ بھوروں کی آڑ میں چھپ چھپ کر چلنے لگے تاکہ

بَابُ إِذَا شَهِدَ شَاهِدٌ أَوْ شَاهِدَانِ شَيْءٌ فَقَالَ آخَرُونَ مَا عَلِمْنَا ذَلِكَ  
يُحْكَمُ بِقَوْلِ مَنْ شَهِدَ قَالَ الْحَمِيدِيُّ هَذَا كَمَا أَخْبَرَ بِلَالٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي الْكَعْبَةِ وَقَالَ الْفَصْلُ لَمْ يُصَلِّ فَأَخَذَ النَّاسُ بِشَهَادَةِ بِلَالٍ  
كَذَلِكَ إِنْ شَهِدَ شَاهِدَانِ أَنْ لِفُلَانٍ عَلَى فُلَانٍ أَلْفٌ دَرَاهِمٌ وَشَهِدَ آخَرَانِ بِأَلْفٍ  
خَمْسِينَ نَفْتِي بِالزِّيَادَةِ - ۲۴۶۴ — حَدَّثَنَا حَبَّانُ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَا عُمَرُ

کے پاس رفاعہ کی بیوی کی باتوں کو اچھا نہ سمجھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر خاموشی فرمائی اور خالد نے اس عورت  
کی آواز دروازہ پر سنی تھی اس سُننے پر اس نے کلام کیا جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار نہ کیا لہذا خالد چھپنے والے  
کی طرح ہوئے جنہوں نے سُن کر گواہی دی۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیے پھر وہ اس کو اپنی بیوی بنا چاہے تو یہ  
ضروری ہے کہ وہ عورت کسی اور شخص سے نکاح کرے اور وہ اس سے ہم بستر ہونے کے بعد اس کو طلاق دے۔ یہ حدیث  
مشہور ہے۔ اس سے نص قطعی پر زیادتی جائز ہے۔ خالد بن سعید بن عاص بنو امیہ سے ہیں اور ابتداء اسلام میں وہ مسلمان  
ہوئے وہ ان مہاجرین میں سے ہیں جنہوں نے سب سے پہلے ہجرت کی تھی۔ وہ ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے اور جب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کیا اس وقت مدینہ منورہ میں آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مین میں صدقات کی فراہمی کے لئے بھیجا  
تھا وہ مین میں ہی تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے۔ اَنَا بَشِيرٌ وَانَا لِيهِ رَاجِعُونَ ..

باب — جب ایک گواہ یا کئی گواہ کسی شئی سے متعلق گواہی دیں

اور دوسرے کہیں ہم اس کو نہیں جانتے تو ان لوگوں کے قول پر فیصلہ

دیا جائے گا جنہوں نے گواہی دی۔ حمیدی نے کہا یہ اس طرح ہے جیسے بلال

نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں نماز پڑھی اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما

نے کہا نہیں پڑھی تو لوگوں نے بلال کی گواہی پر عمل کیا ایسے ہی اگر دو گواہوں نے گواہی

دی کہ فلاں شخص کا فلاں ایک ہزار درہم قرض ہے اور دوسرے دو گواہوں نے

تَزَوَّجَ بِنْتًا لِأَبِي إِهَابِ بْنِ عَزِيزٍ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ قَدْ أَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِي  
تَزَوَّجَ فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ مَا أَعْلَمُ أَنَّكَ أَرْضَعْتَنِي وَلَا أَخْبَرْتَنِي فَأَرْسَلَ إِلَى أَبِي  
إِهَابٍ فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوا مَا عَلِمْنَا أَرْضَعْتَ صَاحِبَتَنَا فَرَكِبَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ  
فَفَارَقَهَا وَلَمْ يَحْتَ زَوْجًا غَيْرَهُ -

### بَابُ الشَّهَادَةِ الْعَدُولِ

وَقَوْلِ اللَّهِ وَأَشْهَدُوا ذَوِي عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَمِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ  
۲۴۶۵ — حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ثَنِي حُمَيْدُ بْنُ  
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُتْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ  
إِنَّ أَنَا سَاكِنًا لَوْ يُؤْخَذُ وَنَ بِالْوَحْيِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ  
الْوَحْيُ قَدْ انْقَطَعَ وَإِنَّمَا نَأْخُذُكَ الْآنَ بِمَا ظَهَرَ لَنَا مِنْ أَعْمَالِكُمْ فَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا خَيْرًا أَمَانَةً  
وَقَرَّبَنَا إِلَى النَّاسِ مِنْ سِرِّيَّتِهِ شَيْءٌ اللَّهُ مُحَاسِبُهُ فِي سِرِّيَّتِهِ وَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا سَوَاءً  
لَمْ نَأْمَنَهُ وَلَمْ نُصَدِّقْهُ وَإِنْ قَالَ إِنَّ سِرِّيَّتَهُ حَسَنَةٌ -

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں مدینہ منورہ پہنچے اور آپ سے یہ دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ حالانکہ یہ کہا گیا ہے (کہ اُس نے تمہیں دودھ پلایا ہے) تو عقبہ نے اپنی بیوی کو جدا کر دیا اور اس  
کے سوا کسی اور عورت سے نکاح کر لیا۔

شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث میں نہ تو شہادت کا کہیں ذکر ہے

۲۴۶۴ —

اور نہ ہی کوئی فیصلہ کیا گیا ہے۔ تو اس کی عنوان سے مطابقت کس طرح ہے۔  
اس کا جواب یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ کو توڑے اور تنزلاً جدا کرنے کا حکم فرمایا جبکہ آپ نے فرمایا  
”کیف“ گویا کہ یہ آپ کا فیصلہ تھا اور اس عورت کا خبر دینا کہ اُس نے ان دونوں کو دودھ پلایا ہے شہادت کی مثل ہے  
تفصیل مقام یہ ہے کہ ایک عورت کی گواہی ناقابل قبول ہے اور اس پر کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن سید عالم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے تقویٰ کے طور پر ان میں جدائی کر دی تھی۔ البتہ امام احمد رضی اللہ عنہ کے نزدیک دودھ پلانے والی عورت کی

۲۴۶۷ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفَرَاتِ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ  
 بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ وَقَدْ وَقَعَ بِهَا مَرَضٌ فَمِنْهُمْ يَمُوتُونَ  
 مَوْتًا ذَرِيعًا فَجَلَسْتُ إِلَى عَمْرِو فَمَرَّتْ جَنَازَةٌ فَأُتِيَ خَيْرًا فَقَالَ عَمْرُو وَجَبَتْ  
 ثُمَّ مَرَّ بِالثَّالِثَةِ فَأُتِيَ شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقُلْتُ وَمَا وَجَبَتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ  
 قَالَ قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا مُسْلِمُ شَهِدْ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ  
 أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ قُلْنَا وَثَلَاثَةٌ قَالَ وَثَلَاثَةٌ قُلْنَا وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ ثُمَّ لَمْ  
 نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ

## باب — کتنے آدمیوں کی تعدیل (نیک چلنی کی گواہی) جائز ہے

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس  
 سے ایک جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی اچھی ثناء کی تو آپ نے فرمایا  
 واجب ہو گئی۔ پھر دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی بُرائی بیان کی یا اس کے علاوہ کچھ اور کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا واجب ہو گئی۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ اس کے لئے فرمایا واجب ہو گئی اور اس کے لئے بھی فرمایا واجب ہو گئی۔  
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں کی گواہی مقبول ہے۔ مومن زمین میں اللہ کے گواہ ہیں۔

شرح : ابن بطلال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ نیک چلنی کی گواہی دینے والوں کی تعداد میں  
 علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا جرح میں ان کی گواہی  
 مقبول نہیں اور تعدیل کم از کم دو آدمی کر سکتے ہیں اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک آدمی کی تعدیل اور جرح مقبول  
 ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ بھی یہی فرماتے لیکن امام محمد اس مسئلہ میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہیں۔

ترجمہ : ابو اسود نے کہا میں مدینہ منورہ آیا جبکہ وہاں بیماری پڑی ہوئی تھی اور لوگ  
 بہت تیزی سے فوت ہو رہے تھے۔ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گیا  
 تو ایک جنازہ گزرا اور اس کی بھلائی بیان کی گئی تو عمر فاروق نے کہا واجب ہو گئی پھر دوسرا جنازہ گزرا اور اس کی بُرائی  
 بیان کی گئی تو عمر فاروق نے کہا واجب ہو گئی۔ میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین! کیا واجب ہو گئی۔ اُنھوں نے کہا میں نے  
 وہی کہا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس مسلمان کی بھلائی کی چار آدمی گواہی دیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں  
 داخل کرتا ہے۔ ہم نے عرض کیا تین میں بھی آپ نے فرمایا تین میں بھی۔ میں نے عرض کیا دو میں بھی آپ نے فرمایا دو میں  
 بھی پھر ہم نے ایک کے متعلق آپ سے نہ پوچھا (یہ حدیث باب الثناء علی المیت میں گزری ہے) حدیث ۱۲۸۵ کی شرح میں

۲۴۶۹ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ ثَنَا هَمَّامٌ ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ  
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بِنْتِ حَمْزَةَ لَا تَحِلُّ لِي  
يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ هِيَ بِنْتُ أَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ.

ہوئے۔ امام لمحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ لوگوں سے سن کر نکاح میں گواہی دینا جائز ہے طلاق میں جائز نہیں اور احناف کے مذہب میں کسی شئی کی ملکیت سن کر اس پر گواہی دینا جائز نہیں ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نسب اور دلاء کے اثبات کے لئے مردوں کے ساتھ عورتوں کی گواہی جائز نہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی یہی کہتے ہیں۔ وہ صرف اموال میں یہ جائز کہتے ہیں اور احناف کے مذہب میں ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے مال ثابت ہو جاتا ہے اور جس گواہی سے مال ثابت ہو اس سے رضاعت بھی ثابت ہو جاتی ہے۔ البتہ تنہا عورتوں کی گواہی جائز نہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب میں چار عورتوں کی گواہی سے رضاعت ثابت ہو جاتا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک صرف دو عورتوں کی گواہی کافی ہے اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دودھ پلانے والی عورت کی گواہی سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رضاعی چچا محرم ہے۔ اور عورت کے لئے جائز نہیں کہ غیر محرم کو اندر آنے کی اجازت دے اور اس سے پردہ لازم ہے۔ محرم کو بھی اندر آنے کے لئے اجازت لینا ضروری ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ محرم ایسی حالت میں ہو کہ اس حال میں اس کو محرم کا دیکھنا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے متعلق فرمایا کہ وہ میرے لئے جائز نہیں اور جو نسب میں حرام ہے وہ رضاع میں بھی حرام ہے وہ (حمزہ کی بیٹی) میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔  
۲۴۶۹ — شرح : یعنی جو نسب میں حرام ہیں رضاعت میں حرام میں ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ لفظ عام ہے اس کا معنی خاں ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ دودھ پلانے والی عورت اور اس کے محرم کا نکاح دودھ پینے والے سے جائز نہیں جیسے نسب میں ماں اور اس کے محرم سے نکاح جائز نہیں۔ لیکن بچہ کی طرف سے یہ عموم نہیں کیونکہ اگر عورت کسی بچہ کو دودھ پلائے تو وہ اس کی ماں تو بن جاتی ہے لیکن وہ بچہ کے باپ پر حرام نہیں اور نہ ہی اس کی اولاد کے سوا دوسرے کسی اقارب پر وہ حرام ہے۔ علامہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے توضیح سے نقل کیا کہ جو نسب میں حرام وہ رضاعت میں بھی حرام ہے اس میں سے کوئی صورت مستثنیٰ نہیں، لیکن احناف کہتے ہیں کہ اس عموم سے بعض اشیاء مخصوص ہیں

۲۴۷۱ — شرح : یعنی جس رضاعت سے حرمت ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ بچہ کسی میں دودھ پئے حتیٰ کہ صرف دودھ ہی اس کی بھوک روکے۔ اس کی

کی مدت دو سال مفتی بہ ہے اگر دو سال کے بعد دودھ پئے تو اس رضاعت سے حرمت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ دو سال کے بعد بچہ کی بھوک کو صرف دودھ نہیں روکتا بلکہ روٹی کھانے سے اس کی بھوک نائل ہوتی ہے۔

اس مقام میں تحقیق یہ ہے کہ یہاں دو مسئلے ہیں ایک یہ کہ امام شافعی اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ پانچ گھونٹ دودھ سے کم میں رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ ایک روایت کے مطابق امام احمد کا مذہب بھی یہی ہے لیکن جہور فقہاء کا مذہب

یہ ہے کہ ایک گھونٹ دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک، سفیان ثوری، حضرت علی المرتضیٰ اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے

استدلال کیا ہے کہ قرآن میں پہلے دس گھونٹ حرمت ثابت کرتے تھے پھر پانچ گھونٹ نازل ہوئے اور دس گھونٹ منسوخ ہو گئے حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے اور قرآن میں پانچ گھونٹ پڑے جاتے تھے۔ امام مسلم

نے بھی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک گھونٹ یا دو گھونٹ دودھ سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب نے قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے ”وَأَمَّا حَتَّىٰ تَرْضَعُ لَكُمْ“

اللَّاتِي أَرْضَعُكُمْ“ قرآن کریم میں دودھ کی مقدار ذکر نہیں کی ہے۔ اس سے مطلق دودھ مراد ہے کیونکہ مطلق اپنے اطلاق پر رہتا ہے اگر اس آیت کو تین یا پانچ گھونٹ سے مقید کیا جائے تو یہ قرآن پر زیادتی ہے اور خبر واحد سے قرآن

پر زیادتی جائز نہیں کیونکہ یہ نسخ ہے اور خبر واحد سے نص قطعی کا نسخ جائز نہیں۔ نیز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رضاع سے ہر وہ شئی حرام ہو جاتی ہے جو نسب میں حرام ہے اور جو امام شافعی رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے

وہ منسوخ ہے کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہ شروع اسلام میں ایک یا دو گھونٹ دودھ پینے سے حرمت ثابت نہ ہوتی تھی لیکن اب ایک گھونٹ سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔ اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ ان

عباس رضی اللہ عنہما مذکور حدیث کو منسوخ قرار دیتے ہیں جس سے امام شافعی نے استدلال کیا ہے۔ علاوہ ازیں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمانا کہ پہلے قرآن میں ”عَشْرَ رَضَعَاتٍ“ پڑھا جاتا تھا جو ”پانچ رَضَعَاتٍ“ سے

منسوخ ہو گیا۔ یہ بہر حال خبر واحد ہے اور خبر واحد سے قرآن منسوخ نہیں ہو سکتا۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے رضاعت میں منقول تمام احادیث مضطر بہ ہیں ان کو چھوڑ کر قرآن کی طرف رجوع کرنا واجب

ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب میں رضاعت کی مدت اڑھائی برس ہے جبکہ ان کے تلامذہ ابو یوسف اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما مدت رضاع دو سال بیان کرتے ہیں۔ امام مالک، امام شافعی،

اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم بھی صاحبین کے قول سے اتفاق کرتے ہیں۔ البتہ امام زفر مدت رضاع تین سال بتاتے ہیں۔ صاحبین قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں۔ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضَعْنَ أَوْلَادَهُنَّ

حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ“ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُ شَهْرٍ“ استدلال کی وجہ

وَقَالَ الثَّوْرِيُّ إِذَا جُلِدَ الْعَبْدُ ثُمَّ أُعْتِقَ جَازَتْ شَهَادَتُهُ وَإِذَا اسْتَقْضَى الْمُحْدُو  
فَقَضَا يَأْجُزُ جَائِزَةً وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا يُجُوزُ شَهَادَةُ الْقَاضِي وَإِنْ تَابَ ثُمَّ قَالَ  
لَا يُجُوزُ نِكَاحٌ بغير شَاهِدَيْنِ فَإِنْ تَزَوَّجَ بِشَهَادَةِ مُحْدُو دَيْنٍ جَازَ وَإِنْ تَزَوَّجَ بِشَهَادَةِ  
عَبْدَيْنِ لَمْ يُجُزْ وَأَجَازَ شَهَادَةُ الْمُحْدُو وَالْعَبْدِ وَالْأَمَةِ لِوَقْتِهِ هِلَالِ رَمَضَانَ  
وَكَيْفَ تُعْرِفُ تَوْبَتَهُ وَقَدْ نَفَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّانِيَ سَنَةً وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالِكٌ وَصَاحِبِيهِ حَتَّى مَضَى خَمْسُونَ لَيْلَةً.

اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو بکر، شبیل بن مغبد اور نافع کو مغیرہ بن شعبہ کو تہمت لگانے کے سبب کوڑے مارے پھر  
ان سے توبہ کروائی اور فرمایا جو توبہ کرے میں اس کی گواہی قبول کر لوں گا۔ اور عبد اللہ بن عقبہ، عمر بن عبد العزیز، سعید  
بن جبیر، طاؤس، مجاہد، شعبی، عکرمہ، زہری، محارب بن دثار، شریح اور معاویہ بن قریہ نے اس کو جائز کہا۔ ابو الزناد  
نے کہا ہمارے نزدیک مدینہ منورہ میں حکم یہ ہے کہ اگر تہمت لگانے والا اپنے قول سے رجوع کر لے اور اپنے رب سے  
معافی مانگے تو اس کی گواہی قبول کر لی جائے گی۔ شعبی اور قتادہ نے کہا جب (تہمت لگانے والا) اپنے آپ کو جھٹلائے  
تو اس کو کوڑے مارے جائیں اور اس کی گواہی قبول کر لی جائے۔ ثوری نے کہا جب غلام کو کوڑے مارے جائیں پھر وہ  
آزاد ہو جائے تو اس کی گواہی جائز ہے۔ جس شخص کو حد لگائی جائے اگر اس کو قاضی بنایا جائے تو اس کے فیصلے جائز ہیں بعض  
لوگوں نے کہا قاذف (تہمت لگانے والا) کی گواہی جائز نہیں اگرچہ وہ توبہ کر لے پھر کہا دو گواہوں کے بغیر نکاح جائز  
نہیں اور اگر دو محدود (جن کو حد لگائی) کی گواہی سے نکاح کیا تو جائز ہے۔ اگر دو غلاموں کی گواہی سے نکاح کیا تو جائز  
بغیر اور رمضان کا چاند دیکھنے کے لئے محدود (سزا یافتہ) غلام اور لونڈی کی گواہی کو جائز کہا ہے (نیز اس باب میں ہے)  
اور توبہ کیسے قبول ہوگی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زانی کو ایک سال ملک بدر کر دیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب  
بن مالک اور اس کے دونوں ساتھیوں سے کلام کرنے سے منع کر دیا حتیٰ کہ پچاس راتیں گزر گئیں۔

اس مقام میں تفصیل یہ ہے کہ احناف اور شوافع کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف رائے  
شرح : پایا جاتا ہے کہ فاسق جب توبہ کر لے تو اس کی گواہی قبول ہے یا نہیں۔ شوافع کہتے ہیں فاسق  
توبہ کر لے تو وہ مقبول الشہادت ہے۔ احناف اس کے خلاف ہیں اور دونوں حضرات قرآن کریم کی اس آیت کریمہ  
لَمْ يَأْمُرْ بِالزَّانِيَةِ وَلَا بِالزَّانِي إِذَا جَاذَبَاكَ بِمَا عَمِلَا مِنْ غَيْرِ طَمَاحٍ وَلَا لِيُفْسِدَا فِي الْأَرْضِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ  
تَمَّ لَمْ يَأْمُرْ بِالزَّانِيَةِ وَلَا بِالزَّانِي إِذَا جَاذَبَاكَ بِمَا عَمِلَا مِنْ غَيْرِ طَمَاحٍ وَلَا لِيُفْسِدَا فِي الْأَرْضِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ  
اولئك هم الفاسقون الا الذين تابوا من بعد ذلك واصلحوا فان الله غفور رحيم۔  
یعنی جو پار ساعورتوں کو عیب لگائیں۔ پھر چار گواہ معائنہ کے لئے نہ لائیں تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ اور ان کی گواہی

اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے گیارہ حضرات کو ذکر کیا کہ انہوں نے محدود کی گواہی کو قبول کیا۔ جبکہ وہ توبہ کر لے۔ لیکن جو علماء قاذف کی گواہی قبول نہیں کرتے انہوں نے کہا کہ ابن حزم نے حید اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا قاذف کی گواہی مقبول نہیں۔ اگرچہ وہ توبہ کر لے۔ یہ حضرت ابن عباس تنہا ہی گیارہ افراد کے مقابلہ میں کافی ہیں۔ اور ان پر فضیلت رکھتے ہیں۔ لہذا ان کا کلام محبت ہے۔ نیز ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابوداؤد طیالسی حماد بن سلمہ، قتادہ کے ذریعے حسن بصری اور سعید بن مسیب سے روایت کی کہ انہوں نے کہا قاذف کی گواہی غیر مقبول ہے اور اس کی توبہ کو اللہ جانتا ہے یہ اسناد صحیح ہے اور مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابوالزناد کا اثر اپنے مقصد کا ثبوت میں ذکر کیا اور کہا کہ شعبی اور قتادہ نے کہا جب قاذف اپنے آپ کو جھٹلا دے تو اس پر حد قائم کی جائے اور اس کی گواہی مقبول ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابن حزم نے شعبی سے روایت کی ہے کہ قاذف کی گواہی غیر مقبول ہے پھر امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "قَالَ بَعْضُ النَّاسِ" اس سے مراد حنفی ہیں۔ امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ احناف کے کلام میں تناقض ہے۔ عاصم بن قیس (رحمت لگانے والا) کی گواہی قبول نہیں کرتے حالانکہ ان کا مذہب یہ ہے کہ نکاح میں قاذف کی گواہی صحیح ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ محدود فی القذف کی گواہی نکاح میں اس لئے صحیح ہے کہ وہ والی بننے کا اہل ہے لہذا وہ شہادت کا اہل بھی ہے اگرچہ محدود کی گواہی عدالت میں مقبول نہیں یعنی محدود گواہی اٹھا سکتا ہے اداء نہیں کر سکتا۔ اور ایسی گواہی نکاح میں معتبر ہے۔ کیونکہ نکاح گواہوں کی موجودگی پر موقوف ہے اداء کے وقت ان کی گواہی کی مقبولیت پر موقوف نہیں۔ (۲) حنفی نکاح میں محدود کی گواہی کو جائز کہتے ہیں اور غلام کی گواہی کو جائز نہیں کہتے حالانکہ محدود اور غلام ان کے نزدیک دونوں ناقص ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ غلام کی گواہی جائز نہیں کیونکہ شہادت کا تعلق ولایت اور حاکمیت سے ہے۔ غلام کو اپنے آپ پر ولایت حاصل نہیں تو دوسرے پر کیسے حاصل ہوگی اور محدود فی القذف میں یہ بات نہیں کیونکہ وہ ولایت کا اہل ہے لہذا شہادت کا بھی اہل ہے۔ لہذا نکاح میں غلاموں کو گواہ بنانا جائز نہیں۔

(۳) حنفی محدود اور غلام کی شہادت کو جائز نہیں کرتے حالانکہ رمضان مبارک کے چاند میں ان کی گواہی کو تسلیم کرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ محدود، غلام اور لونڈی کی گواہی رمضان کا چاند دیکھنے میں اس لئے مقبول ہے کہ یہ صرف خبر ہے اس لئے اس میں لفظ شہادت کی خصوصیت نہیں ہے۔ اور یہ لوگ خبر دے سکتے ہیں واللہ ورسولہ اعلم!

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "كَيْفَ تَعْرِفُ تَوْبَتَهُ" اس کا شروع عنوان پر عطف ہے ایسا کہ نا بخاری کی عادت ہے کہ وہ عنوان کے بعد عنوان ذکر کرتے رہتے ہیں۔ یعنی قاذف رحمت لگانے والے کی توبہ کیسے قبول ہوگی اس میں اختلاف ہے اسی لئے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم ذکر نہیں کیا اکثر علماء کہتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو جھٹلائے امام شافعی بھی کہتے ہیں اس طرح سیدنا عمر فاروق سے بھی منقول ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ نیک کام بکثرت کہنے لگے اور اپنے آپ کو جھٹلانا شرط نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ وہ نفس الامر میں قاذف ہو۔ امام بخاری کا مسلک بھی یہی ہے اور

۲۴۷۴ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّمِيمِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ  
عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبِي أَبِي بَعْضَ الْمَوْهَبَةِ لِي مِنْ مَالِهِ ثُمَّ بَدَّلَهُ  
فَوَهَبَهَا لِي فَقَالَتْ لَا أَرْضِي حَتَّى تَشْهَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ بِيَدِي  
وَأَنَا غُلَامٌ فَأَتَى لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُمَّهُ بَذَتْ رَوَاحَةَ  
سَأَلْتَنِي بَعْضَ الْمَوْهَبَةِ لِهَذَا فَقَالَ أَلَيْكَ وَلَدٌ سِوَاهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَرَاهُ  
قَالَ لَا تَشْهَدُ فِي عَلَى جَوْرٍ وَقَالَ أَبُو حَرِيْزٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ لَا أَشْهَدُ عَلَى جَوْرٍ

عورت کا نام فاطمہ بنت اسود ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چوری کے حکم میں عورت مرد جیسی ہے اور چور جب توبہ کرے اور اپنا حال درست کرے تو اس کے بعد اس کی گواہی مسترد نہیں ہوتی۔ اور حدیث ۲۴۷۳ کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زانیہ کی جس پر حد قائم کی گئی ہو، پر توبہ کرنا شرط نہیں لگائی۔ اس حدیث سے امام شافعی، مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ زانیہ جب شادی شدہ نہ ہو اس کو کوڑے مارنے کے بعد ایک سال ملک بدر کیا جائے گا لیکن احناف کہتے ہیں کہ حد اور جلا وطنی دونوں جمع نہیں ہو سکتے کیونکہ قرآن کریم نے زانیہ کی حد صرف کوڑے ذکر کئے ہیں۔ اگر جلا وطنی کو حد میں شامل کر دیا جائے تو خبر واحد سے نص قطعی کا نسخ لازم آئے گا کیونکہ مطلق نص پر زیادتی نسخ ہے اور بخاری میں مذکور حدیث منسوخ ہے۔ نیز جلا وطنی فساد کا پیش خیمہ ہے کیونکہ زانیہ اور زانیہ ملک بدر ہو کر وہاں فساد برپا کریں گے اس لئے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جلا وطنی میں فتنہ ہے اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو جلا وطن کیا تو وہ مرتد ہو گیا (معاذ اللہ) اور کفار سے جا ملا۔ اس کے بعد انھوں نے قسم کھائی کہ آئندہ کسی کو جلا وطن نہیں کریں گے اسی لئے علماء احناف نے ”تغریب عام“ جلا وطنی کو سیاست پر محمول کیا ہے اور یہ حد میں داخل نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

## باب — جب کسی کو گواہ بنایا جائے تو وہ ظلم کی بات پر گواہی نہ دے

۲۴۷۴ — ترجمہ : نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میری والدہ نے میرے باپ سے کہا کہ اپنے مال سے میرے لئے کچھ بہہ کرے۔ پھر ان کا خیال ہوا (انکار کے بعد) تو مجھے مطلوبہ شئی بہہ کر دی۔ میری والدہ نے کہا میں خوش نہیں حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بناؤ۔ میرے باپ نے میرا ہاتھ پکڑا حالانکہ میں کس تھا اور مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور کہا اس کی والدہ بنت رواحہ نے کہا ہے کہ میں اسے کچھ بہہ کر دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۴۷۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا سَفِينٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ  
عَبْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ قُرْنِي  
ثُمَّ الَّذِينَ يَكُونُهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَكُونُهُمْ ثُمَّ يَكُونُهُمْ أَقْوَامٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ  
يَمِينَهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَةُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَكَانُوا يَضْرِبُونََنَا عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ

خیانت اس قدر ظاہر ہوگی کہ ان میں سے کسی پر اعتماد نہ رہے گا اور وہ دیانتداری کھو بیٹھیں گے اور ان کا حال یہ ہوگا کہ ان کو شہادت کے لئے نہ کہا جائے گا لیکن وہ از خود شہادتیں دیتے پھریں گے۔ ہاں بعض ایسی شہادتیں ہیں جو مطالبہ کے بغیر شہادت دینا واجب یا مستحب ہے۔ اور وہ ایسی شہادتیں ہیں جن سے مظلوم کی مدد ہوتی ہو۔ مثلاً کسی شخص کا کسی نے حق غصب کر لیا اور اس کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے۔ لیکن زید مثلاً اس واقعہ کے وقت حاضر تھا تو زید کو اگرچہ گواہ نہ بنایا وہ مفسوب منہ کے حق کی بازیابی کی گواہی دے سکتا ہے اور حدیث میں مذکور گواہی سے یہ گواہی مراد نہیں۔ ان لوگوں میں موٹا پاٹا ہر مہنے کا معنی یہ ہے کہ وہ لوگ موٹا پاٹا کو اچھا سمجھیں گے بعض لوگوں نے اس کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ لوگ اچھے کھانے پسند کرنے لگیں گے یہ بھی موٹا پے کے سبب ہیں۔ ابن تین رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس سے مراد موٹا پاٹا کی مذمت ہے اور اگر کوئی طبعی طور پر موٹا ہو تو وہ اس میں داخل نہیں۔ اس کا معنی یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ان لوگوں میں جو نہ ہوگا اس کا دعویٰ کریں گے اور لافیں مارنے لگیں گے کہ ہمارا اتنا مال ہے اتنے مربیعے ہیں، اتنے کارخانے ہیں، اتنی کوٹھیاں ہیں وغیرہ وغیرہ۔ بہر حال سارے معانی مراد لئے جاسکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

۲۴۷۶ — فرمایا بہتر لوگ وہ ہیں جو میرے زمانہ میں ہیں پھر وہ جو ان کے بعد آئیں پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے

پھر تو میں پیدا ہوں گی ان میں ایک کی گواہی اس کی قسم سے آگے اور قسم شہادت کے آگے ہوگی۔ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ہم کو گواہی اور عہد پر مار پڑتی تھی۔

شرح : یعنی وہ لوگ گواہی اور قسم میں بہت تیزموں گے اور گواہی دینا ان کا شغف

۲۴۷۶ — ہوگا وہ کبھی گواہی سے پہلے قسمیں کھائیں گے۔ کبھی قسم سے پہلے گواہی دیں گے

جیسے آج کل پولیس کے ٹوٹ ہیں۔ انہوں نے گواہی اپنا پیشہ بنا رکھا ہے اور جھوٹی قسمیں کھانا ان کا معمول بن چکا ہے

اس کا سبب یہ ہے کہ وہ لوگ دین کے احکام کی پرواہ نہیں کریں گے۔ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام کا معنی

یہ ہے کہ ہم جھوٹے چھوٹے تھے اور لوگ ہم کو شہادت اور عہد پر قسم کھانے سے منع کیا کرتے تھے۔ کیونکہ گواہی دینے والا

یہ کہتا تھا میں اس کی قسم کھا کر گواہی دیتا ہوں کہ ایسی ایسی بات ہے۔ اس سے ہم کو منع کیا جاتا تھا اور اس پر ہم کو مار پڑتی

تھی تاکہ لوگ اس طرح کی گواہی کو عادت نہ بنالیں۔ واللہ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۴۷۸ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثنا بِشْرُ بْنُ الْمَفْضَلِ ثنا الْجَرِيرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُنبِتُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكِبَائِرِ ثَلَاثًا قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْأَشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعَقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَجُلُوسَ وَكَانَ مُتَكِنًا فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ فَمَا زَالَ يُكَبِّرُهَا حَتَّى قَلْنَا لَيْتَهُ مَكَتَ وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ ثَنَا الْجَرِيرِيُّ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ .

ذکر کیا ہے کہ یہ سب سے بڑے ہیں چنانچہ حدیث ۲۴۷۸ میں ان کی اہمیت مذکور ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کو قتل کرنے پر وہی زجر اور تشدید فرمائی ہے جو شرک کرنے پر زجر فرمائی ہے چنانچہ فرمایا "مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مَتَّعْتُهُ دَنَاءً فَجْرًا ۖ لَا جَهَنَّمَ" یعنی کسی مومن کو جائز سمجھ کر قصداً قتل کرے اس کی سزا دوزخ ہے۔ والدین کی نافرمانی بہت کبیرہ گناہ ہے اور وہ یہ کہ ہر غیر ضروری فعل کہ جس سے ماں باپ کو اذیت پہنچے وہ عقوق (نافرمانی) ہے۔ والدین کی طاعت واجب ہے اور ان کے حکم کی نافرمانی عقوق ہے بشرطیکہ ان کا حکم معصیت (اللہ کی نافرمانی) نہ ہو۔ کبیرہ گناہ وہ ہے جس پر شارع علیہ السلام نے خصوصاً زجر فرمائی ہو کہ اس کے مرتکب کو دنیا میں حد لگے گی اور آخرت میں عذاب ہوگا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۴۷۸ — ترجمہ : عبد الرحمن بن ابی بکرہ نے اپنے والد ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا میں تم کو سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں۔ یہ کلمہ تین بار فرمایا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! کیوں نہیں (آپ ضرور بیان فرمائیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا، والدین کی نافرمانی کرنا اور آپ بیٹھ گئے حالانکہ آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ فرمایا خبردار جھوٹی گواہی راوی کا بیان ہے کہ آپ اس کو بار بار کہتے رہے حتیٰ کہ ہم نے کہا کاش کہ آپ خاموش ہو جائیں۔ اسماعیل بن ابراہیم نے کہا ہم سے جریری نے بیان کیا انھوں نے کہا ہم کو عبد الرحمن نے خبر دی ہے!

۲۴۷۸ — شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹی گواہی اور جھوٹ بولنے کی حرمت کی تاکید کرتے ہوئے بیٹھ گئے حالانکہ اس سے پہلے آپ تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے لوگوں کا یہ کہنا کہ کاش کہ آپ خاموش ہو جائیں اس لئے تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور سے بہت شفقت تھی اور آپ کی تکلیف کو وہ بُرا خیال کرتے تھے۔ اگر یہ سوال ہو کہ اس میں شک نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا بہت کبیرہ گناہ ہے۔ دوسروں کے بہت کبیرہ گناہ ہونے کی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دونوں اشراک باللہ کے مشابہ ہیں کیونکہ لظاہر والد بیٹے کے وجود کا سبب ہے اور وہ اس کی تربیت کرتا ہے اور جھوٹی گواہی غیر مستحق کے لئے حق ثابت کرتی ہے۔ اسی طریق سے اللہ تعالیٰ ان کو قرآن کریم میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا! وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا

۲۲۷۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ بْنِ يُمُؤْنِ بْنِ شَارِ عَيْسَى ابْنِ يُونُسَ عَنْ هِشَامٍ  
عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي  
الْمَسْجِدِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ لَقَدْ أَذَكَّرَنِي كَذَا آيَةً اسْقَطْتَهُنَّ مِنْ سُورَةٍ كَذَا وَكَذَا  
وَزَادَ عَبْدُ اللَّهِ عَنْ عَائِشَةَ فَتَحَدَّثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي فَسَمِعَ  
صَوْتَ عَبَّادٍ يُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَصَوْتُ عَبَّادٍ هَذَا أَقُلْتُ نَعَمْ  
قَالَ اللَّهُمَّ ارْحَمْ عَبَّادًا۔

اُن سے کہا جاتا کہ فجر طلوع ہو گئی ہے تو صبح کی دو رکعتیں پڑھنے۔ سلیمان بن یسار نے کہا میں نے  
ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت چاہی تو انہوں نے میری آواز پہچان کر فرمایا  
سلیمان اندر آ جاؤ کیونکہ جب تک تم پر کچھ رقم باقی ہے تم غلام ہو۔ اور سمرہ بن جندب نے  
نقاب پوش عورت کی گواہی کو جائز کہا ہے۔

نا بینا کے عقلمند ہونے کا یہ مطلب ہے کہ وہ ذہین ہو اور امور کی باریکی کو جاننے والا ہو ورنہ  
شرح : ہر شہادت میں گواہ کا عاقل ہونا ضروری ہے۔ شعبی کے کلام کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابن  
عباس رضی اللہ عنہما آخری عمر میں نا بینا ہو گئے تھے۔ وہ کسی شخص کو بھیجتے کہ وہ جستجو کرے کہ سورج غروب ہو گیا ہے یا نہیں  
جب ان کو سورج غروب ہونے کی خبر دیتے تو وہ روزہ افطار کرتے۔ اس اثر میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ غروب و طلوع  
میں نا بینا شخص کسی کا قول قبول کرے تو جائز ہے اور اس میں نا بینا کا کسی کو حکم دینے کا بیان ہے اس طرح یہ ترجمہ  
عنوان کے مطابق ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ سلیمان بن یسار ام المؤمنین میمونہ کا مکاتب تھا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا  
کا مکاتب نہ تھا تو مائی صاحبہ کا سلیمان بن یسار کو یہ کہنا کہ اندر آ جاؤ تو غلام ہے جب تک تجھ پر کوئی پیسہ باقی ہے۔  
اس کا جواب یہ ہے کہ ”اِسْتَأْذَنْتُ عَلٰی عَائِشَةَ“ میں کلمہ ”علی“ ”من“ کے معنی میں ہے۔ یعنی سلیمان بن یسار نے کہا کہ میں  
میمونہ کے پاس جانے کے لئے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت چاہی، یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ ام المؤمنین عائشہ  
رضی اللہ عنہا کا یہ مذہب ہے کہ غلام مستورات کو دیکھ سکتا ہے اگرچہ وہ کسی اور کا مملوک ہو۔ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ  
مائی صاحبہ کا غلام تھا لیکن صحیح نہیں کیونکہ سلیمان بن یسار میمونہ کا مکاتب تھا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ایک مرد کو سنا کہ وہ مسجد میں پڑھ رہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۲۲۷۹ —

اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے اُس نے مجھے فلاں فلاں آیت یاد دلائی ہے جو میں فلاں فلاں سورت سے بھول گیا تھا۔

## بَابُ شَهَادَةِ النِّسَاءِ

وَقَوْلُهُ تَعَالَى فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ

۲۴۸۲ — حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُرَيْمٍ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي زَيْدُ عَنْ عِيَّاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ قُلْنَ بَلَى قَالَ فَذَلِكَ مِنْ نَقْصَانِ عَقْلِهَا

آئے تو میرے باپ نے مجھے کہا میرے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو۔ اُمید ہے کہ آپ ہم کو کوٹوں میں کوئی کوٹ عطاء فرمائیں گے۔ میرے والد نے دروازہ پر کھڑے کھڑے کلام کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز پہچان لی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بابر تشریف لائے حالانکہ آپ کے ہاتھ میں کوٹ تھا اور آپ میرے باپ کو اس کی خوبیاں دکھاتے تھے اور فرماتے تھے میں نے یہ تمہارے لئے چھپا رکھا تھا میں نے یہ تمہارے لئے چھپا رکھا تھا۔

شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخرمہ کو دیکھنے سے پہلے ان کی آواز پر اعتماد کیا حدیث ۲۴۸۲ کی شرح کا مطالعہ فرمائیں۔

— ۲۴۸۱

## بَابُ عَوْرَتَوْنَ كُغَاہِي دِينَ كَابِيَانِ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اگر دو مرد نہ ملیں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہی دیں)

۲۴۸۲ — ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا عورت کی گواہی مرد کی نصف گواہی کے برابر نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ان کی عقل میں نقصان کے باعث ہے۔

۲۴۸۲ — شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اکثر علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حدود و قصاص میں عورتوں کی گواہی جائز نہیں۔ علماء کوفہ اور امام مالک، شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم کا مسلک یہی ہے۔ نکاح، طلاق، عتق، نسب اور ولادہ میں ان کی گواہی کو بعض علماء جائز کہتے ہیں لیکن امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما کا مذہب یہ ہے کہ ان میں عورتوں کی گواہی مردوں کے ساتھ بھی جائز نہیں اور علماء کوفہ کا مسلک یہ ہے کہ ان میں عورتوں کی مردوں کے ساتھ گواہی جائز ہے۔ نیز اس مسئلہ میں بھی علماء کا اتفاق ہے کہ حیض، ولادت، ولادت کے بچہ کا آواز بلند کرنا، عورتوں کے عیب اور وہ امور جن پر مرد اطلاع نہ پاسکیں۔ ان مسائل میں تنہا عورتوں کی گواہی جائز ہے البتہ رضاعت

۲۴۸۳ — حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ ثَنَا عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ أَوْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ أُمَّ يَحْيَى بِنْتَ أَبِي أَهَابٍ قَالَ فَجَاءَتْ أُمَّهُ سُودَاءُ فَقَالَتْ قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا فَهَاهُ عَنْهَا.

### بَابُ شَهَادَةِ الْمُرْضِعَةِ

۲۴۸۴ — حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَجَاءَتْ امْرَأَةً فَقَالَتْ إِنِّي أَرْضَعْتُكُمَا فَاتَيْتُ فَذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ دَعُوهَا عَنْكَ أَوْ مَحْوَةٌ.

۲۴۸۳ — ترجمہ : یحییٰ بن سعید نے ابن جریج سے روایت کی انھوں نے کہا میں نے ابن ابی ملیکہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھ سے عقبہ بن حارث نے بیان کیا یا میں نے اس سے سنا کہ انھوں نے ایک عورت اُمّ یحییٰ بنت ابی اہاب سے نکاح کیا تو ایک کالی لونڈی آئی اور کہنے لگی کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ میں نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے مجھ سے اعراض فرمایا میں ایک طرف ہو گیا اور آپ سے یہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا : ”کیسے یہ ہو سکتا ہے“ حالانکہ اس عورت نے کہا ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے اور عقبہ کو اس عورت سے منع کر دیا۔

۲۴۸۴ — شرح : حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ اگر اس عورت کی گواہی قبول نہ ہوتی تو اس پر عمل نہ کیا جاتا اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ کو انکی بیوی سے علیحدہ ہو جانے کا حکم فرمایا۔ احاف اس حدیث کو تنزیہ اور تقویٰ پر محمول کرتے ہیں کیونکہ تنہا ایک عورت کی گواہی سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

### بَابُ دُودْهِ پِلَانِے والی عورت کی گواہی کا بیان

۲۴۸۴ — ترجمہ : عقبہ بن حارث نے کہا میں نے ایک عورت سے نکاح کیا تو ایک عورت آکر کہنے لگی کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

أُنْزِلَ فِيهِ فِئْرِنَا حَتَّى إِذَا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَتِهِ تِلْكَ  
وَقَفَلَ وَدَنُونَا مِنَ الْمَدِينَةِ أَذِنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ فَقُمْتُ حِينَ أَذْنُوا بِالرَّحِيلِ  
فَمَشَيْتُ حَتَّى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى الرَّحْلِ فَلَمَسْتُ  
صَدْرِي فَإِذَا عِقْدٌ لِي مِنْ جِزْعٍ أَظْفَارُ قَدْ انْقَطَعَ فَرَجَعْتُ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي  
فَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ فَأَقْبَلَ الَّذِينَ يُرْجِلُونَ لِي فَأَحْتَمَلُوا هُوْدَجِي فَرَحَلُوهُ عَلَى  
بَعِيرِي الَّذِي كُنْتُ أُنْكَبُ وَهُمْ يُحْسِبُونَ أَنِّي فِيهِ وَكَانَ النِّسَاءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا  
لَمْ يَثْقُلْنَ وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ وَإِنَّمَا يَأْكُلْنَ الْعُلُقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ  
الْقَوْمُ حِينَ رَفَعُوهُ ثِقْلَ الْهُودَجِ فَأَحْتَمَلُوهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ السِّنِّ  
فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوا فَوَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَ مَا اسْتَمَرَ الْجَيْشُ فُحِثْتُ مِنْزَلَهُمْ  
وَلَيْسَ فِيهِ أَحَدٌ فَأَمَمْتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ بِهِ فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونِي  
فَرُجِعُوا إِلَى قُبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ غَلَبَتْنِي عَيْنَايَ فَمِتْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ  
الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي فَرَأَى  
سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ فَأَتَانِي وَكَانَ يَرَانِي قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ

ہے۔ اُن سب نے کہا کہ مائی صاحبہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں نکلنے کا ارادہ فرماتے تو  
اپنی بیویوں میں قرعہ اندازی کرتے ہیں جس سے ہر قرعہ میں نام نکلتا اس کو اپنے ساتھ سفر میں لے جاتے۔ ایک جنگ میں  
جانے کس لئے آپ نے ہمارے درمیان قرعہ اندازی کی تو میرا نام قرعہ میں نکلا اور میں آپ کے ساتھ نکلی جبکہ  
پردہ کی آنت نازل ہو چکی تھی۔ میں ہودج میں سوار رہتی اور اسی میں اتاری جاتی تھی۔ ہم چلے حتیٰ کہ جب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم جنگ سے فارغ ہو گئے اور واپس ہوئے۔ ہم مدینہ منورہ کے قریب آئے تو آپ نے رات کو کوچ  
کا اعلان کر دیا میں اُٹھی جبکہ لوگوں نے کوچ کا اعلان کر دیا تھا۔ میں اُٹھی اور چلتی رہی حتیٰ کہ لشکر سے باہر چلی گئی اور  
جب قضاء حاجت سے فارغ ہوئی تو ہودج کی طرف آئی تو میں نے اپنے سینہ پر ہاتھ پھیرا تو کیا دیکھتی ہوں کہ میرا  
جزع اظفار کا مار ٹوٹ کر گر گیا ہے میں واپس گئی اور تلاش کرنے لگی تو اس کی تلاش نے مجھے روکے رکھا۔  
وہ لوگ جو میرا ہودج اٹھاتے تھے آئے اور میرا ہودج اٹھایا اور اس کو میرے اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار  
رہی۔ ان کا خیال تھا کہ میں ہودج میں ہی ہوں۔ اس وقت عورتیں ہلکی پھلکی ہوا کرتی تھی بھاری نہ ہوتی تھیں اور نہ ہی

أَسْتَيْقِنُ الْخَبْرَ مِنْ قَبْلِهَا فَإِذَا نَبِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَتْ أَبَوَيَّ  
فَقُلْتُ مَا يَتَخَذُ بِهِنَّ النَّاسُ فَقَالَتْ يَا بِنْتُ هَوْنِي عَلَى نَفْسِكَ الشَّانَ قَالَ اللَّهُ  
لَقَلَّمَا كَانَتْ امْرَأَةً قَطُّ وَضِيئَةً عِنْدَ رَجُلٍ يَجْتَنُّهَا وَلَهَا ضَرَاءُ إِلَّا أَكْثَرْنَ عَلَيْهَا  
فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهَذَا قَالَتْ لِمَنْ تِلْكَ اللَّيْلَةُ حَتَّى  
أَصْبَحْتُ لَا يَرَقَالِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَلُ بِئُورِثُهَا صَبَحْتُ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَأَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِينَ اسْتَلَبْتُ الْوَحْيَ  
يَسْتَشِيرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ عَلَيْهِ بِالَّذِي يَعْلَمُ فِي نَفْسِهِ مِنْ  
الْوَدَّاءِ لَهُمْ قَالَ أُسَامَةُ أَهْلُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا نَعْلَمُ وَاللَّهِ إِلَّا خَيْرًا وَأَمَّا عَلَى  
بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَنْ يُضَيِّقَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ رَسُلُ  
الْحَارِيَةِ تَصُدُّكَ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيرَةَ فَقَالَ يَا بَرِيرَةُ هَلْ  
رَأَيْتِ فِيهَا شَيْئًا يَرِيكَ فَقَالَتْ بَرِيرَةُ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ رَأَيْتُ فِيهَا أَمْرًا  
أَغْمَصَهُ عَلَيْهَا أَكْثَرُ مِنْ أَمْرٍ جَارِيَةٍ حَدِيثُهُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ الْعَجَمِيِّينَ فَتَلِي الدَّاحِنُ  
فَتَاكُلُهُ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَوْمِهِ فَاسْتَعْدَّ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ

اپنی بیماری کی حالت میں شک ہوا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ لطف اور مہربانی نہ دیکھتی تھی جو آپ سے بیماری  
کی حالت میں دیکھا کرتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور سلام فرماتے پھر فرماتے کیا حال ہے۔ میں اس سے کچھ  
معلوم نہ کر سکی تھی کہ میں بیماری سے کمزور ہو گئی (ایک رات) میں اور مسطح کی والدہ مناصع کی طرف نکلے جو ہماری قضاء  
حاجت کی جگہ تھی۔ ہم رات ہی کو باہر جایا کرتے تھے! اور یہ اپنے گھروں میں بیت الخلاء بنانے سے پہلے کی بات ہے۔  
اور جنگل میں جا کر قضاء حاجت کرنے میں ہمارا دستور وہی تھا جو پہلے عربوں کا تھا۔ میں اور مسطح کی والدہ جو ابوہریرہ کی بیٹی ہے  
چل کر آ رہے تھے کہ اچانک وہ اپنی چادر میں پھسل کر گری اور کہا مسطح ہلاک ہو جائے جس نے اسے کہا تو نے بہت بُری بات  
کی ہے کیا تو ایسے شخص کو گالی دیتی ہے جو جنگ بدر میں حاضر رہا ہے۔ اُس نے کہا اے بھولی بی بی کیا تو نے نہیں سنا جو  
لوگ کہتے ہیں اور بہتان لگانے والوں کا واقعہ ذکر کیا میں پہلے بیمار تھی اس سے میری بیماری اور زیادہ ہو گئی جب میں اپنے  
گھر آئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا تمہارا کیا حال ہے میں نے عرض کیا مجھے اپنے ماں، باپ  
کے پاس جانے کی اجازت فرمائیں اس وقت میرا ارادہ یہ تھا کہ میں اپنے والدین سے اس خبر کی تصدیق کروں گی۔ جناب

أُظِنَ أَنَّ الْمُسَاءَ فَالِقُ كَبِدِي قَالَتْ فَبَيْنَاهُمَا جَالِسَانِ عِنْدِي وَأَنَا الْبُكِّي إِذَا  
 اسْتَأْذَنْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَذِنَتْ لَهَا فَجَلَسْتُ تَبْكِي مَعِيَ فَبَيْنَاهُمَا كُنْزٌ  
 إِذْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ وَلَهُمْ يَجْلِسُ عِنْدِي مِنْ يَوْمٍ  
 قِيلَ لِي مَا قِيلَ قَبْلَهَا وَقَدْ مَكَثَ شَهْرًا لَا يُوحِي إِلَيَّ فِي شَيْءٍ قَالَتْ  
 فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي حَدٌّ كَذَا وَكَذَا فَإِنْ كُنْتَ بِرَبِّكَ  
 فَسَيُبْرِئَكَ اللَّهُ وَإِنْ كُنْتَ الْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللَّهَ وَتَوَلَّى إِلَيْهِ فَإِنْ  
 الْعَبْدُ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهِ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ قَلَصَ دُمْعِي حَتَّى مَا أَحْسُ مِنْهُ قَطْرَةً وَ  
 قُلْتُ لِأَبِي أَجِبْ عَنِّي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاللَّهِ مَا أَدْرِي  
 مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِأُمِّي أَجِيبِي عَنِّي رَسُولَ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا قَالَ قَالَتْ وَاللَّهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ لَا أَقْرَأُ كَثِيرًا مِنَ

آٹا گوندھ کر سو جاتی ہے گھریلو بکری آتی ہے اور اس کو کھا جاتی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی روز خطبہ  
 دیا اور عبداللہ بن ابی بن سلول سے انصاف کی بات چاہی اور فرمایا ”صلی اللہ علیہ وسلم“ کون شخص ہے جو ایسے شخص  
 کے مقابلہ میں میری مدد کرے جس سے مجھے میری بیوی کے متعلق اذیت پہنچی ہے۔ بخدا! میں نے اپنی بیوی کے بارے میں  
 بھلائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا لوگوں نے ایسے شخص کا ذکر کیا ہے جس کے متعلق میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتا ہوں۔ وہ  
 میرے ساتھ گھر داخل ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! بخدا! آپ کی  
 طرف سے میں اس کا مقابلہ کرتا ہوں۔ اگر وہ قبیلہ اوس سے ہے تو ہم اس کی گردن اڑاتے ہیں اور اگر ہمارے  
 خزر جی بھائیوں میں سے ہے تو آپ ہمیں حکم دیں ہم اس میں آپ کا حکم پورا کریں گے دیہ سن کہ سعد بن عبادہ  
 کھڑے ہوئے اور وہ قبیلہ خزر ج کے سردار تھے اس سے پہلے وہ نیک شخص تھا لیکن قبیلہ کی غیرت نے اس میں غصہ بھر  
 دیا اُس نے کہا اللہ کی قسم! تو جھوٹ بولتا ہے تو اس کو قتل نہیں کر سکتا اور نہ ہی تجھے اس پر قدرت ہے۔ انس بن  
 حصیر اٹھا اور کہا اللہ کی قسم! تو جھوٹ بولتا ہے۔ بخدا! ہم اس کو ضرور قتل کریں گے یقیناً تو منافق ہے اور منافقوں کی  
 طرف سے جھگڑا کرتا ہے۔ یہ دونوں قبیلے اوس اور خزر ج بھڑک گئے تھے کہ لڑائی کو تیار ہو گئے اور جناب رسول اللہ

مِنْهُ مِثْلُ الْجَمَانِ مِنَ الْعَرَقِ فِي يَوْمِ رَشَاتٍ فَلَمَّا سَرَى عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ لِي يَا عَائِشَةُ أَهَمَدِي اللَّهُ فَقَدْ بَدَّكَ اللَّهُ فَقَالَتْ لِي أُخِي قُمْنِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَتْ لَا وَاللَّهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ وَلَا أَحْمَدُ إِلَّا اللَّهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ الْآيَاتِ فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ هَذَا فِي بَرَاءَتِي قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ وَكَانَ يَنْفِقُ عَلَى مِسْطَعِ بْنِ أَنَاثَةَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَاللَّهُ لَا يَنْفِقُ عَلَى مِسْطَعٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ مَا قَالَ لِعَائِشَةَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا يَأْتِلُ أَوْلُوا الْفَضْلَ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا إِلَى قَوْلِهِ غَفُورٌ رَّحِيمٌ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ بَلَى وَاللَّهِ إِنِّي

نہیں کرو گے اور اگر میں تمہارے سامنے کسی شئی کا اعتراف کروں اور بخدا! اللہ جانتا ہے کہ میں پاک دامن ہوں تو تم میری تصدیق نہیں کرو گے! بخدا! میں اپنی اور تمہاری مثال یوسف کے باپ کی طرح پاتی ہوں جب انھوں نے کہا ”صبر اچھا ہے اور جو باتیں تم بیان کرتے ہو ان میں اللہ ہی مددگار ہے۔ پھر میں نے اپنے بستر پر کروٹ بدل لیا حالانکہ مجھے یہ اُمید تھی کہ اے اللہ مجھے بری کرے گا لیکن خدا کی قسم میرا یہ خیال نہ تھا کہ میری شان میں اللہ قرآن نازل کرے گا۔ میں اپنے دل میں اپنے آپ کو اس کے لائق نہ سمجھتی تھی کہ میرے بارے میں قرآن نازل ہو۔ لیکن مجھے یہ اُمید تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیند میں خواب دیکھیں گے جس میں اللہ مجھے بری کرے گا خدا کی قسم! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مجلس سے جدا نہ ہوئے اور نہ ہی کوئی گھروالوں سے باہر نکلا۔ حتیٰ کہ آپ پر وحی نازل ہونے لگی۔ اور آپ کو وہی شدت ہونے لگی جو نزلِ وحی کے وقت شدت ہوتی تھی حتیٰ کہ سخت سردی کے دن آپ سے موتیوں جیسے پسینے کے قطرے گرتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی چلا گیا تو آپ ہنس رہے تھے اور پہلا کلمہ جو آپ نے ذکر فرمایا وہ یہ تھا اے عائشہ! اللہ کی حمد کرو اللہ نے تجھے بری کر دیا ہے۔ میری والدہ نے مجھے کہا عائشہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُٹھ کر جاؤ میں نے کہا اللہ کی قسم میں آپ کے پاس نہیں جاتی اور میں تو صرف اللہ کی حمد کرتی ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی ”إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ“ جب اللہ تعالیٰ نے میری پاکدامنی میں یہ نازل کیا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اور وہ مِسْطَعِ بْنِ أَنَاثَةَ پر اس کی قرابت کی وجہ سے خرچ کیا کرتے تھے۔ اللہ کی قسم میں مِسْطَعِ پر کبھی کچھ خرچ نہ کروں گا جبکہ اُس نے عائشہ پر تہمت لگائی تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”رَقْمٌ مِّنْكُمْ“ صاحبِ فضل اور مال دار قسم نہ کھائیں ”غَفُورٌ رَّحِيمٌ“، ”تک“، تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا! کیوں نہیں میں اس سے محبت کرتا ہوں کہ

اور سینتیس (۲۷) روز کے بعد ناپاک منصوبے کا خاتمہ ہوا اور اس غلیظ منافق کے ساتھیوں کو حد قذف اتی اتی کوٹے لگائے گئے۔ نیز اس واقعہ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا استحسان بھی تھا کہ جب ان کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسوۂ نبوت کا یقین محکم تھا اور وہ جانتے تھے کہ نبی کا حرم پاک غلاظت فحش کے تصور سے بھی پاک و صاف ہے تو انہیں تمت کی خبر ملنے کے بعد ذرہ بھر تامل نہیں کرنا چاہیے تھا اور فوراً اس کو مسترد کر کے جان عالم کو راحت پہنچانی چاہیے تھی چنانچہ قرآن کریم میں ہے: **لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ خَيْرًا وَقَالُوا أَفَلَا فُتِنُوا** یعنی کیوں نہ ہوا جب تم نے اسے سنا تھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا اور کہتے یہ کھلا بہتان ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ**، یعنی کیوں نہ ہوا جب تم نے سنا تھا کہا ہوتا کہ ہمیں نہیں پہنچتا کہ ایسی بات کہیں الہی پاکی ہے تجھے یہ بڑا بہتان ہے۔ نیز خداوند قدوس نے فرمایا **يَعْظُمُكُمْ اللَّهُ أَنْ تَعُوذُوا بِالْمِثْلِهِ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ**، یعنی اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب کبھی ایسا نہ کہنا اگر ایمان رکھتے ہو، یہ بات تو واضح ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نفس الامر میں پاک و صاف تھیں اور بعض منافقوں کی گندہ دہنی کا قرآن نے جواب دے دیا۔ اب نزول قرآن کے بعد کمزور ایمان والوں کو اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ورنہ نور ایمان کی سعادت سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ رہا یہ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نزول وحی سے پہلے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کا علم تھا یا نہیں۔ اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ احادیث کی روشنی میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نزول وحی سے قبل برأت کا علم تھا۔ کیونکہ بخاری (ص ۵۵) میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ تم دو مرتبہ مجھے غینہ میں دکھائی گئی ہو میں نے تجھے ریشمی لباس میں لپٹی ہوئی دیکھا اور مجھے کہا گیا کہ یہ آپ کی بیوی ہے۔ اس حدیث سے یہ صراحت ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت نکاح کی بھٹی اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہوتی ہیں اور اگر یہ وہم کر لیا جائے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مائی صاحبہ کی براءت کا علم نہ تھا تو لازم آئے گا کہ آپ کا خواب اچھا نہ تھا حالانکہ نبی کا خواب وحی ہوتا ہے اسی لئے خواب پر یقین کرتے ہوئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے صاحبزادے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے جب اللہ تعالیٰ ام المؤمنین کی منگنی کرنے والا ہو تو کیا اللہ تعالیٰ جانتا نہیں کہ اپنے پیارے محبوب کو کیسی عورت بیوی بنا کر دے رہا ہے حالانکہ پاک مردوں کی بیویاں پاک ہوتی ہیں۔ ورنہ رب العزت کی ذات ستودہ صفات پر عدم علم کا بدناما دھبہ لگے گا (معاذ اللہ) نیز اگر حدیث کے سیاق و سباق کو دیکھا جائے تو یہی سمجھ آتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نزول وحی سے پہلے برأت کا علم تھا۔ چنانچہ بخاری میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین کے پاس جا کر بیٹھ گئے حالانکہ اس سے پہلے ایک ماہ تک کبھی نہیں بیٹھے تھے اور ام المؤمنین سے گفتگو فرمائی جو بخاری میں مذکور ہے۔ پھر وہیں بیٹھے رہے اور گھر والوں سے بھی کوئی باہر نہ نکلا حتیٰ کہ برأت کی آیات نازل ہوئیں۔ حالانکہ اس سے پہلے آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطبہ میں فرما چکے تھے۔ بخدا میں نے اپنی بیوی

رضی اللہ عنہا۔ اس طرح اہل سیر اور بخاری کی روایت میں موافقت ہو جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

قولہ لا ندری ما نقول الخ یعنی جس شئی سے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ سے دریافت فرمایا ہے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال سے کسی زائد حکم پر واقف نہیں جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نزول وحی سے پہلے ام المؤمنین سے حسن ظن ہے۔ قولہ لکنا میثقی الخ یعنی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اپنے حسن و جمال اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مرتبہ میں وہ میری ہمسر ہے۔ کیوں نہ ہو جبکہ اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا نکاح آسمانوں پر کیا اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی سنگینی بھی اللہ تعالیٰ نے کی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک حدیث کی روایت ایک جماعت اس طرح کرے کہ بعض لوگ حدیث کا ایک حصہ اور بعض اس کا دوسرا حصہ روایت کریں تو جائز ہے اور بیوی کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے اور عورت شوہر کی اجازت کے بغیر قضاء حاجت کے لئے باہر جاسکتی ہے۔ اور عورتوں کے لئے ہار پہننا جائز ہے اور مرد کسی واقعہ میں اپنے خاص احباب سے مشورہ کر سکتا ہے۔ اور قریبی رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا چاہیے اگرچہ وہ گناہ گار ہوں اور فتنہ اور لڑائی جھگڑہ جلدی ختم کرنا چاہیے۔ اس حدیث سے ابوبکر صدیق، ام المؤمنین عائشہ صفوان، سعد بن معاذ، اُسید بن حضیر اور ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہم کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے جبکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے صاحب فضل فرمایا، ام المؤمنین کی برأت میں قرآن نازل فرمایا، حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفائی دی، سعد بن معاذ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کے جواب میں سچی بات کا اظہار فرمایا، اُسید بن حضیر نے سعد کی تائید میں پورے اخلاص کا اظہار کیا اور ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے سونگن ہونے کے باوجود اپنے زہد و تقویٰ کے پیش نظر مائی صاحبہ کے متعلق اچھا خیال بیان فرمایا اس کے علاوہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی مزید عیاں ہوتی ہے کہ انھوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین کے لئے جامع الفاظ بیان کئے اور بریرہ رضی اللہ عنہا بھی صد آفرین کے لائق ہیں کہ انھوں نے عجیب مثال ذکر کر کے نفس الامر میں حقیقت کی وضاحت کی رضی اللہ تعالیٰ عنہم، عبداللہ بن ابی سلول رئیس المنافقین تھا اُبی اس کا باپ اور سلول ماں ہے جنگ بدر کے بعد جبکہ مسلمانوں کو غلبہ ہوا اور صنادید قریش قتل ہو گئے تو عبداللہ نے اپنے ماننے والوں سے کہا اب اس کے سوا ہمارے لئے کوئی راہ نہیں کہ ہم اسلام کا اظہار کریں۔ اُمِ مِسْطَع، کا نام سُلی ہے یہ ابورہم کی بیٹی ہے وہ اپنے بیٹے پر بہت سختی کیا کرتی تھیں کیونکہ وہ صحیح مسلمان ہونے کے باوجود تہمت لگانے والوں میں شریک تھا مِسْطَع، یہ مِسْطَع بن اثاثہ بن ہبَاد بن عبدالمطلب بن عبدمناف قرشی ہے جنگ بدر اور اُحُد میں حاضر ہوئے تہمت لگانے والوں میں شریک تھے ان کو حدِ قذف لگائی۔ وہ ۳۴ ہجری میں فوت ہوئے۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ انصاری اُسی میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سید الانصار کا لقب دیا وہ اپنے قبیلے کے سردار اور شریف طبع تھے۔ علامہ کرمانی نے قاصی رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ یہاں اشکال ہے کیونکہ اُنک، کا واقعہ، غزوہ مِریْسُیج جسے غزوہ بنی مصطلق کہا جاتا ہے۔ ۳۵ ہجری میں ہوا حالانکہ سعد بن معاذ غزوہ خندق کے بعد بازو میں تیر لگنے سے فوت ہو گئے تھے اویہ ۳۵ ہجری کا واقعہ ہے اس لئے

۲۴۸۶۔ محمد ابن سلام ثنا عبد الوہاب ثنا خالد الحذاء عن عبد الرحمن بن ابی بکرۃ عن ابیہ قال اثنی رجل علی رجل عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال وذلک قطعت عنق صاحبک قطعت عنق صاحبک مرارا ثم قال من کان منکم ما دحاً اخاء لا محالة فلیقل احسب فلا نا واللہ حسبہ ولا ازی علی اللہ احدا احسبہ کذا وکذا ان کان یعلمہ ذلک منہ۔

تھا کہ یہ اس کا لڑکا ہے اسے ان کے پاس اس لئے لایا ہے کہ اس کا خرچہ بیت المال سے نکالیں یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ گمان کیا ہو کہ ابو جمیلہ کی یہ خواہش ہو کہ اس کا وظیفہ مقرر کیا جائے اور وہ اس کا والی ہو اور جو کچھ بیت المال سے اس کے لئے مقرر کیا جائے وہ خود لے لے اور جو چاہے کرے۔ جب اس کے عریف (نقیب) نے عمر فاروق سے کہا ابو جمیلہ مرد صالح ہے تو اس کی تصدیق کی۔ ابن بطلان نے کہا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا اور ہر دفتر میں ایک نقیب مقرر کیا ہوا تھا جو ان پر کڑی نگاہ رکھتا تھا اور پڑے ہوئے لڑکے کو اٹھانے والا مرد اس شخص کے دیوان (دفتر) سے تھا جس نے عمر فاروق کے پاس اس کی صفائی دی تھی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ: عبد الرحمن بن ابی بکرہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی شخص کی تعریف کی تو آپ نے کئی بار فرمایا تو نے اپنے ساتھی کی گردن توڑ دی ہے پھر فرمایا تم میں سے جو کوئی اپنے بھائی کی ضرور مدح کرنا چاہے تو یہ کہے میں فلاں شخص کو ایسا خیال کرتا ہوں۔ اللہ زیادہ جانتا ہے۔ میں اللہ کے آگے کسی کو بے عیب خیال نہیں کرتا میں اس کو ایسا ایسا گمان کرتا ہوں اگر وہ اس کے متعلق کچھ جانتا ہو!

۲۴۸۶۔ شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کا کسی کی صفائی دینے کا اعتبار کیا ہے۔ اور صفائی دینے والا ایک مرد ہی کافی ہے۔ جبکہ وہ اس میں میانہ راستہ اختیار کرے اور غلو نہ کرے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدح میں بے حد مبالغہ کو معیوب فرمایا ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ منہ پر مدح کرنا جائز ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جن احادیث میں ممانعت کا ذکر ہے اس مدح پر محمول ہیں جس میں مبالغہ ہو یا ایسے شخص کی تعریف کرے جو اپنی مدح سن کر فخر میں آجائے۔ اور جس شخص سے اس کے کمال تقویٰ کے باعث فخر و مبالغہ کا خطرہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ مدح میں کوئی مصلحت ہو کہ لوگ اس کے تقویٰ کے باعث اس کی اقتداء کریں۔ یہ حکم عوام کے لئے ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مدح کے مستحق ہیں

وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا الْآيَةَ وَقَالَ الْمُبَيْرَةُ  
 احْتَلَمْتُ وَأَنَا ابْنُ ثَلَاثِي عَشْرَةَ سَنَةً وَبَلَغُوا النِّسَاءَ فِي الْحَيْضِ لِقَوْلِ اللَّهِ  
 وَاللَّائِي يَلْسَنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَاءٍ كَمُ إِلَى قَوْلِهِ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ  
 إِنْ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ  
 أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ أَذْرَكْتُ حَارَّةَ لَنَا  
 جَدَّةً بِنْتُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ سَنَةً -

سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”جو عورتیں حیض سے ناامید ہو جائیں اُن یَضَعْنَ  
 حَمْلَهُنَّ تک۔ اور حسن بن صالح نے کہا میں نے اپنی ہمسائی کو دیکھا وہ اکیس برس  
 کی دادی تھی !

شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ علماء کا اس بات میں اتفاق ہے کہ مرد  
 اختلام سے اور عورتیں حیض سے بالغ ہو جاتی ہیں۔ اس وقت ان پر عبادات، حدود اور اندر داخل ہونے کے  
 لئے اجازت لینا وغیرہ احکام لازم ہو جاتے ہیں۔ البتہ اس مرد اور عورت میں اختلاف ہے جس کو اختلام نہ آئے  
 اور عورت کو حیض نہ آئے اور ان میں تاخیر ہو جائے۔ امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما کا مذہب یہ ہے  
 کہ زیرِ ناف بال ظاہر ہو جائیں یا اس مدت کو پہنچ جائے جس مدت میں اس کی مثل دوسرے لڑکے بالغ ہو جاتے ہیں  
 لیکن امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر بچہ کا بلوغ انبات (بال ظاہر ہو جائے) سے ہو تو اگر وہ زنا کر لے یا چوری  
 کرے تو جب تک اس کو اختلام نہ ہو یا اس مدت تک نہ پہنچے جس میں اس جیسے بچے بالغ ہو جاتے ہیں تو اس پر حد  
 قائم نہیں کروں گا جب تک اس کو اختلام نہ ہو۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ انبات کا اعتبار نہیں کرتے وہ لڑکی میں حد بلوغ  
 میں سترہ برس اور لڑکے میں اٹھارہ یا انیس برس کہتے ہیں۔ سفیان ثوری بھی یہی کہتے ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ  
 ہے کہ کافر کے لئے انبات بلوغ کی علامت ہے مسلمان کے لئے نہیں۔ انہوں نے لڑکی اور لڑکے نے پندرہ سال بلوغ کی  
 حد قرار دیا ہے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا مذہب بھی یہی ہے اور اسی پر اخاف کا فتویٰ ہے۔ البتہ  
 بعض علماء کہتے ہیں کہ لڑکی بارہ سال کی بالغ ہو جاتی ہے۔

کتاب خلق انسان میں ذکر کیا کہ جب تک بچہ شکمِ مادر میں ہو تو وہ جنین ہے جب پیدا ہو جائے اور دودھ  
 پیتا رہے تو صبی (بچہ) ہے۔ جب روٹی کھانا شروع کر دے تو سات سال تک اس کو غلام کہا جاتا ہے۔ پھر دس سال

۲۴۸۹ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ تَنَا سُفِينُ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ  
سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غُشِلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ -

بَابُ سَوَالِ الْحَاكِمِ الْمُدَّعِي هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ قَبْلَ الْيَمِينِ  
۲۴۹۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ تَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقِ بْنِ  
عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ

جائے گا۔ اور حاکم لڑائی سے پہلے لوگوں کا جائزہ لے جو لڑائی کے قابل ہو اس کو لشکر میں شامل کرے اور جو اس کے  
قابل نہ ہو اس کو مسترد کر دے۔ بعض علماء نے کہا کہ مالکیہ اور حنفیہ کے مذہب میں جہاد کے لئے اجازت بلوغ پر  
موقوف نہیں بلکہ حاکم اعلیٰ کے لئے جائز ہے کہ جو بچہ طاقتور ہو اس کو بھرتی کر لے کیونکہ بعض اوقات مراہق جو بلوغ کے  
قریب ہوتے ہیں وہ بالغ سے زیادہ طاقتور ہوتے ہیں۔ مراہق بالغ کے حکم میں ہے حتیٰ کہ مراہق اگر کہہ دے کہ وہ بالغ  
ہے۔ تو اس کی تصدیق کرائی جائے گی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۴۸۹ ترجمہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے

ہیں۔ انھوں نے کہا کہ جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ پر واجب ہے۔

شرح : اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اہتمام ہونے سے بچہ بالغ

ہو جاتا ہے۔ لہذا اس پر شرعی احکام واجب ہو جاتے ہیں۔ لہذا اس کو

۲۴۸۹ —

جنگ کے لئے اجازت دی جاسکتی ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب میں لڑکا اٹھارہ برس کا اور لڑکی سترہ  
برس کی بالغہ ہوتی ہے۔ لیکن احناف کا فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے کہ لڑکا پندرہ سال کا بالغ ہو جاتا ہے ابن بطال  
رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں بلوغ کا ذکر نہیں اس میں صرف لڑائی میں اجازت کا ذکر  
ہے اور اس کا تعلق قوت و ضعف سے ہے اور بچہ جب لڑائی کے قابل ہو تو ہمارے (مالکیہ) مذہب میں اس کو  
لڑائی میں جانے کی اجازت دی جائے گی۔

باب — حاکم کا مدعی سے پوچھنا کہ کیا تیرے پاس کوئی گواہ ہے؟

۲۴۹۰ — ترجمہ : حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تَضِلَّ أَحَدَهُمَا فَتُذَكِّرْ أَحَدَهُمَا الْآخَرَى قُلْتُ إِذَا كَانَ يُكْتَفَى بِشَهَادَةِ  
شَهِيدٍ وَبِمَنْ الْمُدَّعَى فَمَا يَحْتَاجُ أَنْ تُذَكِّرَ أَحَدَهُمَا الْآخَرَى مَا كَانَتْ  
يُصْنَعُ بِذِكْرِ هَذِهِ الْآخَرَى -

مجھ سے کلام کیا تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم اپنے مردوں سے دو گواہ بنا لو  
اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ان لوگوں سے جن کو تم پسند کرتے ہو تاکہ  
ان میں سے اگر ایک بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلا دے! ابن شبرمہ نے کہا کہ میں  
نے کہا اگر ایک گواہ کی گواہی اور مدعی کی قسم کافی ہے تو اس کی کیا ضرورت ہے کہ ان  
میں سے ایک دوسری کو یاد دلا دے۔ دوسری عورت کے یاد دلانے کو کیا کیا جائے؟

شرح : حدیث کا معنی یہ ہے کہ جب ایک گواہ اور قسم فیصلہ کے لئے کافی ہے تو ایک عورت کا  
دوسری کو یاد دلانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس وقت قسم دو عورتوں کے قائم مقام ہوگی تو قرآن کریم میں تذکرہ کا کیا فائدہ ہے  
لہذا فیصلہ کے لئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے ایک گواہ اور قسم فیصلہ کے لئے کافی نہیں۔  
ابو الزناد مدینہ منورہ کے قاضی اُن کا نام عبد اللہ بن ذکوان ہے اور ابن شبرمہ کا نام عبد اللہ بن شبرمہ ہے وہ  
کوفہ کے قاضی تھے ایک سو چالیس ہجری میں فوت ہوئے! ابو الزناد کا مذہب یہ ہے کہ اگر مدعی کے پاس دو گواہ  
نہ ہوں صرف ایک ہی گواہ ہو تو مدعی سے قسم لے کر فیصلہ ہو سکتا ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ اور  
قسم سے فیصلہ کیا ہے۔ اہل مدینہ کا عمل اسی پر ہے اور ابن شبرمہ کا مذہب یہ ہے کہ ایک گواہ اور قسم فیصلہ کے لئے کافی نہیں  
بلکہ مدعی دو گواہ پیش کرے ورنہ مدعی علیہ سے قسم لے کر فیصلہ کر دیا جائے گا اخاف کا مذہب یہی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ  
تعالیٰ کا اس باب کے عنوان سے مقصد اخاف کا رہا ہے کہ اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو مدعی علیہ سے قسم لی جائے گی  
اور یہ حکم اموال، حدود اور نکاح اور طلاق میں عام ہے لیکن اخاف کہتے ہیں کہ صرف اموال کے دعویٰ میں قسم لی جائے گی  
حدود میں قسم جائز نہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ جب مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو مدعی علیہ سے قسم  
لی جائے گی اگرچہ دعویٰ طلاق و نکاح وغیرہ میں ہو انہوں نے صحیح بخاری میں مذکور حدیث سے استدلال کیا کہ یہ عالم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے دعویٰ کو ثابت کرنے والے دو گواہ ہیں یا مدعی علیہ کو قسم دی جائے گی اور یہ حکم عام  
دعویٰ میں ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مدعی علیہ سے نکاح میں قسم نہیں لی جائے گی مثلاً کوئی شخص کسی  
عورت سے نکاح کا دعویٰ کرے اور وہ اس کا انکار کرے یا عورت کسی مرد سے نکاح کا دعویٰ کرے اور وہ اس کا

۲۴۹۱ — حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ ثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ  
كَتَبَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِلَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالْيَمِينِ عَلَى  
الْمَدْعَى عَلَيْهِ -

### بَابُ

۲۴۹۲ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا حَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي  
وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ مِنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ لِيُتَحَقَّ بِهَا مَا لَا لِقَى اللَّهُ وَ  
هُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ تَصْدِيقَ ذَلِكَ إِنَّ الَّذِينَ  
يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا إِلَى قَوْلِهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ  
ثُمَّ إِنَّ الْأَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ خَرَجَ إِلَيْنَا فَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
فَحَدَّثَنَا بِمَا قَالَ فَقَالَ صَدَقَ لَفِي نَزَلَتْ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُومَةٌ  
فِي شَيْءٍ فَأَخْتَصَمْنَاهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شَاهِدَاكَ أَوْ  
يَمِينُهُ فَقُلْتُ لَهُ أَنَّهُ إِذَنْ يَحْلِفُ وَلَا يُبَالِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَالْيَمِينُ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ ،، احناف کی تاکید کرتی ہے - اور مدعی کی قسم کو منسوخ کرتی ہے - اگر ہم مدعی پر قسم  
لازم کریں جو دوسرے گواہ کے قائم مقام ہے تو خبر واحد سے نصِ قطعی کا نسخ لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں - واللہ ورسولہ اعلم!  
ترجمہ : ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو لکھا کہ نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعی علیہ پر قسم کا فیصلہ کیا -

( یہ حدیث احناف کے مذہب کی مؤید ہے )

ترجمہ : ابو وائل رضی اللہ عنہ نے کہا عبد اللہ بن

مسعود نے کہا جس نے جھوٹی قسم کھائی

۲۴۹۲ —

### بَابُ

تاکہ اس کے ساتھ کسی کے مال کا مستحق ہو جائے وہ اللہ کو ملے گا - حالانکہ وہ اس سے ناراض ہوگا - پھر اللہ تعالیٰ نے  
اس کی تصدیق نازل فرمائی : إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ الْحَافِ عَذَابِ الْيَمِينِ تَكَ ،، پھر اشعث بن قیس ہمارے پاس  
آئے اور کہا تم کو ابو عبد الرحمن (عبد اللہ بن مسعود) نے کیا خبر دی ہے - ہم نے ان سے بیان کیا جو انہوں نے کہا تھا  
اشعث نے کہا عبد اللہ بن مسعود نے سچ کہا ہے - یہ آیت کریمہ میرے تعلق نازل ہوئی جبکہ میرے اور ایک آدمی

۲۴۹۳ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہلال بن اُمیہ نے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی بیوی کو شریک بن سحما کے ساتھ زنا کی تہمت لگائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس بیٹہ (گواہ) ہے یا تیری پشت پر حد لگائی جائے گی اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب کوئی شخص اپنی بیوی پر کسی آدمی کو دیکھے تو وہ گواہ تلاش کرنے جائے آپ بدستور فرماتے رہے گواہ پیش کرو ورنہ تمہاری پیٹھ پر کوڑے لگائے جائیں گے پھر لعان کی حدیت ذکر کی۔

شرح : بظاہر حدیث عنوان کے موافق نہیں کیونکہ حدیث میں بیوی خاوند کا ذکر ہے اور عنوان عام ہے۔ لیکن یہ لعان کی آیت کے نازل ہونے سے پہلے

۲۴۹۳ —

کا واقعہ ہے۔ اس وقت شوہر اور اجنبی برابر تھے پھر جب قاذف کے لئے یہ حکم ثابت ہو گیا تو ہر مدعی کے لئے بطریق اولیٰ ثابت ہو گا۔ ابن بطل رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ زوجین کے بارے میں یہ حدیث ہے اگر اجنبی ہوں تو ان کو گواہی طلب کرنے کی مہلت نہ دی جائے گی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ دوسرا جائے لہذا اس کو فوراً قید کر دیا جائے گا! اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگائے تو وہ لعان کریں گے اور اس کے بعد قاضی دونوں میں تفسیق کر دے گا نفس لعان سے تفسیق نہ ہوگی پھر اس کے بعد وہ نکاح کرنا چاہیں تو جائز ہے۔ احناف کے نزدیک لعان یہ ہے کہ زن و شوہر دونوں قسم کھا کر شہادت دیں اور اس کے ساتھ لعنت بھی مذکور ہو چنانچہ قرآن کریم میں ہے جو لوگ اپنی عورتوں کو عیب لگائیں اور ان کے پاس اپنے بیان کے سوا گواہ نہ ہوں تو ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کے نام سے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں یہ کہے کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر جھوٹا ہو اور عورتوں سے یوں سزا مل جائے گی کہ وہ اللہ کا نام لے کر چار بار گواہی دے کہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں یوں کہے کہ عورت پر غضب اللہ کا اگر مرد سچا ہو۔ لعان مرد کے حق میں قذف کے قائم مقام ہے لہذا لعان کے لئے یہ شرط ہے کہ عورت ایسی ہو کہ اس کو تہمت لگانے والے کو حد لگائی جاتی ہو اور لعان کے بعد شوہر کی گواہی بھی قبول نہ ہوگی اور عورت کے حق میں زنا کے قائم مقام ہے۔ لہذا اگر اس کو متعدد بار تہمت لگائے تو صرف ایک بار لعان کرنا ہو گا بار بار لعان نہ ہو گا۔ اور امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ لعان قسمیں ہیں جو لفظ شہادت سے ان کی تاکید کی جاتی ہے۔ لہذا وہ قسم کھانے کے اہل ہونے چاہئیں۔ ان حضرات کے نزدیک مسلمان اور اس کی کافر بیوی کے درمیان لعان ہو سکتا ہے اور کافر اور اس کی کافرہ بیوی کے درمیان بھی لعان ہو سکتا ہے۔ اسی طرح غلام اور اس کی بیوی کے درمیان لعان ہو گا کیونکہ یہ سب قسم کھانے کے اہل ہیں۔ احناف کے نزدیک لعان میں یہ شرط ہے کہ وہ شہادت کے اہل ہوں لہذا لعان صرف مسلمانوں میں جاری ہو سکتا ہے جو آزاد، عاقل، بالغ اور غیر محدود ہوں (یعنی ان کو حد نہ لگی ہو) احناف کے نزدیک فاسق اور اس کی بیوی، نابینا اور اس کی بیوی کے درمیان لعان ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ شہادت تہمت کے مقام میں مشروع ہے۔ اگرچہ فاسق اور نابینا کی گواہی باقی مقامات میں غیر مقبول ہے اور یہ شرط ہے کہ عورت ایسی ہو کہ اس کو تہمت لگانے والے کو حد

بَابُ يُحْلَفُ الْمَدْعَى عَلَيْهِ حَيْثُمَا وَجَبَتْ عَلَيْهِ الْيَمِينُ وَلَا يُصْرَفُ  
مِنْ مَوْضِعٍ إِلَى غَيْرِهِ وَقَضَى مَرْوَانُ بِالْيَمِينِ عَلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَلَى الْمُنْبَرِ فَقَالَ  
أَحْلِفْ لَهُ مَكَانِي فَجَعَلَ زَيْدٌ يُحْلِفُ وَأَبَى أَنْ يُحْلِفَ عَلَى الْمُنْبَرِ فَجَعَلَ مَرْوَانُ  
يَتَعَجَّبُ مِنْهُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينُهُ وَلَمْ  
يَخْصُصْ مَكَانًا دُونَ مَكَانِ

۲۲۹۵ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ الْأَعْمَشِ  
عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ  
حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ لِيَقْتَطَعَ بِهَا مَالًا لِقَى اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ -

باب — مدعی علیہ وہاں قسم کھائے جہاں اس پر قسم واجب  
ہوئی ہو اور دوسری جگہ پر منتقل نہ کیا جائے !  
مروان نے زید بن ثابت کو منبر پر قسم کھانے کا حکم دیا تو انھوں نے کہا میں اپنی جگہ قسم  
کھاؤں گا اور وہیں قسم کھانے لگے اور منبر پر قسم کھانے سے انکار کر دیا اور مروان  
ان پر تعجب کرے گا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے دو گواہ یا اس  
کی قسم اور کسی مکان کی تخصیص نہ کی۔

شرح : اخاف اور خابکہ کا یہی مذہب ہے کہ جہاں قسم واجب ہو وہیں قسم کھائے۔ دوسری جگہ منتقل  
نہ ہو۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا میدان بھی اسی طرف ہے اور مذکور حدیث سے انھوں نے استدلال کیا ہے۔

ترجمہ : ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس  
نے جھوٹی قسم کھائی تاکہ اس کے ذریعے مال کا مستحق ہو جائے وہ اللہ سے ملے گا

۲۲۹۵ —

حالا نکر وہ اس سے ناراض ہوگا۔ اعتقاد اس کی شرح گزری ہے،

۲۴۹۸ — حَدَّثَنَا يَشْرُبُ بْنُ خَالِدٍ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ  
عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ كَاذِبًا لِيَقْتَطِعَ مَالَ رَجُلٍ أَوْ قَالَ أَخِيهِ لَقِيَ اللَّهَ وَ  
هُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقَ ذَلِكَ فِي الْقُرْآنِ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ  
بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا إِلَى قَوْلِهِ عَذَابٌ أَلِيمٌ أُولَئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي  
الْآخِرَةِ وَلَا يَكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ  
أَلِيمٌ فَلَقِيَنِي الْأَشْعَثُ فَقَالَ مَا حَدَّثَكُمْ عَبْدُ اللَّهِ الْيَوْمَ قُلْتُ كَذَا وَكَذَا  
قَالَ فِي نَزَلَتْ

## باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”جو لوگ اللہ کے عہد اور قسموں کے ذریعہ قلیل ثمن لیتے ہیں“

۲۴۹۷ — ترجمہ : ابراہیم ابواسماعیل سکسٹی نے عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہا کو یہ کہتے ہوئے  
سنا کہ ایک شخص نے اپنا سامان بازار میں لگایا اور قسم کھائی کہ بخدا! اس نے اس کو اتنے سے مول لیا ہے حالانکہ اتنے  
سے مول نہیں لیا تھا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ الْخَالِفِ بْنِ اَوْفَى نَے کہا ناجس سود خور خائن ہے۔  
شرح : اگر یہ سوال ہو کہ حدیث ۲۴۹۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت کریمہ  
۲۴۹۷ — اَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ کے حق میں نازل ہوئی اور اس حدیث میں اس کا  
خلاف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں معارضہ نہیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس آیت کا نزول  
دونوں کے بارے میں ہو اس کی مزید شرح کتاب البیوع میں باب ما یکرہ من الخلف فی البیع کی حدیث  
کے تحت مطالعہ فرمائیں!

۲۴۹۸ — ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا جس نے جھوٹی قسم کھائی تاکہ کسی شخص کا مال یا اپنے بھائی کا مال  
ہضم کر جائے تو وہ اللہ سے ملے گا حالانکہ وہ اس سے ناراض ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق قرآن کریم میں نازل  
فرمائی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ الْخَالِفِ بْنِ قَيْسٍ نے کہا آج عبد اللہ نے تم سے کیا بیان کیا ہے۔ میں نے کہا  
ایسا ایسا بیان کیا ہے۔ اُنھوں نے کہا میرے متعلق یہ نازل ہوئی۔

۲۵۰۰ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا جُوَيْرِيَّةٌ قَالَتْ ذَكَرْنَا فِعْرًا عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ  
أَوْ لِيَصْمُتْ.

ذکر کرے اور حرف قسم جو بھی استعمال کرے صحیح ہے، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۴۹۹ — ترجمہ : مالک نے اپنے چچا ابوسہیل سے اُنھوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ  
اُنھوں نے طلحہ بن عبید اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں  
آیا اور آتے ہی اُس نے اسلام کے متعلق سوال کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابک دن اور  
رات میں پانچ نمازیں پڑھنا اُس نے کہا کیا مجھ پر ان کے سوا اور بھی کوئی نماز فرض ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو  
نفل پڑھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کے روزے رکھنے اس نے کہا کیا ان کے علاوہ بھی مجھ  
پر روزے فرض ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ نفل روزے رکھ لیا کر اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس  
سے زکوٰۃ کا ذکر کیا تو اُس نے کہا کیا مجھ پر زکوٰۃ کے علاوہ اور بھی فرض ہے آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ نفلی صدقہ  
دے وہ شخص چلا گیا حالانکہ وہ کہہ رہا تھا بخدا! میں اس سے زیادہ اور کم نہیں کروں گا جناب رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا اگر اُس نے سچ کہا ہے تو کامیاب ہے (کتاب الایمان میں حدیث ۴۴ کی شرح کا مطالعہ فرمائیں)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی قسم کھائے تو وہ اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔

۲۵۰۰ —

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اللہ کی قسم کھانا منع ہے۔ اللہ تعالیٰ  
اور اس کی صفات کی قسم کھانا جائز ہے۔ قسم کھانے کی تین صورتیں ہیں۔

۲۵۰۰ —

ایک یہ کہ صرف اللہ یا اس کے صفات کی قسم کھائے۔ یہ بالاتفاق مباح ہے۔ دوسرے یہ کہ بتوں وغیرہ کی قسم کھائے  
یہ بالاتفاق حرام ہے۔ اگر ان کی قسم سے ان کی تعظیم کا ارادہ کرے تو یہ کفر ہے۔ ورنہ حرام ہے۔ دراصل کسی شئی کی  
قسم کھانے سے اس کی تعظیم ہی مقصود ہوتی ہے ہاں اگر قصد کے بغیر زبان بت وغیرہ کی قسم آجائے تو یہ کفر نہیں تیسرے  
یہ کہ ان کے سوا کسی کی قسم کھائے اور تعظیم کا قصد نہ کرے! ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس بات پر علماء کا اتفاق ہے  
کہ حاکم صرف اللہ کی قسم لے غلام آزاد کرنے یا طلاق دینے یا حج یا قرآن کی قسم نہ لے۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا  
قصد کرنے کے بغیر مخلوق کی قسم کھانا مکروہ ہے۔ جیسے نبی، کعبہ، جبرائیل اور صحابہ کی قسم کھائے۔ صحیحین میں ہے کہ اللہ نے  
تم کو آباؤ اجداد کی قسموں سے منع کیا ہے۔ امام نسائی نے روایت ذکر کی ہے جس کو ابن حبان نے صحیح کہا ہے کہ اپنے  
باپوں اور ماؤں کی قسمیں نہ کھاؤ صرف اللہ کی قسم کھاؤ۔ اگر مخلوق کی قسم کھائی تو یہ قسم نہ ہوگی۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث میں ہے

## بَابُ مَنْ أَمَرَ بِانْحِازِ الْوَعْدِ

وَفَعَلَهُ الْحَسَنُ وَذَكَرَ سَمْعِيلُ أَنَّهُ كَانَ صَادِقُ الْوَعْدِ وَقَضَى ابْنُ أَشْوَعٍ  
بِالْوَعْدِ وَذَكَرَ ذَلِكَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ وَقَالَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ سَمِعْتُ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ صَهْرَاءُ لَهُ قَالَ وَعَدَنِي فَوَفَّانِي قَالَ أَبُو عَبْدِ  
وَرَأَيْتُ إِسْحَاقَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ يَحْتَجُّ بِحَدِيثِ ابْنِ أَشْوَعٍ -

شخصوں کے جھوٹ بولنے سے وقوع کے زیادہ قریب ہے۔ یعنی ایک آدمی کا جھوٹ بولنا ممکن الوقوع ہے لیکن زیادہ لوگوں کا جھوٹ بولنا بعید ہے۔ خصوصاً جب کسی کو اپنا نفع مطلوب ہو تو اس سے جھوٹ کا وقوع اغلب ہوتا ہے! اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قسم کے بعد بیٹہ قابل قبول ہے۔ جمہور علماء سفیان ثوری، امام شافعی، فقہاء کوفہ اور امام احمد بن حنبل کا یہی مذہب ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اگر قاضی نے قسم لی حالانکہ اس کو بیٹہ کا علم نہیں پھر اس کا علم ہوا تو وہ بیٹہ پر فیصلہ کرے گا اور اگر اس سے قسم لی اور اس کی قسم سے راضی ہو گیا اور بیٹہ غائب ہو یا حاضر اس کو ترک کر دیا تو یہ اس کے لئے جائز نہیں جبکہ بیٹہ پیش کیا گیا ہو، ابو عبیدہ اور اہل ظاہر نے کہا کہ مدعی علیہ سے قسم لینے کے بعد بیٹہ غیر مقبول ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ: ام المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرے پاس جھگڑے لاتے ہو اور شائد تم میں سے بعض ایک دوسرے سے دلیل پیش کرنے میں زیادہ ہوشیار ہو تو اس کے کہنے کے مطابق جس کے لئے میں اس کے بھائی کے حق کا فیصلہ کر دوں وہ میں آگ کا ایک ٹکڑہ ہے جو میں اسے دے رہا ہوں۔ اس کو نہ لے!

شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاکم کا حکم حرام کو حلال اور حلال کو حرام نہیں کرتا اس میں اموال اور غیر اموال مصادی ہیں۔ اس میں سب علماء کا اتفاق ہے۔ ۲۵۰۱ —

لہذا اگر دو جھوٹے گواہ کسی شخص کے لئے مال کی شہادت دیں اور قاضی نے بظاہر ان کی سچائی پر فیصلہ کر دیا تو جس کے لئے مال کا فیصلہ کیا گیا ہو اس کے لئے مال حلال نہیں۔ اور اگر جھوٹے گواہ کسی پر قتل کی گواہی دیں تو مقتول کے وارث کے لئے جائز نہیں کہ اس سے قصاص لے جبکہ وہ جانتا ہو کہ اس کے گواہ جھوٹے ہیں۔ البتہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ جھوٹے گواہوں کی شہادت پر عقود میں قاضی کا فیصلہ نافذ ہو جاتا ہے جیسے نکاح، طلاق اور خرید و فروخت وغیرہ! کیونکہ شہادت پر فیصلہ واجب ہے اور گواہ جھوٹے ہیں تو تفصیر گواہوں کی طرف سے ہے ان کی شہادت پر فیصلہ میں کوئی

۲۵۰۳ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي هَيْبٍ  
 نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا أَوْثَمَنَ خَانَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ  
 ۲۵۰۴ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى ثَنَا هِشَامٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي  
 عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَاتِ النَّبِيُّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ أَبُو بَكْرٍ مَالٌ مِنْ قِبَلِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ فَقَالَ  
 أَبُو بَكْرٍ مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ أَوْ كَانَتْ لَهُ قَبْلَهُ  
 عِدَّةٌ فَلْيَأْتِنَا قَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ وَعَدَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ  
 يُعْطِيَنِي هَكَذَا أَوْ هَكَذَا أَوْ هَكَذَا فَبَسَطَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ جَابِرٌ  
 فَعَدَّ فِي يَدَيَّ خَمْسَ مِائَةٍ ثُمَّ خَمْسَ مِائَةٍ ثُمَّ خَمْسَ مِائَةٍ -

نے فرمایا ابو العاص نے مجھ سے بات کی تو سچی کہی وعدہ کیا تو پورا کیا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۵۰۲ ترجمہ: عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے بیان کیا کہ ابوسفیان نے مجھے خبر دی کہ ہرقل نے اس سے کہا کہ میں نے تم سے پوچھا ہے کہ وہ تمہیں کیا حکم کرتے ہیں تو نے کہا وہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) تم کو نماز، سچائی، پاک دامنی، وعدہ کی وفاء اور امانت ادا کرنے کا حکم فرماتے ہیں ہرقل نے کہا یہ نبی کی وصف ہے (اس کی شرح حدیث ۳۱ کے تحت دیکھیں)

۲۵۰۳ ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین علامتیں ہیں وہ اگر بات کرے تو جھوٹ بولتا ہے اگر اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے اور جب وعدہ کرے تو اس کا خلاف کرتا ہے! (اس کی شرح حدیث ۳۲ کے تحت دیکھیں)

۲۵۰۴ ترجمہ: جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس علامہ بن حضرمی کی طرف سے مال آیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا جس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نذر نہ ہو یا اس سے آپ نے کوئی وعدہ فرمایا ہو تو وہ ہمارے پاس آئے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ آپ مجھے اتنا اتنا مال دیں گے اور تین بار اپنے ہاتھ پھیلائے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میرے ہاتھ میں پانچ سو پھر پانچ سو پھر پانچ سو

۲۵۰۶ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكِيرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ وَكِتَابَكُمْ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى نَبِيِّهِ أَحَدُثُ الْأَخْبَارِ بِاللَّهِ تَقْرَءُونَهُ لَمْ يَشُبْ وَقَدْ حَدَّثَكُمْ اللَّهُ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ بَدَلُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ وَغَيَّرُوا بِأَيْدِيهِمُ الْكِتَابَ فَقَالُوا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أَفَلَا يَنْهَاكُمْ مَا جَاءَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مَسْأَلَتِهِمْ وَلَا وَاللَّهِ مَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلًا قَطُّ يُسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ

## باب مشرکوں سے گواہی وغیرہ کے متعلق نہ پوچھا جائے

اور شعبی نے کہا کفر یہ مذہب والوں کی گواہی ایک دوسرے کے معاملہ میں جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : ہم نے ان کے درمیان عداوت اور بغض ڈال دیا ہے۔ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل کتاب کی تصدیق و تکذیب نہ کرو اور یہ کہو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس پر ایمان لائے جو ہم پر نازل کیا گیا ہے۔“

۲۵۰۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اے مسلمانوں کی جماعت تم اہل کتاب سے کیونکر پوچھتے ہو حالانکہ تمہاری کتاب جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی نئی خبریں ہیں جو تم پڑھتے ہو ان میں کوئی ملاوٹ نہیں اور اللہ تعالیٰ نے تم کو بتایا ہے کہ اہل کتاب نے اللہ کے لکھے کو تبدیل کر دیا ہے۔ اور اللہ کی کتاب کو اپنے ماحقوں سے متغیر کر کے کہا یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے ذریعے وہ حقوڑی قیمت لیں کیا اللہ نے جو علم تم کو دیا ہے۔ وہ تم کو ان سے سوال کرنے سے منع نہیں کرتا؟ بخدا! ہم نے ان میں سے کبھی کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ وہ تم سے اس کے متعلق سوال کرتا ہو جو تم پر نازل ہوا۔

شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ اس میں اہل کتاب سے سوال کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ چونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بھی ہوئی کتابوں

— ۲۵۰۶

کہ قرعہ کے ساتھ فیصلہ کرنا صحیح ہے۔ کیونکہ پہلی امتوں کے احکام ہمارے لئے مشروع ہیں جبکہ شارع علیہ السلام نے ان کا انکار نہ کیا ہو۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت عمران علیہ السلام کی بیوی حنہ بنت فاقود حاملہ نہیں ہوتی تھیں انھوں نے ایک دن ایک پرندہ کو دیکھا کہ وہ بچہ اٹھائے ہوئے ہے اس لئے انھوں نے بچہ کی خواہش کی اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ اس کو بچہ عنایت کرے اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی چنانچہ ان کے شوہر نے ان سے جماع کیا تو وہ حاملہ ہو گئیں جب محسوس کیا تو نذرمانی کہ اس کے پیٹ کا بچہ صرف بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف ہو گا جب بچی پیدا ہوئی تو اس کو کپڑے میں لپیٹ کر حضرت موسیٰ بن عمران علیہما السلام کے بھائی کا بن بن ہرودہ کے بیٹوں کے پاس لے گئیں اور وہ اس وقت بیت المقدس کے متولی تھے جیسے کعبہ مکرمہ کے متولی تھے۔ اور ان سے کہا یہ میری بیٹی بیت المقدس کے لئے نذرانہ ہے اس کو اپنی تحویل میں کر لو میں نے اس کو بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کر دیا ہے۔ میں اس کو اپنے گھر نہیں جاؤں گی۔ انھوں نے کہا یہ ہمارے امام کی صاحبزادی ہے اس وقت حضرت عمران نماز میں ان کی امامت کرتے تھے۔ زکریا علیہ السلام نے کہا یہ میرے حوالہ کر دو کیونکہ میری بیوی اس کی خالہ ہے۔ انھوں نے کہا یہ ہمارے امام کی صاحبزادی ہے۔ ہماری خوشی اس میں ہے کہ یہ ہمارے پاس رہے اس وقت انھوں نے قرعہ اندازی کی کہ جن قلموں سے وہ تورات لکھا کرتے ہیں ان کو پانی کی نہر میں ڈالیں جس کا قلم پانی پر تیزتا ہوا اوپر کو جا کر ٹھہر جائے اور پانی کے بہاؤ کے ساتھ بہہ نہ جائے وہ مریم کی کفالت کرے حضرت زکریا علیہ السلام کا قلم پانی پر تیزتا ہوا اس کی سطح پر ٹھہر گیا جبکہ دوسرے تمام قلم پانی کے بہاؤ میں بہہ گئے۔ اس لئے زکریا علیہ السلام نے مریم علیہا السلام کی کفالت کی!

قرطبی نے کہا حضرت یونس بن متی نے دریائے دجلہ کے کنارے پر موصل کے علاقہ میں اہل نینوی کو اپنے دین کی دعوت دی اور انھوں نے ایمان لانے میں لیت و لعل کی تو آپ نے ان پر بددعا فرمائی اور ان سے کہا کہ تین دن کے بعد تم پر عذاب الہی آئے گا اور خود ان میں سے باہر نکل گئے جب ان کی قوم نے دھواں اور عذاب کی نشانیاں دیکھیں تو وہ ایمان لے آئے اور کفر سے توبہ کر لی اور جو کچھ کسی کے پاس کسی کا حق تھا وہ سب واپس کر دیئے اور حضرت یونس کو تلاش کرنے باہر نکلے لیکن وہ نہ ملے اور اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب واپس کر لیا پھر حضرت یونس علیہ السلام کشتی پر سوار ہوئے تو وہ رک گئی ملاحوں نے کہا تم میں کوئی شخص دوڑ کر آیا ہے انھوں نے قرعہ اندازی کی تو یونس کا نام نکلا اور انھوں نے اپنے آپ کو دریائیں ڈال دیا اور مچھلی نے ان کا لقمہ کر لیا اور چالیس روز اس کے پیٹ میں رہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے مچھلی نے ان کی کوئی ہڈی نہ توڑی بعض روایات میں ہے کہ چھ بار قرعہ اندازی کی گئی ہر بار یونس علیہ السلام کا نام نکلتا رہا۔ یہ واقعات اس امت کے لئے حجت ہیں ان سے استدلال کرنا صحیح ہے کیونکہ شارع علیہ السلام نے ان کا انکار نہیں فرمایا اور شارع کا سکوت اس کی حجت کی دلیل ہے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

خبر دی کہ عثمان بن مظعون قرعہ اندازی میں ہمارے حصہ میں آئے جبکہ انصار نے مہاجرین کو بھرانے میں قرعہ اندازی کی۔ ام علاء نے کہا عثمان بن مظعون ہمارے پاس رہنے لگے۔ ایک دفعہ وہ بیمار ہو گئے تو ہم نے ان کی خوب دیکھ بھال کی۔ حتیٰ کہ جب وہ فوت ہو گئے اور ہم نے ان کو کفن پہنایا اور ہمارے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے کہا اے ابا سائب تم پر اللہ کی رحمت ہو میں تیرے لئے گواہی دیتی ہوں کہ اللہ نے تجھے عزت بخشی ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تجھے کیسے معلوم کہ اللہ تعالیٰ اس کو عزت بخشی ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا باپ اور ماں آپ پر فدا ہوں مجھے تو معلوم نہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا! عثمان کو موت آچکی ہے اور میں اس کے لئے خیر کی اُمید کرتا ہوں بخدا! میں نے نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ اس کے ساتھ کیا کچھ کیا جائے گا۔ ام علاء نے کہا بخدا! آئندہ میں کسی کی برأت بیان نہ کروں گا اور اس گفتگو نے مجھے غمناک کر دیا۔ ام علاء نے کہا میں سو گئی تو مجھے خواب میں عثمان بن مظعون کا چشمہ دکھایا گیا جس میں پانی جاری تھا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور یہ واقعہ آپ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا یہ عثمان کا عمل ہے! شرح : اس حدیث سے قرعہ اندازی کے علاوہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہر شخص کے فوت ہونے سے اس کے عمل مکمل ہو جاتے ہیں لیکن جو کوئی صدقہ جاریہ کر

۲۵۰۸ —

جائے تو اس کا عمل منقطع نہیں ہوتا اور قیامت تک بڑھتا رہتا ہے۔ یہاں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے نہیں معلوم کہ عثمان بن مظعون کے ساتھ قیامت میں کیا معاملہ ہوگا حالانکہ اہلسنت وجماعت کے فحول علماء کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے تمام احوال جانتے ہیں چنانچہ کتاب الانبیاء کی ابتداء میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ میں کائنات میں ہونے والے سب امور بیان فرما دیئے اور ملا علی قاری نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں ذکر کیا کہ علم و عمل میں باکمال ہونے کے بعد انسان کا قلب صاف ہو جاتا ہے اور اس پر لوح محفوظ منقش ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں اللہ تعالیٰ متجلی ہوتا ہے تو اور کونسی چیز مخفی رہ سکتی ہے۔ اور عثمان بن مظعون کے متعلق یہ فرمانا کہ میں نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ اس کے ساتھ کیا برتاؤ ہوگا اس میں کیا حکمت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ام علاء نے حضرت عثمان بن مظعون کے متعلق آخر میں ہونے والا حال بیان کیا اور محض اپنے ذاتی خیال سے یہ کہا اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ہدایت کی کہ قیامت کے احوال جاننے میں عقل کو رہائی نہیں۔ چنانچہ میں اللہ کا رسول ہوں میں بھی بذریعہ عقل قیامت کے احوال بیان نہیں کرتا بلکہ یہ امور بذریعہ وحی معلوم ہوتے ہیں۔ الحاصل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عثمان بن مظعون کے جنتی ہونے کا علم تھا کیونکہ آپ نے فرمایا میں عثمان کے لئے خیر کی اُمید رکھتا ہوں اور نبی کے کلام میں اُمید یقین کے لئے ہوتی ہے چنانچہ مجمع البحار میں ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے کلام میں رجاء یقین کے معنی میں ہوتی ہے۔ اس کی تائید بدر کے واقعہ سے ہوتی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بدر کی جنگ ہو رہی تھی تو اللہ تعالیٰ نے بدر میں لڑنے والوں پر تجلی فرمائی اور کہا ”اے بدر والو! اس کے بعد جو چاہو کرو میں نے تم کو

۲۵۱۰ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ سَمِيِّ مَوْلَى ابْنِ بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي  
النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهْمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا  
وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّحِيَّاتِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَمَةِ  
وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبَوًّا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## كِتَابُ الصَّلَاةِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ  
وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ  
مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ الْآيَةُ وَخُرُوجُ الْإِمَامِ إِلَى الْمَوَاضِعِ لِيُصَلِّيَ  
بَيْنَ النَّاسِ بِأَصْحَابِهِ

۲۵۱۱ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ ثنا أَبُو عَسَانَ ثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ  
سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ أَنَسًا مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَيْءٌ فُخِّرَ  
إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَنَسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ يُصَلِّيَ بَيْنَهُمْ فَخَضِرَتْ

کی رضامندی چاہتی تھیں۔

۲۵۱۰ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگ اذان اور  
صفِ اول میں شامل ہونے کا ثواب جانتے پھر قرعہ اندازی کے سوا کوئی راہ نہ پاتے تو وہ قرعہ اندازی کرتے اور اگر وہ جانتے کہ نماز میں  
جلدی جانے کا کیا ثواب ہے تو وہ قرعہ اندازی کر کے اس کی طرف سبقت کرتے اور اگر وہ جانتے کہ عشاء اور صبح کی نماز  
اجامعت میں کیا ثواب ہے تو وہ ضرور آتے اگرچہ ان کو گھٹنوں کے بل آنا پڑتا۔  
حدیث ۹۲۷ کی شرح دیکھیں (مواظقت صلوٰۃ)

الصَّلَاةُ وَلَمْ يَأْتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذَنَ بِلَالٍ بِالصَّلَاةِ وَلَمْ  
يَأْتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ حُبِسَ وَقَدْ حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَهَلْ لَكَ أَنْ تُوَمِّرَ النَّاسَ فَقَالَ نَعَمْ إِنْ  
شِدَّتْ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَتَقَدَّمَ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَمْشِي فِي الصُّفُوفِ حَتَّى قَامَ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ فَأَخَذَ النَّاسُ فِي التَّصْفِيحِ  
حَتَّى أَكْثَرُوا وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَكَادُ يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ فَالْتَفَتَ فَإِذَا هُوَ بِالنَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَاهُ فَأَشَارَ إِلَيْهِ بِيَدِهِ فَأَمَرَهُ أَنْ يُصَلِّيَ كَمَا هُوَ فَرَفَعَ  
أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللَّهَ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى وَرَأَاهُ حَتَّى دَخَلَ فِي الصَّفِّ  
فَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ  
فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِذَا نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي صَلَاتِكُمْ أَخَذْتُمْ بِالتَّصْفِيحِ إِنَّمَا  
التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ  
فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا ائْتَفَتَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ حِينَ أَشَرْتُ إِلَيْكَ لَمْ  
تُصَلِّ فَقَالَ مَا كَانَ يَنْبَغِي لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جھکڑا ہو گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کو ساتھ لے کر ان کے پاس گئے تاکہ ان میں صلح کر میں نماز  
کا وقت قریب آگیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ حضرت بلال آئے اور انھوں نے اذان کہی پھر بھی نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لائے وہ ابو بکر کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے اور نماز  
کا وقت بھی ہو گیا ہے کیا آپ لوگوں کی نماز میں امامت کریں گے؟ انھوں نے کہا ہاں اگر تم چاہو! چنانچہ حضرت بلال نے  
اقامت کہی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے (اور نماز پڑھانے لگے) پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صفوں میں چلتے ہوئے  
تشریف لائے حتیٰ کہ پہلی صف میں کھڑے ہو گئے اور لوگوں نے تالی بجانی شروع کی  
حتیٰ کہ انھوں نے بکثرت تالی بجانی اور حال یہ تھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز میں کسی طرف التفات  
نہیں کرتے (تالی کی کثرت کے سبب) وہ متوجہ ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے پیچھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے  
ہیں۔ آپ نے اپنے دستِ اقدس سے اشارہ کرتے ہوئے ان کو حکم دیا کہ وہ بدستور نماز پڑھاتے رہیں۔ ابو بکر صدیق

## بَابُ لَيْسَ الْكَاذِبُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ

۲۵۱۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ  
صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّهُ أُمُّ كَلْثُومٍ  
بِنْتُ عُقْبَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَيْسَ  
الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْمِي خَيْرًا أَوْ يَقُولُ خَيْرًا

سے عرض کیا گیا کہ اگر آپ عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین کے پاس تشریف لے جائیں تو اچھا ہوتا۔ چنانچہ نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہو کر اس کے پاس تشریف لے گئے اور مسلمان آپ کے ساتھ چلتے رہے اور وہ مقبور  
زمین تھی۔ جب اس کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو عبد اللہ نے کہا مجھ سے دور رہیے۔ اللہ کی قسم! مجھے  
آپ کے گدھے کی بو سے تکلیف ہوئی ہے۔ ان میں سے ایک انصاری شخص نے کہا بخدا! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کا گدھا تجھ سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ عبد اللہ کی طرف سے اس کی فوم ہا ایک شخص غصہ میں آیا اور انصاری کو گالی دی اس  
طرح ہر ایک کی طرف سے ان کے ساتھی مشتعل ہو گئے۔ اور ان میں چھڑیوں، ہاتھوں اور جوتوں سے مار دھاڑ شروع  
ہو گئی۔ ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ اس پر موقع پر یہ آنت نازل ہوئی کہ اگر مومنوں کی دو جماعتیں جھگڑیں تو ان میں صلح کرادو۔  
شرح : جس گدھے پر سوار ہو کر آپ تشریف لے گئے تھے اس کا نام یعفور تھا اور وہ

۲۵۱۲ —

صحابہ کو بلایا کرتا تھا۔ اُس نے پیشاب کیا تو عبد اللہ نے کپڑے سے ناک کو  
ڈھانپ لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا اس گدھے کی بو سے ہمیں بہت تکلیف ہوئی ہے لوگوں کے لئے  
راستہ خالی کر دو۔ یہ سن کر آپ کو بہت صدمہ ہوا عبد اللہ بن رواحہ مداح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا گدھے  
کے پیشاب سے ناک کو کیوں ڈھانپ لیا ہے وہ تجھ سے بہت زیادہ پاکیزہ اور عمدہ ہے اس پر ان میں جھگڑا طویل پڑ  
گیا تو ان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کرائی۔ اس حدیث سے امام بخاری کا یہی مقصد ہے۔ اس حدیث سے معلوم  
ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت بڑبار اور حلیم تھے اور لوگوں کی اذیت پر صبر و تحمل کرتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا  
کہ گدھے کی سواری کرنے میں نقص نہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان جواز کے لئے گدھے پر سواری فرمائی۔ اسی طرح  
بعض مقامات میں گھوڑے سے چتر اور اونٹ پر سوار ہوئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کے دل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی محبت معمور تھے اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ استاد سوار ہوا اور شاگرد پیدل چلیں تو کوئی حرج نہیں۔  
واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

**بَابُ قَوْلِ اللَّهِ أَنْ يَصَالِحَا بَيْنَهُمَا صَلَاحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ**  
 ۲۵۱۵ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ  
 عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَإِنْ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا  
 قَالَتْ هُوَ الرَّجُلُ يَرَى مِنْ امْرَأَتِهِ مَا لَا يُعْجِبُهُ كِبَرًا أَوْ غَيْرَهُ فَيُرِيدُ فِرَاقَهَا  
 فَنَقُولُ أُمْسِكِي وَأَقْسِمِي مَا شِئْتَ قَالَتْ فَلَا بَأْسَ إِذَا تَرَضَيْتَا

کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا ہمارے ساتھ چلو ان کے درمیان صلح کرائیں۔  
 شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے درمیان جب جھگڑا  
 شدت اختیار کر جائے تو امام کو ان میں صلح کرا دینی چاہیے اور وہ  
 اپنے ساتھیوں کے ساتھ جائے وقوعہ پر پہنچے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ستید عالم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں اختلاف  
 کو اچھا نہ سمجھتے تھے اور آپ بہت متواضع تھے !

**بَابُ — اللَّهُ تَعَالَى كَاِِرْشَادٍ "اور وہ دونوں آپس میں  
 صلح کر لیں، صلح بہتر ہے !"**

۲۵۱۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے اگر کوئی  
 عورت اپنے شوہر سے نشوز یا اعراض کا خوف کرے، کی تفسیریوں بیان فرمائی کہ کوئی شخص اپنی بیوی  
 میں وہ چیز دیکھے جو اس کو پسند نہ ہو مثلاً بڑھاپا وغیرہ اور اس کو علیحدہ کرنا چاہے تو وہ اس کو کہے مجھے اپنے پاس  
 رکھ اور جو تو چاہتا ہے مجھے دے مائی صاحبہ نے فرمایا اگر وہ راضی ہو جائیں تو کچھ حرج نہیں۔  
 شرح : یعنی اگر عورت اپنے شوہر کو دیکھے کہ وہ اس سے نفرت کرنے لگے اور اس کو  
 پسند نہیں کرتا تو وہ نفقہ اور رہائش وغیرہ جو اس کے حقوق ہیں، اس سے  
 ساقط کر دے یا ان میں کچھ ساقط کر دے اور اس سے اپنے پاس رکھنے کی درخواست کرے اور شوہر اس پر  
 راضی ہو جائے تو کچھ حرج کی بات نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَصَالِحَا بَيْنَهُمَا  
 صَلَاحًا، یعنی ان کا آپس میں صلح کر لینے میں حرج نہیں۔ اور صلح علیحدگی سے بہتر ہے۔ ابو داؤد نے حضرت ابن  
 عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ام المؤمنین کو یہ خوف لاحق ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو

۲۵۱۷۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ  
الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحْدَثُ فِي  
اَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَمُرُوْا رِجَالَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمُخَرَّمِيُّ وَعَبْدُ الْوَاٰحِدِ  
بْنُ اَبِي عَوْنٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ

ایک سال کے لئے جلا وطنی لازم ہے۔ پھر ایک آدمی سے فرمایا اے انیس! اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اور  
اس کو سنگسار کر دو انیس اس عورت کے پاس گیا اور اس کو سنگسار کر دیا۔

۲۵۱۶ شرح : یعنی ان دونوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ  
کے حکم کے مطابق فیصلہ فرمائیں۔ صلح کے طور پر فیصلہ نہ کریں اور حاکم کے لئے جائز

ہے کہ ان کی رضاء کے مطابق فیصلہ کرے۔

حضرت انیس رضی اللہ عنہ ابن ضحاک اسلمی میں جو اس شخص کے قبیلہ میں سے ہیں اور وہ عورت بھی اسلمیہ تھی۔  
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قبیلہ کے شخص کو اس کے پاس بھیجا کہ اگر وہ گناہ کا اعتراف کرے تو اس  
کو سنگسار کر دے۔ انیس اسلمی کو بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ لوگ دوسرے قبیلہ والے شخص کے فیصلہ سے نفرت  
کرتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فاسد صلح مردود ہے اور فاسد حکم میں جس چیز کا فیصلہ کیا جائے اس  
کو واپس کر دیا جائے گا جیسے بکریاں اور لونڈی واپس کر دی گئی تھی۔ اخاف کا مسلک یہ ہے کہ اگر غیر شادی  
زنا کرے تو اس کو صرف سو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلا وطن نہیں کیا جائے گا اور حدیث میں  
جلا وطنی کا ذکر بطور سیاست ہے۔ اگر جلا وطنی کو حد کا حصہ کہا جائے تو خیر واحد سے نص قطعی کا نسخ لازم آتا  
ہے اور یہ جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۵۱۷ تاجید : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات نکالی جو دین میں نہیں ہے تو

وہ مردود ہے۔ عبد اللہ بن جعفر مخزومی اور عبد الواحد بن ابی عون نے سعد بن ابراہیم سے اس کی روایت کی۔

۲۵۱۸ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ جس نے ظلم پر صلح کی وہ دین  
میں نئی بات ہے۔

احداث ”نئی بات“، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں نئی بات دین میں کوئی ایسی نئی بات اختراع  
کرنا ہے جو کتاب و سنت میں نہیں پائی جاتی اور نہ ہی وہ کتاب و سنت کے موافق ہے۔ اور اگر کتاب و سنت سے اس کو  
مستنبط کیا جائے اور اس کا اصل کتاب و سنت میں ہو تو اس پر مذکور احداث (بدعت) کا اطلاق نہیں ہوتا۔

۲۵۱۹ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ  
 اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ فَإِلَى أَهْلِ مَكَّةَ أَنْ يَدْخُلُوا  
 يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتَّى قَامَ صَاحِبُهُمْ عَلَى أَنْ يُقِيمَ مَعَهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ  
 كَتَبُوا هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالُوا لَا لِقَرَّتْ مَعَهُ فَلَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ  
 رَسُولُ اللَّهِ مَا مَنَعْنَاكَ لَكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَنَا رَسُولُ اللَّهِ وَأَنَا مُحَمَّدُ  
 بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ أُمِّهِ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ لَا وَاللَّهِ لَا أَصْحُوكَ أَبَدًا فَاخَذَ  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِتَابَ فَكَتَبَ هَذَا مَا قَاضَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
 لَا يَدْخُلُ مَكَّةَ بِسِلَاحٍ إِلَّا فِي الْقَرَابِ وَأَنْ لَا يَخْرُجَ مِنْ أَهْلِهَا بِأَحَدٍ إِنْ  
 أَرَادَ أَنْ يَتَّبِعَهُ وَأَنْ لَا يَمْنَعَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ أَرَادَ أَنْ يُقِيمَ مَعَهُ فَلَمَّا دَخَلَهَا  
 وَمَضَى الْأَجَلَ اتَّوَاعِلِيًّا فَقَالُوا قُلْ لِصَاحِبِكَ أَخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الْأَجَلُ  
 فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبِعَتْهُمْ ابْنَةُ حَمْزَةَ يَا عَمْرِيَا عَمْرٍاءَ قَتَلْنَا وَلَهَا  
 عَلِيٌّ فَاخْذُ بِيَدِهَا وَقَالَ لِفَاطِمَةَ دُونَكَ ابْنَةُ عَمِّكَ حَمَلَتْهَا فَاخْتَصَمَ فِيهَا  
 عَلِيٌّ وَزَيْدٌ وَجَعَفَرٌ فَقَالَ عَلِيٌّ أَنَا أَحَقُّ بِهَا وَهِيَ بِنْتُ عَمِّي وَقَالَ جَعْفَرُ بِنْتُ  
 عَمِّي وَخَالَتُهَا تَحْتِي وَقَالَ زَيْدٌ بِنْتُ أَخِي فَقَضَى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 لِحَالَتِهَا وَقَالَ الْحَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ وَقَالَ لِعَلِيٍّ أَنْتَ مَعِي وَأَنَا مِنْكَ وَقَالَ لَجَعْفَرٍ  
 أَشَبَّهْتَ خَلْقِي وَخَلَقِي وَقَالَ لَزَيْدٍ أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا

حال میں کہ ہتھیار جلیبان میں ہوں گے لوگوں نے پوچھا ہتھیار جلیبان میں ہونے کیا معنی ہے۔ آپ نے فرمایا نیام اور جو  
 اس میں ہے!

۲۵۱۸ — شرح : یعنی فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں پر اکتفاء کی جائے جبکہ وہ لوگوں میں  
 مشہور ہوں اور قبیلہ اور نسب کی طرف منسوب کرنے کی ضرورت نہیں جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔ اور وثیقہ نویس جو  
 اس کا نام اور اس کے باپ اور دادا کا نام لکھتے ہیں اور اس میں اور بھی کئی اشیاء لکھتے ہیں وہ بطور احتیاط لکھی جاتی  
 ہیں تاکہ کسی سے اشتباہ نہ ہو لیکن فقہاء کہتے ہیں کہ صلح کرنے والے کے باپ اور دادا کا نام لکھا جائے اور نسب بھی

۲۵۲۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ثنا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ ثنا فُلَيْمٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ  
ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْتَمِرًا فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَ  
بَيْنَ الْبَيْتِ فَخَرَّ هَدِيَّةً وَحَلَقَ رَأْسَهُ بِالْحَدِيدِ وَقَضَاهُمْ عَلَى أَنْ  
يَعْتَمِرَ الْعَامَ الْمُقْبِلَ وَلَا يَحْمِلَ سِلَاحًا عَلَيْهِمْ إِلَّا السُّيُوفَ وَلَا يُقِيمَ بِهَا إِلَّا مَنًا  
أَحَبُّوْا فَأَعْتَمَرُوا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَدَخَلَهَا كَمَا كَانَ صَاحِبُهَا فَلَمَّا أَقَامَ بِهَا لَمَّا  
أَمَرُوا أَنْ يُخْرِجَ فُخِرَ .

وہ لوہے کی بیڑیوں میں جکڑا ہوا تھا لیکن وہ مکہ میں مسلمان ہو گیا تھا اور اس کے باپ نے اس کو قید کر رکھا تھا وہ بیڑیوں  
سمیت بھاگ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گیا جب اس کے باپ پھیل نے اسے دیکھا تو اس کو گریبان سے پکڑ  
کر گھسیٹا تاکہ اس کو واپس کر دے ابو جندل نے چلا کہ کہا اے مسلمانو! کیا میں مشرکوں کے حوالہ کیا جاؤں جو میرا دین خراب  
کریں گے؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو جندل صبر سے کام لو اللہ تعالیٰ تجھے اور تیرے دوسرے  
کمزور ساتھیوں کو نجات دلائے گا۔ اور ہم نے صلحنامہ لکھ لیا ہے اب ہم عہد شکنی کرنا نہیں چاہتے اور اس کو واپس کر دیا،  
اس موقع پر سہیل بن حنیف نے کہا اس دن ہم مشرکوں کے ساتھ لڑائی سے رجوع نہ کرتے لیکن ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کا حکم مسترد نہیں کر سکتے تھے اگر طاقت ہوتی تو ہم صلحنامہ رد کر دیتے لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہم پر لازم تھی۔

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم عمرہ کرنے نکلے تو کفار قریش آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل  
ہو گئے آپ نے حدیبیہ میں ہدیٰ نحر کی اور سر مبارک کے بال منڈائے اور مشرکوں کے ساتھ اس شرط پر صلح کی کہ آپ آئندہ  
سال عمرہ کریں گے اور تلواروں کے ہتھیار نہیں اٹھالائیں گے اور جس قدر وہ چاہیں ہم مکہ میں ٹھہریں گے چنانچہ آپ نے  
آئندہ سال عمرہ کیا اور حسب شرائط صلح مکہ میں داخل ہوئے جب تین دن ٹھہر چکے تو انھوں نے کہا کہ مکہ سے چلے جائیں  
تو آپ مکہ سے چلے گئے۔

۲۵۲۰ — شرح : صلح حدیبیہ میں کفار مکہ نے سخت شرائط لگائیں جو بظاہر مسلمانوں کے حق میں  
نہ تھیں لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بخوبی ان کو قبول کیا کیونکہ آپ  
جانتے تھے کہ اس صلح پر عظیم مصلح مرتب ہوں گے جن پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نگاہیں نہ تھیں اس لئے اس  
صلحنامہ کو انھوں نے دل سے قبول نہ کیا اور پریشان ہوئے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے سوا کوئی  
چرہ نہ تھا اس صلحنامہ کا فائدہ یہ ہوا کہ مکہ فتح ہوا اور لوگ ہزاروں کی تعداد میں مسلمان ہونے لگے کیونکہ صلح سے پہلے مسلمانوں  
سے ملاقات نہ کر سکتے تھے اور نہ ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی مشافہت سماعت کر سکتے تھے۔ جب

میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کو قصاص کا حکم دیا۔ انس بن نضر نے کہا یا رسول اللہ! کیا ربیع کا دانت توڑ دیا جائیگا  
بخدا! اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا اے انس! اللہ کی کتاب حکم قصاص ہے یہ سن کر دوسرے لوگ راضی ہو گئے اور انہوں نے قصاص معاف  
کر دیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بندوں میں سے بعض ایسے بندے ہیں کہ اگر وہ اللہ پر یقین  
محکم رکھتے ہوئے قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ وہ پوری کر دیتا ہے۔ فزاری نے حمید اور انس سے روایت میں اضافہ ذکر کیا کہ  
لوگ راضی ہو گئے اور دیت قبول کر لی!

شرح : اگر یہ سوال ہو کہ حضرت انس بن نضر نے شرع کے حکم کا انکار کیوں کیا؟  
۲۵۲۲ اس کا جواب یہ ہے کہ انس نے یہ سمجھا تھا کہ قصاص اور دیت میں اختیار

ہے جو بھی ان دونوں میں سے اداء کر دیا جائے جائز ہے اور ان کو قصاص کی تعیین کا علم نہ تھا یا انس کا یہ خیال  
تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفارش کریں گے یا اس نے انکار کی غرض سے یہ نہ کہا تھا بلکہ اس کو اُمید تھی  
کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں رحم ڈال دے گا اور وہ معاف کر دیں گے۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ انس  
بن نضر کے کلام میں حرف ”لا“ حکم کو رد کرنے کے لئے نہ تھا بلکہ قصاص کے وقوع کی نفی مراد تھی کہ واقعہ  
اور نفس الامر میں ان سے قصاص نہیں لیا جائے گا اور ”لا تَکْسِرُ“ سے قصاص کے واقعہ نہ ہونے کی خبر دینا  
ہے۔ کیونکہ وہ اللہ کا مقبول بندہ تھا اور اس کو اللہ کے فضل و کرم پر پورا بھروسہ اور اعتماد تھا اور اس کو یقین محکم  
تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کو نا اُمید نہیں کرے گا اور دوسرے فریق کے دلوں میں رحم ڈال دے گا اور وہ معاف کر دیں گے  
اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بعض فحش بندے جو اس کے مقرب ہیں جرات  
کہہ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو پورا کر دیتا ہے۔ اس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔  
یہ دسویں حدیث ہے جس میں امام بخاری اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطے ہیں!

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دانت میں قصاص واجب ہے۔  
امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب دانت کو جڑ سے اکھاڑ دیا جائے تو اس کے قصاص میں سب کا اتفاق ہے  
اور اگر سارا دانت نہ توڑا جائے اسی طرح کسی کی ہڈی توڑ دی جائے تو اخاف اور امام شافعی رحمہم اللہ کا مذہب  
یہ ہے کہ دانت کے سوا ہڈی توڑ ڈالنے میں قصاص نہیں کیونکہ بعض دانت یا ہڈی توڑنے کی صورت میں قصاص  
میں مماثلت یقینی نہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان سب میں قصاص واجب ہے جبکہ مماثلت ممکن ہو۔  
لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہڈی میں قصاص نہیں، نیز حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے  
روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوڑے کے بغیر ہڈی توڑنے میں قصاص نہیں لیا۔ یہ روایت اگرچہ  
قوی نہیں مگر ابن عباس کی روایت سے اس کو تقویت ملتی ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ انسان اپنے گمان کے مطابق قسم  
کھا سکتا ہے۔ اور اولیاء اللہ کی کرامات حق میں اور قصاص معاف کر دینا مستحب ہے اور جس کی تعریف کرنے

بُنْ عَلِيَّ إِنَّا بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَدْ أَصَبْنَا مِنْ هَذَا الْمَالِ وَأَنَّ هَذِهِ الْقَمَّةُ  
 قَدْ عَاشَتْ فِي دِمَائِنَا قَالَا فَلَنَنْهَ يَعْرِضُ عَلَيْكَ كَذَا أَوْ كَذَا أَوْ يُطْلَبُ  
 إِلَيْكَ وَلَيْسَ لَكَ قَالِ فَمَنْ لِي بِهَذَا قَالَا تَحْنُ لَكَ بِهِ فَمَا سَأَلَهُمَا شَيْئًا  
 إِلَّا قَالَا تَحْنُ لَكَ بِهِ فَصَالِحَةٌ قَالِ الْحَسَنُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يَقُولُ  
 رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمَنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى جَنْبِهِ  
 وَهُوَ يَقْبَلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرَى وَيَقُولُ إِنَّ ابْنِي هَذَا اسْتَدُّ وَ  
 لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصَلِّحَ بِهِ بَيْنَ فِتْنَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ  
 قَالِ لِي عَلِيٌّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ إِنَّمَا صَحَّ عِنْدَنَا سَمَاعُ الْحَسَنِ مِنْ أَبِي بَكْرَةَ بِهَذَا

### الحديث

وہ واپس نہ جائیں گے۔ حتیٰ کہ اپنے مخالفوں کو قتل کر دیں گے اور امیر معاویہ نے جو دو مردوں (معاویہ اور عمرو بن عاص) سے بہتر تھے۔ عمرو بن عاص سے کہا اے عمرو اگر اُنھوں نے ان کو قتل کر دیا اور اُنھوں نے اُن کو قتل کر دیا تو لوگوں کے امور کی نگرانی کون کرے گا؟ ان کی عورتوں کی کفالت کون کرے گا؟ اور ان کے بچوں اور بوڑھوں کی حفاظت کون کرے گا؟ پھر قریش کے قبیلہ بنی عبد شمس سے دو مرد عبد الرحمن بن عمرہ اور عبد اللہ بن عامر بن کعبہ کو بھیجا اور کہا اس مرد کے پاس جاؤ اور صلح پیش کرو اور اُن سے بات کرو اور ان کو صلح کی طرف بلاؤ چنانچہ وہ دونوں امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے بات چیت کی اور صلح کرنا چاہی ان سے امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے کہا ہم عبد المطلب کی اولاد ہیں۔ ہم نے بہت مال خرچ کیا ہے اور یہ لوگوں کے خونوں میں فتنہ انگیزی کرتے ہیں۔ ان دونوں نے کہا وہ آپ کے سامنے صلح پیش کرتے ہیں اور آپ کے ساتھ صلح چلتے ہیں امام حسن رضی اللہ عنہ نے کہا اس کا ضامن کون ہوگا ان دونوں نے کہا ہم ضامن ہیں اور اس کی ذمہ داری لیتے ہیں امام حسن نے ان سے جس شئی کے متعلق سوال کیا اُنھوں نے کہا ہم اس کی ذمہ داری لیتے ہیں چنانچہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی۔ اور فرمایا میں نے ابوبکرہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر دیکھا جبکہ حسن بن علی آپ کے پہلو میں تھے اور آپ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی ان کی طرف توجہ کر کے فرماتے میرا یہ بیٹا سید ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرا دے گا۔ مجھے علی بن عبد اللہ نے کہا حسن بصری کا ابوبکرہ سے سماع اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

۲۵۲۳ شرح : اس مقام میں تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ جب عبد الرحمن بن عجم مرادی نے چالیس

۲۵۲۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ  
الْأَعْرَجِ ثَنِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ لَهُ  
عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حَدَرْدَ الْأَسْلَمِيِّ مَالٌ قَالَ فَلَقِيَهُ فَلَزِمَهُ حَتَّى ارْتَفَعَتْ  
أَصْوَاتُهُمَا فَمَرَّ بِمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا كَعْبُ فَأَشَارَ بِيدِهِ كَأَنَّهُ يَقُولُ  
النِّصْفَ فَآخَذَ نِصْفَ مَا عَلَيْهِ وَتَرَكَ نِصْفًا

## باب کیا امام صلح کا اشارہ کر سکتا ہے

۲۵۲۲۔ ترجمہ : محمد بن عبد الرحمن بن عبد اللہ کی والدہ عمرہ بنت عبد الرحمن بن سعد بن زرارہ  
انصاری کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ  
علیہ وسلم نے دروازہ پر دو جھگڑنے والوں کی آوازیں سیں جو بلند ہو رہی تھیں کیا دیکھتے ہیں کہ ان میں سے ایک دوسرے سے  
قرضہ کم کرنا چاہتا ہے اور دوسرا کہتا ہے بخدا! میں قرضہ کم نہیں کروں گا؛ چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اللہ کی قسم کھانے والا کہاں ہے وہ اچھا کام نہیں کرتا ہے اُس نے عرض کیا  
یا رسول اللہ! میں ہوں وہ جو چاہتا ہے۔ میں چھوڑتا ہوں!

۲۵۲۲۔ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مقروض کے ساتھ احسان کرنا چاہیے اور یہ  
بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت جلد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کو  
سمجھ کر آپ کی اطاعت کرتے تھے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جو کوئی قسم کھائے کہ وہ نیکی نہیں کرے گا تو مستحب  
یہ ہے کہ وہ اس میں حانت ہو جائے اور قسم کا کفارہ ادا کر دے!

۲۵۲۵۔ ترجمہ : عبد اللہ بن کعب بن مالک نے کعب بن مالک سے روایت کی اُن کا ابو حدرد  
اسلمی پر قرض تھا وہ اس کو ملے اور اسے گرفتار کر لیا۔ حتیٰ کہ ان کی  
آوازیں بلند ہونے لگیں۔ ان کے پاس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے تو فرمایا اے کعب! اور اپنے دست  
اقدس سے اشارہ کیا گویا کہ آپ فرماتے تھے۔ نصف چھوڑو چنانچہ اُنہوں نے جو قرضہ تھا اس کا نصف لیا اور  
باقی نصف چھوڑ دیا۔

(اس حدیث کی شرح کتاب الصلوٰۃ کے باب التقاضی والمعاملہ فی المسجد کی حدیث ۴۳۷ کے تحت دیکھیں)

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ أُرْسِلَ إِلَى  
جَارِكَ فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كَانَ ابْنُ عَمَّتِكَ قَتَلُونَ  
وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اسْقِ ثُمَّ أَحْبَسَ حَتَّى يَبْلُغَ  
الْحَدَرَ فَاسْتَوْعَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ نَزَلَ حَقُّهُ لِلزُّبَيْرِ وَ  
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ ذَلِكَ أَشَارَ عَلَى الزُّبَيْرِ بِأَيِّ سَعَةٍ  
لَهُ وَلِلْأَنْصَارِيِّ فَلَمَّا أَحْفَظَ الْأَنْصَارِيُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
اسْتَوْعَى لِلزُّبَيْرِ حَقَّهُ فِي صَرِيحِ الْحُكْمِ قَالَ عُرْوَةُ قَالَ الزُّبَيْرُ وَاللَّهِ مَا  
أَحْسِبُ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ إِلَّا فِي ذَلِكَ فَلَا وَرَيْكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى  
يُحْكَمُوا بِمَا شَجَرْتَنِيهِمْ الْآيَةُ -

## باب۔ جب امام صلح کی طرف اشارہ کرے اور وہ اس کا انکار کر دے تو وہ اپنا فیصلہ کر دے

۲۵۲۷۔ ترجمہ : عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ زبیر بیان کرتے تھے۔ اُنہوں نے ایک  
انصاری جو بدر میں حاضر ہوا تھا سے حرہ کی بہر جس سے وہ دونوں پانی پلایا کرتے تھے کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کے پاس جھگڑا کیا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر سے فرمایا اے زبیر تم زمین سیراب کر لو پھر اپنے ہمسایہ  
کے لئے چھوڑ دو اس سے انصاری غصہ سے بھر گیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! وہ آپ کی بھوپھی کا بیٹا ہے (یہ سن کر)  
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کا رنگ متغیر ہو گیا پھر فرمایا اے زبیر تم زمین سیراب کر لو پھر اس کو  
روک رکھو حتیٰ کہ دیواروں تک پہنچ جائے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت زبیر کو ان کا پورا حق  
دیا۔ حالانکہ اس سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر کو جو مشورہ دیا تھا اس میں ان کے لئے اور انصاری کے  
لئے وسعت تھی۔ جب انصاری نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غضبناک کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے  
واضح حکم میں زبیر کو ان کا پورا حق دیا۔ عروہ نے کہا زبیر نے کہا بخدا! میرا خیال ہے کہ یہ آیت کریمہ فَلَا وَرَيْكَ  
لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحْكَمُوا بِمَا شَجَرْتَنِيهِمْ اس جھگڑے کے متعلق نازل ہوئی یعنی اے محبوب تیرے رب  
کی قسم وہ لوگ مومن نہیں ہوں گے حتیٰ کہ اپنے معاملات میں آپ کو حاکم مانیں (حدیث ۲۲۰۵ کی شرح کا مطالعہ کریں)

فَاخْبِرْهَا فَقَالَ لَقَدْ عَلِمْنَا اِذْ صَنَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا صَنَعَ  
 اَنْ سَيَكُوْنُ ذٰلِكَ وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ صَلَوةَ الْعَصْرِ وَلَمْ  
 يَذْكُرْ اَبَا بَكْرٍ وَلَا صَاحِبَكَ وَقَالَ وَتَرَكَ اَبِي عَلِيٍّ ثَلَاثِيْنَ وَسَقَا ذِيْنَآ وَقَالَ  
 ابْنُ اِسْحٰقَ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ صَلَوةَ الظُّهْرِ۔

اُنھوں نے انکار کیا اور ان کھجوروں سے قرضہ پورا نہ ہوتا دیکھا۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے یہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا جب کھجوریں اُتارو اور ان کو کھلیان میں رکھو تو مجھے اطلاع کر دو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی آپ تشریف لائے جبکہ آپ کے ساتھ ابو بکر صدیق اور عمر فاروق تھے۔ آپ کھلیان کے پاس بیٹھ گئے اور اس پر برکت کی دعاء کی۔ پھر فرمایا اپنے قرضخواہوں کو بلاؤ اور ان کا قرض ادا کر دو میں نے کسی شخص کو نہ چھوڑا جس کا میرے باپ پر قرض تھا مگر میں نے اس کو اداء کر دیا اور تیرہ وسق کھجوریں بیچ گئیں (جن میں) سات وسق عجمہ چھ وسق لون یا سات وسق عجمہ اور سات وسق لون تھی۔ پھر میں مغرب کے وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ اور آپ سے یہ ذکر کیا تو آپ ہنس پڑے اور فرمایا ابو بکر اور عمر کے پاس جاؤ ان سے یہ بیان کرو اُنھوں نے کہا ہم نے اسی وقت سمجھ لیا تھا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہا تھا کہ عنقریب ایسا ہوگا (اس میں برکت ہوگی) ہشام نے وہب کے ذریعہ جابر سے صلاۃ عصر کا ذکر کیا اور ابو بکر کو ذکر نہیں کیا اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ضحک (سنہنا) ذکر کیا ہے۔ اور کہا میرے والد نے تیس وسق قرض چھوڑا۔ ابن اسحاق نے وہب کے ذریعہ جابر سے صلاۃ ظہر کی روایت کی ہے۔

شرح : عجمہ اور لون کھجوروں کے اقسام ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ مد کتاب الاستقرا میں ذکر کیا ہے کہ سترہ وسق بیچ رہے اور یہاں تیرہ وسق ذکر کئے ہیں اور  
 —۲۵۲۸—  
 ”باب الشفاعة فی وضع الدین“ میں ذکر کیا کہ قرض اداء کرنے کے بعد کھجوریں بیچ رہیں گویا کہ ان کو مس ہی نہیں کیا ان میں اتفاق کی صورت کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ عدد کے مفہوم کا اعتبار نہیں اور یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ دیگر اخراجات سے پہلے قرض ادا کرنے کے بعد سترہ وسق بیچ گئے اور اس کے بعد اپنے لئے تیرہ وسق باقی رہ گئے۔ اور کھجوروں کا جوں کا توں رہنا برکت کے اعتبار سے تھا اور اصل کھجوریں سترہ وسق تھیں پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کا قرض ادا کرنے کے لئے اتنی قدر کھجوریں بڑھادیں اور یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ حدیث میں نمازوں میں منافات مضر نہیں کیونکہ نماز کی تعیین پر کوئی مزید مفہوم مرتب نہیں ہوتا۔  
 ”واللہ علی ما یشاء قَدِیر“

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## كِتَابُ الشُّرُوطِ

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الشُّرُوطِ فِي الْإِسْلَامِ وَالْأَحْكَامِ وَالْمُبَايَعَةِ  
 ۲۵۲۰ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ  
 أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ مَرْوَانَ وَالْمُسَوْرَةَ بْنِ مَحْرَمَةَ يُخْبِرَانِ عَنْ  
 أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا كَاتَبَ سَهْمِيلُ بْنُ عَمْرِو  
 يَوْمَئِذٍ كَانَ فِيهَا اشْتَرَطَ سَهْمِيلُ بْنُ عَمْرِو عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ  
 لَا يَأْتِيكَ مِنَّا أَحَدٌ وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا وَخَلَيْتَ بَيْنَنَا وَ  
 بَيْنَهُ فِكْرَةَ الْمُؤْمِنُونَ ذَلِكَ وَامْتَعَضُوا مِنْهُ وَأَبَى سَهْمِيلُ إِلَّا ذَلِكَ فَكَاتَبَهُ  
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ذَلِكَ فَرَدَّ يَوْمَئِذٍ أَبَا جَدَلٍ إِلَى أَبِيهِ سَهْمِيلِ  
 بْنُ عَمْرِو وَلَمْ يَأْتِهِ أَحَدٌ مِنَ الرِّجَالِ إِلَّا رَدَّهُ فِي تِلْكَ الْمَدَّةِ وَإِنْ كَانَ  
 مُسْلِمًا وَجَاءَتْ الْمُؤْمِنَاتُ مَهَاجِرَاتٍ وَكَانَتْ أُمُّ كَلْثُومٍ بِنْتُ عُقَيْبَةَ بْنِ  
 أَبِي مُعَيْطٍ مِمَّنْ خَرَجَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ وَهِيَ  
 عَاتِقٌ فَجَاءَ أَهْلُهَا يَسْأَلُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْجِعَهَا إِلَيْهِمْ  
 فَلَمْ يَرْجِعْهَا إِلَيْهِمْ لَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِمْ إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ  
 مَهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ  
 فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ الْآيَةُ - قَالَ عُرْوَةُ فَأَخْبَرْتَنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُولَ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَحِنُهُنَّ بِهَذِهِ الْآيَةِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا

جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مَهَاجِرَاتٍ إِلَى عَفُورٍ رَحِيمٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَالِشَةُ  
فَمَنْ أَقَرَّ بِهَذَا الشَّرْطِ مِنْهُنَّ قَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَدْ بَايَعْتُكَ كَلَامًا يُكَلِّمُهُنَّ بِهِ وَاللَّهِ مَا مَشَتْ يَدُهُ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ  
مَا بَايَعَهُنَّ إِلَّا بِقَوْلِهِ -

نے فرمایا جو عورت نے اس شرط کا اقرار کر لیتی اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے میں نے تجھے بیعت  
کر لیا۔ صرف اس سے یہی کلام کرتے، ”جنہا بیعت کرتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ نے کسی عورت  
کے ہاتھ کو مس نہیں کیا اور آپ عورتوں کو صرف کلام سے بیعت کرتے تھے (یعنی عورت سے فرماتے میں نے  
تجھے بیعت کر لیا)“

مشروح : یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ مروان اور مسور بن مخزوم دونوں صلح حدیبیہ

— ۲۵۳۰ —

میں حاضر نہ تھے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروان کا سماع ثابت

نہیں جبکہ اس کے باپ حکم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلاوطن کر دیا تھا اور وہ اپنے باپ کے ساتھ  
طائف میں چلا گیا تھا جبکہ وہ لَا يُعْقَلُ بچہ تھا وہ اپنے باپ کے ساتھ طائف میں رہا حتیٰ کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ  
خليفة المسلمين منتخب ہوئے تو انھوں نے دونوں کو واپس بلالیا۔ اور مسور بن مخزوم کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
سے سماع ثابت ہے لیکن وہ اپنے والد کے ساتھ فتح مکہ کے بعد آئے تھے جبکہ وہ کمن تھے۔ اور صلح حدیبیہ کا واقعہ

اس سے دو سال پہلے ہو چکا تھا۔ اس لئے یہ حدیث مرسل ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ روایت مجہول  
لوگوں سے ہے کیونکہ مروان اور مسور نے کسی صحابی کا نام ذکر نہیں کیا اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

سب عادل ہیں تو ان سے روایت کرتے وقت ان کے نام ذکر نہ کئے جائیں تو اس سے حدیث میں کوئی قباحت  
لازم نہیں آتی۔ سہیل بن عمرو عبد الشمس قرشی ہیں اور کفار قریش کے سردار تھے بدر کی جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھوں قید

ہوئے اور وہ قریش کے بہت بڑے خطیب تھے۔ صلح نامہ لکھواتے وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم! اس کے دانت نکال دیجئے یہ آپ کے سامنے کوئی بیان نہ دے سکے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا اے عمر! اس بات کو چھوڑو! یہ عنقریب ایسے مقام میں پہنچے گا کہ تم اس کی تعریف کرو گے (مسلمان ہو جائے گا)  
چنانچہ وہ فتح مکہ میں مسلمان ہو گئے اور قرآن پڑھتے وقت بہت رویا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال

ہوا تو مکہ والوں میں اختلاف پیدا ہو گیا اور بہت لوگ مرتد ہو گئے تو سہیل بن عمرو نے ان سے تبلیغ خطاب کیا تو لوگ  
خاموش ہوئے اور اختلاف ترک کر دیا۔ یہ وہ مقام ہے جس کی طرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ

کیا تھا کہ اے عمر! ایک وقت آئے گا کہ یہ ایسے مقام میں کھڑا ہوگا کہ تم اس کی تعریف کر دو گے۔ وہ اٹھارہ ہجری کو

## بَابُ إِذَا بَاعَ مُخْلًا قَدْ أُبْرَتْ

۲۵۳۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ مُخْلًا قَدْ أُبْرَتْ فَشَرَّتْهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ .

نصیحت (اخلاص) یہ ہے کہ اس پر ایمان لائے کسی کو اس کا شریک نہ کرے اس کی صفات جمال و کمال میں الحاد نہ کرے اس کی ذات کو نقائص سے مبرا جانے اس کی ہمیشہ اطاعت کرتا رہے اور نافرمانی سے بچتا رہے۔ اللہ کی کتاب کے لئے نصیحت (اخلاص) یہ ہے کہ اس کو اللہ کی کتاب جانے اور یہ عقیدہ رکھے کہ یہ اللہ کا کلام ہے مخلوق کا کلام اس جیسا نہیں ہو سکتا۔ اس کی تعظیم کرے ہمیشہ اس کی اطاعت کرتا رہے اور اس کے احکام پر عمل کرے۔ اللہ کے رسول کے لئے نصیحت یہ ہے کہ اس کو رسول جانے اور اس کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان لائے۔ اوامر و نواہی میں اس کی اطاعت کرے اور ہر حال میں اس کی مدد کرے اس کے آداب سیکھے اس کے اہل بیت، اولاد اور اصحاب سے محبت کرے۔ مسلمان حاکموں کے لئے نصیحت یہ ہے کہ ان کی حق پر مدد کرے ان کی اطاعت کرے اور ان کے خلاف علم بغاوت بلند نہ کرے۔ عوام الناس کے لئے نصیحت (اخلاص) یہ ہے کہ ان کی راہنمائی کرے اور ان کو تکلیف نہ دے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

## بَابُ — اِگر کھجور کا درخت بیچے حالانکہ

اس کو پیوند لگایا گیا ہو،،

۲۵۳۳۔ ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص کھجور

کا درخت فروخت کرے حالانکہ اس کو پیوند لگایا گیا ہو تو اس کا پھل بیچنے والے کا ہے مگر یہ کہ خریدار شرط کرے (پھل بھی ساتھ)

(اس حدیث کی تفصیل من باع مخلصا قد ابرت کے باب کی حدیث ۲۰۶۴ کی شرح میں مذکور ہے)

بَابُ إِذَا اشْتَرَطَ الْبَائِعُ ظَهْرَ الدَّائِنَةِ إِلَى مَكَانٍ مَسْمُومٍ جَازٍ

۲۵۳۵ — حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ ثنا زَكَرِيَّا قَالَ سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُولُ حَدَّثَنِي جَابِرُ أَنَّهُ كَانَ يَسِيرُ عَلَى جَمَلٍ لَهُ قَدْ أَغْيَا فَمَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْرَبَهُ فَدَعَا لَهُ فَسَارِبِيرَ لَيْسَ يَسِيرُ مِثْلَهُ ثُمَّ قَالَ بَعْنِيهِ بِوَقِيَّةٍ قُلْتُ لَا ثُمَّ قَالَ بَعْنِيهِ بِوَقِيَّةٍ فَبَعْنِيهِ فَاسْتَلْتَنِيَتْ جَمْلَانَهُ إِلَى أَهْلِي فَلَمَّا قَدِمْنَا أَتَيْتُهُ بِالْجَمَلِ وَنَقَدَنِي ثَمَنَهُ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَأَرْسَلَ عَلِيٌّ إِتْرِي ثُمَّ قَالَ مَا كُنْتُ لِأُخَذَ جَمْلَكَ فَخُذْ جَمْلَكَ ذَلِكَ فَهُوَ مَالُكَ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ الْمُغِيرَةِ عَنْ عَامِرٍ عَنْ جَابِرٍ أَفْقَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ اشْرَطَ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ جَابِرٍ وَلَكَ ظَهْرُهُ حَتَّى تَرْجِعَ وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَفْقَرَنَاكَ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَقَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ تَبْلَغُ عَلَيْهِ إِلَى أَهْلِكَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ اشْتَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَقِيَّةٍ وَتَابَعَهُ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ جَابِرٍ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ وَغَيْرِهِ عَنْ جَابِرٍ أَخَذَتْهُ بِأَرْبَعَةِ دَنَانِيرٍ وَهَذَا يَكُونُ أَوْقِيَّةً عَلَى حِسَابِ الدِّنَارِ

باب — جب بائع خاص مقام تک پہنچنے کے لئے

جانور پر سواری کی شرط کرے تو جائز ہے،

ترجمہ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ اپنے اونٹ پر چل رہے تھے جو چلنے سے عاجز ہو چکا تھا (اس کے پاس سے) نبی کریم

۲۵۳۵ —

صلی اللہ علیہ وسلم گزرے تو اس اونٹ کو مارا اور اس کے لئے دعا فرمائی تو وہ اتنا تیز چلنے لگا کہ وہ اس جیسا کبھی نہیں چلا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا یہ میرے ہاتھ ایک اوقیہ کے عوض فروخت کر دو۔ میں نے عرض کیا۔ نہیں آپ

سے خریدا ابو نصرہ نے جابر سے روایت کی کہ اس کو بیس دینار سے خریدا۔ شعبی کا قول کہ ایک وقیہ سے خریدا تھا اکثر روایات میں ہے اور یہ میرے نزدیک صحیح تر ہے۔ یہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے!

۲۵۳۵ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے اونٹ خریدا جو چلنے سے عاجز تھا۔ شعبی کے خیال

کے مطابق یہ سفر تبوک کے راستہ کا ہے۔ پھر آپ نے عادت مبارکہ کے مطابق اس کو ہبہ کر دیا بلکہ قیمت پر اضافہ بھی دیا اور اونٹ اور اضافہ سمیت قیمت اس کو واپس کر دی "فقار" کا معنی پیٹھ کی ہڈی کے جوڑ میں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس میں روایات مختلف ہیں اور پیٹھ پر سوار ہونے کا لفظ صراحتہ شرط پر دلالت کرتا ہے لیکن اخاف کہتے ہیں کہ یہ شرط نفس عقد میں نہ تھی۔ یہ عقد سے پہلے یا بعد میں تھی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر پر احسان کیا اور اس کو نفع حاصل کرنے کی اجازت دی جیسے آخر میں اونٹ ہی دے دیا۔ اگر یہ سوال ہو کہ طبری شافعی نے اس حدیث کے بعض طرق کے ذریعہ ذکر کیا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قیمت دینا چاہا تو میں نے مدینہ منورہ تک سواری کی شرط لگالی۔ اس سے علامہ طبری نے استدلال کیا کہ شرط عقد کے بعد تھی اس کا جواب یہ ہے کہ "لَقَدْ نِي الثَّمَنُ" کا معنی یہ ہے کہ آپ نے ثمن (قیمت) مقرر کر دی اور اس کو معین کر دیا اور مدینہ منورہ جا کر ادا کیا چنانچہ صریح روایات میں ہے کہ جابر نے مدینہ منورہ جا کر ثمن پر قبضہ کیا تھا۔ علامہ کہ مانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب بائع کوئی جانور فروخت کرے اور کچھ دیر کے لئے اس پر سواری کی بائع شرط کرے تو اس بیع کے جواز میں اختلاف ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اس کو جائز کہتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل کا مسلک بھی یہی ہے۔ امام مالک کہتے ہیں کہ اگر مسافت قریب ہو تو اس کو جائز امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما اس بہانہ نہیں کہتے مسافت مختصر ہو یا مطول ہو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع میں کچھ مستثنیٰ کر لینے سے منع فرمایا ہے نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع اور شرط سے منع فرمایا ہے۔ اور وہ بخاری میں مذکور اس حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حقیقتہً بیع نہیں کی تھی بلکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو اس صورت میں کچھ عطاء کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ یا یہ شرط نفس عقد میں تھی بلکہ اس سے پہلے یا اس کے بعد تھی۔ اور جابر کو بطور احسان اور تبرع مدینہ منورہ تک سواری کرنے کی اجازت دی تھی۔

اگر یہ کہا جائے اس بیع کی قیمت کے متعلق بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ حالانکہ واقعہ بھی ایک ہی ہے مگر مبیعہ کی قیمت نفس الامر میں ایک ہی ہوگی تو باقی کا کیا حکم ہوگا جبکہ تمام روایات کے راوی عادل ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سونے کی وقیہ بھی دو سو درہم کی ہوتی ہے جو بیس دینار کے برابر ہیں جبکہ ایک دینار کو دس درہم کے مساوی شمار کیا جاتا ہے اور چاندی کی وقیہ چالیس درہم کی ہوتی ہے جو چار دینار کے مساوی ہیں اور جہاں چار وقیہ کا ذکر ہے وہاں اس اصطلاح کا اعتبار کیا ہے کہ ہر وقیہ دس درہم کی شمار کرتے ہیں اور یہ بھی پہلی اصطلاح میں وقیہ ہے او سب کا مرجع وقیہ ہوتا ہے اور اس کی مقدار اور کیفیت میں اختلاف ہے۔ ابو جعفر داؤدی نے کہا سونے کی وقیہ

## بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْمَهْرِ عِنْدَ عُقْدَةِ النِّكَاحِ

وَقَالَ عُمَرَانُ مَقَاطِعَ الْحُقُوقِ عِنْدَ الشُّرُوطِ وَلَكَ مَا اشْتَرَطْتَ وَقَالَ  
الْمُسَوِّرُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ مَهْرًا لَهَا فَاتَّخَذَ عَلَيْهِ فِي  
مُصَاهَرَتِهِ فَأَحْسَنَ قَالَ حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي وَوَعَدَنِي فَوَفَّانِي.

۲۵۳۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ تَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي  
أَبِي جَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ الشُّرُوطِ أَنْ تُوفَّوْا بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ.

کو بھلوں میں شریک اس شرط پر کیا گیا کہ وہ ان میں محنت کریں گے۔ حدیث ۲۱۷۵ کی شرح میں اس حدیث  
کی تفصیل مذکور ہے۔

## بَابُ عُقْدِ نِكَاحِ كَيْ وَفَتْ مَهْرٍ فِي شَرْطِ لُكَا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حقوق کی قطعیت شرط کے پورا ہونے  
کے وقت ہوتی ہے اور تم کو وہی ملے گا جو تم نے شرط کی ہے۔ مسور نے کہا میں نے  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے اپنے داماد کو ذکر کیا اور اس کی دامادی  
کی تعریف کی اور اچھی تعریف کی۔ فرمایا اُس نے میرے ساتھ بات کی اور سچی کی  
مجھ سے وعدہ کیا تو اس کو پورا کیا۔

ترجمہ : عُقبہ بن عامر نے کہا ”رضی اللہ عنہ“ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا وہ شرطیں جن کو پورا کرنا زیادہ لائق ہے وہ یہ کہ جس کے ساتھ

۲۵۳۸

تم نے شرمگاہوں کو حلال جانا (حقوق زوجیت)

شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مصاہرت سے مراد عورت کے گھر

۲۵۳۸

والے ہیں۔ اور یہاں اس سے مراد ابوالعاص بن ربیع ہیں جو سیدہ

زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شوہر تھے۔ وہ بدر کے روز گرفتار کئے گئے تھے لیکن صحابہ کرام

## بَابُ مَا لَا يَحْزُرُ مِنَ الشَّرُوطِ فِي النِّكَاحِ

۲۵۴۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا مَعْمَرُ بْنُ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْبَغُ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَزِيدُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبَنَّ عَلَى خِطْبَتِهِ وَلَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طُلَاقَ أُخْتِهَا لِتُسْتَكْفَى إِنْ آتَاهَا -

## بَابُ الشَّرُوطِ الَّتِي لَا تَحِلُّ فِي الْحُدُودِ

۲۵۴۱ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجَرَنِيِّ أَكْثَرًا قَالَ إِنْ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلْشُّدُّكَ اللَّهُ إِلَّا قَضَيْتَ لِي بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَالَ الْخُصْمُ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ نَعَمْ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَأُذِنَ لِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ قَالَ إِنْ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَرَضْتُ بِأَمْرَاتِهِ

نے منع کر دیا اور سونا چاندی کے عوض کرایہ پر دی جائے تو کوئی حرج نہیں ایسے ہی مثلاً نصف یا ثلث بٹائی پر دی جائے کہ اس زمین سے جو بھی پیداوار ہو وہ اس طریقہ پر تقسیم کر لیں گے اور کسی خاص قطعہ کی پیداوار کی متعین نہ کریں تو یہ جائز ہے !

## بَابُ جَوَازِ شَرَطَيْنِ نِكَاحٍ فِي جَائِزٍ نَهَيْتَيْنِ

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شہری یہاں کے لئے نہ بیچے اور نہ بخش کر داور اپنے بھائی کی بیع پر زیادہ نہ کر واد نہ اس کی منگنی پر منگنی کی جائے اور نہ ہی کوئی عورت اپنی بہن کو طلاق دلاوے تاکہ اس کے برتن کو اپنے لئے مائل کرے۔  
۲۵۴۰ — شرح : یعنی کوئی بھی عورت کسی شخص کو یہ نہ کہے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے کہ اس سے نکاح کر لے اور جو کچھ اس کے لئے حقوق زوجیت ہیں وہ خود لے لے اس حدیث کی شرح کتاب البیوع کی حدیث ۲۵۴۰ کی شرح میں دیکھیں۔

**بَابُ مَا يَجُوزُ مِنْ شُرُوطِ الْمَكَاتِبِ إِذَا رَضِيَ بِالْبَيْعِ عَلَى أَنْ يُعْتَقَ**  
**۲۵۴۲۔** حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ الْمَكِّيُّ عَنْ أَبِيهِ  
 قَالَ دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلَى بَرِيرَةَ وَهِيَ مُكَاتَبَةٌ فَقَالَتْ يَا  
 أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ اشْتَرِينِي فَإِنَّ أَهْلِي يَبِيعُونِي فَأَعْتَقِينِي قَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ إِنَّ أَهْلِي  
 لَا يَبِيعُونِي حَتَّى يَشْتَرِطُوا لِأَيِّ قَالَتْ لَا حَاجَةَ لِي فِيكَ فَسَمِعَ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بَلَّغَهُ فَقَالَ مَا شَأْنُ بَرِيرَةَ فَقَالَ اشْتَرَيْتُهَا فَأَعْتَقْتُهَا وَلَيْسَ شَرْطُهَا  
 مَا شَاءَ وَاقَالَتْ فَاشْتَرَيْتُهَا فَأَعْتَقْتُهَا وَاشْتَرِطَ أَهْلُهَا وَلَاءَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَإِنْ اشْتَرِطُوا مِائَةَ شَرْطٍ

**باب۔** مکاتب کے متعلق جو شرط لگانا جائز ہے جبکہ وہ  
 اس شرط پر فروخت ہونے پر راضی ہو کہ اس کو آزاد کیا جائے

**۲۵۴۲۔** ترجمہ : عبد الواحد بن ایمن مکی نے اپنے باپ سے روایت کی کہ میں ام المؤمنین  
 عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے فرمایا میرے پاس بریرہ آئی اور کہنے لگی یا ام المؤمنین مجھے  
 آپ خرید لیں کیونکہ میرے مالک مجھے بیچنا چاہتے ہیں پھر مجھے آزاد کر دیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا لاں ! بریرہ نے کہا میرے  
 مالک اس شرط پر مجھے بیچتے ہیں کہ میری ولاء ان کے لئے ہو۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے تیری ضرورت  
 نہیں ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ سن لیا یا کسی نے آپ تک یہ خبر پہنچا دی تو آپ نے فرمایا بریرہ کا  
 کیا حال ہے ؟ اور ام المؤمنین سے فرمایا اس کو خرید لو اور آزاد کر دو وہ لوگ جو بھی چاہیں شرطیں لگاتے پھریں  
 ام المؤمنین نے فرمایا میرے لئے اس کو خرید لیا پھر آزاد کر دیا اس کے مالکوں نے اس کی ولاء کی شرط کا ذکر کیا  
 تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولاء اسی کی ہے جو آزاد کرے اگرچہ وہ سو شرطیں لگائیں،

شرح : بریرہ رضی اللہ عنہا مکاتبہ تھیں اس نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے  
 عرض کیا کہ اس کو خرید لیں اور یہ شرط لگائی کہ خریدنے کے بعد وہ اس

۲۵۴۲

کو آزاد کر دیں۔ معلوم ہوا کہ مکاتب اس شرط پر فروخت ہونے کو راضی ہو جائے کہ اس کو خرید کر آزاد کر دیا جائے  
 تو جائز ہے۔ یہ حدیث کئی بار گزری ہے !

# الجزء الحادی عشر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَابُ الشُّرُوطِ مَعَ النَّاسِ بِالْقَوْلِ

۲۵۴۴ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَنَا هِشَامُ بْنُ ابْنِ جَرِيمٍ

أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

قَالَ أَنَا لِعِنْدِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ثِيَابُ بْنُ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُوسَى رَسُولُ اللَّهِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ

لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا كَانَتْ الْأَوَّلَى لِسَيَانَا وَالْوَسْطَى شَرْطًا وَالثَّالِثَةُ

عَمْدًا أَقَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا لَقِيََا

عُلَامًا فَقَتَلَهُ فَأَنطَلَقَا فَوَجَدَ فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقُضَ فَاقْلَمَهُ قَرَآنًا

— ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَّا هُمْ مَبْلُكٌ

کرنے کا فائدہ نہ ہوگا۔ تلقیٰ کا معنی یہ ہے کہ شہر کے لوگوں نے سنا کہ تجارت کا قافلہ آرہا ہے۔ تو وہ شہر سے باہر چلے جائیں اور شہر کا بھاؤ بتائے بغیر ان سے سامان خریدیں۔ مہاجر سے مراد شہری اور اعرابی سے مراد دیہاتی ہے جو شہر سے باہر دور رہتا ہے۔ بظاہر تو اس سے شہری کا دیہاتی کے لئے بیع کرنا ہے مگر یہ خرید و فروخت دونوں کو شامل ہے۔ نجش، یہ ہے کہ چند آدمی کسی شے کا بھاؤ چڑھانے کے لئے زیادہ قیمت کے عوض خریدنے کا اظہار کریں لیکن ان کا مقصد صرف بھاؤ کا زیادہ کرنا ہو خریدنا مقصد نہ ہو اس سے خریدار دھوکہ میں آجاتا، تصریہ، یہ ہے کہ دودھ والے جانور کے تھنوں میں دودھ ایک دودھ روک دیا جائے تاکہ خریدار دودھ زیادہ سمجھ کر خریدے۔ یہ دھوکہ ہے اس سے منع کیا گیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث کے آخر میں ذکر کیا کہ غنہ اور عبد الرحمن نے نبی مجہول ذکر کیا ہے۔ اور آدم نے نہینا، متکلم مجہول ذکر کیا ہے اور نصر اور حجاج بن مہال نے نبی معروف ذکر کیا ہے۔ ان تینوں الفاظ میں قرینہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ منع کرنے والے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم ہیں۔

## بَابُ الشَّرْوَطِ فِي الْوَلَاءِ

۲۵۴۵ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْنِي بَرِيرَةُ فَقَالَتْ كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أَوْقِيَةً فَأَعْيِنِينِي فَقَالَتْ إِنْ أَحْبَبُوا أَنْ أَعِدَّ هَالَهُمْ وَيَكُونُوا لِي فَعَلْتُ فَذَهَبْتُ بِرَبِيرَةَ إِلَى أَهْلِهَا فَقَالَتْ لَهُمْ فَأَبُوا عَلَيْهِمَا فَخَافْتُ مِنْ عِنْدِهِمْ وَرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ عَرَضْتُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبُوا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خُذِيهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الْوَلَاءَ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ ففَعَلْتُ عَائِشَةُ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُونَ شَرْوَطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَهُوَ بِأَطْلٍ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ قَضَاءُ اللَّهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللَّهِ أَذْثَقُ وَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ

قرآن کی ترتیب نہیں پائی جاتی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

## بَابُ — وَلَاءِ فِي شَرْطٍ لِكَانَ

۲۵۴۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرے پاس بریرہ آئی اور کہنے لگی میں نے اپنے مالکوں سے نو اوقیہ پر عقد کتابت کیا ہے کہ ہر سال ایک اوقیہ ادا کریں گی۔ آپ میری مدد کریں مانی صاحبہ نے کہا اگر وہ پسند کریں تو میں ان کو ایک ہی دفعہ ادا کر دیتی ہوں بشرطیکہ ولاء میری ہوگی! تو میں کرتی ہوں۔ بریرہ اپنے مالکوں کے پاس گئی اور ان سے کہا لیکن

أَعْطَاهُمْ قِيمَةَ مَا كَانَ لَهُمْ مِنَ الثَّمَرِ مَالًا قَابِلًا وَعُرُوضًا مِنْ أَقْتَابِ  
وَحِبَالٍ وَغَيْرِ ذَلِكَ رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَحْسِبُهُ عَنْ  
نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَصَرَهُ -

شرط کر لیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ دلاو اسی کے لئے ہے جو آزاد کرے۔ اس طرح یہ حدیث عنوان کے مطابق ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بریرہ کا واقعہ چودھویں بار ذکر کیا ہے (یعنی)

## باب۔ جب کوئی مزارعت میں شرط لگائے کہ جب میں چاہوں تجھے باہر کر دوں گا،

۲۵۴۶۔ ترجمہ : نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی انھوں نے کہا خیبر کے یہودیوں نے عبد اللہ بن عمر کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں سے اُن کے اموال میں عہد کیا اور فرمایا جب تک تم کو اللہ تعالیٰ ثابت رکھے ہم تم کو ثابت رہنے دیں گے اور عبد اللہ بن عمر اپنے مال کے لئے وہاں باہر نکلے تو رات کے وقت اُن پر زیادتی کی گئی اور اُن کے ہاتھ اور پاؤں باندھ دیئے گئے وہاں ان کے سوا ہمارا کوئی دشمن نہیں وہی لوگ ہمارے دشمن ہیں اور ہمیں ہم متہم کرتے ہیں اور میں ان کو جلا وطن کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ چنانچہ جب انھوں نے اس کا مصمم ارادہ کر لیا تو بنی ابی الحقیق سے ایک شخص اُن کے پاس آیا اور کہا یا امیر المؤمنین! آپ ہم کو نکالتے ہیں حالانکہ ہم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رہنے کی جگہ دی ہے اور ہمارے اموال پر ہم سے عہد کیا اور یہ ہم پر شرط عائد کی ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تیرا یہ گمان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بھول گیا ہوں تیرا حال کیسا ہو گا جبکہ تو خیبر سے نکالا جائے گا تیری اونٹنیاں راتوں رات تجھے بھگالے جائیں گی۔ یہودی نے کہا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا قصد یہ بات کر دی تھی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ کے دشمن تو جھوٹ بولتا ہے اور ان کو جلا وطن کر دیا اور ان کو ان کے بھلوں، مال، اونٹوں اور سامان کی قیمت ادا کر دی جو کچادے رتیاں وغیرہ تھیں۔ اس کی حماد بن سلمہ نے عبید اللہ سے روایت کی اور نافع نے ابن عمر اور عمر فاروق کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختصر روایت کی

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کو خیبر سے جلا وطن کیا تھا کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرب کی زمین میں دو

۲۵۴۶۔

زَمَنَ الْحَدِيثِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ بِالْغَمِيمِ فِي تَحِيلٍ لِقُرَيْشٍ طَلِيعَةً لِحُدُودِ ذَاتِ الْعَيْنِ  
 فَوَاللَّهِ مَا شَعَرْنَا بِهِمْ خَالِدٌ حَتَّى إِذَا هُمْ بِقَثْرَةِ الْحَبَشِ فَأُتِلِقَ بِرُكُضٍ نَدْبًا  
 لِقُرَيْشٍ وَسَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالثَّنِيَةِ اتَّقَى يَحْبَطُ  
 عَلَيْهِمْ مِنْهَا بَرَكْتُ بِهِ رَاحِلَتُهُ فَقَالَ النَّاسُ حُلْ حُلْ فَلَحَتْ فَقَالُوا خَلَّتِ  
 الْقُصُوءُ خَلَّتِ الْقُصُوءُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خَلَّتِ  
 الْقُصُوءُ وَمَا ذَاكَ لَهَا بِخُلُقٍ وَلَكِنْ جَلَسَهَا حَابِسُ الْفِيلِ ثُمَّ قَالَ  
 وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَسْأَلُونِي خُطَّةً يُعْظَمُونَ فِيهَا حُرُمَاتِ اللَّهِ إِلَّا  
 أُعْطِيَتْهُمْ أَيَّامًا ثُمَّ زَجَرَهَا فَوَثَبَتْ قَالَ فَعَدَلْ عَنْهُمْ حَتَّى نَزَلَ بِأَهْقَى  
 الْحَدِيثِ عَلَى ثَمَدٍ قَلِيلِ الْمَاءِ يَتَبَرَّضُهُ النَّاسُ تَبَرُّضًا فَلَمْ يَلْبِثْهُ إِلَّا  
 حَتَّى نَزَحُوهُ وَشَكَّى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَطَشَ فَاِنْتَزَعَ  
 سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَحْمِلُوهُ فِيهِ فَوَاللَّهِ مَا زَالَ يَحْيِشُ لَهُمْ

## باب — اہل حرب کے ساتھ جہاد اور مصالحت میں شرطیں لگانا اور ان کو لکھنا۔

ترجمہ : زہری نے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے مسود بن محرز

۲۵۴۷ —

اور مروان سے بیان کیا اور ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے

کی حدیث کی تصدیق کرتا ہے۔ ان دونوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدیقہ کے سال نکلے حتی کہ جب  
 راستہ میں تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خالد بن ولید قریش کے ایک قافلہ جو مقدمۃ الحبشہ کے کوئے کے مقام  
 غمیم میں پہنچ گیا ہے۔ تم راستہ کی دائیں چلو۔ بخدا! خالد ان کو معلوم نہ کر سکا حتی کہ اس نے لشکر کا سیاہ عبا دیکھا  
 تو گھوڑے کو دوڑاتا ہوا قریش کو ڈرانے کے لئے گیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چلتے رہے حتی کہ جب آپ اس  
 گھاٹی میں پہنچے جہاں سے مکہ جاتے ہیں تو وہاں آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگوں نے اونٹنی کو ڈانٹنا شروع کیا لیکن وہ نہ

ذُو الرُّأْيِ مِنْهُمْ هَاتِ مَا سَمِعْتَهُ يَقُولُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا  
فَحَدَّثَهُمْ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عُزْرَةُ بْنُ مَسْعُودٍ فَقَالَ  
أَيُّ قَوْمٍ أَلَسْتُ بِالْوَالِدِ قَالُوا بَلَى قَالَ أَوَلَسْتُمْ بِالْوَلَدِ قَالُوا بَلَى قَالَ  
فَهَلْ تَتَهَمُونَنِي قَالُوا لَا قَالَ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّي اسْتَفْزَرْتُ أَهْلَ عُكَاظٍ  
فَلَمَّا بَلَغُوا عَلَيَّ جِئْتُكُمْ بِأَهْلِي وَوَلَدِي وَمَنْ أَعْطَا عَنِّي قَالُوا بَلَى  
قَالَ فَإِنَّ هَذَا قَدْ عَرَضَ لَكُمْ خُطْبَةٌ تُشَدُّ إِقْبُلُوهَا وَدَعُونِي أَنَا  
قَالُوا أَنتَ فَاتَاهُ فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِنْ قَوْلِهِ لِبَدِيلٍ فَقَالَ عُزْرَةُ عِنْدَ ذَلِكَ أَيُّ  
مُحَمَّدٍ أَرَأَيْتَ إِنْ اسْتَأْصَلْتُ أَمْرَ قَوْمِكَ هَلْ سَمِعْتَ بِأَحَدٍ مِنَ الْعَرَبِ  
إِجْتَاَحَ أَصْلَهُ قَبْلَكَ وَإِنْ تَكُنِ الْآخِرَى فَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أَرَى وَجُوهًا وَإِنِّي

کی مقدار میں میں چھوڑ کر آیا ہوں۔ اُن کے ساتھ اونٹ اور ان کے بچے بڑے اور چھوٹے سب ہیں وہ آپ سے  
جنگ کرنے آئے ہیں اور آپ کو بیت اللہ کا طوان کرنے سے روکیں گے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا ہم کسی کے ساتھ جنگ کرنے نہیں آئے لیکن ہم تو عمرہ کرنے آئے ہیں اور قریش کو لڑائیوں نے کمزور کر دیا  
ہے اور ان کو سخت تکالیف دی ہیں۔ اگر وہ چاہیں تو ہم اُن سے کچھ مدت کے لئے صلح کر لیتے ہیں وہ ہمارے  
اور کفار مکہ کے درمیان تخلیہ کر دیں اگر میں غالب آگیا تو اگر وہ چاہیں تو اس طریقہ (اسلام) میں داخل ہو جائیں  
جس میں لوگ داخل ہیں تو یہ منظور کر لیں ورنہ وہ آرام کر لیں اور اگر وہ ہمارے دین اسلام میں داخل ہونے سے  
انکار کریں تو اس ذات کی قسم ہے۔ جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے میں اُن سے اپنے اس امر (اسلام)  
میں ان سے جنگ کروں گا حتیٰ کہ میری گردن تن سے جدا ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنا حکم ضرور نافذ کرے گا  
مُذِیل نے کہا میں آپ کا ارشاد ان تک پہنچا دیتا ہوں چنانچہ مُذِیل روانہ ہو گیا حتیٰ کہ قریش کے پاس آیا اور اُن  
سے کہا ہم اس عظیم شخص کی طرف سے تمہارے پاس آئے ہیں ہم نے اُن کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے اگر چاہو تو  
تم سے بیان کرتے ہیں۔ کفار مکہ کے بیوقوف لوگوں نے کہا ہمیں اس کی ضرورت نہیں کہ تم ہم کو اُن کی کوئی خبر دو  
اور عقلمند لوگوں نے کہا جو کچھ اُن سے تم نے سنا ہے وہ بیان کرو۔ مُذِیل نے کہا میں نے ان کو یہ فرماتے سنا ہے  
اور جو کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ اُن سے بیان کیا۔ تو عروہ بن مسعود کھڑا ہو گیا اور کہا اے میری  
قوم کیا تم (شفقت اور محبت میں) والد کی مثل نہیں ہو؟ انھوں نے جوابت کیوں نہیں۔ عروہ نے کہا کیا میں والد

فِي غَدْرَتِكَ كَانَ الْمَغِيرَةُ صَحِبَ قَوْمًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَتَلَهُمْ وَأَخَذَ أَمْوَالَهُمْ  
ثُمَّ حَاءَ فَأَسْلَمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا الْإِسْلَامُ فَأَقْبَلَ وَأَمَّا  
الْمَالُ فَلَسْتُ مِنْهُ فِي شَيْءٍ ثُمَّ أَنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يُؤْمِنُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَيْنَيْهِ قَالَ فَوَاللَّهِ مَا تَخْشَمُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
نَحَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَذَلِكَ بِهَا وَجْهٌ وَجِلْدَةٌ وَإِذَا أَمَرَ  
هُمْ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ وَإِذَا تَوَضَّأُوا كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ وَإِذَا تَكَلَّمَ  
خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ وَمَا يُحَدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ فَرَجَعَ عُرْوَةَ  
إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَيُّ قَوْمٍ وَاللَّهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوكِ وَوَفَدْتُ عَلَى  
قَيْصَرَ وَكِسْرَى وَالتَّجَاشِي وَاللَّهِ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعْظِمُهُ أَصْحَابُهُ مَا  
يُعْظِمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا وَاللَّهِ إِنْ تَخْشَمُ نَحَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ  
مِنْهُمْ فَذَلِكَ بِهَا وَجْهٌ وَجِلْدَةٌ وَإِذَا أَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ وَإِذَا تَوَضَّأُوا  
كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ وَمَا يُحَدُّونَ

اپنا سر اوپر کو اٹھایا تو کہا یہ کون ہے ؟ لوگوں نے کہا یہ مغیرہ بن شعبہ ہے۔ عروہ نے کہا اے دھوکہ کرنے والے انسان کیا میں نے تیرے جرم کی مدافعت میں کوشش نہیں کی تھی ؟ مغیرہ بن شعبہ جاہلیت کے زمانہ میں ایک قوم کا ساتھی بن گیا اور ان سب کو قتل کر کے ان کا مال چھین لیا۔ پھر مسلمان ہو گئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام تو میں قبول کرتا ہوں اور مال سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ پھر عروہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آنکھوں کے کناروں سے دیکھنا شروع کیا۔ اس نے کہا بخدا! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کھنگار نکالتے مگر وہ صحابہ میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر گرتا اس کو وہ اپنے چہرے اور جسم کی جلد سے مل لیتا تھا۔ جب آپ ان کو حکم کرتے تو جلدی سے اس کی تعمیل کرتے اور جب آپ وضو کرتے تو گرنے والے پانی لینے میں جھگڑتے جب آپ کلام کرتے تو اس وقت آوازیں پست کرتے اور آپ کی تعظیم کرتے مجھے آپ کی طرف نگاہیں نہ اٹھاتے۔ عروہ اپنے ساتھیوں کے پاس گیا۔ اور ان سے کہا اے میری قوم! اللہ! میں بادشاہوں کے پاس گیاں میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے پاس گیا۔ خدا کی قسم میں کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں خدا کی قسم! اگر آپ کھنگار پھینکیں تو وہ ان میں کسی نہ کسی کے ہاتھ میں واقع ہوتا ہے جس کو وہ اپنے چہرہ اور جسم کی جلد پر مل لیتا ہے۔ جب

هَاتِ اَكْتُبْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابًا فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَاتِبَ  
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فَقَالَ  
سُهَيْلُ أَمَّا الرَّحْمَنُ فَإِنَّهُ مَا أَدْرِي مَا هُوَ وَلَكِنْ أَكْتُبُ بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ كَمَا  
كُنْتَ تَكْتُبُ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ وَاللَّهِ لَا نَكْتُبُهَا إِلَّا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْتُبْ بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ ثُمَّ قَالَ هَذَا مَا  
قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَاللَّهِ لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ  
رَسُولُ اللَّهِ مَا صَدَدْنَاكَ عَنِ الْبَيْتِ وَلَا قَاتَلْنَاكَ وَلَكِنْ أَكْتُبُ مُحَمَّدٌ  
بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهِ إِنِّي لَرَسُولُ اللَّهِ وَإِنْ  
كَذَّبْتُمُونِي أَكْتُبُ مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَذَلِكَ لِقَوْلِهِ لَا يَسْأَلُونِي  
خُطَّةً يَعْظُمُونَ فِيهَا حُرُمَاتِ اللَّهِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ أَيَّامًا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَنْ تَخْلَوْا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَطُوفُ بِهِ  
فَقَالَ سُهَيْلٌ وَاللَّهِ لَا تَتَخَذْتُ الْعَرَبُ أَنَا أَخَذْنَا ضُعْطَةً وَلَكِنْ ذَلِكَ  
مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَكُتِبَ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَعَلَى أَنَّهُ لَا يَأْتِيكَ مَنَاحِلُ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مکہ زہیہ فاجر مرد ہے اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرنا شروع کی ابھی وہ بات کر رہا تھا کہ سہیل بن عمرو آگیا۔ معمر نے کہا مجھ سے ایوب نے عکرمہ سے بیان کہ جب سہیل بن عمرو آیا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارا امر آسان کر دیا ہے۔ معمر نے کہا کہ زہری نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ سہیل بن عمرو نے آتے ہی کہا اے ہمارے اور اپنے درمیان صلحنامہ لکھتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتب کو بلایا اور فرمایا "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھو "بسم اللہ الرحمن الرحیم" سہیل نے کہا اللہ کی قسم ہم عرض نہیں جانتے ہیں۔ آپ یوں لکھیں اے اللہ تیرے نام سے لکھا ہوں جیسے آپ لکھا کرتے تھے۔ مسلمانوں نے کہا خدا کی قسم ہم بسم اللہ الرحمن الرحیم، کے سوا اور کچھ نہیں لکھیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لکھو اے اللہ ہم تیرے نام سے لکھتے ہیں۔ پھر فرمایا یہ وہ صلحنامہ ہے جس کو "محمد رسول اللہ" لکھتے ہیں۔ سہیل نے کہا بخدا! اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کو بیت اللہ سے نہ روکتے اور نہ ہی آپ سے جنگ کرتے۔ لیکن محمد بن عبد اللہ لکھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ واللہ! میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم میری تکذیب کرو۔ لکھو محمد عبد اللہ

إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ وَلَسْتُ أَعْصِيهِ وَهُوَ نَاصِرِي قُلْتُ أَوَلَيْسَ كُنْتَ تُحَدِّثُنَا  
أَنَّا سَنَأْتِي الْبَيْتَ فَنَطْوِفُ بِهِ قَالَ بَلَى فَأَخْبَرْتُكَ أَنَا فَأَتَيْتُهُ الْعَامَ قُلْتُ لَا  
قَالَ فَإِنَّكَ أَتَيْتَهُ وَمَطَّوْفٌ بِهِ قَالَ فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَيْسَ هَذَا  
نَبِيُّ اللَّهِ حَقًّا قَالَ بَلَى قُلْتُ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُّ وَنَا عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ بَلَى  
قُلْتُ فَلِمَ نَعْطِي الدِّينِيَّةَ فِي دِينِنَا إِذْ قَالَ أَتَيْتُ الرَّجُلَ إِنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ  
وَلَيْسَ لِعِصْيِ رَبِّكَ وَهُوَ نَاصِرُهُ فَاسْتَمْسِكْ بِعِزِّهِ فَإِنَّهُ عَلَى الْحَقِّ  
قُلْتُ أَلَيْسَ كَانَ يُحَدِّثُنَا أَنَّا سَنَأْتِي الْبَيْتَ وَنَطْوِفُ بِهِ قَالَ بَلَى فَأَخْبَرْتُكَ  
أَنَّكَ تَأْتِيهِ الْعَامَ قُلْتُ لَا قَالَ فَإِنَّكَ أَتَيْتَهُ وَمَطَّوْفٌ بِهِ قَالَ الزُّهْرِيُّ  
قَالَ عُمَرُ فَعَمِلْتُ لِدَاكَ أَعْمَالًا قَالَ فَلَمَّا فَرَعْتُ مِنْ قَضِيَّةِ الْكِتَابِ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ قَوْمًا فَانْخَرُوا ثُمَّ احْلِفُوا قَالَ فَوَاللَّهِ  
مَا قَامَ مِنْهُمْ رَجُلٌ حَتَّى قَالَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا لَمْ يَكُنْ مِنْهُمْ أَحَدٌ  
دَخَلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَذَكَرَ لَهَا مَا لَقِيَ مِنَ النَّاسِ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ يَا نَبِيَّ

مہری بات مانو اور اس کی واپسی کا مطالبہ نہ کرو۔ سہیل نے کہا میں نہیں مانوں گا اس کو ضرور واپس کیجئے! آپ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ضرور مان لو۔ اُس نے کہا میں ایسا نہیں کروں گا۔ بلکہ نے کہا چلو ہم آپ کے لئے  
اس کی اجازت دیتے ہیں (اس گفتگو کے دوران) ابو جندل نے کہا اے مسلمانو! کیا مجھے مشرکوں کی طرف واپس  
کر دیا جائے گا؟ حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔ جو کچھ میرے ساتھ ہوا ہے؟ جبکہ اس  
کو مسلمان ہونے کے سبب سخت عذاب دیا گیا تھا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں؟ آپ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں۔ میں نے عرض کیا اس وقت ہم اپنے دین میں کیوں کمزوری دکھا رہے ہیں۔ جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”و میں اللہ کا رسول اللہ ہوں“ اس کی نافرمانی نہیں کرتا وہ میرا مددگار ہے۔ میں  
نے عرض کیا کیا آپ ہم کو یہ خبر نہیں دیتے تھے کہ ہم بیت اللہ آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے فرمایا کیوں نہیں (میں نے کہا تھا) کیا میں نے یہ خبر دی تھی کہ ہم اسی سال آئیں گے؟ میں نے عرض کیا نہیں  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ضرور بیت اللہ آؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔ عمر فاروق نے کہا پھر میں

بِهِ ثُمَّ جَرَّبْتُ فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ إِنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَأَمْكَنَهُ مِنْهُ فَضَرَبَهُ حَتَّى  
 بَرَدَ وَفَرَّ الْأَخْرَجَتْهُ إِلَى الْمَدِينَةِ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ يَعْدُو فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَأَى لَقَدْ رَأَى هَذَا دُغْرًا فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى  
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَتَلَ وَاللَّهِ صَاحِبِي وَأَنِّي لَمَقْتُولٌ فِيهِ أَبُو  
 بَصِيرٍ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَدْ وَاللَّهِ أَوْفَى اللَّهِ ذِمَّتَكَ قَدْ رَدَدْتَنِي إِلَيْهِمْ  
 ثُمَّ أَجَابَنِي اللَّهُ مِنْهُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ أُمِّهِمْ مَسْعَرُ  
 حَرْبٍ لَوْ كَانَ لَهُ أَحَدٌ فَلَمَّا سَمِعَ ذَلِكَ عَرَفَ أَنَّهُ سَيُرَدُّ إِلَيْهِمْ فَخَرَجَ  
 حَتَّى أَتَى سَيْفَ الْبَصَرِ قَالَ وَيَنْفَلِتُ مِنْهُمْ أَبُو جَنْدَلٍ بْنُ سَهْلٍ فَلَمَّا  
 بَايَ بَصِيرٌ فَعَدَلَ لَا يَخْرُجُ مِنْ قَرْيَتِهِ رَجُلٌ قَدْ أَسْلَمَ إِلَّا حَتَّى يَأْتِيَ بَصِيرٌ  
 حَتَّى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ عَصَابَةٌ قَالُوا مَا يَسْمَعُونَ بِعِيْرِ خَرَجَتْ لِقَرْيَتِهِ

کرتے ہیں، آپ تشریف لے جائیں اور ان میں سے کسی سے کوئی بات نہ کریں حتیٰ کہ اپنا اونٹ نہ خر کر دیں اور حجام  
 کو بلائیں وہ آپ کے سر مبارک کے بال منڈے۔ چنانچہ آپ باہر تشریف لے گئے اور صحابہ میں سے کسی سے کوئی بات  
 نہ کی حتیٰ کہ یہ کیا اور اونٹ کو نہ خر کیا اور حجام کو بلا یا تو اس نے آپ کے سر کے بال منڈے۔ جب صحابہ کرام نے یہ  
 دیکھا تو سب اٹھے اور اپنے اپنے اونٹوں کو نہ خر کیا اور وہ ایک دوسرے کے بال منڈانے لگے حتیٰ کہ قریب تھا کہ غم  
 کے باعث ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے۔ پھر آپ کے پاس مسلمان عورتیں آئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی  
 ”اے مومنو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کا امتحان کرو۔ حتیٰ کہ ”عَصَمَ الْكُوفَرُ“ تک  
 پہنچے۔ اس روز عمر فاروق نے اپنی دو بیویوں کو طلاق دے دی جو مشرک کے زمانہ میں تھیں تو ان میں سے ایک کے  
 ساتھ معاویہ بن ابی سفیان نے نکاح کر لیا اور دوسری سے صفوان بن ابی امیہ نے نکاح کر لیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 مدینہ منورہ واپس ہوئے تو آپ کے پاس ابو بصیر آگیا۔ وہ قریش میں سے ایک شخص ہے جو مسلمان ہو چکا تھا قریش  
 نے اس کی تلاش میں دو شخص بھیجے اور انھوں نے کہا آپ نے جو عہد ہمارے ساتھ کیا ہے اس کو پورا لیجئے چاہئے  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بصیر کو ان کے حوالہ کر دیا وہ اس کو لے کر چلے گئے حتیٰ کہ ذوالحلیفہ پہنچ گئے وہ وہاں  
 اترے اور اپنی کھجوریں کھانے لگے تو ابو بصیر نے ان میں سے ایک شخص سے کہا اللہ کی قسم! اے فلاں شخص میں  
 تیری تلوار کو بہت اچھی دیکھ رہا ہوں۔ دوسرے شخص نے تلوار کو میان سے نکالا اور کہا ہاں یہ تلوار بہت اچھی ہے۔

يُمْتَحِنُهُنَّ وَبَلَّغْنَا أَنَّهُ لَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ أَنْ يَرُدُّوا إِلَى الْمُشْرِكِينَ مَا أَنْفَقُوا  
عَلَى مَنْ هَاجَرَ مِنْ أَزْوَاجِهِمْ وَحَكَمَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَنْ لَا يُمْسِكُوا  
بِعَصَمِ الْكَوَاكِزِ عَمَّوْ طَلَّقَ امْرَأَتَيْنِ قُرْبِيَّةَ بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ وَبِنْتَ  
جَبْرَوَلِ الْخَزَاعِيِّ فَتَزَوَّجَ قُرْبِيَّةَ مُعَوِيَةَ وَتَزَوَّجَ الْآخَرَى ابْنَ جَهْمٍ  
فَلَمَّا آتَى الْكُفَّارُ أَنْ يَقْرَؤُوا بِأَدَاءِ مَا أَتَّفَقَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَزْوَاجِهِمْ  
أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقِبْتُمْوَالْعُقُوبَةُ  
مَا يُؤَدِّي الْمُسْلِمُونَ إِلَى مَنْ هَاجَرَتْ امْرَأَتُهُ مِنَ الْكُفَّارِ فَأَمْرٌ يُعْطَى

کا اقرار کرتے تھے اور وہ مسلمانوں اور بنیت کے درمیان حائل ہو گئے۔

(امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکور آیت میں واقع تین الفاظ کی تفسیر کرتے ہوئے کہا) ابو عبد اللہ بخاری نے کہا "مَعْرَّة" عتر سے مشتق ہے۔ اس کا معنی خارش ہے (دوسرا لفظ) تَزَوَّجُوا اس کا معنی ہے کہ وہ ایک دوسرے سے جدا ہو گئے (تیسرا لفظ) حمیہ ہے اس کے چھ معانی ذکر کئے چنانچہ بخاری نے کہا،

(۱) حَمِيَّتُ الْفِي حَمِيَّةٍ وَفَحْمِيَّةٍ "مجھے غیرت آئی۔"

(۲) حَمِيَّتُ الْمَرِيضِ حَمِيَّةٌ "میں نے بیمار کو طعام سے منع کیا۔"

(۳) حَمِيَّتُ الْقَوْمِ مَنَعْتُهُمْ "میں نے لوگوں کو شتر سے بچایا۔"

(۴) أَحْمِيَّتُ الْحَيِّ جَعَلْتُهُ حَيًّا لَا يَدْخُلُ "میں نے چراگاہ کی حفاظت کی اس میں کوئی داخل نہیں ہوتا۔"

(۵) أَحْمِيَّتُ الْحَدِيدِ "میں نے لوہے کو صیقل میں گرم کیا۔"

(۶) أَحْمِيَّتُ الرَّجُلِ إِذَا أَغْضَبَتْهُ إِحْمَاءٌ "جب تو کسی شخص کو سخت غضبناک کرے تو کہے أَحْمِيَّتُ الرَّجُلِ

اور عقیل نے زہری سے روایت کی کہ عروہ نے کہا مجھے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کا امتحان کرتے تھے۔ اور ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی

کہ وہ مشرکوں کو جو انھوں نے اپنی بیویوں میں سے ہجرت کرنے والی عورتوں پر حنق کیا ہے۔ وہ واپس کر دیں اور

مسلمانوں کو حکم دیا کہ کافر عورتوں کے نکاح پر جسے نہ ہو تو عمر فاروق نے اپنی دو بیویوں قُرْبِيَّةَ بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ

اور جَبْرَوَلِ الْخَزَاعِيِّ کی بیٹی کو طلاق دے دی تو قُرْبِيَّةَ سے معاویہ نے نکاح کر لیا اور دوسری بیوی سے ابوجہم نے

نکاح کر لیا۔ جب کافروں نے مسلمانوں کی بیویوں کے مہر ادا کرنے کا اقرار نہ کیا (یہ وہ عورتیں ہیں جو مکہ

میں کافر رہیں) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی "اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے کچھ عورتیں کافروں کی طرف

اور انھوں نے خالد بن ولید کے ساتھ کچھ لوگ بھیجے ہیں جو مقدمۃ الجیش ہیں اور مقام غیم میں ٹھہرے ہیں۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ تبدیل کر دیا تو وہ واپس قریش کے پاس چلے گئے۔ اور ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے خوف دلاتے ہوئے کہا کہ وہ وادی مزاب پہنچ گئے ہیں جو مکہ کی پھلی جانب ہے۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے کچھ دور تھے کہ جس اونٹنی پر آپ سوار تھے وہ بیٹھ گئی لوگوں نے تو یہ گمان کیا کہ وہ تھک گئی ہے لیکن وہ کچھ مطالبے پورے کرانا چاہتی تھی جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی سے وعدہ کر لیا کہ قریش جو بھی مطالبہ پیش کریں بشرطیکہ وہ اللہ کے حرم کی تعظیم کے خلاف نہ ہو وہ آپ تسلیم کر لیں گے تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو اس ذات نے روکا ہے جس نے فیل کو روکا تھا۔ اسی اونٹنی پر آپ نے ہجرت کی تھی اس کو غضباً اور جذباء بھی کہا جاتا ہے۔ یہ تیز دوڑتی تھی کوئی اونٹ اس کے آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔ ایک دفعہ ایک اعرابی کا اونٹ اس کے آگے بڑھ گیا تھا جس سے صحابہ کرام بڑے پریشان ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ کی تقدیر یہ ہے کہ اس دنیا میں جس کو بلند کرے اس کو نیچا بھی کر دیتا ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ جو اونٹنی دوڑنے میں پیچھے رہ گئی تھی وہ غضباء ہے اور جو اونٹنی تیز دوڑا کرتی تھی وہ قصواء ہے۔ حدیث میں جن لوگوں کا ذکر ہے کہ بیوقوف لوگوں نے کہا ہم ان کی کوئی بات نہیں سنیں گے ان میں سے عکرمہ بن ابی جہل اور حکم بن ابی عامر بھی تھے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مصالحت کی گفتگو کرنے والوں میں سے عروہ بن مسعود نقضی بھی تھے جو اس کے بعد مسلمان ہو کر اپنی قوم کے پاس گئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی تو انھوں نے اس کو قتل کر دیا۔ انھوں نے مغیرہ بن شعبہ کو غدار اس لئے کہا تھا کہ مغیرہ بن شعبہ ثقیف کے تیرہ افراد کو ساتھ لے کر باہر نکلے پھر ان سے بیوفائی کی اور سب کو قتل کر دیا اور ان کے مال اپنے قبضہ میں کر لئے اس واقعہ پر بنو مالک جن کے تیرہ افراد قتل کئے گئے تھے اور مغیرہ بن شعبہ کا خاندان اصناف میں اشتعال پیدا ہو گیا تو عروہ بن مسعود جو مغیرہ کے چچا بھی ہیں نے کوشش کر کے لڑائی رکوا دی اور تیرہ آدمیوں کی دیت دلو کر معاملہ رفع دفع کر دیا۔ واقعی نے یوں ذکر کیا ہے کہ مغیرہ بن شعبہ ان تیرہ افراد کے ساتھ مقوقس کو طے مصر گئے تھے مقوقس نے ان کا بہت احترام کیا اور ان کو بہت انعام دیا اور مغیرہ کو کچھ کم انعام ملا تو اس کو غیرت آئی جب وہ واپس ہوئے تو راستہ میں انھوں نے شراب پیا جس سے وہ بیہوش ہو گئے تو ان کی بیہوشی میں مغیرہ نے سب کو قتل کر کے تمام انعام و اکرام اپنے ہاتھ میں کر لیا اور مدینہ منورہ آکر مسلمان ہو گیا اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام تو ہم قبول کرتے ہیں اور مال سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں کیونکہ یہ غدر کا مال ہے۔ جب مغیرہ مدینہ منورہ آکر مسلمان ہو گئے تو ان سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا بنو مالک جو تیرے ساتھ تھے ان کا کیا حال ہے۔ مغیرہ نے کہا میں سب کو قتل کر کے ان کے مال ساتھ لے آیا ہوں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کرتا ہوں تاکہ آپ اس سے شمس لیں یا جو بھی مناسب خیال فرمائیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مال سے ہمارا کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہ مال غدر سے حاصل کیا گیا ہے۔ مشرکوں کے مال اگرچہ ہمارے لئے مباح ہیں لیکن ان کے زمانہ میں وہ ہمارے لئے حلال نہیں اور کفار سے بھی غدر جائز نہیں اس لئے آپ نے مال سے لاتعلقی کا اظہار فرمایا صلوات

## بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْقَرْضِ

وَقَالَ اللَّيْثُ ثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا سَأَلَ بَعْضَ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يُسَلِّفَهُ أَلْفَ دِينَارٍ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ إِلَى أَجَلٍ مَسْمُومٍ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَعَطَاءٌ إِذَا أَجَّلَهُ فِي الْقَرْضِ جَازَ

بَابُ الْمَكَاتِبِ وَمَا لَا يَحِلُّ مِنَ الشُّرُوطِ الَّتِي تُخَالِفُ كِتَابَ اللَّهِ وَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فِي الْمَكَاتِبِ شُرُوطُهُمْ بَيْنَهُمْ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَوْ عُمَرُ كُلُّ شَرْطٍ خَالَفَ كِتَابَ اللَّهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ

## بَابُ قَرْضٍ فِي شَرْطِينَ لَكَانَا

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے ایک شخص کو ذکر کیا جس نے ایک اسرائیلی سے سوال کیا کہ اس کو ایک ہزار دینار قرض دے تو اُس نے معین مدت تک اس کو قرض دیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عطاء نے کہا اگر قرض میں مدت مقرر کرے تو جائز ہے۔

(اس کی شرح جلد سوم ص ۵۲۲ پر دیکھیں)

بَابُ مَكَاتِبِ كَا حَكَمٍ اَوْ رَجُو شَرْطِينَ كِتَابِ اللَّهِ  
كَيْ حَتَّى لَا يَكُنْ فِي حَبْزِ نَهْشِيں

الَّذِي يَتَعَارَفُ النَّاسُ بَيْنَهُمْ وَإِذَا قَالَ مِائَةٌ إِلَّا وَاحِدَةً أَوْ ثِنْتَيْنِ  
وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ رَجُلٌ يَكْرِتُهُ أَرْحَلُ يَكَابِكُ فَإِنْ لَمْ  
أَرْحَلْ مَعَكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا أَفَلَكَ مِائَةٌ دَرَاهِمٍ فَلَمْ يَخْرُجْ فَقَالَ شَرِيحٌ  
مَنْ شَرَطَ عَلَى نَفْسِهِ طَائِعًا غَيْرَ مُكْرَهٍ فَهُوَ عَلَيْهِ وَقَالَ أَيُّوبُ عَنْ  
ابْنِ سِيرِينَ أَنَّ رَجُلًا بَاعَ طَعَامًا وَقَالَ إِنْ لَمْ أَتِكَ الْارْبَعَةَ فَلَيْسَ  
بِنَبِيِّ وَبَيْنَكَ بَيْعٌ فَلَمْ يَحِمْ فَقَالَ شَرِيحٌ لِلْمُشْتَرِي أَنْتَ أَخْلَفْتَ فَقَضَى  
عَلَيْهِ ۲۵۴۹— حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ ثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ  
الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ  
لِلَّهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعِينَ إِسْمًا مِائَةٌ إِلَّا وَاحِدًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ

اور وہ شرطیں جائز ہیں جو لوگوں میں متعارف ہوں اور اگر کسی نے کہا  
سو مگر ایک یا دو ، ابن عون نے ابن سیرین سے روایت کی کہ ایک شخص نے  
اپنے کراہ دار سے کہا اپنے اونٹ لاؤ اگر میں تیرے ساتھ فلاں فلاں روز نہ جاؤں  
تو تیرے لئے سو درہم ہیں چنانچہ باہر نہ نکلا قاضی شریح نے کہا جو اپنی مرضی سے اپنے  
آپ پر شرط لگائے جبکہ اس کو مجبور نہ کیا گیا ہو تو اس کو وہ شرط لازم ہے۔ ایوب نے  
ابن سیرین سے روایت کی کہ ایک شخص نے طعام بیچا اور کہا اگر میں تیرے پاس بدھ  
کے روز نہ آؤں تو میرے اور تیرے درمیان کوئی بیع نہیں چنانچہ وہ بدھ کے روز  
نہ آیا تو قاضی شریح نے خریدار سے کہا تو نے خلاف ورزی کی ہے اور اس کے  
خلاف فیصلہ کر دیا۔

۲۵۴۹— ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نہ کرے، ابن عون نے کہا میں نے یہ حدیث محمد بن سیرین سے ذکر کی تو انھوں نے کہا: غیر مضمحل مالاً، یعنی مال جمع نہ کرے۔

۲۵۵۰

شرح: اس حدیث سے جمہور فقہاء، امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہم نے وقف کے جواز کا استدلال کیا ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ جب تک واقعہ زندہ رہے۔ وقف کی آمدنی کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی اپنا مکان یا زمین وقف کرے اس پر وقف کی آمدنی کا صدقہ کرنا لازم ہے۔ اور اس کی کیفیت ندرسی ہوگی جبکہ کہے کہ اس کی آمدنی فلاں کی نذر ہے۔ نیز فقہاء کا اس بات میں بھی اتفاق ہے کہ جب قاضی اس وقف کا فیصلہ کر دے یا موت کے بعد کے وقف کی طرف نسبت کرے اور کہے جب میں مر جاؤں تو میرا مکان اور زمین فلاں کے لئے وقف ہے یا یوں کہے کہ میری زندگی میں وقف اور مرنے کے بعد صدقہ ہے تو اس کی ملکیت اس موقوف سے زائل ہو جائے گی۔ البتہ اگر موت کے بعد کی طرف نسبت کرے اور نہ ہی اس کا قاضی نے فیصلہ دیا ہو۔ تو اس صورت میں واقعہ کی ملکیت زائل ہونے میں فقہاء کا اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرمایا اس صورت میں واقعہ کی ملکیت زائل نہیں ہوتی وہ اس کو بیچ سکتا ہے سہ کر سکتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس میں راشت علی ہو سکتی ہے امام ابو یوسف اور جمہور فقہاء نے کہا اس صورت میں واقعہ کی ملکیت زائل ہو جاتی ہے اس کا بیچنا، سہہ کرنا جائز نہیں اور نہ ہی اس میں راشت جاری ہو سکتی ہے۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وقف شی کو بیچنا، سہہ کرنا جائز نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی وارث ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وقف کرنے سے شی اللہ کی ہو جاتی ہے اور واقعہ کی ملک سے نکل جاتی ہے۔ اخاف کہتے ہیں موقوف واقعہ کی ملکیت نہیں رہتی اور نہ ہی جس پر وقف کیا گیا ہو (موقوف علیہ) کی ملک میں داخل ہوتی ہے۔ لیکن وہ اس کی آمدنی سے نفع حاصل کر سکتا ہے کیونکہ وقف میں اصل شی محبوس ہوتی ہے اور اس کی آمدنی صدقہ ہوتی ہے اور حبس سے محبوس کی ملکیت نہیں ہوتی۔ امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے فرمایا۔ اگر موقوف علیہ ملکیت کا اہل ہو تو موقوف اس کی ملکیت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ امام شافعی کا ایک یہ بھی ہے کہ وہ اللہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

اخاف بھی یہی کہتے ہیں۔ اگر کسی معین شخص پر وقف کیا ہو تو اس کا قبول کرنا ضروری

ہے جیسے وصیت اور سہہ میں قبول کرنا ضروری ہے۔ وقف کا ناظم فقہ

ضرورت وقف سے کھاپی سکتا ہے اور ضرورت زائد اس کے لئے جائز نہیں جبکہ واقعہ نے اس کے لئے کسی شی کو معین نہ کیا ہو اور اگر واقعہ منتظم کے لئے کوئی شی معین کر دے تو وہی کھاپی سکتا ہے وہ بخوری ہو یا بہتی ہو اس سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وقف میں شرطیں لگانا جائز ہے اور خیر کو قوت سے نفع کیا گیا تھا۔ اور مجاہدین اس کے مالک ہو گئے تھے اور اپنے حقوق کے مطابق مالک تھے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا محض وقف و حبس سے واقعہ کی ملک زائل نہیں ہوتی۔ یہی کی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## کتاب الوصایا

وَقَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ كُتِبَ عَلَيْكُمُ إِذَا أَحْضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ أَنْ تَرَكَ خَيْرًا بِالْوَصِيَّةِ لِلْوَالِدَيْنِ إِلَى جَنَفًا جَنَفًا مَيْلًا مُتَجَانِفًا مَائِلٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## کتاب الوصایا

وصایا کا باب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد  
مرد کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی چاہیے،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: تم پر فرض کیا گیا ہے کہ تم میں سے کسی کو موت آئے اگر وہ  
مال چھوڑ جائے تو والدین اور قریبی رشتہ داروں کے لئے بھلائی کے ساتھ وصیت  
کرے یہ منفق لوگوں پر واجب حق ہے۔ جو کوئی یہ سننے کے بعد اس کو تبدیل  
کر دے تو اس کا گناہ صرف ان لوگوں پر ہے جو اس کو تبدیل کرتے ہیں بے شک  
اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ اور جو کوئی وصیت کرنے والے سے کسی طرف میلان

۲۵۵۲ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَارِثِ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِي بُكَيْرٍ ثَنَا زُهَيْرُ  
 بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُعْفِيُّ ثَنَا ابُو اسْحَقَ عَنْ هُرَيْرِ بْنِ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّي  
 اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخِي جُوَيْرِيَةَ بِنْتُ الْحَارِثِ قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهِ دِرْهَمًا وَلَا دِينَارًا وَلَا أَمَةً وَلَا غَنِيًّا إِلَّا بَغْلَةً  
 الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهُ وَأَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً

۲۵۵۱ — شرح : دو راتوں کی حد مقرر نہیں ہے۔ حدیث کا معنی یہ ہے کہ جس چیز میں وصیت  
 کرنا ہو۔ اس کے پاس وصیت لکھی ہوئی چاہیے اور اس کے بغیر تھوڑا سا وقت  
 بھی نہیں گزرنا چاہیے۔ اس حدیث سے ظاہر یہ ہے استدلال کیا کہ وصیت لکھ کر اپنے پاس رکھنا واجب ہے۔ احناف  
 کا مذہب یہ ہے کہ وصیت مستحب ہے کیونکہ یہ اپنے مال میں حق کا اثبات ہے۔ لہذا یہ سبہ کی طرح ہے واجب  
 نہیں۔ باب کی حدیث سے وجوب وصیت پر استدلال صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اس حدیث کے راوی حضرت  
 عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے وصیت نہیں کی تھی اگر وصیت واجب ہوتی تو ابن عمر کا اپنی روایت کے خلاف کرنا محال  
 ہوتا۔ کیونکہ راوی اپنی رائے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہیں کر سکتا اور جب ان سے یہ مروی ہے کہ انھوں  
 نے وصیت نہیں کی تو معلوم ہوا کہ حدیث کی دلالت وجوب کے لئے نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۵۵۲ — ترجمہ : عمر بن حارث جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سالام المؤمنین جویریہ بنت  
 حارث کا بھائی ہے نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے  
 وقت کوئی درہم و دینار چھوڑا اور نہ ہی کوئی غلام، لونڈی اور کوئی شے چھوڑی مگر سفید خچر، ہتھیار اور زمین چھوڑی جس کو  
 صدقہ کر دیا تھا۔

۲۵۵۲ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد خچریں تھیں۔ ۱۔ مقوقس نے آپ کو خچر  
 ہدیہ بھیجی اس کو دلدل کہا جاتا ہے اس کو بغلہ مشہور بھی کہتے ہیں۔  
 ۲۔ بغلہ فضہ، یہ آپ کو فروہ بن عمرو جذامی نے ہدیہ بھیجی تھی۔ پھر آپ نے وہ ابو بکر صدیق کو سبہ کر دی۔  
 ۳۔ بغلہ ایلک، یہ آپ کو ایکہ کے بادشاہ ابن عمار نے بھیجی تھی۔ مسلم نے کہا یہ سفید رنگ کی تھی۔  
 ۴۔ حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے آپ کو ہدیہ بھیجا تھا۔

۵۔ کسری نے آپ کو خچر تذرانہ بھیجی صرف ایلک سفید خچر تھی۔ اہل سیر نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف  
 ایک خچر باقی رہی تھی جس کو دلدل کہا جاتا ہے۔ وہ آپ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس رہی اور ان کے بعد

۲۵۵۴ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زَادَةَ ثنا اسمعيل عن ابن عوف عن  
ابراهيم عن الاسود قال ذكروا عند عائشة ان عليا كان وصيا فقالت  
متي اوصى اليه وقد كنت مسندته الي صدرى اوقالت تجري  
فدعا بالطست فلقد اخنثت في تجري فما شعرت انه قد مات فمتي  
اوصى اليه

مصحفہ میں ہے کہ سوا کوئی شئی نہیں، اس سے اہل تشیع کے زعم فاسد کی واضح تردید ہوتی ہے۔ نیرستہ عالم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین، ہتھیار اور خچروں میں اس طرح وصیت نہیں فرمائی جو لوگ اپنے مال میں وصیت  
کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے فرمایا ”ہماری کوئی وراثت نہیں جو ہم ترکہ چھوڑیں وہ صدقہ ہے“ جب آپ کا ترکہ  
صدقہ ہوا تو اس کے بعد کوئی شئی باقی نہ رہی جس میں مالیت کے اعتبار سے وصیت کی جائے۔ البتہ کتاب اللہ  
پر عمل کرنے کی وصیت فرمائی۔

ترجمہ : ابراہیم نخعی نے اسود سے روایت کی کہ لوگوں نے ام المؤمنین عائشہ  
رضی اللہ عنہا کے پاس ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو کب وصیت فرمائی؟ حالانکہ (تقری  
لمحات حیات میں) میں آپ کو اپنے سینے سے لگایا ہوا تھا یا فرمایا اپنی گود میں تکیہ لگایا تھا۔ آپ نے طشت منگوا یا  
اور میری گود میں آپ زمین کی طرف مائل ہو گئے اور مجھے معلوم نہ ہوا کہ آپ وفات فرما گئے ہیں تو آپ نے وصیت  
کب کی؟

۲۵۵۴ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ اس میں وصیت  
کا حکم ہے اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے معہود وصیت کا انکار  
کیا۔ علامہ قرطبی نے کہا اثناعشریہ نے اس بارے میں احادیث وضع کی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت  
علی کو خلافت کی وصیت کی تھی۔ صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے اہل علم نے ان کی تردید کی ہے۔ اور  
ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا ارشاد کہ آپ نے کب انکو وصیت کی اس کی ایک کڑی ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ ام المؤمنین  
کا انکار تو موت کے وقت عدم وصیت پر دلالت کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس سے پہلے وصیت فرمائی ہو اس کا  
جواب یہ ہے کہ ابھی ابھی ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلافت  
کے متعلق وصیت کا انکار کیا تھا۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

اور تیرے ذریعے بعض لوگ (مسلمان) نفع اٹھائیں اور بعض (کافر) اذیت پائیں گے اس روز سعد بن ابی وقاص صرف ایک لڑکی تھی۔

شرح : زہری اور ان کے ساتھیوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ یہ حجتہ الوداع کا واقعہ ہے اور سفیان بن عیینہ نے کہا یہ مکہ کا واقعہ ہے۔ چنانچہ بخاری نے اپنے اسناد سے مکر کی دوامت کی ہے۔ اور امام بخاری نے تاریخ میں یہ حدیث ذکر کی ہے۔ اگرچہ اس کے الفاظ مختلف ہیں اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ مکہ کا واقعہ ہے۔ حجتہ الوداع کا نہیں مگر یہ تضاد نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ یہ واقعہ دو مرتبہ ہوا ہو۔ ایک دفعہ مکہ میں اور ایک دفعہ حجتہ الوداع میں ہوا ہو۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سعد بن عفراء پر رحم کرے۔

داؤدی نے کہا ابن عفراء غیر محفوظ ہے۔ دمیاطی نے کہا یہ وہم ہے اور معروف سعد بن خولہ ہے۔ امام نسائی نے بھی سعد بن خولہ ذکر کیا ہے۔ لیکن یہ تضاد نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ سعد کی والدہ کے دو نام خولہ اور عفراء ہوں یا ایک نام اور دوسرا اس کا لقب ہو یا ایک اس کی ماں کا نام اور دوسرا اس کی دادی کا نام ہو۔ حدیث میں اس امر کی تصریح ہے کہ اس وقت حضرت سعد بن ابی وقاص کی صرف ایک لڑکی تھی۔ لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وارثوں کو ذکر کیا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ سعد زندہ رہیں گے اور مذکورہ لڑکی کے سوا ان کی اور اولاد ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس واقعہ کے بعد وہ چالیس برس سے زیادہ زندہ رہے اور ان کے چار صاحبزادے اور بارہ صاحبزادیاں پیدا ہوئیں اور انھوں نے اس مدت میں بہت فتوحات حاصل کیں چنانچہ قادیسیہ وغیرہ کو انھوں نے فتح کیا تھا اور حسب ارشاد مہتابت واقعات رونما ہوئے اور وہ اس مدت میں معجزات رسالت کا مظہر بننے کے بعد حجتہ الوداع کے اڑتالیس سال بعد اٹھاون ہجری میں فوت ہوئے ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاکم وقت کو رعایا کی باریک بینی کرنی چاہیے اور ان کے لئے طول عمر کی دعا کرنی چاہیے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قریبی رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا چاہیے اور نیک کاموں میں روپیہ خرچ کرنا چاہیے۔ کیونکہ جب مباح کام میں طاعت مقصود ہو تو وہ طاعت ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بیوی کے منہ میں لقمہ دینا غالباً اس کے ساتھ خوش طبعی کے وقت ہوتا ہے مگر اس کے باوجود شوہر کو ثواب ملتا ہے جبکہ اس کا قصد صحیح ہے۔

نیز معلوم ہوتا ہے کہ وصیت ایک تہائی سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے اگر کسی نے زیادہ کر دی تو نافذ نہ ہوگی جبکہ اس کے وارث ہوں اور اگر اس کے وارث نہ ہوں تو تہائی سے زائد وصیت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

۲۵۵۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ شَازِگَرِیَاؤُ بْنُ عَدِی  
 ثَنَا مَرْوَانُ عَنْ هَاشِمِ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَرَّضْتُ  
 فَعَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَدْعُ اللَّهَ أَنْ لَا يُرَدِّي مُنِي  
 عَلَى عَقْبِي قَالَ لَعَلَّ اللَّهَ يَرْفَعُكَ وَيَنْفَعُ بِكَ نَاسًا قُلْتُ أُرِيدُ أَنْ أُوصِيَ  
 وَأَتَمَّ إِلَى ابْنَةٍ فَقُلْتُ أُوصِي بِالنِّصْفِ قُلَّ النِّصْفُ كَثِيرٌ قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ  
 أَوْ كَبِيرٌ قَالَ فَأَوْصِيَ النَّاسُ بِالثُّلُثِ فَجَازَ ذَلِكَ لَهُمْ  
 بَاب — قَوْلِ الْمُوصِي لَوَصِيَّهِ تَعَاهُدًا وَلَدِي وَمَا يَجُوزُ لِلْوَصِيِّ مِنَ الدَّعْوَى

سوس اور عشر وغیرہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود، عبید، مسروق اور اسحاق رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ایک تہائی  
 مال سے زائد کی وصیت جائز ہے جبکہ وارث نہ ہوں۔ جبکہ امام مالک، شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم  
 جائز نہیں کہتے ہیں۔

ترجمہ : عامر بن سعد نے اپنے باپ سے روایت کی ”رضی اللہ عنہ“

۲۵۵۷ —

کہ انھوں نے کہا میں بیمار ہو گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری  
 عیادت کی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ، اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے میری ایڑی کے بل مجھے واپس نہ کرے  
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً اللہ تمہاری عمر لمبی کرے گا اور تمہارے ذریعہ بعض لوگوں کو نفع پہنچے گا۔ میں نے  
 عرض کیا میرا ارادہ وصیت کرنے کا ہے۔ اور میری صرف ایک ہی بیٹی ہے کیا میں آدھے مال کی وصیت کر دوں؟  
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نصف مال زیادہ ہے۔ میں نے عرض کیا تھائی مال کی وصیت کر دوں؟  
 آپ نے فرمایا تھائی بھی زیادہ ہے یا بڑا ہے۔ انھوں نے کہا لوگوں نے تھائی مال کی وصیت کی اور  
 یہ ان کے لئے جائز تھا۔

اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں لعل تحقیق کے لئے آتا ہے (مجمع البحار)۔ اس سے  
 پہلے حدیث میں اس حدیث کی شرح ہو چکی ہے۔

باب مؤصی کا اپنے وصی سے کہنا میرے بچہ کی  
 حفاظت کر اور وصی جو دعویٰ کر سکتا ہے“

**بابُ إِذَا أَوْمَأَ الْمَرِيضُ بِرَأْسِهِ إِشَارَةً بَلَيَّةً حَازَتْ**  
**۲۵۵۹ — حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ أَبِي عِبَادٍ شَاهِدًا عَنْ قَتَادَةَ**  
**عَنْ أَنَسٍ أَنَّ يَهُودِيًّا رَضِيَ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ شَجَرَتَيْنِ فَقَتَلَ لَهَا مِنْ**  
**فَعَلٍ بِكَ أَفْلَانٌ أَوْ فُلَانٌ حَتَّى سَمِيَ الْيَهُودِيُّ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا فَجَنَى**  
**بِهِ فَلَمْ يَزَلْ حَتَّى اعْتَرَفَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوُضَّ رَأْسُهُ**  
**بِالْحِجَارَةِ**

**بَابُ لَا وَصِيَّةَ لَوَارِثٍ**  
**۲۵۶۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ وَرْقَاءَ عَنِ ابْنِ أَبِي بَحْشِبٍ**  
**عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ وَكَانَتْ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدِ**  
**فَنَسَخَ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ مَا أَحَبَّ فَجَعَلَ لِلدَّكْرِ مِثْلَ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ وَجَعَلَ**  
**لِلْأَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسَ وَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الثَّمَنَ وَالرُّبْعَ وَلِلزَّوْجِ**  
**الشُّطْرَ وَالرُّبْعَ**

**باب — مریض اگر سر سے واضح اشارہ کرے تو جائز ہے**

**۲۵۵۹ — ترجمہ :** حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا۔ اس سے کہا گیا یہ فعل تیرے ساتھ کس نے کیا ہے؟ کیا فلاں شخص یا فلاں شخص نے کیا ہے؟ حتیٰ کہ یہودی کا نام پیا گیا تو اس لڑکی نے سر سے اشارہ کیا تو اس یہودی کو لایا گیا اور اس سے پوچھ گچھ کی گئی تو اس نے اقرار کر لیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور اس کا سر پتھروں سے کچل دیا گیا (حدیث ۲۵۵۳ کی شرح کا مطالعہ کریں)

**باب وارث کے لئے وصیت نہیں**

**۲۵۶۰ — ترجمہ :** ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مال اولاد کے لئے تھا۔ اور والدین کے لئے

## بَابُ الصَّدَقَةِ عِنْدَ الْمَوْتِ

۲۵۶۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ثَنَا أَبُو أَسَامَةَ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ حَرِيصٌ تَأْمُلُ الْغَنَى وَتَخْشَى الْفَقْرَ وَلَا تَهْلُ حَتَّى إِذَا بَلَغْتَ الْحُلُقُمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دِينٍ وَيُذَكِّرُ أَنَّ شَرِيحًا وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَطَاوَسًا وَعَطَاءُ وَابْنُ نَيْفَةَ

## باب۔ وفات کے وقت صدقہ کرنا

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! کونسا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا تم صدقہ کرو حالانکہ تم تندرست ہو مال میں حرص کرتے ہو اور مالدار کے اُمیدوار ہو اور فقر سے ڈرتے ہو (ان حالات میں صدقہ کرنا افضل ہے) اور (یہاں تک) مہلت نہ دو حتیٰ کہ جب روح حلق تک پہنچے تو کہے فلاں کے لئے اتنا مال ہے اور فلاں کے لئے اتنا مال ہے حالانکہ مال فلاں کے لئے ہو چکا ہے۔

شرح: علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ پہلا اور دوسرا فلاں موصیٰ لہ ہے۔ اور آخری فلاں وارث ہے۔ کیونکہ وہ اگر چاہے تو اس کو باطل کر دے اور اگر چاہے تو جائز کر دے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ”قَدْ كَانَ لِفُلَانٍ“ وارث ہے۔ دوسرا فلاں مورت اور تیسرا فلاں موصیٰ لہ ہے۔

باب ای الصدقہ افضل کی حدیث ۲۹۸-۲۹ کی شرح کا مطالعہ کریں

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد بعد اس وصیت کے جو کر گیا اور دین کے

بعض لوگوں نے کہا مریض کا اقرار جائز نہیں کیونکہ اس میں وارثوں کو بدگمانی ہوگی۔ پھر استحسنائاً کہا کہ مریض کا امانت، بضاعت اور مضاربت کا اقرار کرنا جائز ہے۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدگمانی سے بچو۔ کیونکہ یہ جھوٹی بات ہے اور مسلمانوں کا مال لینا حلال نہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی علامت ہے کہ اگر اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت رکھنے والوں کی امانت ادا کرو اس میں وارث اور غیر وارث کو خاص نہیں کیا۔ اس کے متعلق عبد اللہ بن عمرو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

**مشرح :** اس باب سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ مریض کسی کے لئے دین کا مطلقاً اقرار کر سکتا ہے۔ مُقَرَّرٌ وراثت ہو یا اجنبی شخص ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وصیت اور دین (قرض) دونوں کو میراث پر مقدم کیا اور ان میں فرق نہ کیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ”لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ“ سے وصیت تو خارج ہوگئی اور دین کا اقرار اپنے حال پر باقی رہا لہذا دین کا اقرار کر سکتا ہے۔ لیکن احناف کہتے ہیں کہ مذکور حدیث کے باعث وارث کے لئے وصیت نہیں کر سکتے اسی طرح وارث کے لئے قرض کا اقرار بھی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”وَلَا إِقْرَازَ لِهَذَا دِينٍ“ یعنی وارث کے لئے دین کا اقرار نہ کرے۔ لہذا امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا احناف پر رد غیر مفہوم ہے۔

قَوْلُهُ وَيُذَكَّرُ أَنَّ شَرِيحًا آه یعنی مریض نے جب بحالت مرض وارث کے لئے دین کا اقرار کیا تو تو اگر اس پر دلیل قائم ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں اور اگر وارث کے لئے اقرار کیا تو جائز ہے۔ لیکن اس کے اسناد میں جابر جعفی ہے اور وہ ضعیف ہے۔ ایسے ہی طاؤس کے اثر کے اسناد میں لیث بن سلیم ہے وہ بھی ضعیف ہے۔ چونکہ ان آثار کے اسانید میں ضعف ہے اس لئے امام بخاری نے ”يُذَكَّرُ“ مریض کا صیغہ ذکر کیا ہے اور ان کی صحت کا یقین نہیں کیا۔ قَوْلُهُ قَالَ الْحَسَنُ آه اس کا مقصد یہ ہے کہ مرض موت میں مریض کے اقرار کی تصدیق کرنا لائق تر ہے اور اس کو نافذ کیا جائے کیونکہ یہ دن اس کی زندگی کا آخری دن ہے۔ قَوْلُهُ قَالَ أَبُو هَمِيمٍ آه یعنی اگر مریض وارث کو دین سے بری کر دے تو وہ بری ہو جائے گا۔ قَوْلُهُ وَادْعِي رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ آه یعنی عورت سے اس کے شوہر کی موت کے بعد کوئی شئی نہ لی جائے کیونکہ گھر میں جو کچھ ہے وہ عورت کے لئے ہے اگرچہ شوہر نے اس کے لئے کوئی گواہ قائم نہ کیا ہو۔ گواہ بنانے اور اقرار کی ضرورت تو اس وقت محسوس ہوتی ہے جبکہ یہ معلوم ہو جائے کہ اس نے فقیر عورت سے نکاح کیا تھا اور اس کے گھر میں جو کچھ ہے وہ مردوں کا سامان ہے عورتوں کو اس سامان سے کوئی تعلق نہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا یہی مسلک ہے۔

۲۵۶۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيعِ ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ  
ثَنَا نَافِعُ بْنُ مَالِكٍ بْنُ أَبِي عَامِرٍ أَبُو سَهْلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا أَوْثَمَنَ خَانَ  
وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ۔ بَابُ تَأْوِيلِ قَوْلِهِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةِ يُوصِي بِهَا

ہیں اور یہ بھی کہتے کہ مریض وارث کے لئے اقرار نہیں کر سکتا کیونکہ اس میں بدگمانی پائی جاتی ہے۔ مذکور بالا تقریر سے واضح ہو گیا کہ تناقض نہیں اور حنفیہ کو ہدف تنقید بنانا درست نہیں بلکہ دیگر فقہاء بھی اس میں شامل ہیں۔  
قوله لَا يَحِلُّ الخ اس سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ جس طرح وارث کے لئے امانت کا اقرار جائز ہے۔ دین (قرض) کا اقرار بھی جائز ہے۔ کیونکہ مریض پر ترک خیانت واجب ہے اسی طرح اقتدار بھی واجب ہے۔ اور دونوں وجوب میں فرق نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ درست ہے کہ ترک خیانت واجب ہے لیکن یہ قرض کے اقرار کا وجوب غیر مسلم ہے۔ البتہ وہاں اقرار واجب ہے جہاں تہمت کا مقام نہ ہو اور نہ ہی کسی غیر کو اذیت پہنچتی ہو۔ جیسے مریض کسی اجنبی شخص کے لئے اقرار کرے تو جائز ہے اور وارث کے لئے اقتدار کرنے میں تہمت کا خطرہ ہے اور باقی دوسرے وارثوں کو اذیت بھی پہنچتی ہے۔ لہذا قرض کے اقرار کو امانت کے اقرار پر قیاس کرنا لا حاصل ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں وہ جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے جب اس کو امانت دی جائے تو اس میں خیانت کرتا ہے اور جب وہ وعدہ کرتا ہے تو اس کا خلاف کرتا ہے!

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”جو وصیت تم کر جاؤ اور دین نکال کر“ کی تاویل —

اور ذکر کیا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصیت سے پہلے قرض ادا کرنے کا فیصلہ کیا، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد اللہ تم کو حکم کرتا ہے کہ لوگوں کی امانتیں ان کے سپرد کرو، پس امانت کا اداء کرنا نفلی وصیت سے زیادہ حق دار ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم



## بَابُ هَلْ يَدْخُلُ النِّسَاءُ وَالْوَلَدُ فِي الْأَقَارِبِ

۲۵۶۶ — حَدَّثَنَا أَبُو أَيْمَانَ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَنْزَلَ اللَّهُ وَأَنْذَرُ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَوْ كَلِمَةً مَخَوَهَا اسْتَرَوْا أَنْفُسَكُمْ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ مَنَاةٍ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَيَا صَفِيَّةَ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ لَا أُغْنِي عَنِّي مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِّينِي مَا شِئْتُ مِنْ مَالِي لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا تَابَعَهُ أَصْبَغُ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ

ماموں ہوں تو وصیت چچوں کی طرف جائے گی اور اگر ایک چچا اور دو ماموں ہوں تو چچا کو نصف اور دونوں ماموں کو نصف دیا جائے گا۔ (یعنی)

ترجمہ : اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے روایت ہے کہ انھوں نے انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ سے فرمایا۔ مجھے یہ پسند ہے کہ اسے تو قریبی رشتہ داروں کو دے ابو طلحہ نے کہا یا رسول اللہ! میں کرتا ہوں اور اس کو ابو طلحہ نے اپنے اقرباء میں تقسیم کر دیا جو ان کے چچا کے بیٹے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ”وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ“ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے قریش کی جماعت“

رَبَابُ الزَّكَاةِ عَلَى الْأَقَارِبِ كِي حَدِيثِ ۱۳۷۸ کی شرح دیکھیں

## بَابُ — کیا عورتیں اور اولاد قریبی رشتہ داروں میں داخل ہے

ترجمہ : زہری نے کہا مجھ سے سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

**بَابٌ هَلْ يَنْتَفِعُ الْوَاقِفُ بِوَقْفِهِ وَقَدْ اشْتَرَطَ عَمْرٌ**  
**لَوْ جُنَّاحَ عَلَيَّ مَنْ وَلِيَهُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا وَقَدْ بَلَغَ الْوَاقِفُ وَغَيْرُهُ وَ**  
**كَذَلِكَ كُلُّ مَنْ جَعَلَ بَدَنَهُ أَوْ شَيْئًا لِلَّهِ فَلَهُ أَنْ يَنْتَفِعَ بِهَا كَمَا**  
**يَنْتَفِعُ بِهِ غَيْرُهُ وَإِنْ لَمْ يَشْرُطْ**

مَنْ ذَكَرُوا أُنْثَى، ماں کی اولاد بھی باپ کی اولاد سی ہے چنانچہ قرآن کریم میں ہے ”وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ“، الخ اس میں اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی اولاد میں داخل کیا حالانکہ وہ آپ کی بیٹی کی بیٹی کے لڑکے ہیں۔

اس حدیث سے بعض لوگ استدلال کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت میں اللہ کی طرف سے کوئی مدافعت نہیں کریں گے اور نہ ہی کسی کو نفع دیں گے (معاذ اللہ) مگر یہ استدلال کمرہ تر ہی نہیں بلکہ اطل ہے کیونکہ یہ واقعہ مکہ مکرمہ کا ہے جبکہ آپ کے اقارب اکثر کافر تھے۔ تو آپ کے ارشاد مطلب یہ ہے کہ لے کافرو اگر تم اسی حال میں مر گئے تو یقیناً تمہاری شفاعت نہیں کر سکو گے کیونکہ کافروں کو دوزخ سے نکالنے کی شفاعت نہ ہوگی۔ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ اے فاطمہ میرے اختیار والی شئی کا مجھ سے سوال کرو اور وہ ایمان پر خاتمہ ہونے کی صورت بے شمار انعامات سے سرفراز ہونا ہے۔ اور اس میں کافروں کے لئے تالیف بھی ہے۔ تاکہ وہ یہ خیال کریں کہ اللہ سے ڈرانے میں صرف اپنی کو خاص نہیں کیا بلکہ آپ کا انداز سب کو شامل ہے اور یہ مسلم امر ہے کہ قیامت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے اور قرآن کریم میں شفاعت کا واضح ثبوت ملتا ہے۔ لہذا مذکور استدلال ناقابل التفات ہے۔ واللہ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

**باب۔ کیا واقف اپنے وقف سے فائدہ اٹھا سکتا ہے؟**

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ شرط کی کہ وقف کے متولی پر کوئی حرج نہیں کہ اس سے کھائے پیئے اور کبھی واقف اور غیر واقف اس کے متولی ہوتے ہیں۔ ایسے ہی جس نے بدنہ (اونٹ، گائے) یا کوئی اور شئی اللہ کے لئے کی تو وہ اس سے نفع لے سکتا ہے جیسے اس کا غیر نفع لے سکتا ہے۔ اگرچہ واقف یہ شرط نہ کرے۔

شرح : (حدیث عنہ ۱۵۵) کی شرح دیکھیں۔ وہاں اس مسئلہ کی تفصیل بیان کر دی ہے)

بَابُ إِذَا قَالَ دَارِي صَدَقَهُ لِلَّهِ وَلَمْ يُبَيِّنْ لِلْفُقَرَاءِ أَوْ غَيْرِهِمْ  
فَهُوَ جَائِزٌ وَيَضَعُهَا فِي الْأَقْرَبِينَ أَوْ حَيْثُ أَرَادَ  
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَلْحَةَ حِينَ قَالَ أَحَبُّ أَمْوَالِي  
إِلَيَّ بَيْرُحَى وَأَنْهَا صَدَقَهُ لِلَّهِ فَأَجَازَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ وَ  
قَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَجُوزُ حَتَّى يُبَيِّنَ لِمَنْ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ

کیونکہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وقف کیا اور فرمایا جو کوئی اس کا متولی ہو اس کا  
اس سے کھانے میں کوئی حرج نہیں اور یہ تخصیص نہ کی کہ اس کا متولی عمر ہوں گے یا  
کوئی اور متولی ہوگا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ سے فرمایا مجھے یہ پسند ہے  
کہ اس کو اقارب کے لئے کر دو انھوں نے کہا میں کرتا ہوں اور اسے اپنے اقارب اور  
اپنے چچا کی اولاد میں تقسیم کر دیا۔

شرح : یعنی اگر کوئی شخص وقف کرے اور اس کو اپنے غیر کے حوالہ نہ کرے اور اس کو  
اپنے قبضہ سے باہر نہ کرے تو وقف صحیح ہے۔ کسی اور کے قبضہ میں دینا شرط نہیں۔ کیونکہ ساداتنا عمر فاروق  
علی المرتضیٰ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہم نے وقف کئے اور ان کو اپنے ماتحتوں میں رکھا اور ان کا نفع غریبوں  
میں تقسیم کرتے تھے۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو طلحہ کو فرمانا کہ اس کو اقرباء میں کر دیں اس بات کی دلیل  
ہے وقف کی صحت کے لئے قبض شرط نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

باب۔ اگر کہے میرا مکان اللہ کے لئے صدقہ ہے اور فقراء وغیرہم  
کی تصریح نہ کی تو جائز ہے اور اسے اقارب میں یا جہاں  
چاہے صرف کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ سے فرمایا جبکہ اُس نے کہا میرا  
پسندیدہ مال بیرحاء ہے اور وہ صدقہ ہے تو اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز

تھا۔ کیا اگر میں کوئی شئی اس کی طرف سے صدقہ کروں تو وہ اس کو نفع دے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں (ضرور نفع دے گی) سعد نے کہا (یا رسول اللہ) میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا باغ اس کے لئے صدقہ ہے۔

شرح : جب باغ کے چاروں طرف دیوار ہو تو اس کو حائط کہا جاتا ہے اس کی جمع حوائط ہے۔ اور حدیث میں مذکور ”مخزاف“، عطف بیان

۲۵۶۹

ہے۔ اس کا معنی بھی باغ ہے۔ لیکن ابن اثیر نے کہا کھجوروں اور رطب (ترکھجوریں) پر مخزاف بولا جاتا ہے۔ علامہ خطابی نے کہا ”مخزاف“ پھل ہے اس کو مخزاف اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کا پھل چٹا جاتا ہے۔ بعض علما نے کہا ”مخزاف“ درخت ہے۔ الحاصل مخزاف ”سعد بن عبادہ کے باغ کا نام ہے۔ وہ انصار کے سردار تھے۔ اور قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے ان کی والدہ کا نام عمرہ بنت مسعود ہے۔ وہ مسلمان ہو گئی تھی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور پانچ ہجری میں فوت ہو گئی جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دو مہینہ قبل کے غزوہ میں مصروف تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کی طرف سے اگر صدقہ کیا جائے تو اس کو صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے اور اس کو نفع دیتا ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَنْ لِّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَآ سَعٰی“ کو اس حدیث نے خاص کر دیا۔ آیت اپنے عموم پر نہیں یعنی اس آیت کے مفہوم کا مصداق کافر ہے۔ اس کو صدقہ کا ثواب نہیں پہنچتا۔ ابو داؤد نے کتاب الوصیت میں ابو زاعی سے روایت ذکر کی کہ عاص بن وائل نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے ایک سو غلام آزاد کیا جائے اس کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کر دیئے اور اس کے دوسرے بیٹے عمرو نے جب بھتی پچاس غلام آزاد کئے چاہیے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور واقعہ عرض کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہوتا اور تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے اور صدقہ خیرات کرتے یا اس کی طرف سے جج کرتے تو وہ اس کو پہنچتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اموات کو صدقات کا ثواب پہنچتا ہے۔ البتہ کافر کو ثواب نہیں پہنچتا اور قرآن کی مذکورہ آیت کریمہ کا محمل بھی کافر انسان ہے۔ نیز ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری والدہ اچانک فوت ہو گئی ہے۔ اگر وہ اچانک فوت نہ ہوتی تو صدقات و خیرات کرتی۔ کیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اس کے لئے کافی ہوگا اور اس کو نفع دے گا آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ اس کی طرف سے صدقہ کرو (ابو داؤد) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب انسان فوت ہو جائے تو تین اشیاء کے سوا اس کا ہر عمل ختم ہو جاتا ہے۔ ایک صدقہ جاریہ، دوسرے تعلیم دین اور تیسرا نیک لڑکا جو اس کے لئے دعاء کرے (ابو داؤد) ان کا ثواب بدستور میت کو پہنچتا رہتا ہے۔ نیز حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! سعد کی ماں فوت ہو گئی ہے۔ اس کے لئے کونسا صدقہ

مسجد عشار میں دو یا چار رکعتیں پڑھے اور کہے یہ ابوہریرہ کے لئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ عبادات مال اور بدنہ کا ثواب اموات کو پہنچتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

## باب — اگر اپنا بعض مال یا غلام یا اپنے جانور صدقہ یا وقف کر دے تو جائز ہے۔

ترجمہ : عبد الرحمن بن عبد اللہ بن کعب رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن کعب نے کہا میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ

سے سنا کہ اُنھوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری توبہ کا اتمام یہ ہے کہ میں اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر قربان کر کے دست بردار ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا کچھ مال روک رکھو یہ تیرے لئے اچھا رہے گا میں نے عرض کیا میں وہ حصہ روک رکھتا ہوں جو خیر میں ہے۔

مشرح : اگر کسی نے اپنا کچھ مال صدقہ کر دیا تو بلا اختلاف جائز ہے اور اگر اپنا سارا مال بھی صدقہ کر دے تو جائز ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے

کہا امام مالک، علماء کوفہ، امام شافعی اور اکثر علماء نے کہا کہ تندرست آدمی اپنی صحت کے زمانہ میں اگر سارا مال صدقہ کر دے تو جائز ہے۔ لیکن اچھا یہ ہے کہ اپنے گزارے کے لئے کچھ مال رکھ لے۔ تاکہ دنیاوی آفات فقر اور غربت وغیرہ سے محفوظ رہے۔ اور بسا اوقات یوں ہوتا ہے کہ انسان کی عمر طویل ہوتی ہے اور اس وقت ممکن ہے کہ آخر عمر میں بینائی جاتی رہے یا کمزور تر ہو جائے یا کوئی اور خطرناک مرض لاحق ہو جائے جس کے باعث وہ کاروبار بدستور قائم نہ رکھ سکے تو اپنے پاس مال نہ ہونے سے سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا اپنا بعض مال روک رکھو! تمہارے لئے بہتر رہے گا اور ان کو افضل شئی کی ترغیب دلائی۔ ابن تین نے کہا امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر کسی کا کاروبار اس قسم کا ہو کہ اس کی بخیر کی حالت میں اس کو پریشان ہونا نہیں پڑتا تو سارا مال صدقہ کر دینا جائز ہے ورنہ نہیں۔ اور اگر بعض مال وقف کر دیا تو یہ وقف مشاع (مشترک غیر ممتاز) ہے امام مالک ابو یوسف اور امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک جائز ہے کیونکہ ان کے مذہب میں قبض شرط نہیں۔ البتہ امام محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وقف مشاع جو تقسیم کے قابل ہو جائز نہیں کیونکہ ان کے نزدیک قبض شرط ہے۔ اور غلام کا کچھ حصہ وقف کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ یہ مشاع ہے اور اس کا حکم اوپر ذکر ہو چکا ہے اور دوسرے یہ کہ منقول شئی کا وقف ہے لہذا امام مالک، ابو یوسف اور شافعی کے مذہب کے مطابق جائز ہے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس کو جائز کہتے ہیں کیونکہ یہ لوگوں میں عام ہوتا رہتا

## باب — جس نے اپنا صدقہ وکیل کے حوالہ کیا پھر وکیل

نے صدقہ کرنے والے کو واپس کر دیا ،

اسماعیل نے کہا ہم کو عبد العزیز بن عبد اللہ بن ابی سلمہ نے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے روایت کی میرے علم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ”لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ“، تو ابو طلحہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے ”لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ“ اور میرا محبوب مال جو مجھے بہت پسند ہے وہ بَیْرَحَاء ہے۔ انھوں نے کہا وہ باغ تھا جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جایا کرتے تھے اور وہاں سایہ میں بیٹھا کرتے تھے اور اس کا پانی پیتے تھے (ابو طلحہ نے کہا) یہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے میں اس کے ثواب اور ذخیرہ کی امید کرتا ہوں۔ یا رسول اللہ آپ اسے رکھ لیں جہاں مناسب خیال فرمائیں اسے خرچ کریں۔ انس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واہ واثاباشس یہ تو مفید مال ہے ہم اس کو تم سے قبول کرتے ہیں اور تمہیں واپس کرتے ہیں اس کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دو تو ابو طلحہ نے اپنے ذی رحم لوگوں کو وہ تقسیم کر دیا۔ ان میں سے ابی اور حسان بن ثابت تھے۔ انس نے لہا حسان نے اس میں سے اپنا حصہ امیر معاویہ کے پاس فروخت کر دیا ان سے کہا گیا کیا تم ابو طلحہ کا صدقہ کردہ مال بیچتے ہو حسان نے کہا کیا میں کھجور کا ایک صاع درابم کے ایک صاع سے نہ فروخت کروں؟ انس نے کہا وہ باغ بنی حذیلہ کے محل

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ تُؤْتَى فُجَاءَةً أَنْ يَتَصَدَّقَ قَوْلًا عَنْهُ  
 وَقَضَاءِ الشُّدُورِ عَنِ الْمَيِّتِ  
 ۲۵۷۲ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ  
 أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّي  
 أَفْتَلَتَتْ نَفْسَهَا وَأَرَاهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقْتُ أَفَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا قَالَ  
 نَعَمْ تَصَدَّقْ عَنْهَا

دوسرے وہ لوگ جو وارث نہیں جیسے یتیم کا ولی، پہلی قسم والے لوگ موجودین کو دیتے ہیں ان کا اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا ”فَارْزُقُوهُمْ“ کہ ان کو دو اور دوسرے وہ لوگ جو دیتے نہیں کیونکہ ترکہ میں ان کا کوئی حصہ ہی نہیں جو وہ کسی کو دیں۔ بلکہ وہ اچھی بات ہے۔ ان لوگوں کے متعلق خطاب فرمایا کہ قُولُوا لَهُمْ، یعنی ان کو اچھی بات کہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مقصد یہ ہے کہ تقسیم کے طور پر یہ دو خطاب ہیں۔ علامہ زرخشری نے کہا خطاب صرف وارثوں کو ہے کہ وہ دو کام کریں ایک یہ کہ ان کو کچھ دیں اور دوسرا یہ کہ مال کم ہونے کے باعث ان سے معذرت کر دیں (کرمانی) اہل علم کا اس آیت میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض اس کو محکم کہتے ہیں اور یہ منسوخ نہیں چنانچہ حسن بصری، مجاہد ابراہیم۔ ابن سیرین اور عطاء بن رباح رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ واجبہ ہے اور نہ ہری نے کہا یہ آیت محکمہ ہے۔ اہل علم کی ایک جماعت نے کہا کہ یہ آیت کریمہ منسوخ ہے۔ میراث کے مشروع ہونے سے پہلے یہ طریقہ تھا کہ جو کوئی مال چھوڑ جاتا اور وارثوں میں اس کا ترکہ تقسیم کرنے کے وقت یتامی، فقراء، مساکین اور قریبی رشتہ دار آجاتے تو ان کو بھی ترکہ سے کچھ دیا جاتا اگرچہ اس کی مقدار معین نہ تھی لیکن جب میراث مشروع ہوئی تو یہ آیت منسوخ ہو گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حصہ اور حق دیا اور قریبی رشتہ کے لئے صرف وصیت رہ گئی کہ مرتے وقت ان کے لئے کچھ وصیت کر دے۔ جمہور علماء ائمہ اربعہ اور ان کے تلامذہ کا مسلک یہی ہے۔ الحاصل جو علماء اس آیت کو محکم کہتے ہیں اور اس کو منسوخ نہیں کہتے ان کے نزدیک ”قول معروف“ سے مراد یہ ہے کہ ان سے کہے اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت دے اور جو علماء اس کو منسوخ کہتے ہیں ان کے نزدیک ”قول معروف“ سے مراد یہ ہے کہ یہ یتیموں کا مال ہے میرا اس میں کوئی حق نہیں اور نہ ہی میں اس کا مالک ہوں لہذا یہ مال میت کی اولاد کا ہے۔ اس میں سے میں کچھ دینے کا مجاز نہیں ہوں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

## بَابُ الْإِشْهَادِ فِي الْوَقْفِ وَالصَّدَقَةِ وَالْوَصِيَّةِ

۲۵۷۴ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْلَى أَنَّهُ سَمِعَ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَنبَأَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عْبَادَةَ أَخَابَنِي سَاعِدَةَ تُوِفِّيَتْ أُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا فَاتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمَّيْ تُوِفِّيَتْ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا فَهَلْ يَنْفَعُهَا شَيْءٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنِّي أَشْهَدُكَ أَنَّ حَائِطِي الْمَخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا

کرتی ہیں کہ اموات کو صدقات کا ثواب پہنچتا ہے۔ اور یہ آیت کریمہ کہ ”أَنْ لِّیْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى“ مخصوص ہے یعنی کافر انسان کے لئے وہی کچھ ہے جو وہ دنیا میں عمل کر گیا ہو۔ اگر اس کے وارث اس کی طرف سے صدقہ کریں تو اس کو فائدہ نہ پہنچے گا۔ اگر میت کی طرف سے غلام آزاد کر دیا جائے تو اس کا ثواب اسے پہنچے گا۔ چنانچہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں فوت ہو گئی ہے کیا اگر میں اس کی طرف سے غلام آزاد کروں تو اس کو ثواب پہنچے گا آپ نے فرمایا ہاں پہنچے گا۔ نیز ابو داؤد میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”أَنْتَ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَأَعْتَقْتُمُ عَنْهُ أَوْ تَصَدَّقْتُمُ عَنْهُ أَوْ حَجَّحْتُمُ عَنْهُ بَلَغَهُ ذَلِكَ“، یعنی اگر تمہارا باپ مسلمان ہوتا اور تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقات و خیرات کرتے یا اس کی طرف سے حج کرتے تو اس کو ان کا ثواب پہنچتا، معلوم ہوا غلام آزاد کرنے کا ثواب میت کو پہنچتا ہے؟ بشرطیکہ وہ مسلمان صحیح العقیدہ ہو۔ نیز ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی طرف سے غلام آزاد کیا تھا جبکہ وہ فوت ہو گئے تھے اور انھوں نے یہ وصیت بھی نہیں کی تھی۔ اہم شافعی رضی اللہ عنہ کا مسلک بھی یہی ہے۔ اسی طرح قرأتِ قرآن اور اداء و وظائف کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے۔ مزید تفصیل حدیث ۲۵۶۹ کی شرح میں دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

## بَابُ — وَقْفِ اَوْرِصَدَتِہِ مِیں گواہ مقرر کرنا

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام عکرمہ نے کہا کہ ہم کو ابن عباس نے خبر دی کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہم بنی ساعدہ کے بھائی

۲۵۷۴ —

فِي الْيَتَامَىٰ فَاتَّخِذُوا مَاطَابَ لَكُمْ قَالَتْ عَائِشَةُ هِيَ الْيَتِيمَةُ فِي حُجْرٍ وَلَيْتَهَا فَيَرْغَبُ  
 فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيدُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِأَذَىٰ مِنْ سُنَّةِ نِسَائِهَا فَهَوَّاهُنَّ عَنْ نِكَاحِهَا  
 إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَأَمَرُوا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ  
 مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ بَعْدَ فَاتْرَلِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ  
 فِيهِمْ قَالَتْ فَبَيَّنَ اللَّهُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ أَنَّ الْيَتِيمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ  
 أَوْ مَالٍ رَغِبُوا فِي نِكَاحِهَا وَلَمْ يَلْحَقُوا بِسُنَّتِهَا بِإِكْمَالِ الصَّدَاقِ فَإِذَا كَانَتْ  
 مَرْغُوبًا عَنْهَا فِي قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكُوهَا وَاتَّمَسُوا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ  
 فَكَمَا يَتْرَكُونَهَا حِينَ يَرْغَبُونَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكَحُوهَا إِذَا رَغِبُوا فِيهَا إِلَّا  
 أَنْ يُقْسِطُوا لَهَا الْأَوْفَىٰ مِنَ الصَّدَاقِ وَيُعْطُوهَا حَقَّهَا

کہا عروہ بن زبیر بیان کرتے تھے کہ انہوں نے کہا عروہ بن زبیر بیان کرتے تھے کہ انہوں نے ام المؤمنین  
 عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا (وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تَقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَاتَّخِذُوا مَاطَابَ لَكُمْ مِنَ  
 النِّسَاءِ) عروہ نے کہا وہ یتیم لڑکی ہے جو اپنے دلی پرورش میں ہوتی اور وہ اس کے حسن و جمال اور  
 اس کے مال میں رغبت کرتا اور اس کی یہ خواہش ہوتی کہ عورتوں کے مہر سے کم مہر کے عوض اس سے نکاح  
 کر لے اس لئے ان کو ان سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا مگر یہ کہ مہر پورا کرنے میں ان سے انصاف کریں اور  
 ان کو حکم دیا گیا کہ ان کے علاوہ دوسری عورتوں سے نکاح کریں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر لوگوں  
 نے اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لوگ آپ سے  
 عورتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرمادیں اللہ ان کے بارے میں تمہیں جواب دیتا ہے، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا  
 نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں بیان کیا کہ یتیم لڑکی جب خوبصورت اور مال دار ہوتی تو وہ اس سے نکاح میں  
 رغبت کرتے اور ان کو مہر پورا نہ دیتے تھے اور اگر اس کا مال محض ہونے اور خوبصورت نہ ہونے کے باعث  
 اس میں رغبت نہ کرتے تو اس کے علاوہ اور عورتیں تلاش کرتے۔ عروہ نے کہا جب وہ ان میں رغبت نہ کرنے  
 کے وقت ان کو چھوڑے رکھتے ہیں تو ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ جب ان میں رغبت کریں تو ان سے نکاح  
 کریں مگر یہ کہ ان کو پورا مہر دیں اور ان کا حق ان کو دیں۔

۲۵۷۶۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ ثَنَا صَخْرُ بْنُ  
 جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ تَصَدَّقَ بِمَالٍ لَهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يُقَالُ لَهُ ثَمَغٌ وَكَانَ تَخْلُفُ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 إِنِّي اسْتَفَدْتُ مَالًا وَهُوَ عِنْدِي نَفِيسٌ فَأَرَدْتُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهِ فَقَالَ  
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْ بِأَصْلِهِ لَا يُبَاعُ وَلَا يُوهَبُ وَلَا يُؤْتَى  
 وَلَكِنْ يُنْفَقُ ثَمَرُهُ فَتَصَدَّقَ بِهِ عُمَرُ فَصَدَّقَتْهُ ذَلِكَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فِي الرِّقَابِ  
 وَالْمَسَاكِينِ وَالضُّعْفِ وَأَبْنِ السَّبِيلِ وَلِذِي الْقُرْبَى وَالْأُجْنَحِ عَلَى مَنْ  
 وَلِيَهُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ بِالْمَعْرُوفِ أَوْ يُوَكِّلَ صَدِيقَهُ غَيْرَ مَتَمُولٍ بِهِ

ہو یا بہت حصہ ہے اندازہ باندھا ہوا۔

مشرح : قولہ حتی اذا بلغوا النکاح ،، جمہور علماء نے کہا لڑکا کبھی احتلام سے بالغ ہوتا  
 ہے۔ البوداؤد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے یہ سنا کہ احتلام کے بعد یتیمی ختم ہو جاتی ہے اور رات تک خاموش رہنا کوئی شئی نہیں (یعنی خاموشی کا روزہ)  
 لڑکا پندرہ برس کا ہو جائے تو بالغ شمار ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما  
 نے کہا میں اُحد کی جنگ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش ہوا جبکہ میں چودہ برس کا تھا آپ نے مجھے  
 جنگ میں شامل ہونے کی اجازت نہ دی پھر خندق کے دن جبکہ میں پندرہ برس کا تھا پیش ہوا تو آپ نے مجھے  
 جنگ لڑنے کی اجازت دے دی قولہ مَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ، امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے  
 اسناد سے حدیث ذکر کی ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے پاس مال نہیں اور  
 میری حفاظت میں یتیم ہے تو آپ نے فرمایا تم یتیم کے مال سے کھا سکتے ہو لیکن اسراف نہ کرو اور نہ ہی اس کا مال اپنے  
 لئے جمع کرنے کی کوشش کرو۔ اور اس کے مال سے اس قدر کھا سکتے ہو کہ تم زندہ رہ سکو اور معمول کے مطابق اس  
 کے مال سے لباس پہنو قولہ فَاَشْهَدُوا عَلَيْهِمْ، یعنی جب وہ بالغ ہو جائیں اور ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو  
 تو ان کے مال ان کے سپرد کرنے وقت گواہ بنالو۔ لیکن یہ ضروری نہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا گواہ بنانا  
 منسوخ ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا إِنَّهَا  
يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَهُمْ لَا يَبْصُرُونَ سَعِيرًا  
۲۵۷۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنِي سُلَيْمِ بْنِ بِلَالٍ  
عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُؤَبَّاتِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللَّهِ  
وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَאَكْلُ الرِّبَا وَאَكْلُ مَالِ  
الْيَتِيمِ وَالتَّوَلَّى يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ

باب — وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں  
نری آگ بھرتے ہیں اور کوئی دم جاتا ہے کہ بھڑکتے دھڑکتے

میں جائیں گے۔ ۲۵۷۸ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سات مہلک چیزوں سے بچتے رہو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیا  
ہیں آپ نے فرمایا۔ اللہ کا شریک بنانا۔ حار و کرنا۔ کسی جان کو ناحق قتل کرنا جس کو قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے  
سو دکھانا۔ یتیم کا مال کھانا۔ لڑائی کے دن بھاگ جانا۔ پاک دامن مومن عورتوں کو تہمت لگانا جو زنا سے غافل ہیں  
شرح : اس حدیث میں کباثر (بڑے بڑے گناہ) سات ذکر کئے ہیں لیکن اس  
کو یہ لازم نہیں کہ ان کے سوا اور کباثر نہیں ہیں کیونکہ ایک عدد کا ذکر دوسرے  
عدد کے منافی نہیں ہوتا۔ احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بھی کباثر مذکور ہیں۔ مثلاً جھوٹی گواہی دینا،  
والدین کی نافرمانی کرنا۔ بیت اللہ کی بے حرمتی کرنا، پاک دامن عورت کو زانی کے قبضہ میں دینا۔ مسلمان کو  
اس کے قاتل کے قبضہ میں دینا۔ کافروں کو مسلمانوں کے اسرار پر مطلع کرنا حالانکہ وہ جانتا ہے اس طرح  
کافر مسلمانوں کو ہلاک کر دیں گے یا ان کو قید کر لیں گے اور ان کے مال لوٹ کر لے جائیں گے۔ چھوٹے گناہ پر اصرار  
کرنا۔ حضرت ابن عباس نے کباثر ستر شمار کئے ہیں۔ اور ان میں سے ایک روایت میں سات سو کباثر مذکور ہیں  
تحقیق یہ ہے کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مجلس میں سارے کباثر ذکر نہیں فرمائے بلکہ مجلس کے

بَابُ اسْتِجْدَامِ الْيَتِيمِ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ إِذَا كَانَ لَهُ صَلَاحًا

وَنَظَرِ الْأُمِّ وَزَوْجِهَا لِلْيَتِيمِ

۲۵۷۹ — حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ ثَنَا ابْنُ عُليَّةَ

ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس کا علاج یہ ہے کہ بیری کے درخت کے سات پتے دو پتھروں کے درمیان باریک کر لئے جائیں پھر ان کو پانی میں ملا کر اس پر آست الکرسی پڑھی جائے مسحور شخص اس پانی کے تین گھونٹ پی کر باقی پانی سے غسل کرے تو جادو کا اثر جاتا رہے گا۔ خصوصاً وہ جادو جس کے باعث انسان بیوی سے جماع پر قادر نہ ہو سکے اس کے لئے یہ اکیر ہے (ماخوذ از عینی)

بَابُ — اللَّهُ تَعَالَى كَارِشَادًا! وَهَآءِ آف سَے یتیموں کے متعلق پوچھتے ہیں

آپ فرمادیں ان کی اصلاح بہتر ہے اور اگر کھانے پینے کی چیزیں ان کی چیزوں کے

ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ خرابی کرنے والے کو اور بھلائی کرنے والے کو جانتا

ہے اگر اللہ چاہتا تو تمہیں تنگی کرتا بے شک اللہ غالب، حکمت والا ہے ”أَعْنَتَكُمْ“

کا معنی ”أَحْزَجَكُمْ“ ہے یعنی تمہیں تنگی کرتا حرج میں ڈال دیتا۔ عَنَعْتُ

کا معنی ذلیل ہونا ہے۔ سلیمان نے کہا ہم کو حماد نے ایوب، نافع کے ذریعہ خبر

دی نافع نے کہا ابن عمر نے کسی کی وصیت مسترد نہیں کی۔ ابن سیرین کو یتیم کے

کے مال میں پسند یہ تھا کہ اس کے مخلص اور ولی جمع ہو جائیں اور دیکھیں کہ یتیم کی

بہتری کس میں ہے۔ اور طاؤس سے اگر یتیموں کی کسی شئی سے متعلق پوچھا جاتا

تو وہ یہ آست پڑھتے۔ وَاللَّهِ يُعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ، عطاء نے چھوٹے

بڑے یتیم کے متعلق کہا کہ ولی ہر انسان پر اس کے حصہ کے مطابق خرچ کرے۔

بَابُ إِذَا وَقَفَ ارْضًا وَلَمْ يُبَيِّنِ الْحُدُودَ فَمِنْ جَائِزٍ وَكَذَلِكَ الصَّدَقَةُ  
 ۲۵۸۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ  
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ  
 أَكْثَرَ النَّصَارِيِّ بِالْمَدِينَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ وَكَانَ أَحَبُّ مَالِهِ إِلَيْهِ  
 بَيْرُ حَاءَ مُسْتَقْبَلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلْتُ لَنْ تَنَالُوا  
 الْبَرَحَ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ هَ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ  
 اللَّهُ يَقُولُ لَنْ تَنَالُوا الْبَرَحَ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَإِنْ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَى  
 بَيْرُ حَيْ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ أَرْجُو بَرَهَا وَذَخَرَهَا عِنْدَ اللَّهِ فَضَعَهَا حَيْثُ  
 أَرَاكَ اللَّهُ فَقَالَ بَخٍ ذَلِكَ مَالٌ رَاجِعٌ أَوْ رَاجِعٌ شَكَّ ابْنُ مَسْلَمَةَ وَقَدْ  
 سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تُجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ  
 أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَفِي بَنِي عَمِّهِ وَقَالَ  
 إِسْمَاعِيلُ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ وَنَحْيِي بْنُ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ رَاجِعٌ

باب — اگر زمین وقف کی اور اس کی حدود بیان  
 نہ کیں تو جائز ہے اور یہی صدقہ کا حال ہے،

ترجمہ : اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے روایت ہے کہ انھوں نے انس  
 ۲۵۸۰ — بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابوطلمہ مدینہ منورہ میں انصار میں سب  
 سے زیادہ مال دار تھے۔ ان کے پاس کھجوروں کے باغات تھے۔ ان کو اپنے تمام مالوں میں بھرپور زیادہ  
 محبوب تھا جو مسجد نبوی کے سامنے تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف لے جایا کرتے تھے  
 حضرت انس نے کہا جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ”لَنْ تَنَالُوا الْبَرَحَ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ“ تو ابوطلمہ

بَابُ إِذَا وَقَفَ جَمَاعَةٌ أَرْضًا مُشَاعًا فَهُوَ جَائِزٌ  
 ۲۵۸۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ  
 قَالَ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي  
 بِحَائِطِكُمْ هَذَا قَالُوا لَا وَاللَّهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ  
 بَابُ الْوَقْفِ وَكَيْفَ يُكْتَبُ

باب۔ اگر ایک جماعت مشترکہ زمین  
 وقف کرے تو وقف جائز ہے،

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو فرمایا اے بنی نجار  
 تم اپنا یہ باغ میرے ہاتھ فروخت کر دو انھوں نے کہا بخدا۔ ہم اس باغ کی قیمت صرف اللہ سے لیں گے۔  
 ۲۵۸۲۔ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ بنو نجار  
 نے اپنا باغ اللہ کے لئے صدقہ کر دیا تھا جس کو نبی کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے قبول کر لیا تھا۔ یہی وقف مشاع ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ  
 نے بنو نجار میں سے باغ کے مالک کو اس کی دس دینار قیمت ادا کی تھی۔ لہذا وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ  
 کا مملوک ہو گیا تھا پھر انھوں نے اس کو صدقہ کر دیا تو یہ باغ وقف مشاع (مشترکہ کا وقف) نہ رہا۔ اس کا  
 جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نجار کے کلام کا انکار نہیں کیا تھا۔ اگر وقف مشاع جائز نہ  
 ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا وقف مسترد فرما دیتے اور اس کو قبول نہ فرماتے! لیکن بنظر غائر دیکھا جائے  
 تو یہ وقف مشاع نہیں ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نجار سے باغ کا مول کیا تھا۔ جو قیمت ادا  
 کرنے کے وقت بیع ہو گئی جس کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ادا کیا تھا پھر انھوں نے اللہ کے لئے صدقہ  
 کر دیا تھا۔ لہذا یہ وقف مشاع نہ رہا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

باب۔ وقف کیسے لکھا جائے،

۲۵۸۴ — حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ ثَنَا ابْنُ عُثْمَانَ عَنْ فَاذِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ  
عُمَرَ وَجَدَ مَالًا بِخَيْبَرَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ إِنَّ  
شِئْتَ تَصَدَّقْتَ بِهَا فَتَصَدَّقْ بِهَا فِي الْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَذِي الْقُرْبَى  
وَالضَّيْفِ

### بَابُ وَقْفِ الْأَرْضِ لِلْمَسْجِدِ

۲۵۸۵ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ قَالٍ  
ثَنَا ابْنُ التَّيَّاحِ ثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ أَمَرَ بِالْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي خَائِطُكُمْ هَذَا  
فَقَالُوا لَا وَاللَّهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ  
۲۵۸۴ — نے خیبر میں مال پایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو  
اس کی خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہو تو اس کو صدقہ کر دو تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وہ مال  
فقیروں، مسکینوں، قریبی لوگوں اور مہمانوں پر صدقہ کر دیا۔  
(اس حدیث کی تشریح عنقریب گزری ہے)

### باب — مسجد کے لئے زمین وقف کرنا

۲۵۸۵ — شرح : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف  
لائے تو فرمایا اے بنی نجار! تم اپنا یہ باغ میرے ہاتھ فروخت کر دو۔ انصار نے کہا بھلا!  
ہم اس کی قیمت صرف اللہ سے لیں گے۔  
(حدیث ۲۵۸۲ کی شرح دیکھیں)

### باب — چار پائے، گھوڑے، سامان اور نقد مال وقف کرنا

## بَابُ نَفَقَةِ الْقِيمِ لِلْوَقْفِ

۲۵۸۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ مَالِكًا عَنْ أَبِي زَيْدٍ عَنِ  
الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
لَا تَقْسِمُ وَرَثَتِي دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَ  
مُؤْنَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ

۲۵۸۷ - ۱ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ شَاهِدًا عَنْ أَيُّوبَ عَنْ  
نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ اشْتَرَطَ فِي وَقْفِهِ أَنْ يَأْكُلَ مَنْ وَلِيَهُ وَيُوكِلَ  
صَدِيقُهُ غَيْرُ مَتَمُولٍ مَالًا

## بَابُ — وَقْفِ كَيْفِ مَتَمُولٍ كَانَفَقَةِ

۲۵۸۷ — ترجمہ : ابوسہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا میرے وارث کچھ دینار تقسیم نہ کریں میں نے اپنی

بیویوں کے نفقہ اور عاملوں کی اجرت کے بعد جو چھوڑا ہے وہ سب صدقہ ہے۔

۲۵۸۷ — شرح : علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سفیان بن عیینہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم کی بیویاں جب بقید حیات رہیں وہ عدت پوری کرنے والی عورتوں

کے حکم میں ہیں کیونکہ ان کے لئے ہرگز جائز نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص سے نکاح کریں۔ اس لئے  
ان کے لئے نفقہ تاحیات جاری رہا اور ان کی سکونت کے لئے حجرے باقی رہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
فدک وغیرہ سے اپنی بیویوں کا خرچہ نکال کر باقی مال مسلمانوں کے عام مصالح میں خرچ کر دیتے تھے۔ واللہ اعلم

۲۵۸۷ - ۱ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے اپنے وقف میں شرط  
کی کہ جو شخص اس کا متولی ہو وہ اس سے کھا سکتا ہے اور اپنے دوست

کو کھلا سکتا ہے مال جمع نہیں کر سکتا۔

کے مکان میں سے اپنا حصہ عبد اللہ کی اولاد میں سے محتاجوں کے لئے رہائش گاہ کر دی!

**مشرح :** اس عنوان سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ واقف اپنے وقف میں اپنے نفع کی شرط لگا سکتا ہے۔ ابن بطلال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس میں کسی فقیہ کا اختلاف نہیں کہ جس نے اپنے وقف اپنے لئے یا اپنے قریبی رشتہ داروں کے لئے شرط لگائی تو جائز ہے۔ حدیث عنہ ۲۵۵ کی شرح دیکھیں اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اثر کا معنی یہ ہے کہ عبد اللہ کے اہل اولاد میں سے اگر کوئی رہائش گاہ کا محتاج ہو تو وہ اس مکان میں رہائش کر سکتا ہے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صدقہ کیا ہے۔ جبکہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کا صدقہ کردہ زمین کو نہ بچا جائے اور نہ ہی کسی کو سہہ کیا جائے! واللہ ورسولہ!

**ترجمہ :** عبدان نے کہا مجھے میرے باپ نے شعبہ سے روایت بیان کی اُنھوں نے ابو اسحاق سے اُنھوں نے ابو عبد الرحمن سے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب محصور ہوئے تو باغیوں کو اوپر سے جھانکا اور فرمایا۔ میں تم سے پوچھتا ہوں اور پوچھتا بھی صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے ہوں کہ کیا تم جانتے نہیں؟ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی رومہ کنواں کھودے اس کے لئے جنت ہے تو میں نے رومہ کنواں کھودا۔ کیا تم جانتے نہیں؟ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جنگِ تبوک کے لئے لشکر تیار کرے اس کے لئے جنت ہے تو میں نے لشکر تیار کیا تو لوگوں نے حضرت عثمان کے کلام کی تصدیق کی!

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے وقف میں ذکر کیا کہ جو کوئی اس کا انتظام کرے وہ اس سے کھاپی سکتا ہے اور کبھی وقف کا متولی خود واقف ہوتا ہے۔ اور کبھی کوئی دوسرا اس کا اہتمام کرتا ہے۔ اس کی ہر ایک کچے لئے گنجائش ہے۔

**مشرح :** عثمان رضی اللہ عنہ کنواں کھودا۔ حالانکہ اُنھوں نے کنواں خرید لیا تھا کھودا نہیں تھا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسناد سے بیان کیا کہ ثمامہ بن حزن قشیری نے کہا جب عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا باغیوں نے گھیرا کر لیا تو میں وہاں گیا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عثمان نے مکان کے اوپر سے لوگوں

بِحَاطِطِكُمْ قَالُوا لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ  
 بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا  
 حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْحَيُّ الْوَصِيَّةَ إِثْنَانِ ذُو عَدْلٍ مِّنْكُمْ أَوْ  
 آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ إِلَى قَوْلِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ  
 وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ  
 مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْقَاسِمِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ جُبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ  
 ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَهْمٍ مَعَ تَمِيمِ الدَّارِيِّ وَعَدِي  
 ابْنُ بَدَاءٍ فَمَاتَ السَّهْمِيُّ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا مُسْلِمٌ فَلَمَّا قَدِمَا بَتْرَكْتَهُ  
 فَقَدُوا أَحَامًا مِنْ فِضَّةٍ فَخَوَّصَا مِنْ ذَهَبٍ فَاحْلَفَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَجَدُوا الْحَامَ بِمَكَّةَ فَقَالُوا ابْتَغْنَا مِنْ تَمِيمٍ وَعَدِي  
 فَقَامَ رَجُلَانِ مِنْ أَوْلِيَائِهِ فَحْلَفَا شَهَادَتَنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَأَنَّ  
 الْحَامَ لَصَاحِبُهُمَا قَالَ وَفِيهِمْ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا  
 شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

باب — اگر واقف کہے کہ ہم اس کی قیمت صرف اللہ سے

مانگتے ہیں تو یہ جائز ہے !

۲۵۸۹

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی نجار !

تم اپنا باغ میرے پاس فروخت کر دو انھوں نے کہا ہم اس کی قیمت صرف اللہ ہی سے لیں گے۔

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اے ایمان والو! تمہاری

آپس میں گواہی جب تم میں سے کسی کو موت آئے وصیت کرتے وقت تم میں سے دو معتبر  
 شخص ہوں یا غیروں میں سے دو۔ جب تم ملک میں سفر کو جاؤ پھر تمہیں موت کا

بَابُ قَضَاءِ الْوَصِيِّ دُونَ الْمَيِّتِ بِغَيْرِ مُحْضَرٍ مِنَ الْوَرَثَةِ  
 ۲۵۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ أَوْ الْقَضَلُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْهُ شَنَا  
 شَيْبَانُ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ فِرَاسٍ قَالَ قَالَ الشَّعْبِيُّ ثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
 الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ أَبَاهُ اسْتَشْهَدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ سِتَّ بَنَاتٍ وَتَرَكَ  
 عَلَيْهِ دَيْنًا فَلَمَّا حَضَرَ جَدَّادُ النُّخْلِ اثْنَيْتَيْ رُسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ وَالِدِي اسْتَشْهَدَ  
 يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ عَلَيَّ دَيْنًا كَثِيرًا وَإِنِّي أَحِبُّ أَنْ يَرَاكَ الْغُرَمَاءُ قَالَ  
 أَذْهَبُ فَيُبْدِرُ كُلُّ تَمْرٍ عَلَى نَاحِيَّتِهِ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهُ فَلَمَّا نَظَرُوا  
 إِلَيْهِ أَغْرَوَانِي تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَأَى مَا يَصْنَعُونَ طَافَ حَوْلَ عَظْمِهَا  
 يَبْدُرَ اثْلَثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ أَصْحَابَكَ فَمَا زَالَ  
 يَكِيلُ لَهُمْ حَتَّى آدَى اللَّهُ أَمَانَةَ وَالِدِي وَأَنَا وَاللَّهُ رَاضٍ أَنْ يُؤَدِّيَ  
 اللَّهُ أَمَانَةَ وَالِدِي وَلَا أَرْجِعُ إِلَى أَخَوَاتِي تَمْرَةً فُسِلِمَ وَاللَّهُ الْبَيَّادُ  
 رُكْلُهَا حَتَّى إِنِّي أَنْظُرُ إِلَى الْبَيْدِ الَّذِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ تَمْرَةً وَاحِدَةً قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ أَغْرُوا  
 بَنِي هِجْوَإِي فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ

صاحب کشف نے کہا اس پیالہ کا وزن تین سو مثقال یعنی سوا گیارہ سیر تھا۔ اس پر سونے کے نقش بنے ہوئے تھے  
 علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ بخاری نے کہا اس روایت کا اسناد حسن نہیں میں نے اس کو باب میں اس  
 لئے داخل کیا ہے کہ کوئی حدیث بیان کروں۔

باب — وارثوں کی موجودگی کے بغیر وصی کا میت کے قرضے ادا کرنا،  
 ۲۵۹۰۔ ترجمہ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ان کا والد اُحد

أَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةُ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَ  
يُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ  
وَمَنْ أَدْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا ببيعكم الذي بايعتم به و  
ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ إِلَى قَوْلِهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحَدِيثُ  
الطَّاعَةُ ۲۵۹۱ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ ثنا  
مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ الْوَلِيدَ بْنَ الْعِزَّازِ ذَكَرَ عَنْ أَبِي عُمَرَ الشَّيْبَانِيِّ  
قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ

## باب — جہاد اور سیرت کی فضیلت

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”اللہ نے مومنوں کی جانیں اور مال ان سے خرید لی ہیں کہ ان  
کے لئے جنت ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں، کافروں کو قتل کرتے ہیں  
اور جہاد میں شہید ہوتے ہیں۔ تورات و انجیل اور قرآن میں یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے۔  
اللہ سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے۔ تم اس تجارت سے خوش ہو جو تم  
نے اللہ سے کی ہے۔ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ“ تک۔

لغت میں جہاد کا معنی مشقت ہے۔ اور شرع میں اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کا  
شرح : دین بلند کرنے کے لئے کافروں کے ساتھ لڑائی میں طاقت صرف کرنا ”سیر“ کا  
معنی طریقہ ہے۔ محاورہ ہے ”سیرت القمرین“ سورج اور چاند کا طریقہ، اور یہاں سیرت کا معنی سید عالم صلی اللہ  
علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے حالات ہیں جو جنگوں میں رونا ہٹے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا  
”حدود“ اللہ کی تابعداری ہے۔ کیونکہ جو کوئی اللہ کی اطاعت کرے وہ اس کے اوامر پورا کرنے اور نواہی سے  
بچنے پر واقف ہو جاتا ہے۔

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور عرض کیا یا رسول اللہ! کونسا عمل افضل  
۲۵۹۱ — ہے۔ آپ نے فرمایا نماز اس کے وقت میں پڑھنا میں نے عرض کیا پھر اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے، آپ نے

۲۵۹۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثنا خَالِدٌ ثنا حَبِيبُ بْنُ أَبِي عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ  
بْنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ نَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْعَمَلِ  
أَفَلَا نُجَاهِدُ قَالَ لَكُنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ حَجٌّ مُبَرُّورٌ  
۲۵۹۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَنَا عَفَّانُ ثنا هَمَامٌ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ جَعَادَةَ  
قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو حَاصِبٍ أَنَّ ذُكْوَانَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَاهُ رِبْرِيَةَ حَدَّثَهُ  
قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ  
يَعْدِلُ الْجِهَادَ قَالَ لَا أَجِدُهُ قَالَ هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ  
تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُومَ وَلَا تَفْشُرَ وَتَصُومَ وَلَا تَفْطِرَ قَالَ وَمَنْ يَسْتَطِيعُ  
ذَلِكَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِنَّ فَرَسَ الْمُجَاهِدِ لَيَسْتَتِنُ فِي طَوِيلِهِ فَيُكْتَبُ لَهُ حَسَنَاتٌ

کافر مسلمان ہوجائیں یا وہ اپنی قوم میں رہائش پذیر ہوں اور ان کو اذیت پہنچائی جائے تو ان کا دین اسلام کی  
طرف ہجرت کرنا واجب ہے تاکہ ان کا دین سالم رہے اور وہ اذیت سے محفوظ رہیں۔ دوسری ہجرت مکہ  
سے ہے۔ کیونکہ مکہ میں مسلمان مھوڑے تھے اور وہ بھی کمزور تھے اور اس وقت جو کوئی اسلام قبول کرتا تھا اس  
پر واجب تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرے تاکہ اگر کوئی حادثہ دیکھنے میں آئے تو اس  
میں صحابہ سے استعانت کر سکے۔ لیکن جب مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تو یہ خطرہ بھی جاتا رہا کیونکہ زیادہ خطرہ مکہ والوں  
سے ہی لاحق تھا۔ لہذا اس کے بعد جب کوئی اسلام قبول کرتا تو اس کو کہا جاتا کہ وہ اپنے وطن میں ہی رہائش رکھے  
اور ہر وقت جہاد کے لئے تیار رہے تاکہ جب بھی جہاد کا مسئلہ درپیش ہو تو ضرورت پوری ہو سکے۔ واللہ تعالیٰ وسولہ اعلم

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا یا رسول اللہ  
آپ جہاد کو افضل عمل خیال کرتے ہیں کیا ہم جہاد نہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا افضل جہاد حج مبرور ہے (جس میں کوئی خلاف شرع کام نہ ہو)

۲۵۹۳۔ شروح : حج مبرور وہ ہے جس افعال میں گناہ شامل نہ ہو۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے جائے کہ  
حج اسلام کا رکن ہے اور فرض عین ہے۔ تو چاہیے کہ حج مبرور مطلقاً مردوں اور عورتوں

کے لئے جہاد سے افضل ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حج سے مراد نفلی حج ہے۔ اس سے جہاد افضل ہے اور عورتوں کے لئے حج  
جہاد سے افضل ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو فرمایا تمہارا جہاد حج ہے۔ واللہ وسولہ اعلم!

۲۵۹۴۔ ترجمہ : ابو حصین نے بیان کیا کہ ذکوان نے کہا ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ

۲۵۹۵ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ ثنا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ثَنِي عَطَاءُ  
ابْنُ يَزِيدَ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ حَدَّثَهُ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ النَّاسِ  
أَفْضَلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ فِي  
سَبِيلِ اللَّهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ قَالُوا ثُمَّ مَنْ قَالَ مُؤْمِنٌ فِي شُعْبٍ مِنَ  
الشُّعَابِ يَتَّقِي اللَّهَ وَيُذِيعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ

۲۵۹۶ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ  
بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِهِ  
كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ وَتَوَكَّلْ اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بَأَن  
يَتَوَفَّاهُ أَنْ يَدْخُلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرْجِعَهُ سَالِمًا مَعَ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ

۲۵۹۵ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ  
لوگوں میں سے کون افضل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مومن اپنی جان و مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں  
جہاد کرے۔ لوگوں نے کہا پھر اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مومن کسی  
گھائی میں رہے اور اللہ سے ڈرتا رہے اور لوگوں کو شر نہ پہنچائے۔

۲۵۹۵ — شرح : یعنی وہ لوگوں سے علیحدہ رہے اور غالباً گھائی لوگوں سے خالی ہوتی ہے  
اس لئے اس کو ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں سے الگ تھلک  
ہو کر رہنا اور تنہائی اختیار کرنا افضل ہے خصوصاً جبکہ فتنوں کا شدید خطرہ ہو اور لوگوں سے اختلاط میں مصائب  
کا سامنا درپیش ہو۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ امام شافعی اور اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ لوگوں میں  
میل جول تنہائی سے افضل ہے۔ بشرطیکہ اختلاط میں سلامتی کی امید ہو چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
مہ جو مومن لوگوں سے اختلاط کرے اور ان کی اذیتوں پر صبر اور تحمل کرے تو اس کو اس مومن سے ثواب  
زیادہ ملے گا جو لوگوں سے اختلاط نہیں کرتا اور ان کی اذیتوں پر صبر نہیں کرتا (ترمذی، ابن ماجہ)

۲۵۹۶ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو  
یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال اور اللہ

يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عَرَضُوا عَلَيَّ غَزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَرْكَبُونَ  
ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرُ مُلُوكًا عَلَى الْأَسِيرَةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِيرَةِ شَكَتْ  
إِسْحَاقُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَدْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ بِضَعَكَ  
فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عَرَضُوا عَلَيَّ غَزَاةً  
فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَا قَالَ فِي الْأَوَّلَى قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَدْعُ اللَّهَ أَنْ  
يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ فَرَكِبْتَ الْبَحْرَ فِي زَمَانٍ مُعَاوِيَةَ  
ابْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَصُرِعْتَ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجْتَ مِنَ الْبَحْرِ فَمَلَكَتْ

ترجمہ : اسحاق بن عبد اللہ بن ابی سلمہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت انس  
بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام حرام

بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے تھے وہ آپ کو کھانا کھلاتی تھی۔ اور ام حرام حضرت عبادہ  
بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی ہے (ایک روز) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر گئے تو انھوں  
نے آپ کو کھانا کھلایا اور آپ کے سر مبارک کو آرام پہنچانے لگیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے  
پھر بیدار ہوئے جبکہ آپ ہنس رہے تھے۔ ام حرام کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ  
کو کس نے ہنسیا ہے؟ آپ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس حال میں پیش ہوئے جو اللہ کی  
راہ میں جہاد کرتے ہیں کہ وہ اس سمندر کے درمیان بادشاہوں کے تختوں پر سوار ہیں یا وہ تختوں پر بادشاہوں  
کی طرح بیٹھے ہیں اسحاق نے یہ شک سے بیان کیا ہے۔ ام حرام نے کہا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ  
علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں کہ مجھے ان لوگوں میں کرے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے  
دُعا فرمائی پھر سر مبارک رکھا اور سو گئے پھر بختے ہوئے بیدار ہوئے تو میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ کو کس  
نے ہنسیا ہے؟ آپ نے فرمایا میری امت میں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ میرے سامنے پیش  
ہوئے جیسے پہلی دفعہ فرمایا تھا۔ ام حرام نے کہا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ سے دُعا کیجئے کہ مجھے  
ان لوگوں میں کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پہلے لوگوں میں شامل ہو چکی ہو۔ ام حرام رضی اللہ عنہا  
حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان کے زمانہ میں سمندر پر سوار ہوئیں اور جس وقت سمندر سے نکلیں تو اپنی  
سواری سے گر کر ہلاک ہو گئیں (شہید ہو گئیں)۔

بَابُ دَرَجَاتِ الْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُقَالُ هَذِهِ  
سَبِيلِي وَهَذَا سَبِيلِي قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَزَّي وَاحِدَهَا غَايَهُمْ  
دَرَجَاتٌ لَهُمْ دَرَجَاتٌ

۲۵۹۸ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ ثَنَا قُلَيْبٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَطِيَّةِ  
بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ آمَنَ  
بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ  
أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ حَاهِدًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي  
وُلِدَ فِيهَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا تُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ  
دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا  
بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَاسْأَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ فَإِنَّهُ  
أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ أَرَاهُ قَالَ وَفَوْقَ عَرْشِ الرَّحْمَنِ وَمِنْهُ  
تَفَجَّرَ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ وَفَوْقَ عَرْشِ الرَّحْمَنِ

بن اوس اور ابوالدرداء عقی رضى اللہ عنہم اور اُصفیوں نے غلبہ کے ساتھ روم فتح کیا  
ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سمندر میں حاجی یا عمرہ کرنے والا یا  
غازی سوار ہو کیونکہ سمندر کے تحت آگ ہے اور آگ کے نیچے سمندر ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے (یعنی)

باب — اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے درجات

کہا جاتا ہے (مجاورہ) هَذِهِ سَبِيلِي وَهَذَا سَبِيلِي یہ میری راہ ہے۔ امام بخاری نے کہا

ترجمہ : ابوبہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

۲۵۹۸ —

فرمایا جو کوئی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، نماز قائم کرے

اور رمضان کے روزے رکھے اللہ پر حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے

بَابُ الْغَدُوءِ وَالرَّوْحَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَابِ قَوْسٍ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ  
 ۲۶۰۰ — حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ ثَنَا وَهْبٌ ثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ  
 عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَغَدُوءٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ رَوْحَةٌ  
 خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

۲۶۰۱ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْمٍ ثَنَا أَبِي عَنْ  
 هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَابُ قَوْسٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا تَطْلَعُ عَلَيْهِ  
 الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ وَقَالَ الْغَدُوءُ أَوْ الرَّوْحَةُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِمَّا تَطْلَعُ  
 عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ

۲۶۰۲ — حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ  
 سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّوْحَةُ وَالْغَدُوءُ فِي  
 سَبِيلِ اللَّهِ أَفْضَلُ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

باب — صبح و شام اللہ کی راہ میں جانا اور تم میں سے کسی  
 کے لئے جنت میں دو ہاتھ جگہ کی فضیلت —

۲۶۰۰ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی راہ میں صبح یا شام جانا دنیا اور

دنیا کی تمام اشیاء سے افضل ہے۔

۲۶۰۱ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ  
 آپ نے فرمایا جنت میں دو ہاتھ جگہ ہر اس شے سے بہتر ہے جس پر

سُورج کا طلوع یا غروب ہو اور فرمایا صبح یا شام اللہ کی راہ میں جانا ہر اس شے سے بہتر ہے جس پر سُورج طلوع ہوتا  
 ہو یا غروب ہوتا ہو۔

بَابُ الْحُورِ الْعَيْنِ وَصِفَتَيْنِ  
 يُحَارِقُهَا الطَّرْفُ شَدِيدَةً سَوَادِ الْعَيْنِ شَدِيدَةً بَيَاضِ الْعَيْنِ  
 زَوْجَانَاهُمُ مَجُورِ عَيْنٍ أَنْكَحَنَاهُمُ  
 ۲۶۰۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مَعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرِو ثَنَا ابُو اسْحَقَ  
 عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَمُوتُ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِسِرَّةٍ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا  
 وَأَنْ لَهُ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا إِلَّا الشَّهيدُ لِمَا بَرَى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ فَإِنَّهُ  
 يَسْرُهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ مَرَّةً أُخْرَى قَالَ وَسَمِعْتُ أَنَسَ  
 بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرُوحَةٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ  
 غَدُوءَةٍ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَقَابٌ قَوْسٍ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ  
 أَوْ مَوْضِعٌ قَبْدَةٍ يَعْنِي سَوْطَةً خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً  
 مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَطْلَعَتْ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ لَأَضَاعَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَاتَهُ  
 رِيحًا وَلَتَصِيفُهَا عَلَى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

۲۶۰۳۔ ترجمہ : ابواسحاق نے حمید سے بیان کیا انھوں نے کہا میں نے انس بن مالک  
 رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا جو کوئی شخص فوت ہو جائے  
 اور اللہ کے پاس اس کی کوئی نیکی ہو اور اللہ تعالیٰ اس کے لئے دُنیا کی طرف لوٹنا آسان کر دے جبکہ اس کے  
 لئے دُنیا اور جو کچھ اس میں ہے ہو تو وہ کبھی دُنیا میں واپس آنا پسند نہیں کرے گا لیکن شہید جو شہادت کی  
 فضیلت دیکھ چکا ہو تو اس کو یہ پسند ہوگا کہ وہ دُنیا میں واپس چلا جائے اور پھر دوسری بار قتل ہو میں  
 نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی راہ میں شام یا صبح  
 کو جانا دُنیا اور جو کچھ دُنیا میں ہے سے بہتر ہے اور تمہارے لئے جنت کی دو ماٹھ زمین یا کوڑے کی مقدار  
 جبکہ دُنیا اور دُنیا کی ہر شئی سے بہتر ہے۔ اور اگر جنت کی عورت زمین کے باشندوں کی طرف ایک نظر دیکھے تو  
 ان کے درمیان والے پڑاؤں کو روشن کر دے اور ان کو خوشبو سے بھر دے اس کے سر کا دوپٹہ دُنیا

أَنفُسُهُمْ أَن يَخْلَفُوا عَنِّي وَلَا أَحَدًا مَّا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ  
عَنْ سَرِيَّةٍ تَخْرُؤُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي  
أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ أُحْيَى ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَى ثُمَّ أُقْتَلُ  
ثُمَّ أُقْتَلُ

۲۶۰۴ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے میں ہوئے سنا کہ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ مومنوں کے دل اس سے خوش نہ ہوں گے کہ وہ جنگ میں میرے پیچھے رہ جائیں اور نہ ہی میں اس قدر سواریاں پاتا ہوں کہ ان کو ان پر سوار کروں تو میں کسی چھوٹے لشکر سے بھی پیچھے نہ رہتا جو اللہ کی راہ میں جنگ کرتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ میری خواہش ہے کہ میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل ہو جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر اللہ کی راہ میں قتل ہو جاؤں۔

۲۶۰۴ — شرح : یعنی لوگ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ میں جہاد کے لئے نکلوں اور وہ اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں اور مجھ اور کمزوری کے باعث سفر کے لئے ان کو سواریاں بھی میسر نہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ آپ جہاد میں قتل نہیں ہوں گے تو آپ کا قسم کھانا کہ میری خواہش ہے کہ میں اللہ کی راہ میں بار بار قتل ہوں کا کیا مطلب ہے ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی راہ میں جہاد کی ترغیب دلائی ہے مؤدت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مؤدت انشاء اور دوسری مؤدت ترغیب اور مؤدت ترغیب وقوع کو مستلزم نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد ہر ایک مسلمان پر فرض نہیں ورنہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں پیچھے نہ رہتے اور نہ ہی دوسروں کے لئے تخلف کو مباح فرماتے البتہ اگر دشمن حملہ آور ہو جائے تو ہر مسلمان پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے جبکہ وہ جہاد کی قوت رکھتا ہو۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جب امام یا عالم کے معتقد اور مخلص لوگ ان کی حسب منشاء اطاعت کی قوت نہ رکھتے ہوں تو وہ فعل طاعت ترک کر سکتے ہیں حتیٰ کہ وہ سب اس پر قادر ہو جائیں۔ نیز معلوم ہوا کہ شہادت کی بہت فضیلت ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

بَابُ فَضْلِ مَنْ يُصْرَعُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمَاتَ مِنْهُمْ  
وَقَوْلُ اللَّهِ وَمَنْ يُخْرِجْ مِنْ بَيْتِهِ مَهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ  
يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَقَدْ وَجِبَ

۲۶۰۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ ثِيَابِ بْنِ الْيَثْبُثِيِّ عَنْ  
مُحَمَّدِ بْنِ يُحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ خَالَتِهِ أَقْمِ حَرَامِ بِنْتِ  
مِلْحَانَ قَالَتْ نَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَرِيبًا مِنِّي ثُمَّ  
اسْتَيْقَظَ يَتَبَسَّمُ فَقُلْتُ مَا أَضْحَكَكَ قَالَ أَنَا مِنْ أُمَّتِي عَرَضُوا  
عَلَيَّ يَرْكَبُونَ هَذَا الْبَحْرَ الْأَخْضَرَ كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسْرَةِ قَالَتْ  
فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يُجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ نَامَ الثَّانِيَةَ ففَعَلَ مِثْلَهَا  
فَقَالَتْ مِثْلَ قَوْلِهَا فَأَجَابَهَا مِثْلَهَا فَقَالَتْ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يُجْعَلَنِي مِنْهُمْ  
فَقَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ فَخَرَجْتُ مَعَ زَوْجِهَا عَبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ غَايَا  
أَوَّلَ مَارَكَبِ الْمُسْلِمُونَ الْبَحْرَ مَعَ مُعَاوِيَةَ فَلَمَّا انْصَرَفُوا مِنْ غُرُوبِهِمْ  
قَافِلِينَ فَنَزَلُوا الشَّامَ فَقَرِيبَتْ إِلَيْهَا دَابَّةٌ لَتَرْكَبَهَا فَصْرَعَتْهَا فَمَاتَتْ

باب — جو کوئی اللہ کی راہ میں سواری سے گر کر

مر جائے وہ محباہدین میں سے ہے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”جو کوئی اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی خاطر ہجرت  
کے لئے نکلے پھر اس کو موت پالے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ثابت ہو جاتا ہے۔

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنی خالہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا  
سے روایت کی انھوں نے کہا ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس  
آرام فرما ہوئے پھر مینتے بیدار ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو کس نے ہنسیا ہے۔ فرمایا، میری

فَتَقَدَّمَ فَاَمْنُوهُ فَبَيْنَمَا هُوَ يُحَدِّثُهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَفَّوهُ  
إِلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ فَطَعَنَهُ فَأُلْفَذَهُ فَقَالَ اللَّهُ الْبَرْفُزْتُ وَرَبُّ الْكَعْبَةِ ثُمَّ  
مَالُوا عَلَى بَقِيَّةِ أَصْحَابِهِ فَقَتَلُوهُمْ إِلَّا رَجُلًا أَعْرَجَ صَعِدَ الْجَبَلَ قَالَ  
هَمَامٌ فَإِنَا هَ أَخْرَمَعَهُ فَأَخْبَرَ جَبْرَائِيلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدْ  
لَقُوا رَبَّهُمْ فَرْضِي عَنْهُمْ وَأَرْضَاهُمْ فَكُنَّا نَقْرَأُ أَنْ يَلْفُوا قَوْمَنَا أَنْ قَدْ  
لَقِينَا رَبَّنَا فَرْضِي عَنَّا وَأَرْضَانَا ثُمَّ سَمِعَ بَعْدَ فِدَاعِ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا  
عَلَى رِغْلٍ وَذُكْوَانٍ وَبَنِي لَحْيَانَ وَبَنِي عُصَيَّةَ الَّذِينَ عَصَوْا اللَّهَ وَرَسُولَهُ

وہ (حضرت انس کا ماموں) ان کے پاس گئے تو انھوں نے ان کو امن دیا وہ ان سے جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کرنے لگے تو انھوں نے اپنوں میں سے کسی شخص کو اشارہ کیا تو اس نے ان کو  
(ماموں) نیزہ مارا اور ان کو گھاتل کر دیا۔ میرے ماموں نے فوراً کہا "اللہ اکبر" ریت کعبہ کی قسم میں کامیاب  
ہوا پھر کافروں نے ان کے باقی ساتھیوں پر حملہ کیا اور سب کو ہلاک کر دیا صرف ایک لنگڑا شخص بچا جو پیڑ  
پر چڑھ گیا تھا۔ ہمام نے کہا میرا خیال ہے کہ اس کے ساتھ ایک اور تھا اس کی حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام  
نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ سب قاری اپنے رب سے جا ملے ہیں اور اللہ نے ان کو راضی کر دیا ہے۔  
انس نے کہا، ہم یوں تلاوت کیا کرتے تھے "أَنْ يَلْفُوا قَوْمَنَا أَنْ قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرْضِي عَنْهُمْ وَأَرْضَانَا"  
یعنی ہماری قوم کو ہمارا پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے جا ملے ہیں اور وہ ان سے راضی ہو گیا ہے اور ان کو  
راضی کر دیا ہے، پھر اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہو گئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس روز  
رِغْل، ذُكْوَان، بنی لَحْيَانَ اور بنی عُصَيَّةَ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تھی پر  
بَدْعَا فَرَمَانِ "۔

۲۶۰۷ — شرح : تو ریشی نے ذکر کیا کہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا گیا تھا وہ قاری اور متقی  
پرہیزگار تھے ان کو اصحابِ صِفۃ بھی کہا جاتا ہے جب مسلمانوں پر کوئی سخت مصیبت نازل ہوتی تو وہ ان کی مدد کیا  
کرتے تھے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نجد کے لوگوں کو اسلام کی تبلیغ کرنے بھیجا تھا جب بیہ معونہ  
بھڑے تو عامر بن طفیل نے بنو سلیم، رعل، ذکوان اور عصیۃ عرب قبائل کی مدد سے ان کو قتل کر دیا۔ ان پر یہ عالم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس روز بددعا کی۔ اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر یہ علم تھا کہ وہ  
لوگ ان قراء کو قتل کر دیں گے تو آپ نے ان کو وہاں کیوں بھیجا؟ حالانکہ مسلمان کا خون بہت قیمتی ہے اور اگر

## بَابُ مَنْ يُجَرِّحُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

۲۶۰۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ مَالِكًا عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُكَلِّمُ أَحَدٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكَلِّمُ فِي سَبِيلِهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَاللَّوْنُ لَوْنُ الدِّمِ وَالْمَرِيحُ رِيحُ الْمَيْسِكِ

ہونے کے سوا کسی شئی سے موصوف نہیں لہذا اپنے حال پر ثابت رہ نہ تو ہلاک ہوئی ہے اور نہ ہی جہنم سے علیحدہ ہوئی ہے اور اللہ کی رضا میں تو زخمی ہوئی ہے۔ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور آپ کی خصوصیت ہے کہ اپنے اعضاء کو ایسے ہی خطاب فرماتے ہیں جیسے ہم انسان ذی روح کو خطاب کرتے ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ قرآن کریم میں ہے۔ وَمَا عَلَّمْنَا لَ الشَّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ، یعنی ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ وہ ان کی شان کے لائق ہے، حالانکہ اہلسنت وجماعت کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہر شئی کا علم دیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مقصد یہ ہے کہ ہم نے آپ کو شعر گوئی کا ملکہ نہیں دیا۔ یا یہ کہ قرآن کریم تعلیم شعر نہیں ہے اور شعر سے مراد کلام کاذب ہے۔ خواہ موزوں ہو یا غیر موزوں۔ اس آیت میں اشارہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم ادین و آخرین تعلیم فرمائے گئے جن سے کشف حقائق ہوتا ہے اور آپ کے معلومات واقعی و نفس الامری ہیں کذب شعری نہیں جو حقیقت میں جہل ہے وہ آپ کی شان کے لائق نہیں اور آپ کا دامن تقدس اس سے پاک ہے۔ اس میں شعر بمعنی کلام موزوں کے جاننے اور اس کے صحیح و سقیم کو پہچاننے کی نفی نہیں۔ لہذا اس آیت کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نفی کی سند بنانا صحیح نہیں۔ نیز یہ مسلم امر ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علوم بھی ہوتے ہیں ان میں نظر و فکر کی احتیاج نہیں جبکہ مبادی اور مطالب ان کے لئے دفعۃً موجود ہوتے ہیں وہ مطالب سے مبادی کی طرف اور مبادی سے مطالب کی طرف نظر کرنے کے محتاج نہیں کیونکہ ان کو اللہ کی طرف سے قوۃ قدسیہ حاصل ہوتی ہے۔ اور شعر نظر اور فکر کرنے سے بنتا ہے۔ چنانچہ علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مسلم میں تصریح کی ہے کہ شعر کی شرط یہ ہے کہ وہ قصد سے ہو اور قصد نظر و فکر کا محتاج ہوتا ہے۔ اور نبی کا علم بدیہی ہونے کے باعث وہ نظر و فکر کے محتاج نہیں ہوتے ہیں۔ لہذا معنی یہ ہوگا کہ نبی شعر کے جاننے میں نظر و فکر کا محتاج نہیں اور نہ ہی یہ آپ کے لائق ہے اور کسی شئی کے عدم احتیاج سے لازم نہیں کہ اس کی معرفت بھی حاصل نہ ہو۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ آیت کریمہ میں شاعری کی صنعت کی نفی ہے اور کسی شئی کی نفی نہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۲۶۱۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكِيرٍ ثنا اللَّيْثُ ثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ  
عَبِيدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَفْيَانَ بْنَ  
حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ قَالَ سَأَلْتُكَ كَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ بِأَيَّاهُ فَرَعَمْتُ  
أَنَّ الْحَرْبَ سَجَالٌ وَدُولٌ وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تَبْتَلَى ثُمَّ تَكُونُ لَهُمُ الْعَاقِبَةُ  
ثَابِتٌ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ

”سَجَالٌ“ سَجَل کی جمع ہے اس کا معنی ڈول ہے جبکہ وہ پانی سے بھرا ہوا  
ہو خالی ڈول کو سجل نہیں کہا جاتا۔ یہاں سجال مساجلہ سے ماخوذ ہے۔ یعنی  
مقابلہ کرنے والوں میں سے ہر ایک اپنے مقابل کی مثل کرتا ہے۔ کبھی اس کا  
رُخ ایک کے لئے کبھی دوسرے کے لئے ہوتا ہے، مقصد یہ ہے کہ دو فریقوں  
میں سے کبھی کوئی غالب آجاتا ہے کبھی کوئی غلبہ پاتا ہے،

ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابوسفیان

۲۶۱۰۔

نے ان سے بیان کیا کہ ہرقل نے اس سے کہا میں نے تم سے  
پوچھا ہے کہ اُن سے (سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارا جنگ و جدال کیسا رہا ہے تو تم نے کہا ہے کہ  
جنگ سجال اور دول ہے۔ اسی طرح رسولوں کو ابتلاء میں ڈالا جاتا ہے۔ آخر کامیابی انہی کی ہوتی ہے۔  
شرح : سجال کا معنی پانی سے بھرا ہوا ڈول ہے۔ خالی ڈول کو سجال

۲۶۱۰۔

نہیں کہا جاتا ہے ”دول“ ”دولہ“ کی جمع ہے۔ اس کا معنی  
یہ ہے کہ ایک شئی کبھی تیری طرف آجائے اور کبھی تیرے سامنے کی طرف لوٹ جائے اور وہ تم دونوں کے  
درمیان متداول رہتی ہے۔ ہرقل کے سوال کے جواب میں ابوسفیان نے کہا ہماری سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
سے جنگ رہتی ہے اس میں کبھی وہ غالب ہو جاتے ہیں اور کبھی ہمیں غلبہ ہوتا ہے۔ بدء الوحی کے باب میں یہ  
حدیث گزری ہے۔ یہ اس کا کچھ حصہ ہے۔

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد : مسلمانوں میں کچھ وہ مرد

ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا تو ان میں کوئی اپنی منت پوری

الْمُشْرِكُونَ فَمَا عَرَفَهُ أَحَدٌ إِلَّا أَخْتَهُ يَبْنَانِيهِ قَالَ أَنَسٌ كُنَّا نَرَى  
أَوْ نَظُنُّ أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيهِ وَفِي أَشْبَاهِهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ  
رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ إِلَىٰ آخِرِ الْآيَةِ وَقَالَ ابْنُ أَخْتِهِ  
وَهِيَ تَسْمَى الرَّبِيعَ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ امْرَأَةٍ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ  
لَا تَكْسِرُ ثَنِيَّتَهَا فَرَضُوا بِالْأَرْضِ وَتَرَكَوا الْقِصَاصَ فَقَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ

لَا بَرَّةَ

اللہ دیکھے گا میں کیا کروں گا۔ جب جنگ احد کا وقت آیا اور مسلمان بھاگ گئے تو کہا اے اللہ! ان لوگوں  
نے یعنی ان کے ساتھیوں نے جو کچھ کیا میں اس کی معذرت چاہتا ہوں۔ پھر آگے بڑھے تو ان کو حضرت  
سعد بن معاذ سامنے آتے ہوئے ملے تو ان سے کہا اے سعد بن معاذ! میں جنت کا ارادہ کرتا ہوں۔  
نضر کے رب کی قسم میں اُحد کے سامنے جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔ حضرت سعد نے کہا یا رسول اللہ! اس  
نے جو کچھ کیا میں اس طرح نہیں کرسکا (حالانکہ میں اس سے طاقتور ہوں) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے  
انس بن نضر کے جسم پر چند اور سیاسی تلوار کے نشان یا نیزہ کے زخم یا تیر کے زخم پائے اور ان کو ہم نے مقتول  
پایا جبکہ مشرکوں نے ان کے ناک اور کان وغیرہ کاٹ دیئے ہوئے تھے۔ ان کو کسی نے نہ پہچانا صرف ان کی ہمشیرہ  
نے ان کی انگلیوں سے پہچانا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم خیال کرتے تھے یا ہمارا یہ گمان تھا کہ یہ آیت  
کریمہ ان کے اور ان کے ساتھیوں کے بار میں نازل ہوئی ”مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا  
اللَّهُ عَلَيْهِ“ حضرت انس نے کہا انس بن نضر کی ہمشیرہ جس کا نام ربیعہ ہے نے ایک عہدت کا سامنے والا دانت  
ٹوڑ دیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ ربیعہ سے اس کا بدلہ لیا جائے انس بن نضر نے کہا یا رسول  
اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ ربیعہ کا دانت توڑا نہیں جائے گا چنانچہ مدعی  
راضی ہو گئے اور انھوں نے ویت قبول کر لی۔ اور انتقام لینا ترک کر دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
اللہ کے بندوں میں سے بعض وہ بندے ہیں کہ اگر وہ اللہ کے نام کی قسم کھائیں تو اللہ ان کو بری کر دیتا ہے (ان  
کی قسم پوری کر دیتا ہے)

شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلا غزوہ بدر لڑا تھا جو  
ہجرت کے دوسرے سال لڑا گیا تھا۔ اس میں حضرت انس بن نضر

— ۲۶۱۱ —

بَابُ عَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْقِتَالِ وَقَالَ ابُو الدَّرْدَاءِ لَمَّا تَقَاتِلُونَ بَاعْمَالَكُمْ  
وَقَوْلُهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ إِلَى  
قَوْلِهِ بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ

سے ایک سورت کو گم پایا جسے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے ہوئے سنا تھا۔ اس کو میں نے  
خزیمہ بن ثابت انصاری جس کی گواہی کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو گواہوں کے برابر کیا تھا کے پاس  
پایا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ دو مومنوں میں سے بعض لوگوں نے اللہ سے کئے ہوئے عہد کو سچ کر دکھایا۔

شرح : مصحف : صحیفہ کی جمع ہے اور وہ کاغذ کا ٹکڑا ہے جس پر کچھ لکھا ہوا ہو اور

۲۶۱۲ —

مصحف مرتب کاغذوں کا مجموعہ ہے۔ جس میں کئی صحیفے ہوں۔ حدیث میں مذکور

آیت کے گم ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ لوگ اس کو بھول گئے تھے اور وہ ان کو یاد نہ رہی تھی بلکہ اس کا معنی یہ ہے  
کہ کسی کے پاس لکھی ہوئی نہیں پائی گئی تھی اس کی دلیل یہ ہے کہ زید بن ثابت کو وہ یاد تھی اس لئے انھوں نے  
کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پڑھتے ہوئے سنا کرتا تھا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس متواتر  
موجود تھی اور وہ ان کو یاد تھی البتہ ان کے پاس لکھی ہوئی نہ تھی صرف خزیمہ کے پاس لکھی پائی گئی تھی۔ لہذا یہ  
کہنا صحیح نہیں کہ قرآن کے لئے تواتر سے نقل ہونا شرط ہے اور یہ آیت خزیمہ سے ملی لہذا تواتر نہ پایا گیا۔ عدم  
صحیح کی وجہ یہ ہے کہ خزیمہ کے پاس لکھی ہوئی پائی گئی تھی یہ معنی نہیں کہ صرف خزیمہ ہی کو یاد تھی۔

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی دو گواہیوں کے برابر ہونے کا سبب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
ایک شخص سے کسی معاملہ میں بات کی جس کا اُس نے انکار کر دیا تو خزیمہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! میں گواہی  
دیتا ہوں کہ آپ نے اس سے گفتگو کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم وہاں موجود نہ تھے اُس نے عرض کیا  
یا رسول اللہ! آسمان کی خبریں جو آپ فرماتے ہیں ہم ان کی تصدیق کرتے ہیں تو زمین پر ہونے والی بات کی گواہی  
کیوں نہ دیں جبکہ آپ صادق مصدوق ہیں۔ اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی گواہی دو مردوں کی  
گواہی کے برابر کر دی اور یہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم !

## باب — جنگ سے پہلے نیک عمل کرنا

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا تم اپنے اعمال کے مطابق مقاتلہ کرتے ! اور اللہ کا  
ارشاد ہے کہ اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے۔ کیسی سخت ناپسند ہے اللہ

## بَابُ مَنْ آتَاهُ سَهْمٌ غَرِبٌ فَقَتَلَهُ

۲۶۱۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو أَحْمَدَ  
ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ ثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ أُمَّ الرَّبِيعِ بِنْتَ الْبَرَاءِ  
وَهِيَ أُمُّ حَارِثَةَ بْنِ سَرَّاقَةَ أَنْتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ  
يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَلَا تُحَدِّثُنِي عَنْ حَارِثَةَ وَكَانَ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ بِأَصَابِهِ  
سَهْمٌ غَرِبٌ فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبَرْتُ وَإِنْ كَانَ غَيْرُ ذَلِكَ جَهَنَّمَ  
عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ قَالَ يَا أُمَّ حَارِثَةَ إِنَّهَا جَنَّاتٌ فِي الْجَنَّةِ وَإِنْ ابْنُكَ  
أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلَى

## بَابُ — حَسْ كَوْنًا مَعْلُومٌ تِير لُكَآ اور اس کو قتل کر دیا

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ام ربیع بنت براء اور  
۲۶۱۴ — وہ حارثہ بن سراقہ کی والدہ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس  
آئیں اور عرض کیا یا نبی اللہ! کیا آپ مجھے حارثہ کی خبر نہیں دیتے جبکہ وہ بدر کے روز شہید ہو گئے تھے ان  
کو نامعلوم تیر لگا (جو جان لیوا ثابت ہوا) اگر وہ جنت میں ہے تو صبر کرتی ہوں اور اگر اس کے برعکس ہے  
تو میں اس پر رونے کی کوشش کروں گی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام حارثہ ایک جنت  
کی بات کرتی ہو۔ کئی جنتیں ہیں اور تیرا بیٹا اعلیٰ جنت میں ہے۔

۲۶۱۴ — شرح : قولہ ”غرب“ اس کا معنی غریب ہے۔ اور وہ ایسا تیر ہے جس کے مارنے  
والے کا پتہ نہ ہو اور نہ ہی یہ معلوم ہو کہ وہ کدھر سے آیا ہے۔ ابن اثیر

کی جامع الاصول میں ہے کہ ام حارثہ ربیع بنت نضر انس بن مالک کی بھوپھی ہیں جس نے ایک عورت کا دانت  
توڑ دیا تھا۔ حدیث ۲۵۲۲ اور ۲۶۱۱ میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ ترمذی میں قتادہ سے مروی ہے کہ انس رضی اللہ  
نے کہا ربیع بنت نضر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس کا بیٹا حارثہ بن سراقہ بدر کی جنگ میں شہید ہو گیا  
تھا الخ لہذا معتمد علیہ کلام یہی ہے کہ ربیع بنت نضر ہی ام حارثہ بن سراقہ ہے۔ اسی لئے بعض محدثین نے کہا کہ  
بخاری کا ام حارثہ کو ام ربیع بن براء کہنا موبہم ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس وہم کے جواب میں متعدد

بَابُ مَنْ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَوْلِ اللَّهِ مَا كَانَ  
لَوَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا  
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ إِلَى قَوْلِهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ  
۲۶۱۶ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُبَارَكُ ثنا يحيى بن حمزة  
ثني يزيد بن أبي مريم أخبرني عباية بن رفاعه بن رافع بن  
خديج أخبرني أبو عبيس عبد الرحمن بن جبران رسول الله  
صلى الله عليه وسلم قال ما اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ عَبْدٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
فَتَمَسَّهُ النَّارُ

باب — جس کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوئے  
اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”مدینہ والوں اور ان کے گرد دیہات والوں کو لائق نہ تھا کہ  
وہ رسول اللہ سے پیچھے بیٹھ رہیں اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان پیاری سمجھیں  
یہ اس لئے کہ انھیں جو پیاس یا تکلیف یا بھوک اللہ کی راہ میں پہنچتی ہے اور  
جہاں ایسی جگہ قدم رکھتے ہیں جس سے کافروں کو غیظ آئے اور جو کچھ کسی دشمن کا بگاڑتے  
ہیں اس سب کے بدلے ان کے لئے نیک عمل لکھا جاتا ہے۔ بے شک اللہ نیکوں کا  
نیک ضائع نہیں کرتا“

ترجمہ : عباية بن رافع بن خديج نے کہا مجھے ابو عبيس عبد الرحمن بن جبر نے خبر دی کہ جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بندے کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود نہیں ہوتے کہ اس کو آگ مس گئے“

۲۶۱۶ — شرح : اس حدیث کی آیت کریمہ سے مناسبت اس طرح ہے کہ آیت کریمہ کا مفہوم  
یہ ہے کہ لوگوں کو ان کے قدموں کے آثار پر ثواب ملتا ہے۔ اگرچہ وہ طراپی نہ کریں۔

۲۶۱۶ — یہی حدیث کا مطلب ہے کہ جس کے قدم اللہ کی راہ میں آلود ہو جائیں اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے وہ طریں یا نہ لڑیں۔  
حدیث ۲۶۱۶ کی شرح دیکھیں۔

## بَابُ الْغُسْلِ بَعْدَ الْحَرْبِ وَالْغُبَارِ

۲۶۱۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ ثنا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَجَعَ يَوْمَ الْحَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاعْتَسَلَ فَأَنَاءَهُ جَبْرِئِيلُ وَقَدْ عَصَبَ رَأْسَهُ الْغُبَارُ فَقَالَ وَضَعْتَ السِّلَاحَ فَوَاللَّهِ مَا وَضَعْتُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ قَالِ هَهُنَا وَأَوْمَأَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ قَالَتْ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

منحرف کرنا چاہتے تھے جو وہ نہ کرتے تھے بلکہ ان کو اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ان کو اللہ کی طرف بلائیں اور وہ لوگ اسے آگ کی طرف بلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ابنِ بطال پر رحم کرے انھوں نے کس قدر آدابِ صحابیت کو ملحوظِ خاطر رکھا ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت عمار زمانہ مستقبل میں لوگوں کو اللہ کی طرف بلائیں گے کہ وہ آپس میں جنگ نہ کریں۔ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ جبکہ انھوں نے باغی لوگوں کو حق کی دعوت دی اور وہ اس کو بغاوت کی طرف کھینچ رہے تھے ”التعاون فی بناء المسجد“ کے باب میں اس کی تفصیل دیکھیں۔ الحاصل جنگِ صفین میں ہر ایک حالت اپنے آپ کو حق پر سمجھتی تھی اور دوسروں کو باغی کہتے تھے۔ اگرچہ نفس الامر میں حق پر ایک ہی گروہ تھا۔ دھرا مٹھنی تھا لیکن مجتہد کو خطا پر بھی ثواب ملتا ہے۔“

## باب — لڑائی اور غبار کے بعد غسل کرنا

۲۶۱۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ خندق کے روز واپس تشریف لائے اور جسم پاک سے ہتھیار اتار دیئے اور غسل فرمایا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے جبکہ انھوں نے سر کو غبار سے ڈھانپا ہوا تھا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے تو ہتھیار اتار دیئے ہیں بخدا! میں نے ابھی ہتھیار نہیں اتارے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب کہاں کا ارادہ ہے جبرائیل علیہ السلام نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ ادھر کا ارادہ ہے۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا

۲۶۱۹ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنِي مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ  
 أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى  
 الَّذِينَ قَتَلُوا أَصْحَابَ بَيْرْمَعُونََةَ ثَلَاثِينَ عَدَاةً عَلَى رِجْلِ وَذُكُوانَ وَ  
 عُصِيَّةَ عَصَتِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ قَالَ أَنَسٌ أُنْزِلَ فِي الَّذِينَ قَتَلُوا بَيْرْمَعُونََةَ  
 قُرْآنٌ قَرَأْنَاهُ ثُمَّ نَسَخَ بَعْدُ بَلَّغُوا قَوْمَنَا أَنْ قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَوَضِيَ عَنَّا وَ  
 رَضِينَا عَنْهُ

مشروح : اس باب میں ان لوگوں کی فضیلت کا بیان ہے جن کے حق میں یہ آیات نازل ہوئی ہیں۔ ان  
 کا شان نزول یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے بھائی اُحد کی جنگ میں شہید  
 ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کی پوروں میں رکھ دیں وہ جنت کے پھل کھاتے  
 ہیں اور اس کی نہروں کی سیر کرتے ہیں اور عرش کے نیچے ٹپکنے والی سونے کی قندیلوں میں رہتے ہیں۔ جب انھوں  
 نے کھانا، پینا اور رہنا سہنا بہترین پایا تو اپنے دلوں میں خیال کرنے لگے کہ ہمارے دنیا میں رہنے والے بھائی  
 ہمارے ساتھ ہونے والا اچھا معاملہ دیکھ لیتے تو کیا اچھا ہوتا تاکہ جہاد میں سستی نہ کرتے اور کفار کا مقابلہ حیات  
 سے کرتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہاری طرف سے یہ کلام میں لوگوں کو پہنچائے دیتا ہوں اور یہ دو آیات نازل فرمائیں  
 ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۶۱۹ —

نے ان لوگوں پر ایک مہینہ بددعا فرمائی جنہوں نے بئرمعونہ کے پاس  
 قاریوں کو قتل کیا تھا چنانچہ آپ نے رعل ذکوان اور عَصِيَّةَ پر بددعا کی انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی  
 نافرمانی کی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ان لوگوں کے حق میں جو بئرمعونہ کے پاس قتل کئے گئے تھے یہ قرآن نازل  
 ہوا جو ہم پڑھا کرتے تھے پھر وہ حصہ منسوخ ہو گیا اور وہ یہ ہے کہ ”ہماری قوم میں یہ بات پہنچا دو کہ ہم نے اپنے  
 رب سے ملاقات کی ہے وہ ہم سے خوش ہے اور ہم اس سے راضی ہیں“

مشروح : بنو عامرہ اور بنو سلیم کی پتھریلی زمین کے درمیان نجد کی سمت میں بئرمعونہ  
 واقع ہے وہاں ستر قرآء کو دھوکہ کے ساتھ شہید کر دیا گیا تھا۔ یہ چار

۲۶۱۹ —

## شہید کی زندگی

ہجری کا واقعہ ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ شہید کی حیات میں علماء کے مختلف خیال ہیں ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ  
 نے کہا شہداء کی روحوں کو رزق دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ابن حبان کی صحیح میں ہے کہ مومن کی روح پرندہ ہے جو جنت

## بَابُ ظِلِّ الْمَلَائِكَةِ عَلَى الشَّهِيدِ

۲۶۲۱۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ سَمِعْتُ

ابْنَ الْمُنْكَدِرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ حَتَّى بَاقِيَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ مَثَلَ بِهِ وَوَضَعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَذَهَبَتْ أَكْشَفُ عَنْ وَجْهِهِ فَهَبَانِي قَوْمِي فَسَمِعَ صَوْتَ صَاحِبَةِ فَقِيلَ ابْنَةُ عَمْرٍو فَقَالَ فَلَمْ تَبْكِي أَوْ فَلَا تَبْكِي مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا قُلْتُ لِمَصَدَقَةٍ أَقْبَاهُ حَتَّى رُفِعَ قَالَ رَبِّمَا قَالَهُ

## بَابُ — شَهِيدِ پَر فرشتوں کا سایہ کرنا

ترجمہ : ابن عیینہ نے کہا کہ میں نے محمد بن منکر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اُنھوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا

کہ میرے باپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا گیا جبکہ مشرکوں نے ان کے ناک اور کان وغیرہ کاٹ دیئے تھے۔ ان کو آپ کے آگے رکھ دیا گیا اور میں نے ان کے چہرہ سے کپڑا اٹھانا چاہا تو میری قوم نے مجھے روک دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی عورت کی آواز سنی تو آپ سے عرض کیا گیا وہ عمرو کی بیٹی یا (یہ کہا گیا) کہ وہ جابر کی بہن ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیوں روتی ہے یا (یہ فرمایا) وہ نہ نہ روتی ہے فرشتے تو اس پر اپنے پروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں۔ میں نے صدقہ سے کہا۔ کیا اس حدیث میں یہ لفظ ہے، ”حتی کہ ان کو اٹھایا گیا“ اُس نے کہا کبھی یہ بھی کہاہے۔

شرح : اس حدیث سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حال کی غلط بیان کرنی مقصود ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ستید عالم

صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کو زندہ کر کے اس سے برملا کلام کیا۔ صدقہ بن فضل امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد ہیں ان سے امام بخاری نے استفسار کیا کہ کیا حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت جابر کی میت اٹھانے تک فرشتے ان کو سایہ کرتے رہے؟ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۶۲۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مَعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرِو ثَنَا أَبُو اسْحَقٍ  
عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَ  
وَكَانَ كَاتِبَهُ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَأَعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلِّ الشُّوَبِ تَابِعَهُ  
الْأَوْسِيُّ عَنْ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ

والے لوگ جنت میں نہیں جائیں گے؟ اور کفار میں سے مرنے والے دوزخ میں  
ہوں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں (ہمارے شہداء جنت میں  
اور کافروں میں سے مرنے والے دوزخ میں ہوں گے)

شرح : اس ترجمہ سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ تلواروں کے لئے چمک ہوتی  
ہے۔ لہذا ان کے نیچے سایہ بھی ہوگا چنانچہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جنت تلواروں کے سایہ کے نیچے  
ہے۔ الحاصل اللہ کی راہ میں قتل ہونے والے جنت میں جائیں گے لہذا مسلمانوں کو جہاد سے ڈرنا نہیں چاہیے  
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کلام کا بھی یہی مطلب ہے کہ جب مسلمانوں کو اللہ کی راہ میں قتل ہونے سے  
جنت ملتی ہے۔ تو کفار کے ساتھ جنگ کرنے میں ہمیں تاکل نہیں کرنا چاہیے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
اس کی تصدیق فرمائی۔

ترجمہ : موسیٰ بن عقبہ نے عمر بن عبید اللہ کے آزاد کردہ غلام ابو نصر سالم  
سے روایت کی۔ اور وہ ان کے کاتب تھے انھوں نے کہا کہ عبد اللہ  
بن ابی اوفیٰ نے ان کو خط لکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یقین کرو کہ جنت تلواروں کے  
سایہ تلے ہے۔ اویسی نے ابن ابی الزناد سے انھوں نے موسیٰ بن عقبہ سے روایت کرنے میں معاویہ بن  
عمرو کی موافقت کی ہے۔

۲۶۲۳ — شرح : سالم عبد اللہ بن اوفیٰ کا کاتب تھا۔ اور ان کو عمر بن عبید اللہ کا  
کاتب کہنا صحیح نہیں۔ صاحب تلویح نے ذکر کیا کہ اس حدیث کی  
کتابت صحیح نہیں کیونکہ ابن ابی اوفیٰ نے سالم کو خط نہیں لکھا تھا انھوں نے تو عمر بن عبید اللہ کو لکھا کیونکہ  
عمر بن عبید اللہ خوارج کے ساتھ جنگ میں پہ سالار تھے اور سالم نے یہ واقعہ بیان کیا ہے۔

عدد کا مفہوم یہی ہے۔  
حضرت قلیمان علیہ السلام کے صاحب سے مراد ان کی مجلس کا ساتھی ہے یا ان کا وزیر مراد ہے  
جن ہو یا انسان،، امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ وہ فرشتہ تھا جو ان کے پاس وحی لایا  
کرتا تھا اور لفظ سے ظاہر بھی یہی ہے اور یہی درست ہے۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام نے زبان سے ان  
شاء اللہ،، نہیں کہا تھا یہ مطلب نہیں کہ وہ دل میں جملہ امور اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے سے غافل تھے کیونکہ  
یہ منصب نبوت کے لائق نہیں اور نبی کا دل کسی وقت اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوتا اسی لئے سید عالم  
صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلا سے باہر تشریف لاتے تو اللہ تعالیٰ غُفْرَانِکَ،، فرماتے، جس کا مطلب یہ ہے  
کہ اتنا وقت جو زبانی ذکر نہیں ہو سکا اس کی مغفرت چاہتے ہیں چونکہ مقام نبوت بلند مقام ہے اس لئے مباح  
کے ترک کو وہ عظیم تر سمجھتے ہیں اور نبی کا اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنا کسی گناہ کے باعث نہیں ہوتا کیونکہ  
انبیاء کرام علیہم السلام نبوت کے اظہار سے قبل اور بعد ہر صغیرہ اور کبیرہ گناہ سے معصوم ہوتے ہیں اور کسی  
وقت بھی اللہ کے حکم کا خلاف نہیں کرتے،،

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مسلم میں ذکر کیا کہ فقہاء اور متکلمین کا مسلک یہ ہے کہ انبیاء کرام  
علیہم السلام صغائر اور کبائر گناہوں سے پاک ہوتے ہیں اور منصب نبوت اس سے بلند و بالا ہے کہ ان سے  
کوئی گناہ صادر ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ان کی اقتداء کا حکم فرمایا ہے اور اگر ان سے گناہ کا صدور ہو تو  
ہم پر ان کی اقتداء لازم نہ ہوگی۔ اور نہ ہی ان کے اقوال اور افعال ہم پر لازم ہوں گے۔ الحاصل انبیاء کرام  
علیہم السلام سے بعض امور کا صدور حکمت فامضہ پر مبنی ہے۔ جیسے سیدنا آدم علیہ السلام کے متعلق ارشاد  
ہے کہ اُھفوں نے باری تعالیٰ کے حکم کا خلاف کیا اور شجرہ ممنوعہ سے تناول فرمایا اس میں ان کو اگرچہ بظاہر منع کیا  
گیا تھا مگر درحقیقت وہ اس کے تناول کے مامور تھے اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تخلیق آدم سے پہلے  
فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ پھر جب ان کو پیدا کیا تو ان کو جنت میں بسا کر  
فرمایا کہ اس درخت سے تناول نہ کرنا۔ اگر بالفرض وہ اس پر عمل پیرا ہوتے اور ہمیشہ کے لئے شجرہ ممنوعہ سے  
تناول نہ کرتے تو وہ ہمیشہ کے لئے زمین پر نہ اترتے اور نہ اللہ تعالیٰ کا زمین میں خلیفہ ہوتے تو اللہ کی خبر جھوٹی  
ہو جاتی (معاذ اللہ) چونکہ اللہ کی خبر کا جھوٹا ہونا محال ہے اور اس کو لازم یہ ہے کہ شجرہ ممنوعہ سے تناول کریں  
لہذا آدم علیہ السلام پر اس سے تناول کرنا فرض تھا اور فرض پر عمل کرنے والے کو گنہگار نہیں کہا جاتا۔ اسی لئے  
شیخ اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں آدم کی جگہ ہوتا اور مجھے یہ معلوم ہوتا کہ درخت کے تناول پر بے شمار  
مصالح ہیں مرتب ہوں گی خصوصاً سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں ظہور ہوگا تو میں اس درخت کو جڑوں  
سمیت کھا جاتا،، یہی حال حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا ہے جبکہ وہ تمام نبی تھے کہ ان سے جو  
کچھ صادر ہوا وہ یوسف علیہ السلام نے چاہ کنعان میں نبوت کا مقدمہ تھا اور فرض کا مقدمہ بھی فرض ہوتا ہے اس

۲۶۲۵ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي  
عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ جُبَيْرٍ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جُبَيْرُ  
بْنُ مُطْعِمٍ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ يُسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ  
مَعَهُ النَّاسُ مَقْفَلَةً مِنْ حُنَيْنٍ فَعَلَقَتِ الْعَرَابُ يَسْأَلُونَهُ حَتَّى  
اضْطَرُّوهُ إِلَى شَجَرَةٍ فَخَطَفَتْ رِدَاءَهُ فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَقَالَ أَعْطُونِي رِدَائِي لَوْ كَانَ لِي عَدُوٌّ هَذِهِ الْعِصَاةُ نَعَمْ لَقَسَمْتُه  
بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُونِي بِمَحِيلًا وَلَا كَذُوبًا وَلَا جَبَانًا

اس لئے احسنت، اشجیت اور اجودیت ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس صفات ہیں۔  
ترجمہ: محمد بن جُبیر نے کہا مجھ سے جُبیر بن مُطعم نے بیان کیا کہ وہ ایک وقت غلب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چل رہے تھے آپ کے ساتھ اور

لوگ بھی تھے جبکہ غزوہ حنین سے واپس آئے لوگوں نے آپ کو گھیر لیا جبکہ وہ آپ سے کچھ مانگتے تھے حتیٰ کہ  
آپ کو کیکر کے درخت تک لے گئے تو اس درخت نے آپ کی چادر تمام لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے  
ہو گئے اور فرمایا میری چادر تو مجھے دے دو۔ اگر میرے پاس اس درخت کے کانٹوں کی تعداد میں اونٹ  
ہوتے تو میں سب تم میں تقسیم کر دیتا پھر تمہیں مجھے بخیل نہ پاتے اور نہ جھوٹ بولنے والا اور نہ بدل پاتے۔

شرح: حنین مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان ایک وادی ہے۔ اس حدیث  
میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت واضح ہوتی ہے جبکہ آپ نے

فرمایا اس درخت کے کانٹوں کی تعداد میں اونٹ سخاوت کرنے میں تم مجھے بخیل نہ دیکھو گے۔ نیز اس حدیث میں  
آپ کے عظیم اخلاق کی ایک جھلک نظر آتی ہے کہ شاہ کونین ہوتے ہوئے لوگوں کی سختیاں فراخ دلی سے برداشت  
کرتے ہیں اور ان کی غیر مہذب گفتگو اور ہٹ دھرمی کی پرواہ تک نہیں کرتے۔ اگر یہ کہا جائے کہ کذب مبالغہ  
کا صیغہ ہے اسی طرح جتان صفت مشبہ ہے یہ اصول ہے کہ مبالغہ کی نفی سے نفس شئی کی نفی نہیں ہوا کرتی۔ لہذا  
کذب کی نفی سے نفس کا ذبیت کی نفی نہیں ہوتی اور بخیل کی نفی سے باخلیت کی نفی نہیں ہوتی اور نہ جان کی  
نفی سے نفس جبن کی نفی ہوتی ہے۔ حالانکہ اس مقام میں نفس کا ذبیت باخلیت اور جبن کی نفی مطلوب ہے  
اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی فعل کا وزن نفس شئی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور مبالغہ مطلوب نہیں ہوتا  
اسی طرح فعیل کا وزن نفس صفت کے معنی میں آتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ“ میں

۲۶۲۷ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّصِيَا وَالْمَمَاتِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

۲۶۲۷ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے ” اے اللہ میں تیرے ذریعہ عجز کاہلی، بزدلی اور بڑھاپے سے پناہ چاہتا ہوں اور میں تیرے ذریعہ زندگی اور موت کے فتنہ سے اور عذاب قبر سے پناہ چاہتا ہوں۔

۲۶۲۷ ۶ ۲۶۲۷ — شرح : بزدلی سے اس لئے پناہ چاہتے ہیں کہ یہ آخرت کے عذاب کا سبب بنتی ہے۔ کیونکہ بزدلی کے

سبب انسان جہاد سے بھاگے گا تو اللہ تعالیٰ کی وعید میں داخل ہوگا اور جو کوئی جہاد سے جی چراتا ہے وہ اللہ کے غضب کا مستوجب ہوتا ہے۔ بسا اوقات تو یہ ہوتا ہے کہ وہ دین اسلام سے منحرف ہو جاتا ہے اور بزدلی کے باعث مرتد ہو جاتا ہے۔ رذیل عمر یہ ہے کہ انسان بڑھاپے کے باعث بچپن کی سی عادات کی طرف لوٹ جاتا ہے اس کا جسم کمزور، عقل ماؤف ہو جاتی ہے اور سمجھ میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ نیز بڑھاپے کے باعث فرائض کی ادائیگی سے قصور واقع ہوتا ہے حتیٰ کہ اپنی ذات کی بھی خدمت سے قاصر ہو جاتا ہے اور گھر والوں کے بوجھ بن جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ اس کی موت کی خواہش کرنے لگتے ہیں اور اگر اس کے گھر والے نہ ہوں تو اور زیادہ مصیبت بن جاتی ہے (العیاذ باللہ) دنیا کا فتنہ یہ ہے کہ دنیاوی مال و دولت کی حرص میں عاقبت سے غافل ہو جاتا ہے اور آخرت کو دنیا کے عوض فروخت کر دیتا ہے (معاذ اللہ)

عجز قدرت کی ضد ہے اور وہ یہ ہے کہ جس کام کے کرنے کا ارادہ کرے اس پر قادر نہ ہو۔ کسل کا معنی یہ ہے کہ ہمت کمزور پڑ جائے اور مشقت پر جسم کے آرام کو ترجیح دے۔ اس سے اس لئے پناہ چاہی کہ اس کے باعث اعمال صالحہ سے دوری ہو جاتی ہے۔

حیات و ممات، حیات کا فتنہ یہ ہے کہ آخرت سے غافل ہو کر تحصیل دنیا میں مصروف ہو جاتا ہے اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے لگتا ہے اور ممات کا فتنہ یہ ہے کہ موت کے وقت بُرے خاتمہ کا ڈر ہونے لگتا ہے۔ عذاب کا فتنہ یہ ہے کہ اپنے بُرے اعمال کو بُری صورت میں دیکھنے لگتا ہے (العیاذ باللہ) واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

بَابُ وَجُوبِ النَّفِيرِ وَمَا يَجِبُ مِنَ الْجِهَادِ وَالنِّيَّةِ  
 وَقَوْلِهِ انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ  
 اللَّهِ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا  
 إِلَى قَوْلِهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ وَقَوْلِهِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَالَكُمْ إِذَا  
 قِيلَ لَكُمْ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّا قُلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ أَرَضِيتُمْ بِالْحَيَاةِ  
 الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ وَيَذْكُرُ  
 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَأَنْفِرُوا ثُبَاتٍ سَرَّايَا مُتَفَرِّقِينَ وَيُقَالُ وَاحِدُ الثُّبَاتِ  
 ثُبَّةٌ

کے ساتھ حضرت طلحہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کے سوا کوئی باقی نہ رہا تھا۔ اس لئے حضرت طلحہ جنگ  
 اُحد کے مواقع بیان کرتے تھے تاکہ لوگ ان کی اقتداء کریں وہ اس طرح کے بیان سے لوگوں کو اس طرح کے  
 حال کی ترغیب دلایا کرتے تھے ”رضی اللہ عنہ“

باب — کافروں کے ساتھ جنگ کے لئے نکلنے کا وجوب اور  
 جس قدر جہاد واجب ہے اور اس میں نیت کرنا،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”کوچ کرو ملکی جان سے چاہے بھاری دل سے اور اللہ کی راہ میں  
 لڑو۔ اپنے مال اور جان سے“ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر جانو۔ اگر کوئی قریب مال  
 یا متوسط سفر ہوتا تو ضرور تمہارے ساتھ جاتے۔ مگر ان پر تو مشقت کا راستہ دور پڑ گیا۔  
 اور اللہ نے فرمایا اے ایمان والو تمہیں کیا ہوا جب تم سے کہا جائے کہ خدا کی راہ  
 میں کوچ کرو تو بوجھ کے مارے زمین پر بیٹھ جاتے ہو۔ کیا تم نے دنیا کی زندگی آخرت  
 کے بدلے پسند کر لی اور جتنی دنیا کا اسباب آخرت کے سامنے نہیں مگر بھوڑا،  
 اور اگر کوچ نہ کرو گے تو تمہیں سخت سزا دے گا اور تمہاری جگہ اور لوگ لے آئے گا۔

۲۶۳۱ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُخَيِّرُ لَعْدَ مَا افْتَتَحُوا هَا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَشْرَهُمْ لِي فَقَالَ بَعْضُ بَنِي سَعِيدٍ بْنُ الْعَاصِ لَا تُشْرَهُمْ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ هَذَا قَاتِلُ ابْنِ قُؤَيْلٍ فَقَالَ ابْنُ سَعِيدٍ بْنُ الْعَاصِ وَاجِبًا لَوْ بَرْتَدَلِي عَلَيْنَا مِنْ قَدْ وَرَضَانِ يَنْعَى عَلَى قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ أَكْرَمَهُ اللَّهُ عَلَى يَدَيَّ وَلَمْ يَهْنِ عَلَى يَدَيْهِ قَالَ فَلَا أَدْرِي أَشْرَهُمْ لَهُ أَوْ لَمْ يُشْرَهُمْ لَهُ قَالَ سُفْيَانُ وَحَدَّثَنِيهِ السَّعِيدِيُّ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ السَّعِيدِيُّ هُوَ عَمْرُو بْنُ نُحَيْبٍ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ عَمْرٍو ابْنِ سَعِيدٍ بْنِ الْعَاصِ

۲۶۳۰ — شرح : اللہ کے ضحک کا معنی یہ ہے کہ اللہ اس سے راضی ہو جاتا ہے ضحک کو رضاء لازم ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے وہ جنتی ہے، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

۲۶۳۱ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ خبر فتح کرنے کے بعد وہاں تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے بھی غنیمت سے حصہ دیں تو بنی سعید سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! اس کو غنیمت سے کچھ نہ دیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ تو ابن قوئل کا قاتل ہے۔ ابن سعید بن عاص نے کہا اس جانور پر تعجب ہے جو پہاڑ کے کنارے سے ہم پر گر پڑا ہے۔ مجھے ایک مسلمان کے قتل کا غیب لگتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر عزت دی اور مجھے اس کے ہاتھ سے ذلیل نہیں کیا پھر نامعلوم کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو غنیمت سے کچھ دیا یا نہ دیا سفیان نے کہا مجھ سے سعیدی نے اپنے دادا سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔ ابو عبد اللہ (بخاری) نے کہا۔ سعیدی عمرو بن یحییٰ بن سعید بن عمرو بن سعید بن عاص ہے۔

۲۶۳۱ — شرح : ابن قوئل نعمان بن مالک بن ثعلبہ ہے وہ اُحد کی جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔ بنی سعید میں سے ابو ہریرہ پر اعتراض کرنے والا ”ابان بن سعید“

## بَابُ الشَّهَادَةِ سَبْعُ سَوَى الْقَتْلِ

۲۶۳۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكُ عَنْ سَمِيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشُّهْدَاءُ خَمْسَةٌ الْمَطْعُونُ وَالْمَبْطُونُ وَالْفَرِيقُ وَصَاحِبُ الْمَهْدَمِ وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

## باب جس نے روزہ پر غزوہ کو پسند کیا

ترجمہ : ثابت بنانی نے کہا میں نے حضرت انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابو طلحہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں غزوہ کے سبب روزہ نہ رکھا کرتے تھے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے بظاہر انتقال فرما گئے تو میں نے ان کو عید الفطر اور عید بقرہ کے سوا کبھی روزہ کے بغیر نہیں دیکھا۔

۲۶۳۲ — شرح : ابو طلحہ کا نام زید بن سہل انصاری ہے وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ کے شوہر تھے۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چالیس برس بقیہ حیات رہے اور وہ بدستور روزہ سے ہوتے تھے۔ صرف ان دنوں روزہ افطار کرتے جن میں نہی وارد ہے۔ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس لئے روزہ سے نہ ہوتے تھے کہ دشمن کے مقابلہ میں کمزور نہ ہو جائیں۔ معلوم ہوا کہ جہاد کی بہت فضیلت ہے اور دوسرے نقلی اعمال پر اس کو ترجیح حاصل ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو طلحہ نے اس لئے روزے رکھنے شروع کر دیئے کہ اسلام طاقتور ہو گیا تھا اور دشمن پر اسلام کو غلبہ حاصل ہو چکا تھا اور جہاد میں آسانی ہو گئی تو پھر وہ روزہ بھی رکھتے اور جہاد بھی کرتے تھے تاکہ دونوں طاعتیں جمع کر لیں اور قیامت میں باب الریان سے جنت میں داخل ہوں۔ یہ بات ذہن نشین ہو کہ رمضان مبارک کے روزوں کے علاوہ دوسرے دنوں کے روزوں میں یہ کلام ہے، واللہ ورسولہ اعلم !

## باب — اللہ کی راہ میں قتل کے سوا سات شہادتیں ہیں

۲۶۳۳ — ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

۲۶۳۵ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي اسْحَقَ قَالَ  
سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ لَمَّا نَزَلَتْ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ  
دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا فَجَاءَ بِكَفِّ فَاكْتَبَهَا وَشَكَى  
ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ ضَرَارَتَهُ فَتَزَلَّتْ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ  
غَيْرُ أَقْوَى الضَّرَرِ

۲۶۳۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ  
سَعْدِ الزَّهْرِيِّ ثَنَا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ  
سَعْدِ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ  
فَاقْبَلْتُ حَتَّى جَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَأَخْبَرَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَلَى عَلَيْهِ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ  
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ

کو بیٹھنے والوں پر بڑے ثواب سے فضیلت دی ہے۔ اس کی طرف سے درجے اور  
بخشش اور رحمت اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (نساء ۶۰)

۲۶۳۵ — ترجمہ : ابواسحاق نے کہا میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا  
کہ جب یہ آیت (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ) نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ علیہ وسلم  
نے حضرت زید کو بلایا وہ چوڑی ہڈی لے کر آئے اور یہ آیت لکھی اور ابن ام مکتوم نے نابینا ہونے کی شکایت  
کی تو یہ آیت کریمہ ”لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أَقْوَى الضَّرَرِ“ نازل ہوئی،  
(ابن ام مکتوم عمرو بن قیس عامری ہے اس کی والدہ عاتکہ مخزومیہ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ  
کاتب رکھنا اور علم لکھنا جائز ہے)

۲۶۳۶ — ترجمہ : سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا میں نے مروان  
بن حکم کو مسجد میں بیٹھا ہوا دیکھا تو میں اس کے پہلو میں بیٹھ گیا اس نے  
ہم سے بیان کیا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کو خبر دی کہ جناب رسول اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ

بَابُ التَّحْرِيطِ عَلَى الْقِتَالِ وَقَوْلُ اللَّهِ حَرَضَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ  
 ۲۴۳۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مَعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرِو ثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ  
 عَنْ جُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّسَائِيَّ يَقُولُ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 إِلَى الْخَنْدَقِ فَإِذَا الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يُخْفِرُونَ فِي عِدَاةٍ بَارِدَةٍ وَلَمْ  
 يَكُنْ لَهُمْ عَبِيدٌ يَعْمَلُونَ ذَلِكَ لَهُمْ فَلَمَّا رَأَى مَا بِهِمْ مِنَ النَّصَبِ  
 وَالْجُوعِ قَالَ اللَّهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْآخِرَةِ فَاعْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرِ  
 فَقَالُوا مُجِيبِينَ لَهُ (رُشَدُ)  
 نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا : عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيَْنَا أَبَدًا

نے لکھا اور میں نے وہ پڑھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم دشمن سے جنگ کرو تو صبر سے  
 کام لو! (یعنی دشمن کے ساتھ جنگ کرتے ثابت قدم رہو اور اس کی طاقت سے مت گھبراؤ)

باب — دشمن کے ساتھ جنگ کی ترغیب دلانا  
 اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : اے نبی! مومنوں کو جنگ کی ترغیب دلائے،

۲۴۳۸ — ترجمہ : حمید سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سیکھے  
 ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق کے لئے نکلے کیا دیکھتے ہیں کہ مہاجر اور انصار سخت  
 سردی میں خندق کھود رہے ہیں ان کے پاس خادم نہیں تھے جو یہ کام کرتے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب  
 ان کی مشقت اور بھوک وغیرہ دیکھی تو فرمایا اے اللہ بے شک زندگی آخرت کی زندگی ہے تو انصار اور مہاجرین  
 کو بخش دے انھوں نے جواب میں کہا ”ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ کے لئے جہاد  
 پر بیعت کی ہے جب تک ہم زندہ باقی رہیں گے۔“

۲۴۳۸ — شرح : خداوند قدوس کے ارشاد کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو  
 جنگ کی ترغیب دلایا کرتے تھے۔ چنانچہ جنگ بدر میں جب مشرک پوری قوت اور آلات حرب سے مسلح ہو کر

۲۶۴۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ قَالَ سَمِعْتُ  
الْبَرَاءَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ وَهُوَ يَقُولُ لَوْلَا أَنْتَ  
مَا اهْتَدَيْنَا ۲۶۴۱۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ  
عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ يَنْقُلُ  
الْتُّرَابَ وَقَدْ وَارَى التُّرَابَ بَيَاضَ بَطْنِهِ وَهُوَ يَقُولُ  
لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا ۚ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلِّتْنَا  
فَأَنْزَلُنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا ۚ وَثَبَّتْ الْأَقْدَامَ إِنَّ لَاقِيَنَا  
إِنَّ الْأُولَى قَدْ بَغَوْنَا عَلَيْنَا ۚ إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَيْنَا

## باب خندق کھودنا

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مہاجرین اور انصار  
نے مدینہ منورہ کے گرد اگر د خندق کھودنا شروع کی اور وہ اپنی پیٹھوں پر  
مٹی اٹھا کر باہر لاتے اور یہ کہتے تھے ہم نے ہمیشہ کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلام پر بیعت کی ہے  
جب تک ہم باقی رہیں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جواب میں فرماتے تھے اے اللہ! آخرت کی بہتری  
کے سوا کوئی بہتری نہیں ہے۔ اور انصار و مہاجرین میں برکت فرما۔

ترجمہ : ابواسحاق سے روایت ہے کہ میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے سنا  
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خندق کے روز (مٹی اٹھاتے اور یہ فرماتے تھے۔  
اے اللہ! اگر تیرا کرم نہ ہوتا تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے۔

ترجمہ : حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے احزاب کے روز جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مٹی باہر نکالتے تھے اور غبار نے آپ کے لپٹن

شریف کی سفیدی کو چھپایا ہوا تھا۔ جبکہ آپ یہ فرما رہے تھے۔  
اگر تیرا کرم نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ صدقہ کرتے اور نہ نمازیں پڑھتے ہم کو عزت و وقار عنایت کر اور اگر  
ہم دشمن کا مقابلہ کریں تو ہم کو ثابت قدم رکھ۔ بے شک مکہ والوں نے ہم پر زیادتی کی جب انہوں نے فتنہ کا  
ارادہ کیا تو ہم نے اس کا انکار کر دیا۔

## بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

۲۶۴۴ — حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ نَصْرِ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي  
يُحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَ سَهِيلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عِيَّاشٍ  
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ  
مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بَعَدَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا

## بَابُ فَضْلِ النِّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

۲۶۴۵ — حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يُحْيَى عَنْ أَبِي  
سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ  
أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ دَعَاَهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ كُلَّ خَزَنَةٍ بَابِ  
أَيُّ قُلْ هَلُمَّ قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَاكَ الَّذِي لَا تَوَى عَلَيْهِ فَقَالَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا رَجْوَانُ تَكُونُ مِنْهُمْ

## بَابُ — اللّٰه کی راہ میں روزہ رکھنے کی فضیلت

۲۶۴۴ — ترجمہ : ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے  
سنا کہ جس کسی نے اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ سے ستر برس دور کر دے گا۔  
شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ۲۶۴۲ میں ہے کہ ابوطالبہ عزوہ  
۲۶۴۴ — میں افطار کرتے تھے اور اس کو روزہ پر ترجیح دیتے تھے اور یہ حدیث  
اس کے خلاف معلوم ہوتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص جہاد میں روزہ سے ضعیف نہ ہو اس کے لئے روزہ  
رکھنا افضل ہے اور جو ضعیف ہو جائے وہ افطار کرے۔ حدیث میں ستر سال کا ذکر تحدید کے لئے نہیں مبالغہ  
کے لئے ہے اور اس سے کثرت مراد ہے۔ یعنی وہ دوزخ کی آگ سے غیر متناہی وقت دور رہے گا۔ واللہ ویرحمہ

## بَابُ — اللّٰه کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت

بَالَتْ ثُمَّ رَلَّتْ وَإِنْ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلُوةٌ وَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ  
لِمَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ فَجَعَلَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنِ السَّبِيلِ  
وَمَنْ لَمْ يَأْخُذْهَا بِحَقِّهِ فَهُوَ كَالْأَوْحْلِ لَا يَشْبَعُ وَيَكُونُ عَلَيْهِ شَهِيدًا يَوْمَ  
الْقِيَامَةِ

### بَابُ فَضْلِ مَنْ جَهَزَ غَازِيًا أَوْ خَلَفَهُ بِخَيْرٍ

۲۶۴۷ — حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ ثنا عَبْدُ الْوَارِثِ ثنا الْحُسَيْنُ ثَنِي يَحْيَى  
قَالَ ثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ ثَنِي بُسْرُبْنُ سَعِيدِ ثَنِي زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَهَزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ  
غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا

کیا اچھا چیز بُری چیز کو لائے گی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چپ رہے۔ ہم نے کہا آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔  
چنانچہ لوگ خاموش ہو گئے۔ گویا کہ ان کے سروں پر پرندے ہیں۔ پھر آپ نے چہرہ انور سے پسینہ پونچھا اور فرمایا  
ابھی ابھی سوال کرنے والا شخص کہاں ہے؟ کیا مال اچھا ہے؟ بے شک ابھی چیز بُرائی نہیں لائی۔ موسم بیج جو  
گھاس اُگاتا ہے وہ مار ڈالتا ہے یا مرنے کے قریب کر دیتا ہے۔ جب جانور گھاس چرے حتیٰ کہ جب اس کی  
دونوں کوکھیں بھر جائیں تو وہ سورج کے سامنے آجائے (اس کی گرمی سے) وہ لید اور پیشاب کرے پھر چرنے  
لگے۔ بے شک یہ مال سرسبز سیٹھا ہے۔ مسلمان کا مال کیا ہی اچھا ہے جو اس کو حق سے حاصل کرے اور اللہ کی راہ  
میں اور یتیموں اور مسکینوں میں خرچ کرے اور جو شخص اس کو حق سے حاصل نہ کرے وہ اس کھانے والے کی  
طرح ہے جو سیر نہ ہو اور وہ مال قیامت کے روز اس پر گواہ ہوگا۔  
(اس حدیث کی شرح حدیث ۱۳۸۲ کے تحت گزری ہے)

### بَابُ — اس شخص کی فضیلت جو غازی کو تیار کرے یا اس کا اچھا خلیفہ بنے

۲۶۴۷ — ترجمہ: زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۶۴۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ  
ثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُوسَى بْنِ الْأَنْسِ قَالَ وَذَكَرَ يَوْمَ الْمَمَامَةِ قَالَ أَتَى الْأَنْسُ  
ثَابِتَ ابْنَ قَيْسٍ وَقَدْ حَسَرَ عَنْ فِخْذَيْهِ وَهُوَ يَتَحَنُّطُ فَقَالَ يَا عَمَّ مَا يَجْبُذُكَ  
أَلَا تَجِيءُ قَالَ أَلَا نَ يَا ابْنَ أَخِي وَجَعَلَ يَتَحَنُّطُ يَعْنِي مِنَ الْحَنُوطِ ثُمَّ حَبَاءَ  
فَجَلَسَ فَذَكَرَ فِي الْحَدِيثِ انْكَشَافًا مِنَ النَّاسِ فَقَالَ هَكَذَا عَنِ وَجْهِنَا  
حَتَّى نَضَارِبَ الْقَوْمَ مَا هَكَذَا كُنَّا نَفْعَلُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا عَوَّدْتُمْ أَقْرَأَكُمْ رَوَاهُ حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ الْأَنْسِ

۲۶۴۹۔ ترجمہ : ابن عون نے موسیٰ بن انس سے بیان کیا اور پیامہ کے غزوہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ثابت بن قیس کے پاس آئے جبکہ ان کی دونوں رانیں پر ہنہ بھتیں اور وہ خوشبو لگائے ہوئے تھے۔ اور کہنے لگے اے چچا! آپ کو کس نے آنے سے منع کیا اُنھوں نے کہا اب چلتے ہیں اور خوشبو لگانے لگے پھر آئے اور بیٹھ گئے اور اپنی گفتگو میں لوگوں کی شکست ذکر کی اور کہا اس طرح ہم کافروں سے لڑتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اس طرح نہ کرتے تھے جو تم نے اپنے ساتھیوں کو بُری عادت ڈال رکھی ہے۔ اس کی حماد نے ثابت سے اُنھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

۲۶۴۹۔ شرح : پیامہ۔ مین میں ایک شہر ہے جو طائف سے دو مرحلوں پر واقع ہے ایک نیلی آنکھوں والی عورت جو قافلہ کو تین دن کی مسافت سے دیکھ لیتی تھی کے نام سے موسوم ہے۔ اس مقام میں مسلمانوں اور مسیلہ کذاب کے ساتھیوں میں زبردست جنگ لڑی گئی تھی یہ غزوہ بارہ ہجری میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں لڑا گیا تھا۔ جو گیارہ ہجری میں شروع ہوا اور بارہ ہجری میں ختم ہوا تھا۔ اس میں چار سو پچاس قاری صحابی شہید ہوئے ان میں سے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ اس جنگ میں انہی کے ہاتھ میں انصار کا جھنڈا تھا اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس کے سپہ سالار تھے۔ جبکہ بنو حنیفہ جو مسیلہ کذاب کا لشکر تھا چالیس ہزار کی تعداد میں تھا۔ ان میں سے اکیس ہزار مارے گئے تھے اور مسیلہ کذاب بھی مارا گیا اور اس کو وحشی بن حرب نے قتل کیا جس نے کفر کے زمانہ میں جنگ اُحد میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ اُس نے مسیلہ کو بچھا مارا جو اس کے جسم میں سے دوسری طرف نکل گیا پھر جلدی سے ابودجانہ نے اس کو تلوار ماری اور وہ گر کر مر گیا۔

## بَابُ هَلْ يُبْعَثُ الطَّلِيعَةُ وَحْدَهُ

۲۶۵۱۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُسْكَدِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَدَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ قَالَ صَدَقَةُ أَظُنُّهُ يَوْمَ الْخُنْدَقِ فَأَنْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَ النَّاسَ فَأَنْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَ النَّاسَ فَأَنْتَدَبَ الزُّبَيْرُ فَقَالَ إِنَّ كُلَّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَأَنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرِ بَنُ الْعَوَامِ

## باب — کیا ایک شخص کو دشمن کی اطلاع پانے بھیجا جائے ؟

ترجمہ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو پکارا صدقہ نے کہا میرا خیال ہے کہ یہ غزوہ خندق کا واقعہ ہے۔ تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پکارا تو حضرت زبیر نے جواب دیا آپ نے پھر پکارا تو زبیر نے جواب دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے مخلص دوست ہوتے ہیں میرا مخلص دوست زبیر بن عوام ہے ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“

۲۶۵۱۔ شرح : جس کسی شخص کو دشمن کے احوال معلوم کرنے کے لیے بھیجا جائے اس کو ”طَلِيعَةُ الْجَيْش“ کہا جاتا ہے۔ یہ غزوہ خندق کا واقعہ ہے جبکہ بنو قریظہ

نے نقض عہد کیا اور دوسرے کافروں کی معیت میں مدینہ منورہ پر حملہ بول دیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی کے مشورہ کے مطابق مدینہ منورہ کے ارد گرد خندق کھدوا دی تھی اس کو غزوہ احزاب بھی کہا جاتا ہے۔ اس روز جب حالات سخت سے سخت ہو گئے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو آواز دی کہ بنو قریظہ کے حالات کون معلوم کرے گا؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے قبول کیا اور دشمن کی جاسوسی کرنے تشریف لے گئے۔ اس طرح تین بار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا اور تین بار حضرت زبیر نے جواب دیا تو آپ نے خوش ہو کر فرمایا۔ ہر نبی کے مخلص ہوتے ہیں میرا مخلص زبیر بن عوام ہے رضی اللہ عنہ۔

”حَوَارِي“ کا معنی ناصر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری بھی ان کے ناصر اور مددگار تھے اس مادہ ”تَحْوِير“ ہے اور معنی سفید کرنا ہے۔ چنانچہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے انصار کو حواری کہا گیا ہے اور وہ کٹیے صاف کیا کرتے تھے۔ چھانے ہوئے آٹا کی پکی ہوئی روٹی کو بھی حواری کہا جاتا ہے۔ جب لفظ ”حواری“ کو حکم کی

۲۶۵۴۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنٍ وَابْنِ أَبِي  
السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْجَعْدِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ قَالَ سَلِمَةُ عَنْ شُعْبَةَ  
عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ وَتَابِعَهُ مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ

الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ أَبِي الْجَعْدِ

۲۶۵۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي الثَّيَّاحِ عَنْ  
أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَرَكَةُ فِي

نَوَاصِي الْخَيْلِ

ترجمہ : عروہ بن جعد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے

۲۶۵۴۔

فرمایا کہ گھوڑوں کی پیشانیوں کو قیامت تک خیر لازم ہے۔ سلیمان نے

شعبہ سے اُٹھوں نے عروہ بن ابی الجعد سے یہ روایت کی ہے اور مُسَدَّد نے ہُشَیْم سے اُٹھوں نے حُصَیْن سے اُٹھوں نے شعبی سے اُٹھوں نے عروہ بن ابی الجعد سے روایت میں سلیمان کی متابعت کی۔

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ

۲۶۵۵۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت ہے۔

مُشْرَح : اس حدیث کا عنوان بعینہ حدیث کے

۲۶۵۳ تا ۲۶۵۵۔

الفاظ ہیں۔ یعنی جو گھوڑے اللہ کی راہ میں

جہاد کے لئے ہیں ان کی پیشانی میں قیامت تک برکت رہے گی۔ اور وہ اجر اور غنیمت ہے۔ معلوم ہوا کہ قیامت

تک جہاد جاری رہے گا لہذا جہاد کے لئے گھوڑے تیار رکھنا باعثِ اجر و ثواب ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

گھوڑے کی پیشانی پر ہاتھ مبارک پھیرتے اور اس کو ملا کرتے تھے اور ساتھ ہی یہ فرماتے کہ اس میں قیامت تک

برکت ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

متابعت کا مقصد یہ ہے کہ سلیمان نے جعد کا باپ ذکر کیا ہے۔ اور مسدد نے ان کی موافقت کی۔

۲۶۵۷ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ شَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَنَا طَلْحَةُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ  
قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ الْقُبُرِيِّ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اخْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِيْمَانًا بِاللَّهِ وَتَصَدِيقًا  
بِوَعْدِهِ فَإِنَّ شِبْعَهُ وَرِيئَهُ وَرَوْثَهُ وَبَوْلَهُ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

۲۶۵۷ — ترجمہ : طلحہ بن ابی سعید نے کہا میں نے سعید مقبری کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا  
کہ انھوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ پر  
ایمان لاتے ہوئے اور اس کے وعدہ کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں گھوڑا تو اس گھوڑے کا چارے اور پانی  
سے سیر ہونا اور اس کا پیشاب قیامت میں اس کی میزان میں ہوں گے۔  
شرح : یعنی جو کوئی اپنے لئے گھوڑا روک رکھتا ہے تاکہ دشمن کے مقابلہ کی جب  
بھی مسلمانوں کو ضرورت پڑے وہاں اس گھوڑے سے کام لیا جائے گا۔ کیونکہ  
۲۶۵۷ — اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم دشمن کے مقابلہ کے لئے قوت اور گھوڑے تیار رکھو۔ اس طرح تم اللہ کے دشمن اور اپنے  
دشمن کو مرعوب کر سکو گے تو اس گھوڑے کے پیشاب اور لید وغیرہ کے برابر اس کو ثواب حاصل ہوگا !  
حدیث شریف میں قوت کی تفسیر تیر اندازی سے کی گئی ہے۔ چنانچہ مسلم شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا ” اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّفْعُ “ خبردار قوت تیر اندازی ہے، ” مگر یہ اس زمانہ کے اعتبار سے ہے۔ جبکہ اس کے  
سوا دُور مار آلات نہ تھے لیکن اس زمانہ میں حدیث کی روشنی میں اس کے ساتھ بمبوں اور میزائلوں کا اضافہ کر دیا  
جائے تو بجا ہوگا جبکہ اس دور میں ایٹم بم، ہائیڈروجن بم اور میزائل ہی طاقت سمجھے جاتے ہیں۔ جس ملک کے پاس ایٹم  
بم ہو وہ کمزور ملک کہلاتا ہے۔ اور برتری انہی ممالک کو حاصل ہے جو اس دور میں آگے آگے جا رہے ہیں۔ ہمارے  
نبی و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا کہ دراصل قوت رمی ہے اور مذکور بم اور میزائل رمی میں داخل ہیں آج  
چودہ سو برس پہلے آپ نے تنبیہ کر دی کہ خبردار اصل قوت رمی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایٹم بم اور میزائل وغیرہ  
آپ کے علم میں تھے۔ اور ان کی ہیئت ترکیبی آپ کے پیش نظر تھی چنانچہ حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا ” میں تمہارے گھروں میں فتنے اس طرح گرتے دیکھ رہا ہوں جیسے بارش کے قطرے گرتے ہیں اور فرمایا ” میں  
دنیا اور اس میں موجود ہر شئی کو کھنڈ و ست کی طرح دیکھ رہا ہوں، ” اگر اللہ تعالیٰ اپنے عظیم فضل کے باعث اپنے  
پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم عطا فرمادے تو بعید نہیں چنانچہ قرآن کریم میں ہے ” عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ “  
وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا، اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔  
گھوڑے کا کھانا، پینا اور بول و براز بعینہا کا وزن نہ کیا جائے گا بلکہ ان کے ذرات کے برابر حصولِ ثواب مقصود

۲۶۶۰ — حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ يَحْيَى بْنَ آدَمَ شَأْنًا أَبُو  
الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ كُنْتُ  
رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ عُفَيْرٌ فَقَالَ يَا مُعَاذُ  
هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ قُلْتُ اللَّهُ  
وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا  
بِهِ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَلَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا فَقُلْتُ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا أُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ لَا تَبَشِّرْهُمْ فَيَتَكَلَّمُوا  
۲۶۶۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ شَاغِدٌ رُشْنًا شَعْبَةً سَمِعْتُ قَتَادَةَ  
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِينَةِ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَرَسًا لَنَا يُقَالُ لَهُ مَنْدُوبٌ فَقَالَ مَا أَيْنَا مِنْ فَزَعٍ وَإِنْ وَجَدْنَا نَاهٍ لَبَحْرًا

اس کا ایک ٹکڑا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پکڑا اور تناول فرمایا۔  
ترجمہ : اُنسی بن عباس بن سہل نے اپنے باپ سے اُنھوں نے ان کے دادا سے روایت  
کی کہ ہمارے باغ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک گھوڑا تھا جس کو "لُجُف" — ۲۶۵۹

کہا جاتا تھا۔

۲۶۶۰ — ترجمہ : حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا میں نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک گدھے پر سوار تھا جس کو عُفَيْرُ کہا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ!  
کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے۔ اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے۔ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا  
رسول ہی جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا  
شریک نہ بنائیں اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ جو کوئی اس کا شریک نہ بنائے اس کو عذاب نہ دے۔ میں نے عرض کیا  
یا رسول اللہ! کیا میں لوگوں کو یہ خوشخبری نہ دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان کو خوشخبری نہ دو وہ تو کل کر بیٹھیں گے۔  
ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا مدینہ منورہ  
میں دہشت طاری ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے گھوڑا مستعار  
لیا جس کو مندوب کہا جاتا تھا اور فرمایا ہم نے تو کوئی ڈر کی چیز نہیں دیکھی اور اس گھوڑے کو تو ہم نے  
سمندر پایا ہے۔

## بَابُ الْخَيْلِ لِثَلَاثَةٍ

وَقَوْلِ اللَّهِ وَالْخَيْلَ وَالْبُغَالَ وَالْحَمِيرَ لَتَرْكَبُوهُنَّ وَزِينَةً

۲۶۶۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ

عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلَى رَجُلٍ وَزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ  
فَرَجُلٌ رَیْبُهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ  
فِي طَبَلِهَا ذَلِكَ مِنَ الْمَرْجِ أَوْ الرِّوَضَةِ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٌ وَلَوْ أَنَّهَا  
قَطَعَتْ طَبَلَهَا فَاسْتَنْتَتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ أَرْوَاهَا وَاثَرَهَا وَاثَرَهَا حَسَنَاتٌ

ترجمہ: سہل بن سعدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: خواست اگر کسی شے میں ہے تو وہ عمدت گھوڑے اور مکان میں ہو سکتی ہے

۲۶۶۳ -

شرح: اگر یہ سوال ہو کہ ان تین میں خواست کی تخصیص کی کیا وجہ ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ ان تین اشیاء کی خلقت میں خواست

۲۶۶۲ ، ۲۶۶۳ -

نہیں ان میں خواست صرف عادت ہے۔ بعض علماء نے یہ کہا کہ ان تین کو اس لئے خاص کیا ہے کہ انسان طبعاً ان

سے مستغنی نہیں ہوتا کیونکہ اس نے کسی نہ کسی جگہ رہائش کرنی ہوتی ہے تو مکان کی ضرورت ہے۔ اور اس کے

لئے زندگی بسر کرنے کے لئے رفیق کی بھی ضرورت ہوتی ہے جس کے ساتھ بود و بدوش کر سکے تو اس کے لئے بیوی کی ضرورت

ہے۔ پھر انسان کی حیات صرف اللہ کے دین کو عروج و ارتقاء تک پہنچانے کے لئے ہے اس کے لئے جہاد کی

ضرورت ہے لہذا گھوڑے کا پاس ہونا ضروری ہے تو لمبی مدت میں مکروہ شے بھی لاحق ہو جاتی ہے۔ اس لئے ان

کی طرف خواست کی نسبت کی گئی ہے۔ حالانکہ خواست و برکت اللہ تعالیٰ کی مشیت سے لاحق ہوتی ہے۔ عورت میں خواست

یہ ہے کہ اس سے بچہ پیدا نہ ہو۔ گھوڑے میں خواست یہ ہے کہ اس پر جہاد نہ کر سکے۔ دار میں خواست یہ ہے کہ

ہمسایہ اچھا نہ ہو۔ یعنی اگر خواست ہو تو ان تین میں ہو سکتی ہے اور یہ معنی نہیں کہ یہ تین محسوس ہیں، اگر یہ سوال پوچھا

جائے کہ حدیث میں ہے کہ گھوڑے کی پیشانی پر قیامت تک خیر باندھی گئی ہے اور یہ برکت ہے خواست نہیں تو اس

کا جواب یہ ہے کہ ان گھوڑوں میں خواست مراد ہے جو جہاد کے لئے نہ ہوں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ خیر و شر دونوں گھوڑے

میں پائی جاتی ہیں گویا کہ اجر و غنیمت سے خیر کی تفسیر کی اور اس کو یہ لازم نہیں کہ گھوڑے میں خواست ممتنع ہو جبکہ

## بَابُ مَنْ ضَرَبَ دَابَّةَ غَيْرِهِ فِي الْغَزْوِ

۲۶۶۵ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ ثَنَا أَبُو عَقِيلٍ ثَنَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيُّ قَالَ أَتَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيَّ فَقُلْتُ لَهُ حَدِّثْنِي مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَافَرْتُ مَعَهُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ قَالَ أَبُو عَقِيلٍ لَا أَدْرِي غَزْوَةً أَوْ عُمْرَةً فَلَمَّا أَنْ أَقْبَلْنَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَتَعَجَّلَ إِلَى أَهْلِهِ فَلْيَتَعَجَّلْ قَالَ جَابِرٌ فَأَقْبَلْنَا وَأَنَا عَلَى حِمَلٍ لِي أَرْمَكُ لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ وَالنَّاسُ خَلْفِي فَبَدَأْنَا أَنَا كَذَلِكَ إِذْ قَامَ عَلَيَّ فَطَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا جَابِرُ اسْتَمْسِكْ فَضَرْبَةً بِسَوْطِهِ ضَرْبَةً فَوَثَبَ الْبُعَيْرُ مَكَانَهُ فَقَالَ أَتَبِيعُ الْجَمَلَ قُلْتُ نَعَمْ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ فِي طَوَائِفِ أَصْحَابِهِ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَعَقَلْتُ الْجَمَلَ فِي نَاحِيَةِ الْبَلَاطِ فَقُلْتُ لَهُ هَذَا جَمْلُكَ فَخَرَجَ فَجَعَلَ يُطِيفُ بِالْجَمَلِ وَيَقُولُ لِيَ الْجَمَلُ جَمَلُنَا فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آوَاتِي مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ أَعْطُوهَا جَابِرًا ثُمَّ قَالَ اسْتَوْفَيْتَ الثَّمَنَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ الثَّمَنُ وَالْجَمَلُ لَكَ

پوری تقریر حدیث ۲۶۱۶ کی شرح میں دیکھیں

## بَابُ — جَسْنَ نَے جہاد میں کسی کے جانور کو مارا

۲۶۶۵ — ترجمہ : ابو المتوکل ناجی نے کہا میں جابر بن عبد اللہ انصاری کے پاس آیا اور ان سے کہا مجھ سے وہ حدیث بیان کیجئے جو تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھا۔ ابو عقیل نے کہا مجھے معلوم نہیں وہ سفر جہاد تھا یا عمرہ کا سفر تھا جب ہم آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے گھر جلدی جانے کی خواہش کرتا ہے وہ جلد جلد جائے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم واپس آئے جبکہ میں اپنے

## بَابُ سِهَامِ الْفَرَسِ

وَقَالَ مَالِكٌ يُسَهَّمُ لِلْخَيْلِ وَالْبَرَادِيزِ مِنْهَا الْقَوْلُ وَالْخَيْلُ وَالْبِغَالُ  
وَالْحَمِيرُ لِتَرْكَبُوهَا وَلَا يُسَهَّمُ لِأَكْثَرِ مَنْ فَرَسَ  
۲۶۶۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ  
عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْفَرَسِ  
سَهْمَيْنِ وَلِصَاحِبِهِ سَهْمًا

## باب — گھوڑے کا مال غنیمت میں حصہ

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا گھوڑے اور براذین کا غنیمت سے حصہ نکالا جائے کیونکہ  
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالْخَيْلُ وَالْبِغَالُ وَالْحَمِيرُ لِتَرْكَبُوهَا اور ایک گھوڑے سے زیادہ کو حصہ نہ دیا جائے

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کے لئے مال غنیمت سے دو حصے اور اس کے مالک کا ایک حصہ مقرر کیا۔ امام مالک  
نے کہا عربی گھوڑے اور ترک کی گھوڑے کو مال غنیمت سے حصہ دیا جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور گھوڑے اور  
خیر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے۔ اور ایک گھوڑے سے زیادہ گھوڑوں کو حصہ نہ دیا جائے۔

۲۶۶۷

شرح : اس حدیث سے جمہور علماء نے استدلال کیا کہ مال غنیمت سے گھوڑے  
کے لئے دو حصے اور گھوڑے والے کا ایک حصہ ہے یعنی صاحب فرس غازی کو غنیمت کے مال سے تین حصے  
میلے ہیں۔ اور اگر گھوڑے کے بغیر جہاد کرے تو اس کو صرف ایک حصہ ملتا ہے۔ امام مالک، شافعی، احمد،  
ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی مذہب ہے۔ ابو داؤد نے بھی ابن عمر سے دارقطنی نے ابو رہم اور جابر سے  
اور امام احمد رحمہ اللہ نے طلحہ بن عبید اللہ اور زبیر سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار کے لئے  
دو حصے اور پیادہ کو ایک حصہ دیا۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا سوار کے لئے صرف دو حصے ہیں ایک اس کا  
اور ایک گھوڑے کا حصہ، حضرت عمر فاروق، ابو موسیٰ اشعری اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کا مسلک بھی یہی ہے  
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے طبرانی کی روایت سے استدلال کیا کہ وہ بدر کی جنگ میں گھوڑے

## بَابُ مَنْ قَادَ دَابَّةَ غَيْرِهِ فِي الْحَرْبِ

۲۶۶۸ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَاهِلٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي أُحْمَرٍ  
قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَفَرَزْتُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفِرْ إِنْ  
هَوَازِنَ كَانُوا قَوْمًا رَمَاهُ وَإِنَّا لَمَّا لَقِينَاهُمْ حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ فَانْهَزَمُوا  
فَاقْبَلَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى الْغَنَائِمِ وَاسْتَقْبَلُونَا بِالسِّهَامِ فَأَمَّا رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَفِرْ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ وَإِنَّهُ لَعَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ  
وَأَنَّ أَبَاسُفِينَ آخِذٌ بِلِحَاظِهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنَا النَّبِيُّ  
لَا كَذِبَ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

نہ دیا جائے گا بلکہ اس کو پیدل کا حصہ ملے گا۔ الحاصل امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسلک یہ ہے کہ غنیمت کے استحقاق کا معیار دشمن کی زمین میں داخل ہونے کی حالت ہے اگر داخل ہوتے وقت سوار ہو تو اس کو دو حصے ملیں گے اور اگر پیدل ہو تو ایک حصہ ملے گا اگرچہ داخل ہونے کے بعد حال مختلف ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

## بَابُ — جس نے میدان جنگ میں غیر کا جانور کھینچا

۲۶۶۸ — ترجمہ : ابواسحاق سے روایت ہے کہ ایک شخص نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تم حنین کی جنگ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے؟ انھوں نے کہا لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بھاگے تھے۔ بے شک قبیلہ ہوازن کے لوگ بہت تیر انداز تھے جب ہم ان سے ملے تو ہم نے ان پر حملہ کر دیا اور وہ بھاگ گئے تو مسلمان غنیمت کی طرف متوجہ ہو گئے تو انھوں نے آگے سے ہم پر تیروں سے حملہ کر دیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز نہیں بھاگے تھے۔ میں نے آپ کو دیکھا جبکہ آپ سفید خچر پر سوار تھے اور ابوسفیان بن حارث اس کی لکام پکڑے ہوئے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے ”میں نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔“ شرح : یعنی حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے جب پوچھا گیا کہ تم حنین کی

## بَابُ الرِّكَابِ وَالْغُرُزِ لِلدَّائِمَةِ

۲۶۶۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَدْخَلَ رِجْلَهُ فِي الْغُرُزِ وَاسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ قَائِمَةً أَهْلًا مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ

## بَابُ رُكُوبِ الْفَرَسِ الْعَرَبِيِّ

۲۶۷۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ تَنَاخًا دَعْنُ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ اسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَرَسٍ عَرَبِيٍّ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ فِي عُنُقِهِ سَيْفٌ

## بَابُ — جانور کی رکاب

۲۶۶۹۔ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جب آپ اپنا قدم میثنت رکاب معلیٰ میں داخل فرماتے اور آپ کی سواری سیدی کھڑی ہو جاتی تو مسجد ذوالحلیفہ سے احرام باندھتے۔  
۲۶۶۹۔ شرح : رکاب اور غرز میں فرق یہ ہے کہ رکاب لوہے یا لکڑی کی ہوتی ہے اور غرز چمڑے کی۔ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں مترادف ہیں اونٹ کی رکاب کو غرز کہا جاتا ہے اور گھوڑے کے لئے رکاب مستعمل ہے۔ اسی لئے حدیث میں رکاب کا ذکر نہیں کہ یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔

## بَابُ — برہنہ گھوڑے پر سوار ہونا،

۲۶۷۰۔ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم برہنہ گھوڑے جس پر کاٹھی نہ تھی پر سوار لوگوں سے پہلے آئے اور آپ کی گردن میں تلوار تھی۔  
۲۶۷۰۔ شرح : عُرْیٌ برہنہ گھوڑا جس پر کاٹھی نہ ہو اس کی جمع اَعْرَءٌ ہے۔ اس حدیث سے

۲۶۷۲ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مضمر گھوڑے کو مقام حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک دوڑایا اور جو گھوڑا مضمر نہ تھا اس کو ثنیۃ سے مسجد بنی زریق تک دوڑایا ابن عمر نے کہا میں ان لوگوں میں ہوں جنہوں نے گھوڑے دوڑائے تھے۔ عبداللہ بن ولید نے کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی۔ انہوں نے کہا ہم سے عبید اللہ نے بیان کیا۔ سفیان نے کہا حفیاء اور ثنیۃ الوداع کے درمیان پانچ یا چھ میل ہیں اور ثنیۃ سے مسجد بنی زریق صرف ایک میل ہے۔

۲۶۷۲ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت "اُجڑی" کے لفظ میں ہے کیونکہ

اجزاء میں "سبق" دوڑ کا معنی پایا جاتا ہے۔ اس باب کے عنوان کا بیان

یہ ہے کہ گھوڑوں میں دوڑ لگانا مشروع ہے۔ اور گھوڑے سخت اور مضبوط کرنے کے لئے اس کی تغیر جائز ہے تغیر کے مختلف طریقے ہیں۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ گھوڑے کو چالیس روز خوب چارہ کھلایا جائے حتیٰ کہ وہ موٹا تازہ ہو جائے پھر اس کا چارہ کم کر کے آہستہ آہستہ بھوکا رکھنا شروع کر دے حتیٰ کہ وہ ڈبلا پتلا ہو جائے ایسا گھوڑا بہت دوڑتا ہے۔ جتنے وقت میں دوسرا گھوڑا ایک میل دوڑتا ہے۔ یہ اتنے وقت میں چھ سات میل دوڑتا ہے جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس پر کاٹھی باندھی جاتی ہے اور موٹے پالان اس پر ڈالے جاتے ہیں حتیٰ کہ ان کے نیچے پسینہ آ جاتا ہے اس طرح اس کا گوشت سخت ہو جاتا ہے۔ اور اس کی نرمی جاتی رہتی ہے۔ حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت کے لئے جانور کو بھوکا رکھنا جائز ہے جبکہ اس میں اس کی اصلاح ہو۔ تغیر کا فائدہ یہ ہے کہ جنگ میں ضرورت کے وقت ان گھوڑوں سے انتفاع کیا جاتا ہے۔ گھوڑے کی تغیر میں علماء کا اجماع ہے۔ شوافع اس کو سنت کہتے ہیں اور بعض لوگ مباح کہتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ اس طرح کرتے تھے اسلام نے اس کو برقرار رکھا اور گھوڑوں میں دوڑ لگانے کو جائز کہا۔ اور اس میں شرط لگانا حرام قرار دیا۔ حدیث شریف بھی اسی گھوڑ دوڑ پر مجمل ہے جس میں کوئی شرط نہ لگائی جائے۔ فقہاء کہتے ہیں کہ دونوں طرف سے شرط لگانا جائز نہیں ایک طرف سے شرط لگا سکتے ہیں اور حدیث میں اس کے جواز اور عدم جواز پر قطعاً دلالت نہیں۔ اور یہ اباحت کے منافی نہیں۔ ابن تین نے ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں کو مہینی چادروں کے عوض دوڑایا جو گھوڑا سب سے آگے بڑھ گیا تھا اس کو تین چادریں دیں۔ دوسرے نمبر والے کو دو چادریں اور تیسرے نمبر والے کو ایک چادر دی۔ چوتھے نمبر والے کو ایک دینار پانچویں کو ایک درہم اور چھٹے کو چاندی دی۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ تم سب کے لئے برکت کرے۔

قولہ قال عبداللہ حدثنا سفیان الخ اس ہے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ سفیان ثوری کی اپنے شیخ سے روایت کی تصریح ہے جبکہ پہلے اسناد میں تحدیث کی صراحت نہیں کیونکہ روایت غنغنه ہے۔

بَابُ نَاقَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَرَدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسَامَةً عَلَى الْقُصُوءِ  
 وَقَالَ الْمِسُورُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خَلَّاتِ الْقُصُوءُ  
 ۲۶۷۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مُعَاوِيَةُ ثَنَا الْوَلِاسُ عَنْ  
 حَمِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا كَانَ نَاقَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهَا  
 الْعَضْبَاءُ مِنْ هُنَا طَوْلَهُ مُوسَى عَنْ حَمَّادٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ

مُضْمَرٌ كَرْدِ گھوڑوں کو دوڑایا اور ان کو خُفِیَاء سے چھوڑا اور ان کی انتہاء ثنیۃ الوداع تھی۔ ابواسحاق نے کہا  
 میں نے موسیٰ سے کہا اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔ موسیٰ نے کہا چھ یا سات میل کا فاصلہ ہے اور جو گھوڑے  
 مُضْمَر نہ تھے ان کو دوڑایا اور ثنیۃ الوداع سے چھوڑا اور اس کی انتہاء مسجد بنی ندیم تھی۔ میں نے کہا اس کا  
 فاصلہ کتنا تھا۔ موسیٰ نے کہا صرف ایک میل یا اس جیسا ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان لوگوں میں سے  
 ہیں جنہوں نے گھوڑے دوڑائے تھے۔  
 (حدیث ۲۶۷۲ کی شرح دیکھیں)

بَابُ — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی  
 حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 قُصُوءَ، اونٹنی پر اسامہ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور مِسُور نے کہا۔  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قُصُوءَ عاجز نہیں ہوئی،

ترجمہ : حَمِید نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو  
 یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی

۲۶۷۵ —

کو عضبَاء کہا جاتا تھا

۲۶۷۸ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ  
ثَنَى أَبُو اسْحَقَ عَنْ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَبَا عُمَارَةَ وَلَيْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ  
قَالَ لَا وَاللَّهِ مَا وَدَّيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ وَلِي سُرْعَانَ النَّاسِ فَلَقِيَهُمْ  
هَوَازِنُ بِالنَّبْلِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَعْلَةٍ بَيْضَاءَ وَالْوُسُفَيْنُ بْنُ  
الْحَارِثِ أَخَذَ بِلِحَاظِهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ أَنَا  
ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

کو سفید خچر نذرانہ پیش کیا تھا

ترجمہ : ابواسحاق نے کہا میں نے عمرو بن حارث کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف سفید خچر، ہتھیار اور زمین باقی چھوڑی اور

۲۶۷۷ —

ان کو صدقہ کر دیا۔

ترجمہ : حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے ایک شخص نے کہا

۲۶۷۸ —

اے ”ابا عمارہ“ تم حنین کی جنگ میں پشت پھیر گئے تھے انہوں نے کہا

بخدا! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ سے پیچھے نہیں ہٹے تھے لیکن پہلی صف والے پشت پھیر گئے جبکہ قبیلہ  
ہوازن نے تیروں سے ان کا مقابلہ کیا تھا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفید خچر پر تھے اور ابوسفیان بن حارث اس  
کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔ میں نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب  
کا بیٹا ہوں۔

۲۶۷۷ — ۲۶۷۸ — مشروح : عمرو بن حارث مصطفیٰ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین جویریہ کے بھائی ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تو کہا، ”کی ضمیر سب طرف راجع ہے صرف  
”ارض“ کی طرف راجع نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نبیوں کی جماعت ہیں ہمارا کوئی وارث نہیں ہم جو کچھ باقی  
چھوڑیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ساری امت کے باپ ہیں جبکہ آپ کی بیٹیاں ائمہات المؤمنین  
ہیں۔ اور باپ کا مال ساری امت کا حصہ ہے۔ اسی حدیث کو اساس بناتے ہوئے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فذک  
کی زمین کو وراثت بنانے سے معذرت کر دی تھی۔ اس حدیث کو حضرت عباس، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما اور اکابر  
صحابہ کرام نے تسلیم کیا تھا اسی لئے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فذک کو حضرت عباس اور علی میں تقسیم کرنے  
سے معذوری ظاہر کر دی تھی۔ کیونکہ ان دونوں میں اگر فذک تقسیم کر دیتے تو وقت گزرنے کے بعد ان کی اولاد یہ  
سمجھنے لگتی کہ یہ ہماری وراثت ہے جو آدمی عباس کو بحیثیت عصبہ ملی ہے اور آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بذریعہ

## بَابُ غَزْوَةِ الْمَرْأَةِ فِي الْبَحْرِ

۲۶۸۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ شَامِعًا وَبَنِي عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي سَعْدٍ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أُنْسًا يَقُولُ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بِنْتِ مِلْحَانَ فَاتَّكَأَ عِنْدَهَا ثُمَّ ضَحِكَ فَقَالَتْ لِمَ تَضْحَكُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ الْبَحْرَ

الْأَخْضَرَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِثْلَهُمْ مِثْلُ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ لَهَا مِثْلُ ذَلِكَ فَقَالَتْ أَدْعُو اللَّهَ أَنْ يُجَلِّفَ مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَلَسْتَ مِنَ الْآخِرِينَ قَالَ قَالَ أُنْسٌ فَتَزَوَّجَتْ عُبَادَةَ ابْنَ الصَّامِتِ فَرَكِبَتْ الْبَحْرَ مَعَ بِنْتِ قَرْظَةَ فَلَمَّا قَفَلَتْ رَكِبَتْ دَابَّتَهَا فَوَقَصَتْ بِهَا فَسَقَطَتْ عَنْهَا فَمَاتَتْ

## بَابُ عَوْرَتِ كَاسَمَنْدَرٍ فِي جِهَادِ كَلِّ جَانَا

ترجمہ : عبد اللہ بن عبد الرحمن انصاری نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام حرام بنت

۲۶۸۱ —

ملحان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے پاس تکیہ لگا کر سو گئے پھر آپ (بیداری کے بعد) ہنسے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کیوں ہنسے ہیں؟ آپ نے فرمایا میری امت کے لوگ اللہ کی راہ میں سبز سمندر پر سوار ہیں جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھتے ہیں اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کریں کہ مجھے ان میں سے کرے۔ آپ نے فرمایا اے اللہ! اس کو ان میں سے کر دے پھر آپ دوبارہ ہنسے تو ام حرام بنت ملحان نے آپ سے اسی طرح عرض کیا یا یہ کہا کہ یہ ہنسنا کیسا ہے؟ تو آپ نے اسی طرح جواب دیا۔ ام حرام نے عرض کیا اللہ سے دعا کریں کہ مجھے ان میں سے کر دے آپ نے فرمایا تو پہلے لوگوں میں سے ہے اور دوسرے لوگوں میں سے تو نہیں ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا اور بنت قَرْظَہ کے ساتھ سمندر پر سوار ہوئیں جب واپس آئیں تو جانور پر سوار ہوئیں اور وہ اچھلا تو اس سے گر پڑیں اور فوت ہو گئیں۔

(حدیث ۲۵۹۷ کی شرح کا مطالعہ فرمائیں)

## بَابُ غَزْوِ النِّسَاءِ وَقِتَالِهِنَّ مَعَ الرِّجَالِ

۲۶۸۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ ثنا عَبْدُ الْوَارِثِ ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ  
 أَنَسٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ أَهْزَمَ النَّاسَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ وَأُمَّ الْمُشْتَمِرَتَانِ  
 أَرَايَ خَدَمَ سَوْفِهِمَا تَنْقُرَانِ الْقِرْبَ وَقَالَ غَيْرُهُ تَقْلَانِ الْقِرْبَ  
 عَلَى مُتُونِهِمَا ثُمَّ تَفْرِغَانِيهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَيَمْلَأَانِهَا ثُمَّ  
 يَتَجَيَّانِ فَتَفْرِغَانِيهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ

کے مومنوں میں ڈالتی تھیں۔

مشروح : اگر یہ سوال ہو کہ حدیث میں عورتوں کے لڑائی کرنے کا ذکر نہیں لہذا یہ عنوان

۲۶۸۳ —

کے موافق نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا یہ کام جو وہ کر رہی تھیں لڑائی کے

حکم میں ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ”نقر“ کا معنی اچھلنا ہے اور ”زفر“ کا معنی بھاری مشکیزہ کو اٹھانا ہے  
 امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا عورتوں کی پنڈلیوں کو دیکھنا اس وقت ممنوع نہ تھا کیونکہ اس وقت عورتوں کو حجاب کا حکم نہ  
 دیا گیا تھا۔ یا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان کو قصداً نہیں دیکھا تھا اور قصد کے بغیر انس کی نظر پنڈلیوں پر پڑ گئی تھی۔  
 اگر اجنبیہ پر اچانک نگاہ پڑ جائے تو اس پر حکم مرتب نہیں ہوتا۔

غنیمت کے مال سے عورتوں کو حصہ دینے میں فقہاء و کرام کے مختلف اقوال ہیں۔ امام اوزاعی نے کہا عورتوں کو  
 غنیمت کے مال سے حصہ دیا جائے کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر کی غنیمت میں سے عورتوں کو حصہ دیا تھا  
 سفیان ثوری، علماء کوفہ بیث اور امام شافعی رضی اللہ عنہم نے کہا عورتوں کو غنیمت سے کچھ نہ دیا جائے البتہ ان کو امام  
 لشکر اپنی مرضی سے کچھ نہ کچھ دیدے صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عورتوں کو غنیمت سے عطیہ  
 دیا جاتا تھا اور ان کا حصہ مقرر نہ تھا۔ اسی طرح بچوں کا بھی غنیمت میں حصہ نہیں ہے۔ تاجر اور نوکر جب میدان جنگ  
 میں حاضر ہوں تو ان کو حصہ ملے گا۔ اگرچہ وہ لڑائی نہ کریں۔ بعض علماء کہتے ہیں اگر وہ لڑائی کریں تو حصہ ملے گا ورنہ نہیں  
 اور بعض علماء کے نزدیک ان کو مطلقاً کچھ نہ ملے گا۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا تاجر اور ملازم کا غنیمت  
 میں کچھ حصہ نہیں جب تک وہ جنگ نہ کریں۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ بھی یہی کہتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

**بَابُ مَدَاوَاةِ النِّسَاءِ الْجَرَحِي فِي الْغُرُو**  
**۲۶۸۵ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ شَنَا بَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ شَنَا خَالِدُ**  
**بْنِ ذُكْوَانَ عَنِ الرَّبِيعِ ابْنَتِ مُعَوِذٍ قَالَتْ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ**  
**وَسَلَّمَ نُسْقِي الْمَاءَ وَنُدَاوِي الْجَرَحِي وَنَرُدُّ الْقَتْلَى**

سے اسی طرح کہہ دیا تو انھوں نے فرمایا علی المرتضیٰ سے جا کر کہہ دو میں راضی ہوں اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہے اور ام کلثوم کی پنڈلی پر اپنا ہاتھ رکھ کر اس کو برہنہ کر دیا۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ نے ایسا کیا ہے اگر آپ امیر المؤمنین نہ ہوتے تو میں تمہاری ناک توڑ دیتی پھر اپنے والد حضرت علی کے پاس آئیں اور ان سے واقعہ ذکر کیا اور کہا آپ نے مجھے بڑے شخص کے پاس بھیجا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے میری پیاری بیٹی وہ تیرا شوہر ہے (یعنی، کرمانی)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت میں میری نسب کے سوا تمام انساب ختم ہو جائیں گے۔ اس لئے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام کلثوم سے نکاح کیا تاکہ آپ کی نسب منقطع نہ ہو۔ اہل تشیع کو بھی یہ تسلیم کرنے سے انکار نہیں لیکن وہ اس کو غضب سے تعبیر کرتے ہیں حالانکہ اس طرح کی تعبیر کرنے میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سخت توسین ہے اور ان کی شجاعت پر بدناما دھبہ لگتا ہے کہ جس نے لڑکی غضب کر لی، اسی کے وہ لمبی مدت شیر اور معاون رہے واللہ اعلم!

ام سلیط ان عورتوں میں سے ہیں جنہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی وہ جنگِ احد میں گئی تھیں۔ ان کا نام غیر معروف ہے لیکن طبقاتِ نساء میں ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ اس کا نام ام قیس بنت عبید بن زیاد بن ثعلبہ تھا اس سے ابوسلیط نے نکاح کیا اور سلیط اور فاطمہ پیدا ہوئے۔

**باب — غزوہ میں عورتوں کا زخمیوں کی دوا کرنا**

**ترجمہ :** ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زخمیوں کو پانی پلاتیں اور ان کی دوا کیا کرتی تھیں اور

**۲۶۸۵ —**

جو شہید ہو جاتے ان کو مدینہ منورہ پہنچاتی تھیں۔  
**شرح :** اس حدیث سے ظاہر ہے کہ عورتیں اجنبی لوگوں کی دوا کر سکتی ہیں اور مقتول

**۲۶۸۵**

۲۶۸۶ — شرح : علامہ کرمانی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں جہاد میں جاسکتی ہیں اور لوگوں کو پانی وغیرہ پلا سکتی ہیں اور ضرورت کے وقت غیر محرم کی دوا کر سکتی ہیں۔ واللہ ورحمہ وسلم!

## باب۔ بدن سے تیر نکالنا

۲۶۸۷ — ترجمہ : ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ابو عامر کے گھٹنے میں تیر لگ گیا اور میں ان کے پاس گیا تو آنکھوں نے مجھے کہا کہ یہ تیر کھینچو میں نے تیر کھینچا تو زخم سے پانی بہنے لگا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ خبر دی تو آپ نے فرمایا اے اللہ اپنے چھوٹے سے بندے ابو عامر کو بخش دے،

۲۶۸۸ — شرح : ابو عامر ابن سلیم ابو موسیٰ اشعری کے چچا اور اکابر صحابہ کرام سے ہیں وہ غزوہ اوطاس میں شہید ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

اس کے قتل کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھا کر اس کے لئے دعاء کی۔ چنانچہ صحیح بخاری کی کتاب المغازی کے غزوہ اوطاس میں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور وضوء کیا پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر ابو عامر کے لئے دعاء کی اور فرمایا اے اللہ اپنے چھوٹے سے بندے ابو عامر کو بخش دے میں نے آپ کی بغلوں کی سپیدی کو دیکھا جبکہ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعاء کی تھی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اموات کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا مستحب ہے۔ اس زمانہ میں لوگ کسی کے مرنے کے بعد چند روز تک اس کے گھر بیٹھتے ہیں اور دونوں ہاتھ اٹھا کر میت کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں اور اس کی مغفرت کی دعا کرتے ہیں یہ جائز اور مستحب ہے اس میں کوئی قباحت نہیں اور نہ ہی یہ خلاف سنت ہے اور جو فعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو اور اس پر صحابہ کرام کے عمل کا علم نہ ہو تو وہ فعل ہمارے لئے مستحب ہے۔ اس زمانہ میں بعض لوگ میت کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کو منع کرتے ہیں ان کا یہ عمل خلاف سنت ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الدعوات میں ایک باب کا عنوان رَفَعَ الْأَيْدِي فِي الدَّعَاءِ ذکر کر کے اس میں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی ہے۔ اور دعاء کے وقت قبلہ رو ہونا ضروری نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے خطبہ میں بارش کے لئے دعاء کی حالانکہ آپ غیر قبلہ کی طرف متوجہ تھے۔ واللہ یہدی السبیل۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شہید کے جسم سے تیر نکال لیا جائے اور اس کو کپڑوں کی طرح جسم میں باقی نہ رکھا جائے گا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ زندہ زخمی سے تیر نکال لیا جائے اگرچہ اس کے بعد اس کی موت واقع ہو جائے۔ اور اس طرح زخمی کو ہلاکت میں ڈالنا مقصود نہیں ہوتا بلکہ تیر نکالنے سے اس کی بہتری مقصود ہوتی ہے۔

واللہ یفعل ما یشاء

۲۶۸۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَوْسُفَ ثَنَا أَبُو بَكْرِ عَنْ أَبِي حَصِينٍ  
عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
تَعَسَّ عَبْدُ الدِّينَارِ وَالِدُ رَهِمٍ وَالْقُطَيْفَةُ وَالْحَمِيصَةُ إِنْ أُعْطِيَ  
رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ لَمْ يَرْفَعْهُ إِسْرَائِيلُ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَحَادَةَ  
عَنْ أَبِي حَصِينٍ وَزَادَ لَنَا عَمْرُو قَالَ أَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَالَ تَعَسَّ عَبْدُ الدِّينَارِ وَعَبْدُ الدَّرْهِمِ وَعَبْدُ الْحَمِيصَةِ إِنْ أُعْطِيَ  
رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ تَعَسَّ وَانْتَكَسَ وَإِذَا شَيْئَكَ فَلَا أَنْتَقِشَ طُوبَى  
لِعَبْدٍ أَخَذَ بَعْنَانَ فَرَسَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَشَعَثَ رَأْسَهُ مُغَبَّرَةً قَدَمَاهُ  
إِنْ كَانَ فِي الْحَرَّاسَةِ كَانَ فِي الْحَرَّاسَةِ وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي  
السَّاقَةِ  
إِنْ أَسَاذَنَ لَمْ يُؤْذَنَ لَهُ وَإِنْ شَفَعَ لَمْ  
يُشَفَّعْ فَتَعَسَّا كَأَنَّهُ يَقُولُ فَاتَّعَسَهُمُ اللَّهُ خَيْبَهُمُ اللَّهُ طُوبَى فَعَلَى مِنْ كُلِّ  
شَيْءٍ طَيِّبٍ وَهِيَ يَاءٌ حَوَّلْتُ إِلَى الْوَاوِ وَهِيَ مِنْ يَطِيبُ

ہے اگر دیا جائے تو راضی رہتا ہے اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض رہتا ہے۔ یہ شخص بد بخت خسارے والا ہے اور جب اس کو کانٹا لگ جائے تو اس کو نکال نہیں سکتا۔ اس شخص کو خوشخبری ہو جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لٹام پکڑے ہوئے ہو اس کا سر پر آگندہ قدم غبار آلود ہوں اگر اس کو حفاظت پر مامور کیا جائے تو وہ حفاظت پر قائم رہے اور اگر اس کو لشکر کے پیچھے کیا جائے تو وہ پچھلے لوگوں میں رہے۔ اگر وہ اجازت طلب کرے تو اس کو اجازت نہ دی جائے۔ اگر شفاعت کرے تو وہ قبول نہ کی جائے۔ ابو عبد اللہ بخاری نے کہا اس حدیث کو اسرائیل اور محمد مجاہد نے ابو حصین سے مرفوع نہیں کیا بلکہ اس پر موقوف رکھا ہے، اور کہا تعسّا، گویا کہ فرمایا اللہ ان کو ہلاک کرے۔ طوبی کا وزن فعلی ہے۔ اور وہ ہر پاکیزہ شئی سے زیادہ پاکیزہ ہے ر اصل میں طیبی تھا، یاء کو واؤ سے تبدیل کر دیا گیا ہے اور یہ یطیب سے ہے۔

۲۶۸۹۔ شرح : قولہ "تَعَسَّ" امام نووی نے کہا عین مفتوح اور مکسور دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ جوہری نے مفتوح العین اور قاضی نے مکسور العین پڑھا ہے۔

۲۶۹۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ  
عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو وَمَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ حَنْطَبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ  
مَالِكٍ يَقُولُ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ أَخَذُمَهُ  
فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ رَاجِعًا وَبَدَأَ لَهُ أَحَدٌ قَالَ هَذَا جَبَلٌ  
يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ ثُمَّ أَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَحْرَمُ  
مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا كَتَحْرِيمِ إِبْرَاهِيمَ مَكَّةَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَ  
مُدِّنَا — ۲۶۹۲ حَدَّثَنَا سُلَيْمَنُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيعِ عَنْ  
إِسْمَاعِيلَ بْنِ زَكْرِيَاءَ ثَنَا عَاصِمٌ عَنْ مُوَرِّقِ الْعَجَلِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنَّا

تشریف لائے اور اُحد پہاڑ سامنے ظاہر ہوا تو فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے۔ ہم اس سے محبت کرتے  
ہیں پھر دستِ اقدس سے مدینہ منورہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اے اللہ! میں مدینہ منورہ کے دونوں  
کناروں کے درمیان حرام کرتا ہوں جیسے ابراہیمؑ "علیہ السلام" نے مکہ کو حرام کیا تھا۔ اے اللہ! ہمارے صاع  
اور مد میں برکت عطا فرما۔

شرح : اس باب میں غزوات میں غازی کی خدمت کی فضیلت

۲۶۹۰ — ۲۶۹۱ —

کا ذکر ہے۔ امام بخاری نے اس میں تین احادیث حضرت

انس رضی اللہ عنہ سے ذکر کی ہیں۔ پہلی حدیث میں بڑے کا چھوٹے کی خدمت کرنا دوسری میں چھوٹے کا بڑے کی اور  
تیسری حدیث میں اپنے ہم عمر کی خدمت کرنا مذکور ہے۔ حدیث ۲۶۹۰ میں دلکش چیز یہ ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ  
نے کہا کہ میں نے انصار کو دیکھا کہ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے ہیں اور آپ کی تعظیم میں ہمہ تن مصروف رہتے  
ہیں اس لئے انصار میں سے جو کوئی مجھے ملے میں اس کا اکرام کرتا ہوں۔ معلوم ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم  
کرنے والا اکرام کا مستحق ہے۔ حدیث ۲۶۹۱ میں غزوہ خیبر کا ذکر ہے جو چھ یا سات ہجری میں لڑا گیا  
تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُحد ہم سے محبت کرتا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں محبت  
پیدا کر دے جبکہ اللہ تعالیٰ ہر چاہے پر قادر ہے۔ اس حدیث میں صغیر کا بڑے کی خدمت کرنے کا ذکر ہے۔ جبکہ بڑے  
کی ذات میں کوئی دینی کمال ہو وہ متقی پرہیزگار یا عالم دین ہو یا اس میں کوئی اور صلاحیت ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!  
ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کے ساتھ (ایک سفر میں) تھے۔ ہم میں سے زیادہ سایہ والا وہ شخص تھا

۲۶۹۲ —

كُلُّ يَوْمٍ يُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ يُحَامِلُهُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ  
وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبُ وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَمْشِيهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ وَدَلُّ الطَّرِيقِ  
صَدَقَةٌ

بَابُ فَضْلِ رَبَاطٍ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

وَقَوْلِ اللَّهِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَرَابِطُوا الْآيَةُ ٢٤٩٢  
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَنِيرٍ سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ

بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَبَاطٌ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ  
الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَمَوْضِعٌ سَوِطٍ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا  
وَمَا عَلَيْهَا وَالرَّوْحَةُ يَرُوحُهَا الْعَبْدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ الْغَدْوَةُ خَيْرٌ مِنَ

الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا

سوار ہونے اور اس پر بوجھ لادنے میں مدد کرنا صدقہ ہے، کسی سے اچھی بات کرنا اور نماز کے لئے ہر قدم اٹھا

کر چلنا صدقہ ہے۔ کسی کو راستہ بتانا صدقہ ہے۔

شرح : قولہ یُعِينُ ” اس سے پہلے ” اَنْ مصدر یہ مقتدر ہے۔ اور یہ بتقدیر اَنْ

ابتداء ہے۔ جیسے ” تَسْمَعُ بِالْمُعَيَّدِ خَيْرٌ مِنْ اَنْ تَرَاهُ ” میں

٢٤٩٣

تسمع بتقدیر اَنْ بتداء اور خیر ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے ” وَاِذَا نَتَكَّ الرَّجُلُ فِي الزَّكُوبِ

وَفِي الْحَمْلِ عَلَى الدَّابَّةِ صَدَقَةٌ ” حدیث میں سفر کا ذکر نہیں لیکن یہ کلام مطلق ہے حالت سفر کو بطریق

اَوَّلِیٰ شامل ہے۔

بَابُ — اللہ کی راہ میں گھوڑا روکنے کی فضیلت

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ” اے ایمان والو صبر کرو ”

٢٤٩٢ — ترجمہ : سہل بن سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی راہ میں ایک دن گھوڑا روکنا دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سے بہتر ہے اور جنت میں تمہارے

اِذْنُ مَنْ حَوْلَكَ فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيْمَةً رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 عَلٰی صَفِيَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ فَرَأَيْتُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَوِّي لَهَا وَرَأَاهُ بَعَاءَةً ثُمَّ يُجْلِسُ عِنْدَ بَعِيْرِهِ فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ  
 فَيَضَعُ صَفِيَّةَ رِجْلَهَا عَلٰی رُكْبَتِهِ حَتّٰی تَرُكِبَ فَيُرِنَا حَتّٰی اِذَا اشْرَفْنَا عَلٰی  
 الْمَدِيْنَةِ نَظَرْنَا اِلَى اَحَدٍ فَقَالَ هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ ثُمَّ نَظَرْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ  
 فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَا بَيْتِهَا بِمِثْلِ مَا حَرَّمَ اِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ اَللّٰهُمَّ  
 بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مَدِيْنِهِمْ وَصَاعِهِمْ

قریب تھا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم راستہ میں کہیں اترتے تو میں آپ کی خدمت کرتا تھا۔ میں بکثرت آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنتا رہا اے اللہ میں تیرے ذریعہ غم و حزن، عجز و کاہلی، بخل و بزدلی، قرضے کے بوجھ اور لوگوں کا مجھ پر غلبہ کر لینے سے پناہ چاہتا ہوں۔ پھر ہم خیبر پہنچے جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو قلعہ فتح کر دیا۔ تو آپ کے پاس صفیہ بنت حنی بن اخطب کی خوبصورتی کا تذکرہ ہوا جبکہ اس کا شوہر قتل ہو چکا تھا اور وہ دلہن تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی ذاتِ کریمہ کے لئے مختص فرمایا اور اس کو ساتھ لے کر نکلے حتیٰ کہ ہم مدینہ منورہ پہنچے تو صفیہ حلال ہو گئی (حیض ختم ہو گیا) تو آپ نے اُن سے شبِ باشی فرمائی پھر چھوٹے سے دسترخوان پر جلوہ ساتیا کر کے رکھوایا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ارد گرد لوگوں میں اعلان کر دو (کہ وہ آکر کھائیں) اور یہ صفیہ کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا۔ پھر ہم مدینہ منورہ کی طرف نکلے اس نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ صفیہ کو اپنی عبا سے گھیرے ہوئے تھے۔ پھر آپ اونٹ کے پاس بیٹھتے اور اپنا گھٹنا رکھتے تو صفیہ گھٹنے پر اپنا قدم رکھ کر اونٹ پر سوار ہو جاتیں۔ ہم چلتے رہے حتیٰ کہ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو آپ نے اُحد کو دیکھا اور فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں اور فرمایا اے اللہ! میں مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان کو حرم بناتا ہوں جیسے ابراہیم "علیہ السلام" نے مکہ کو حرم بنایا تھا۔ اے اللہ! مدینہ منورہ والوں کے مدد اور صاع میں برکت کر!

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نو برس اور ایک روایت کے مطابق دس برس نبی کریم

— ۲۶۹۵ —

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ خیبر سے انھوں نے خدمت کی ابتداء کی تو اس کو یہ لازم ہے کہ انھوں نے صرف چار سال خدمت کی کیونکہ غزوہ خیبر سات ہجری میں لڑا گیا تھا۔ اس کا

بَابُ مَنْ اسْتَعَانَ بِالضُّعْفَاءِ وَالصَّالِحِينَ فِي الْحَرْبِ  
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سُوَيْبٍ قَالَ قَالَ لِي قَيْصَرُ سَأَلْتُكَ أَشْرَافَ  
النَّاسِ اتَّبَعُوهُ أَمْ ضَعْفَاءُ وَهُمْ فَرَعَمْتُ ضَعْفَاءُ هُمْ وَهُمْ أَتْبَاعُ الرَّسُولِ  
۲۶۹۷ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ طَلْحَةَ  
عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَأَى سَعْدٌ أَنَّ لَهُ فَضْلًا عَلَى مَنْ دُونَهُ  
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَنْصُرُونَ وَتُزَقُّونَ إِلَّا بَضْعَاءِكُمْ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن میرے گھر میں قیلولہ کیا اور ہنستے ہوئے بیدار ہوئے تو اس نے کہا یا رسول اللہ! آپ کس لئے ہنس رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میری امت سے ایک قوم سے تعجب لاحق ہوا ہے۔ جو بادشاہوں کے تخت پر بیٹھنے کی طرح سمندری سواری کریں گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ دعاء کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے کر دے فرمایا تو ان میں سے ہے۔ آپ پھر سو گئے اور ہنستے ہوئے بیدار ہوئے اور اسی طرح فرمایا۔ یہ واقعہ ایک دو دفعہ ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اللہ سے دعاء کریں کہ مجھے ان میں سے کر دے آپ نے فرمایا تو پہلے لوگوں کے ساتھ ہے۔ ام حرام سے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما نے نکاح فرمایا اور ان کو ساتھ لے کر غزوہ کے لئے گئے۔ جب واپس لوٹے اور سواری اس کے قریب کی گئی تاکہ اس پر سوار ہو تو گر پڑی اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔

۲۶۹۷ — شرح : اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ جہاد کے لئے سمندری سواری کرنا جائز ہے۔ اور اس میں مردوں اور عورتوں کی کوئی تخصیص نہیں لہذا حج کے لئے بھی عورتوں اور مردوں کے لئے سمندری سوار ہونا جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مسلک ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ظاہر کلام یہی ہے۔ البتہ امام مالک رضی اللہ عنہ لوگوں کو سمندری سوار ہونے سے منع فرماتے تھے اور خود بھی ساری عمر سوار نہ ہوئے۔ لیکن حدیث کا مفہوم اس کے مطابق نہیں۔ کیونکہ جہاد میں مردوں اور عورتوں کے لئے سمندری سواری کرنا مباح ہے۔ قرآن کریم میں ہے ”هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ“ لہذا تجارت وغیرہ کے لئے بھی سمندری سواری جائز ہے۔ باقی تقریر ۲۵۹۷ حدیث کی شرح میں دیکھیں۔

باب — جس نے غزوہ میں کمزور اور نیک لوگوں سے استعانت کی

نتیجۃ الباب — حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے قیصر نے کہا میں تجھے

## بَابٌ لَا يَقُولُ فَلَانٌ شَهِيدٌ

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يَجَاهِدُ فِي سَبِيلِهِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكَلِّمُ فِي سَبِيلِهِ  
 ۲۶۹۹ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّقَى هُوَ وَالْمُشْرِكُونَ فَاقْتَتَلُوا فَلَمَّا مَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَسْكَرِهِ

اور کہا جائے گا تم میں وہ شخص ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی معیت اختیار کی ہو تو کہا جائے گا! جی ہاں! توفیق حاصل ہوگی پھر ایک زمانہ آئے گا اور کہا جائے گا تم میں وہ شخص ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی معیت اختیار کرنے والے کی صحبت اختیار کی ہو تو کہا جائے گا جی ہاں! توفیق حاصل ہوگی! "

۲۶۹۸ — شرح : یعنی ایک زمانہ آئے گا کہ مسلمان کافروں سے جنگ لڑیں گے تو ان کو صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کی برکت اور ان کے وسیلہ سے فتح حاصل

ہوگی۔ کیونکہ یہ حضرات دنیاوی امور میں ضعیف اور کمزور ہیں اور امورِ آخرت میں قوی تر ہیں۔ اس حدیث میں تید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور آپ کے صحابہ کرام اور تابعین کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ بہتر قرن میرا زمانہ ہے پھر صحابہ کرام پھر تابعین عظام کا زمانہ ہے، سے اس حدیث کی تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت کے باعث فتح ہوگی پھر اسی طرح تابعین اور تبع تابعین کی فضیلت کے سبب فتح ہوگی، واللہ ورسولہ اعلم!

## بَابٌ — یہ نہ کہے کہ فلاں شخص شہید ہے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اللہ اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں زخمی کیا جاتا ہے

۲۶۹۹ — ترجمہ : سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

## لَيَعْمَلُ بَعْمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ مَعْمَلِ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ

جلدی کی اور اپنی تلوار کی مٹھی زمین پر اور اس کی نوک اپنے دونوں پستانوں کے درمیان رکھی پھر اس پر گر پڑا اور اپنے آپ کو ہلاک کر دیا (خودکشی کر لی) اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص لوگوں کی نگاہ میں جہنمیوں کے سے عمل کرتا ہے۔ حالانکہ وہ دوزخی ہوتا ہے اور کوئی شخص لوگوں کی نگاہ میں دوزخیوں کے سے عمل کرتا ہے حالانکہ وہ جہتی ہوتا ہے۔

شرح : حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس شخص کے جہاد میں رجحان کا مشاہدہ کیا اور یہ گمان کیا کہ اگر یہ شخص قتل ہو گیا تو یقیناً جہتی ہے۔ پھر جب یہ معلوم ہوا کہ اس کا قتل کرنا اللہ کی راہ میں جہاد نہ تھا اور اُس نے خودکشی کر لی ہے تو معلوم ہوا کہ جہاد میں ہر مرنے والے شخص کو شہید نہیں کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ جہاد میں قتل ہونے والا شخص اس شخص جیسا ہو جس نے کفار کو قتل کرنے کے بعد خودکشی کر لی تھی۔ اگرچہ ظاہری احکام میں اس پر شہید کے احکام جاری ہوں اس طرح حدیث کی عنوان سے مناسبت واضح ہے جس جنگ میں اس شخص نے بہادری کا مظاہرہ کرنے کے بعد خودکشی کر لی تھی وہ خیبر کی جنگ تھی ابن جوزی نے اُحد کی جنگ کا واقعہ ذکر کیا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس شخص کا نام قرمان تھا اور منافقوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ وہ اُحد کی لڑائی میں شریک نہیں ہوا تھا جب عورتوں نے اس کو شرمندگی دلائی کہ یہ عورت ہے اسی لئے جنگ اُحد میں نہیں گیا تو جنگ میں شریک ہو گیا اور ایک آدھ تیر چلانے کے بعد اپنی تلوار کا نیام توڑ دیا اور بلند آواز سے پکارنے لگا اے اوس کی اولاد خاندانی وجاہت پر لڑائی کرو۔ جب اُس شخص نے خودکشی کر لی تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی امداد فاجر لوگوں سے کروالیتا ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال ہو کہ خودکشی گناہ ہے۔ اور گناہ کرنے سے انسان کافر نہیں ہوتا لہذا یہ شخص دوزخی نہ ہوا کیونکہ وہ مومن تھا اس کا جواب یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نور نبوت سے جانتے تھے کہ یہ شخص مومن نہیں یا یہ خودکشی کو حلال کو سمجھ کر مرتد ہو جائے گا یا اس کا معنی یہ ہے کہ یہ ان گنہگاروں میں سے ہے جو دوزخ میں داخل ہوں گے پھر باہر نکل آئیں گے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ اگر علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ اس بات پر مطلع ہوتے کہ یہ شخص منافق تھا یا اس کے اس کام پر اطلاع پاتے جو اس نے کیا تھا کہ میں قومی عصیت کی وجہ سے لڑتا ہوں اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے نہیں لڑتا تو ان کو جواب میں مذکور تکلفات نہ کرنے پڑتے اس حدیث میں نبوت کی واضح دلیل ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خاتمہ کا اعتبار ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد کافروں سے کروالیتا ہے۔ شاذہ۔ اس کو کہتے ہیں جو لوگوں میں رہنے بہنے کے

۲۷۰۱ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْغَسِيلِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي  
أُسَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ يَدْرَحِينَ صَفَفَنَا  
لِقُرَيْشٍ وَصَفَوْنَا إِذَا الْكُتُبُ كُفِّتْ فَعَلَيْكُمْ بِالنَّبْلِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْكُتُبُ كُفِّتْ  
يَعْنِي الْكُتُبُ كُفِّتْ

ہو سکتے ہیں جبکہ ان دونوں فریقوں میں سے ایک غالب اور دوسرا مغلوب ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں کے  
ساتھ ہونے سے مراد یہ ہے کہ اچھے قصد، اصلاح نیت اور جنگی تجربہ میں دونوں کے ساتھ ہوں۔ سید عالم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے تیر اندازی کی ترغیب دلائی ایک اور حدیث میں فرمایا ”اچھی طرح سمجھ لو کہ طاقت رمی ہے اور بار بار  
فرمایا ”أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّحْمَى“، خبردار قوت رمی ہے۔ یہ آپ نے قیامت تک کے حالات پر نگاہ رکھتے ہوئے  
فرمایا چنانچہ آج ہر حکومت کو رمی پر فخر ہے۔ جس حکومت کو رمی جیسی پوری قوت حاصل ہے اسی کی دوسروں پر  
برتری ہے ہم، میزائل وغیرہ وغیرہ سب کو رمی شامل ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام عرب سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اور کتاب الزہیر میں مکحول  
کے طریق سے ذکر کیا کہ چار قبائل کے سوا کہ تمام عرب سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں اور وہ چار قبائل  
سلف، اوزاع، حضرموت اور ثقیف ہیں اور جس نے یہ کہا ہے کہ یمن اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں اور اسم فاطم  
سے ہیں۔ یہ حدیث اس قائل کی تائید کرتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سربراہ مملکت کو ملکی حفاظت کے  
لئے حالات کے اعتبار سے عسکری تجربہ میں پوری ترغیب دلائی جائیے۔ ترمذی صحیح حسن حدیث ہے کہ جس نے اللہ  
کی راہ میں نیزہ مارا اس کو غلام آزاد کرنے کا ثواب حاصل ہوگا۔ امام نسائی نے کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت  
کی کہ جس نے اللہ کی راہ میں تیر بھینکا وہ دشمن کو لگے یا نہ لگے اس کو غلام آزاد کرنے کا ثواب حاصل ہوگا۔ ابن حبان نے  
بن مرہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی دشمن کو تیر  
مارے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کرتا ہے۔ عبدالرحمن بن مخام نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ درجہ کیا ہے آپ نے فرمایا  
وہ تیری ماں کی دہلیز نہیں دو درجوں کے مابین سو سال کی مسافت ہے۔ ایک حدیث میں یوں ذکر کیا گیا ہے کہ ایک  
تیر سے تین شخص جنت میں داخل ہوتے ہیں۔ ایک تیر اندازی کرنے والا دوسرا اس کو بنانے والا اور تیسرا تیر انداز کو تیر  
پکڑنے والا۔ ایک حدیث میں ہے جو کوئی عربی کمان اور ترکش اپنے ساتھ رکھے وہ کبھی غریب نہ ہوگا۔ ابو داؤد نے  
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ فارسی کمان  
سے تیر اندازی کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا اس سے تیر اندازی کرو پھر آپ نے عربی کمان پر نظر ڈالی تو فرمایا ایسی  
کمانوں سے تیر اندازی کیا کرو کیونکہ ان کے سبب تم کو اللہ تعالیٰ دوسرے علاقوں پر غلبہ دے گا اور تمہاری مدد زیادہ  
کرے گا امام بیہقی نے ذکر کیا کہ فارسی قوس سے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ جب اس کی رسی ٹوٹ

بَابُ الْمَجْنُونِ وَمَنْ تَتَرَسَّ بِتُرْسٍ صَاحِبِهِ  
 ۲۴۰۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ إِسْحَقَ  
 بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ يَتَتَرَسُّ  
 مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتُرْسٍ وَاحِدٍ وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ حَسَنَ التَّحِي  
 فَكَانَ إِذَا رُمِيَ تَشَرَّفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْظُرُ إِلَى مَوْقِعِ نَبْلِهِ

عبدالرزاق نے بتایا کہ ہم کو معمر نے یہ خبر دی کہ وہ مسجد میں کھیل رہے تھے۔  
 شرح : احادیث میں مروی ہے کہ تین کھیلوں کے سوا تمام کھیل حرام ہیں ایک  
 ۲۴۰۲۔ کھیل کہ گھوڑے کو جنگی تجربہ کرائے۔ دوسرے یہ کہ کوئی اپنی بیوی سے  
 ملاعت کرے تیسرے تیرکمان سے تیراندازی کرے اور اس حدیث میں لہو سے مراد محض لہو نہیں بلکہ جنگی تیاری  
 ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حبشیوں کو اس لئے کنکریاں مارنی شروع کیں کہ انہوں نے سید عالم صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا اور نہ وہ یہ معلوم کر سکے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھ رہے ہیں۔ اس کے  
 معلوم ہوتا ہے کہ متاؤل کو ملامت نہیں کرنی چاہیے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ملامت نہیں کی جبکہ وہ تاویل  
 کی اساس پر حبشیوں کو منع کر رہے تھے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

## باب۔ عام ڈھال اور جس نے اپنے ساتھی کی ڈھال استعمال کی

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ  
 ۲۴۰۳۔ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ڈھال سے کام لیتے تھے اور وہ بہت اچھے  
 تیر انداز تھے وہ جب تیر مارتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک اٹھا کر اس کے تیر کے گرنے کی جگہ دیکھتے تھے۔  
 شرح : ”مَجْنُونٌ“ میم مکسور، جیم مفتوح اور نون مشدہ ہے اس کا معنی ڈھال  
 ۲۴۰۳۔ ہے۔ اس کو ترس بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ اس کے اٹھانے والے کو چھپا  
 لیتی ہے۔ ابن ہشیر نے کہا ان تراجم کا ذکر ان لوگوں کا رد ہے جو یہ خیال کرتے ہیں کہ آلات حرب کا استعمال توکل  
 کے منافی ہے۔ کیونکہ حق بات یہ ہے کہ احتیاط قدر کو رد نہیں کرتا لیکن بشر کی طبیعت میں وسوسہ راہ پاتے ہیں اور  
 احتیاط کرنے سے وسوسہ کے راہ تنگ ہو جاتے ہیں۔

۲۷۰۵ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ بْنِ الْحَدَّاثَانِ عَنْ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مَتَا أَقَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ هَمًّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةٌ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً سَنَتِهِ ثُمَّ يُجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكَرَاعِ عَدَّةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ

ابلیس لعین کو اس قسم کے وساوس اور مکرو فریب کی باتوں میں راہ نہ ملی اور رسوا اور خوار ہو کر ناامید لوٹا ، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ڈھال درمیان میں گہری تھی اسی لئے اس میں پانی لایا جاتا تھا — اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتیں زخمیوں کے علاج میں زیادہ مفید ہوتی ہیں لیکن محارم کا خیال کرنا ضروری ہے۔ اجنبیہ عورت سے علاج کرنا کسی صورت میں اچھا نہیں بلکہ یہ فتنہ کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ قرون اولیٰ میں عورتیں اپنے شوہر یا محارم کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ اس لئے وہ جنگوں میں جاتی تھیں۔ اور غیر محرم کو مس کئے بغیر پردہ میں ان کی خدمت کرتی تھیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

ترجمہ : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بنی نضیر کے اموال ایسے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو فنی دیئے تھے یعنی جنگ کے بغیر، ان پر مسلمانوں نے نہ تو گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ ہی اونٹ۔ وہ خالص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھے آپ اس مال سے اپنے گھروالوں کا ایک سال کا خرچ دیتے پھر جو بیچ رہتا اس کو ہتھیاروں اور گھوڑوں کی فراہمی میں اللہ کی راہ میں جہاد کی تیاری میں خرچ کرتے۔

۲۷۰۵ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسب ظاہر ہے۔ یعنی بنی نضیر، اور بنی قریظہ یہودیوں کے دو قبیلے تھے۔ فنی کافروں کے مال کو کہا جاتا ہے جو جنگ کئے بغیر مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ چار ہجری میں بنی نضیر سے غزوہ ہوا۔ اور لڑائی کئے بغیر فتح حاصل ہوئی اور یہ اموال خالصتاً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھے ان میں کسی کی شرکت نہ تھی — سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان اموال میں سے گھر کا سال بھر کا خرچ نکالنے کے بعد باقی مال سے گھوڑے اور اسلحہ جنگی تیاری کے لئے خریدتے تھے۔ کتاب المغازی میں تفصیل مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

## بَابُ الدَّرَقِ

۲۷۰۸ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ عَمْرُو حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تَغْنِيَانِ بَغْنَاءِ بُعَاثَ فَأَضْطَجَعَ عَلَى الْفَرَاشِ وَحَوْلَ وَجْهِهِ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَأَنْتَهَرَنِي وَقَالَ مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعْمَا فَلَمَّا عَمِلَ عَمْرُوهُمَا فَخَرَجَتَا قَالَتْ كَانَ يَوْمَ عِيدٍ يَلْعَبُ السُّودَانُ بِالْأَرَقِ وَالْحِرَابِ فَاِمَّا سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَمَّا قَالَ لِي أَتَشْتَهِيْنَ أَنْ تَنْظُرِي فَقُلْتُ نَعَمْ فَأَقَامَنِي وَدَاعَهُ حَدَّثَنِي عَلَى خَدِّهِ وَيَقُولُ دُونَكُمْ بَنِي أَرْوْدَةَ حَتَّى إِذَا مِلْتُ قَالَتْ حَسْبُكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَادْهَبِي وَقَالَ أَحْمَدُ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ فَلَمَّا غَفَلَ

احساسی پر محمول ہے تاکہ جس طرح وہ حقیقتہً مسلمان ہیں احساساً بھی ان کا ایمان واضح ہو جائے۔ امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ بتید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد میں سے کسی نے بت کو سجدہ نہیں کیا اور وہ سب موجد تھے، واللہ ورسولہ اعلم!

## بَابُ دُحَالِ رَكْنَا

۲۷۰۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے جبکہ میرے پاس دو بچیاں جنگ بُعَاث کے گانے گا رہی تھیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر لیٹ گئے اور چہرہ انور دوسری طرف پھیر لیا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور مجھے ڈانٹنے لگے اور کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شیطان نے سُرنگی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ان کو چھوڑ دو جب آپ کی توجہ کسی اور طرف مبذول ہوئی تو میں نے ان دونوں کو اشارہ کیا اور باہر چلی گئیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا عید کے روز جتنی دُحالوں

## بَابُ مَا حَاءَ فِي حِلْيَةِ السُّيُوفِ

۲۷۱۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ شَاعِبٌ أَنَّ اللَّهَ تَبَا الْأَوْزَاعِيَّ سَمِعْتُ  
سَلِيمَانَ بْنَ جَبِيبٍ سَمِعْتُ أَبَا أَمَامَةَ يَقُولُ لَقَدْ فَتَحَ الْفُتُوحَ قَوْمٌ  
مَا كَانَتْ حِلْيَةُ سَيُوفِهِمُ الذَّهَبَ وَلَا الْفِضَّةَ إِنَّمَا كَانَتْ حِلْيَتُهُمُ  
الْعَلَابِيُّ وَالْأُنْثَى وَالْحَدِيدُ

مت گھبراؤ پھر فرمایا ہم نے اس گھوڑے کو دریا کی طرح سبک رفتار پایا۔  
۲۷۰۹۔ شرح "رحمائل" حمالہ کی جمع ہے۔ اصمعی کا کہنا ہے کہ "حمائل السیف" کا واحد اس کے  
لفظ سے نہیں اس کا واحد محمل ہے اس کو حمیلہ کی جمع کہنا صحیح نہیں کیونکہ اس کا محمل ب کا خس و خاشاک ہے، اس حدیث  
میں حمائل کا ذکر نہیں لیکن سیف کے ذکر میں اس کا ذکر بھی آجاتا ہے۔ قولہ وَجَدْنَا فَاةً بَحْرًا، یعنی یہ گھوڑا دریا کے  
پانی کی طرح تیز چلتا ہے گویا کہ وہ پانی پر تیرتا ہے۔ اور سوار کو ذرہ بھر کو فت نہیں ہوتی، حدیث ۲۶۲۲ کی شرح دیکھیں

## بَابُ تَلَوَّارِوْنَ كَا زِيوْر

ترجمہ : اوزاعی نے کہا میں نے سیمان بن جبیب کو کہتے ہوئے سنا انھوں نے  
۲۷۱۰۔ کہا میں نے ابو امامہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ بے شک یہ ان لوگوں نے  
فتوحات کی ہیں جن کی تلواروں پر سونا نہیں لگا ہوا تھا اور نہ ہی چاندی جڑی ہوئی تھی : ان کی تلواروں کا زیور صرف  
چمڑے رائگے، سیسہ اور لوہا تھا۔

شرح : علابی وہ چمڑا ہے جس کی دباغت نہ کی گئی ہو۔ بعض یہ کہتے ہیں وہ ترمچہ  
۲۷۱۰۔ ہے جس سے تلواروں کے میان مضبوط کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ ان کو میانوں  
پر لپیٹا جاتا ہے وہ خشک ہو کر ان کو مضبوط کر دیتے ہیں۔ داؤدی نے کہا علابی تانبے کی قسم ہے۔ منتی الارب  
میں بھی اس کو تانبا کہا ہے اسی طرح جوہری نے کہا ہے۔ آئیک کا وزن فاعل ہے اَفْعَل نہیں۔ مہلب نے کہا  
تلواروں کو سونے اور چاندی سے اس لئے مزین کیا جاتا ہے کہ دشمن خوفزدہ ہے لیکن حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم  
اس سے مستغنی تھے کیونکہ وہ کم ہونے کے باوجود ایمانی قوت کے باعث دشمنوں پر غالب تھے ان کو کسی مصنوعی  
طاقت کی حاجت نہ تھی۔

يَدْعُونَا وَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ  
فَأَسْتَيْقِظُ وَهُوَ فِي يَدِي صَلَاتًا فَقَالَ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي مَنْ يَمْنَعُكَ  
مِنِّي قُلْتُ اللَّهُ اللَّهُ ثَلَاثًا وَلَمْ يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ وَرَوَى مُوسَى بْنُ إِسْعِيلَ  
عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ فَشَامَ السَّيْفُ فَمَا هُوَ ذَا جَالِسٌ  
ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ

### بَابُ لُبْسِ الْبَيْضَةِ

۲۷۱۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي  
حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ جُرْحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ جُرْحٌ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَسِرَتْ

تر ہو گئے تھے۔ پھر آپ سایہ تلے لیٹ گئے۔ کفار نے اپنے سردار دُغثور سے کہا کہ محمدؐ، صلی اللہ علیہ وسلم اس  
تنہا درخت تلے ہیں۔ آپ پر حملہ کر کیونکہ دُغثور بہت بہادر انسان تھا چنانچہ وہ تلوار لٹکاتا ہوا آیا اور سید عالم  
صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے پاس کھڑا ہو کر کہنے لگا ”اے محمدؐ“ صلی اللہ علیہ وسلم میری تلوار سے تجھے کون بچائے  
گا آپ نے فرمایا میرا اللہ مجھے بچائے گا۔ یہ کہنا تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے سینہ پر دھڑ مارا تو اس  
کے ہاتھ سے تلوار گر گئی اور لرزہ برآمد ہوا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تلوار ہاتھ میں لے کر فرمایا آج تجھے کون  
بچائے گا۔ اُس نے کہا مجھے آپ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ آپ نے فرمایا جاؤ اپنا کام کرو وہ جب پھرا تو کہنے لگا  
آپ مجھ سے بہتر ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تجھے معاف کرنے کے زیادہ لائق ہوں وہ یہ سن  
کر مسلمان ہو گیا۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور ان کو اسلام کی دعوت دی۔ اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ خیرت  
پر تلوار لٹکانا جائز ہے۔ اور جب خطرہ نہ ہو تو مسافر آرام کر سکتا ہے۔

### بَابُ — خُودِ پَہِنَا

توجہ : حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے اُحد کے دن  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کے متعلق پوچھا گیا تو اُس نے کہا نبی کریم

۲۷۱۲ —

بَابُ تَفْرِيقِ النَّاسِ عَنِ الْإِمَامِ عِنْدَ الْقَائِلَةِ وَالْإِسْتِظْلَالِ بِالشَّجَرِ  
 ۲۷۱۲ — ثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ثَنَا سِنَانُ  
 ۲۷۱۵ — حَدَّثَنَا أَبُو سِنَانٍ وَأَبُو سَلَمَةَ أَنَّ جَابِرًا أَخْبَرَهُمَا  
 ح وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَنَا ابْنُ شِهَابٍ  
 عَنْ سِنَانِ بْنِ أَبِي سِنَانٍ الدَّوْلِيِّ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ غَزَا  
 مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَادْرَكَتْهُمْ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِضَاهِ  
 فَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعِضَاهِ يَسْتِظِلُّونَ بِالشَّجَرِ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ ثُمَّ نَامَ فَاسْتَيْقَظَ وَرَجُلٌ عِنْدَهُ  
 وَهُوَ لَا يَشْعُرُ بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ سَيْفِي  
 فَقَالَ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي قُلْتُ اللَّهُ فَشَامَ السَّيْفُ وَهَاهُوَذَا جَالِسٌ ثُمَّ  
 لَمْ يُعَاقِبْهُ

اور زمین کا صدقہ کر دیا۔ حدیث کی عنوان سے موافقت واضح ہے۔ عمرو بن حارث، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی جویریہ بنت حارث کے بھائی ہیں۔ حدیث ۲۵۵۲ کی شرح دیکھیں۔

بَاب قِيلُولِ كَيْ وَاقْتِ اَمَامِ سِ لَوَكُوں كَا جِدَا جِدَا  
 هُو حَبَانَا اور درختوں سے سایہ لینا،

۲۷۱۲ ، ۲۷۱۵ — ترجمہ : سنان بن ابی سنان اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جہاد کیا اور (واپسی میں) ایک وادی میں قیلولہ کا وقت ہو گیا جس میں بہت کانٹے دار درخت تھے۔ لوگ سایہ لینے کی غرض سے ان درختوں میں پھیل گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے آرام فرما ہوئے اور اس کے ساتھ اپنی تلوار لٹکا دی۔ وہاں ایک شخص تھا جس کی طرف آپ نے توجہ نہ کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص نے میری تلوار کھینچ لی تھی اور

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوهَا  
 اللَّهُ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ فِي  
 الْحِمَارِ الْوَحْشِيِّ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي النَّضْرِ وَقَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْ  
 لَحْمِهِ شَيْءٌ

بَابُ مَا قِيلَ فِي ذَرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمِيصِ  
 فِي الْحَرْبِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا خَالِدٌ فَقَدْ اخْتَبَسَ  
 أَدْرَاعَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

سے نہ تھے۔ اُنھوں نے جنگلی گدھا دیکھا (گاؤ خر) تو وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنے ساتھیوں سے  
 کہا کہ وہ اسے کوڑا پکڑا دیں۔ اُنھوں نے انکار کیا پھر ان سے نیزہ مانگا اُنھوں نے نیزہ کا بھی انکار  
 کر دیا۔ ابوقتادہ نے نیزہ پکڑا پھر گورخر پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 بعض صحابہ نے وہ کھایا اور بعض نے انکار کیا جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو آپ سے  
 اس کے متعلق سوال عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے تم کو دیا ہے۔  
 اور زید بن اسلم سے روایت ہے کہ اُنھوں نے عطاء بن یسار کے ذریعہ ابوقتادہ سے گورخر کے متعلق ابوالنضر  
 کی حدیث کی مثل روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ تمہارے پاس اس کا کچھ گوشت ہے؟

شرح : ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے اپنا نیزہ پکڑنا چاہا لیکن  
 اُنھوں نے محرم ہونے کے باعث ان کو نیزہ دینے سے احتراز کیا۔ ورنہ

وہ گورخر کا گوشت نہیں کھا سکتے تھے کیونکہ اس طرح شکاریں محرم کی اعانت ہو جاتی ہے۔ حالانکہ محرم شکاری  
 طرف اشارہ بھی نہیں کر سکتا واللہ درسولہ اعلم!

باب — لڑائی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی زرہ اور قمیص کا بیان

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالد نے اپنے زیریں اللہ کی راہ میں روک رکھی ہیں

یا نبی اللہ آپ نے پڑے مبالغہ سے دُعا کی ہے ۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بہت سے لوگ اس حدیث کا معنی سمجھنے میں اشکال میں مبتلا ہوئے اشکال کی وجہ یہ ہے کہ اُنہوں نے یہ دیکھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ پورا کرنے میں اپنے مولیٰ کریم سے مبالغہ سے سوال کر رہے تھے ۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہایت ہی مطمئن تھے اس سے لوگوں کو یہ وہم گزرا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اللہ کے وعدہ کی ایفاء میں مطمئن تھے اور ان کو ایفاء وعدہ میں پورا وثوق تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ یقیناً پورا کرے گا ۔ جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ کی ایفاء میں مضطرب تھے اور یہ یقیناً محال ہے ۔ اس اشکال کا ازالہ اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے وعدہ کی ایفاء پر پورا وثوق تھا اور آپ مبالغہ سے سوال اس لئے کر رہے تھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مطمئن ہو جائیں کیونکہ صحابہ کا یہ عقیدہ تھا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم الحاح سے دُعا کریں تو وہ یقیناً مستجاب ہوتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا الحاح سے دُعا کرنا اضطراب کے باعث نہ تھا بلکہ صحابہ کرام کی اطمینان کے لئے تھا اسی لئے جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ ضرور وعدہ پورا کرے گا تو آپ نے دُعا ترک کر دی کیونکہ ابوبکر صدیق کے کلام سے یہ ظاہر ہو گیا تھا کہ صحابہ کرام کو فتح کا یقین ہو گیا ہے اور وہ مطمئن ہو گئے ہیں ۔

اسی لئے اس کے بعد فرمایا سَيُكْثِرُ الْجَمْعُ وَيُولُونِ الدُّبُورَ ،، کفار مکہ عنقریب شکست خوردہ ہوں گے اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے لہذا لوگوں کا یہ وہم کرنا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اللہ کے وعدہ کی ایفاء میں آپ کی نسبت مطمئن تھے ۔ فاسد وہم ہے ۔ نیز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ کا خلاف کرنا محال بالذات ہے ۔ تو اس کی ایفاء میں اضطراب بھی محال ہے لہذا خلاف وعدہ کا استحالہ عدم ایفاء کے استحالہ کو مستلزم ہے جبکہ محال محال محال کو مستلزم ہوتا ہے ۔ تو اللہ تعالیٰ کے ایفاء وعدہ میں اضطراب بے معنی مفہوم ہے ۔

اس حدیث سے یہ مفہوم سامنے آتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی شئی سے متعلق پوچھنا یا سوال کرنا اس شئی کے علم کے منافی نہیں ۔ کیونکہ آپ کو یہ علم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فتح بدر کا وعدہ کیا ہے اور وہ اسے ضرور پورا کرے گا جبکہ خلف وعدہ محال ہے تو اس کے باوجود فتح کا مبالغہ سے سوال کرنا صرف کسی حکمت پر مبنی پر مبنی تھا اور وہ یہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مطمئن ہو جائیں ،،

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

## بَابُ الْجُبَّةِ فِي السَّفَرِ وَالْحَرْبِ

۱۷۲۰ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثنا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثنا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الضُّحَى مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ حَدَّثَنِی الْمَغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَالَ انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ فَلَقِيَتْهُ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَعَلِيهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُمَيْهِ فَكَانَا صَبِيقَيْنِ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَعَلَى خُفَيْهِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وہ آدمی اس کو پھیلانے کی کوشش کرتا ہے اور وہ کھلتے نہیں“  
 شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ ساری  
 ۲۷۱۹ — حدیث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے تو آخری کلمہ کو سننے  
 کی کیا وجہ تخصیص ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ”لفظ یقول“، استمرار و تکرار پر دلالت کرتا ہے۔ شاید سید عالم صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے اس کلمہ کو بار بار فرمایا ہوگا۔  
 (حدیث ۱۳۶۱ کی شرح دیکھیں)

## بَابُ — سَفَرٍ أَوْ لُطْأٍ فِي جُبَّةٍ بَهْنَا

ترجمہ : مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 ۲۷۲۰ — قضاء حاجت کے لئے باہر تشریف لے گئے پھر واپس آئے تو میں پانی  
 لے کر آپ سے ملا۔ جبکہ آپ شامی جُبَّہ پہنے ہوئے تھے آپ نے کٹی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور چہرہ انور  
 کو دھویا آپ آستینوں سے اپنے دونوں ہاتھ نکالنے لگے اور وہ تنگ تھیں تو ان کے اندر سے نکالا اور ان کو  
 دھویا اور سر مبارک اور موزوں پر مسح کیا۔  
 شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ قمیص وغیرہ کے اندر سے آستین نکالنی  
 جائز ہیں اور سفر میں عالم دین کی خدمت کرنی چاہیے۔  
 ۲۷۲۰ — باب الصلوة فی الجبّة الشامیہ کی شرح دیکھیں۔

۲۷۲۲ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ ثَنَا هَمَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ ح  
وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَنَانَ ثَنَا هَمَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ  
وَالزُّبَيْرَ شَكَوَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعِنِّي الْقَمْلَ فَأَرْخَصَ  
لَهُمَا فِي الْحَرِيرِ فَرَأَيْتُ عَلَيْهِمَا فِي غَزَاةٍ

۲۷۲۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ أَخْبَرَنِي قَتَادَةَ  
أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ رَخِصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ  
وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فِي حَرِيرٍ

۲۷۲۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عُنْدُ رِثَا شُعْبَةَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ  
عَنْ أَنَسٍ رَخِصَ أَوْ رَخِصَ لَهُمَا الْحَكَّةَ كَانَتْ بَهِمَا

بَابُ مَا يُذَكِّرُنِي السَّكِينِ ۲۷۲۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ

۲۷۲۲ — ترجمہ : ہمام نے قتادہ سے روایت کی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ  
نے اُن سے بیان کیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف اور زبیر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
سے جوؤں کی شکایت کی تو آپ نے دونوں کو ریشم پہننے کی اجازت دی میں نے ایک جنگ میں دونوں  
پر ریشمی لباس دیکھا،

ترجمہ : شعبہ نے کہا مجھے قتادہ نے خبر دی کہ ان سے حضرت انس  
رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن

بن عوف اور زبیر بن عوام کو ریشمی لباس کی اجازت دی۔  
ترجمہ : شعبہ نے کہا میں قتادہ سے انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ  
سے سنا کہ ان دونوں کو خارش کی وجہ سے رخصت دی یا

رخصت دی گئی،

باب — چھری استعمال کرنے کا بیان

ترجمہ : جعفر بن عمرو بن امیہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انھوں نے  
کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ شانہ کا گوشت چھری

قَدْ أُوجِبُوا قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا فِيهِمْ قَالَتْ فِيهِمْ  
قَالَتْ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ حَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي  
يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرٍ مَغْفُورٌ لَهُمْ فَقُلْتُ أَنَا فِيهِمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
قَالَ لَا

وہ جنت کے مستحق ہوں گے۔ ام حرام نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ان میں ہوں گی؟ آپ نے فرمایا  
تو ان میں ہوگی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا سب سے پہلا شکر قیصر کے شہر میں جنگ کرے گا  
وہ مغفور ہوگا! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ان میں ہوں گی؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

۲۷۲۶ — شرح : جوہری نے ذکر کیا کہ رومی لوگ روم بن عیصوبن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام  
کی اولاد ہیں۔ رشاطی نے کہا کہ رومی روم بن لوط بن یونان بن یافث بن نوح  
علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ یہ یونانی رومی ہیں۔ اس حدیث کی عنوان سے مطابقت ”رِغَزْوُنُ الْبَحْرِ“ میں ہے کیونکہ  
غزوہ بحر سے مراد رومیوں سے جنگ ہے جو شور دریا کے پار رہتے تھے۔ مدینہ قیصر سے مراد قسطنطنیہ ہے اور اس  
شکر سے مراد حضرت امیر معاویہ کا شکر ہے۔ چنانچہ مہلب نے کہا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سب سے  
پہلے دریا میں جنگ کی۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سب سے پہلے یزید بن معاویہ نے قسطنطنیہ کی جنگ  
لڑی تھی۔ مہلب نے کہا اس حدیث میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت ہے کیونکہ انھوں نے سب سے پہلے  
دریا میں جنگ کی اور ان کے لڑکے یزید کی بھی منقبت ہے کیونکہ سب سے پہلے اُس نے قسطنطنیہ کی جنگ لڑی۔  
ابن تین اور ابن مینر نے مہلب کا تعاقب کیا کہ یزید کا اس عموم میں داخل ہونے کو یہ لازم نہیں کہ وہ دلیل  
خصوص کے سبب اس عموم سے نہ نکلے کیونکہ تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد  
”مغفور لہم“ مشروط ہے اس کی شرط یہ ہے کہ وہ اہل مغفرت سے ہوں۔ تو حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ امت سے پہلے  
لوگ جو قسطنطنیہ کی جنگ لڑیں گے وہ مغفور ہوں گے بشرطیکہ وہ مغفرت کے لائق ہوں، حتیٰ کہ اس کے بعد  
ان لوگوں میں سے کوئی مرتد ہو جائے تو بالاتفاق وہ اس عموم میں داخل نہیں۔

بعض علماء نے کہا کہ مدینہ قیصر سے مراد وہ شہر ہے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشاد فرمانے کے روز  
مٹا اور وہ حص ہے جو اس وقت دار مملکت تھا مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں جو دریا میں جنگ  
لڑیں گے اور ام حرام ان میں ہوں گی حالانکہ حص اس غزوہ میں جس میں ام حرام تھیں سے پہلے فتح ہو چکا تھا  
علامہ عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یزید نے بادن ہجری میں یہ جنگ لڑی تھی اسی جنگ میں ابوالیوب انصاری شہید  
ہوئے تھے انھوں نے وفات کے وقت وصیت کی تھی کہ ان کو قسطنطنیہ کے دروازہ کے پاس دفن کیا جائے اور  
ان کی قبر کا نشان مٹا دیا جائے۔ چنانچہ اسی طرح کیا گیا رومی لوگ حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر پر

## بَابُ قِتَالِ الْيَهُودِ

۲۷۲۸ — حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُرَوِيُّ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُقَاتِلُونَ الْيَهُودَ حَتَّى يَخْتَبِئَ أَحَدُهُمْ وَرَاءَ الْحَجَرِ فَيَقُولُ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَأَيْتُ فَاقْتُلْهُ

۲۷۲۹ — حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقُعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا الْيَهُودَ حَتَّى يَقُولَ الْحُجُورَاءُ الْيَهُودِيُّ يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَأَيْتُ فَاقْتُلْهُ

## بَابُ يَهُودِيَّوْنَ سَے جَنگ

ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہودیوں سے جنگ کرو گے حتیٰ کہ کوئی یہودی پتھر کے پیچھے چھپا ہوگا تو وہ کہے گا اے اللہ کے بندے یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے اس کو قتل کرو۔  
۲۷۲۸ —

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تم یہودیوں سے جنگ کرو گے یہاں تک کہ پتھر کہے گا جس کے پیچھے یہودی چھپا ہوگا اے مسلمان یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے اس کو قتل کرو۔  
۲۷۲۹ —

شرح : یہ جنگ اس وقت ہوگی جب سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نزول فرمائیں گے کیونکہ وہ ہمارے شریعت پر عامل ہوں گے اور مسلمان ان کے ساتھ ہوں گے جبکہ یہودی دجال کا ساتھ دے رہے ہوں گے۔  
۲۷۲۸ — ۲۷۲۹ —

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ہے کہ آپ نے مستقبل میں ہونے والے حالات کی پہلے ہی خبر دی کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور اس وقت جامد اشیاء باتیں کریں گی اور مسلمانوں کو یہودیوں کی خبریں

## بَابُ قِتَالِ الَّذِينَ يُنْتَعِلُونَ الشَّعْرَ

۳۲۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ  
سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
لَا تَقُومُوا السَّاعَةَ حَتَّى تَقَاتِلُوا قَوْمًا نَعَالُهُمُ الشَّعْرُ وَلَا تَقُومُوا السَّاعَةَ  
حَتَّى تَقَاتِلُوا قَوْمًا كَانَتْ وُجُوهُهُمُ الْمَجَانُّ الْمَطْرَقَةُ قَالَ سُفْيَانُ وَزَادَ  
فِيهِ أَبُو الزِّنَادِ عَنْ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَوَاهُ صِغَارُ الْأَعْيُنِ  
ذُفْلُ الْأَبْوَابِ كَانَتْ وُجُوهُهُمُ الْمَجَانُّ الْمَطْرَقَةُ

نے کہا ترک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی لونڈی قنطوراء کی اولاد میں ابن عبد البر نے کہا ترک یافت کی اولاد ہے۔ ان میں سے بعض شہروں اور قلعوں میں رہتے ہیں بعض پہاڑوں کی چوٹیوں اور جنگلوں میں رہتے ہیں شکار کرنے کے سوا ان کا کوئی کام نہیں اور کوتے وغیرہ کھاتے ہیں ان کا کوئی دین نہیں ان میں سے اکثر مجوسی دین رکھتے ہیں اور بعض یہودی ہیں۔ ان کا بادشاہ ریشمی لباس اور سونے کا تاج پہنتا ہے اور اکثر حجاب میں رہتا ہے۔ ان میں جادوگر بھی ہیں۔ وہب بن منبہ نے کہا وہ یاجوج ماجوج کے چچا کی اولاد ہیں۔

کتاب الطبقات میں اس طرح مذکور ہے کہ ترک تعداد میں بہت زیادہ ہیں۔ وہ خراسان کے مشرقی علاقہ اور چین کے مغربی علاقہ کے درمیان اور ہندوستان کے شمال میں انتہائی آبادی تک کے علاقہ میں رہتے ہیں اور جنگجو قوم ہے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا ترک اور چینی اور یاجوج و ماجوج یافت بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہے۔ یافت کے سات لڑکے تھے۔ ان میں سے ایک لڑکے کا نام کومر تھا تمام ترک کومر کی اولاد ہیں۔ ان کے جوڑ نرم، پنڈلیاں ٹیڑھی اور ہڈیاں نرم ہوتی ہیں، بالوں والی جوتیوں کا معنی یہ ہے کہ وہ بالوں کی رتیاں بناتے ہیں اور ان کے ساتھ جوتیاں بناتے ہیں۔ یا ان کی جوتیوں کے چمڑے بالوں والے ہوتے ہیں۔ وہ بھیڑیے کے چمڑے سے جوتیاں بناتے ہیں۔ قاضی بیضاوی نے کہا کہ ان کے چہروں کو ”مجان مطرقہ“ سے تشبیہ اس لئے دی ہے کہ ان کے چہرے ڈھال کی طرح چوڑے اور گول ہوتے ہیں۔ مطرقہ کا معنی مضبوط سخت ہے ان کے چہرے بھی موٹے اور سخت ہوتے ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خبر کا وقوع ہوا ہے یا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس قسم کا کچھ واقعہ ۶۱۷ ہجری میں ہو چکا ہے جبکہ ترکوں کا ایک عظیم لشکر نکلا اور انھوں نے ماوراء النہر کے لوگوں کو قتل کیا پھر خراسان کے تمام شہروں کے لوگوں کو قتل کیا صرف وہی لوگ بچے

## بَابُ مَنْ صَفَّ أَصْحَابَهُ عِنْدَ الْهَزِيمَةِ وَنَزَلَ

عَنْ دَأْبَتِهِ وَاسْتَنْصَرَ

۲۷۳۳ — حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ خَالِدٍ الْحَرَّاقِيُّ تَنَا زُهَيْرُ ثَنَا  
أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ أَكُنْتُمْ فَرَرْتُمْ  
يَا أَبَا عُمَارَةَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَا وَاللَّهِ مَا وَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَلَكِنَّهُ خَرَجَ شُبَّانُ أَصْحَابِهِ وَأَخْفَانَهُمْ حَشَرَ الْيَسْرِ بَسِلًا حِ  
فَاتُوا قَوْمًا مِائَةً جَمَعَ هَوَازِنَ وَبَنَى نَصْرًا مَائِكًا دُيَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ  
فَرَشَقُواهُمْ رَشَقًا مَا يَقَادُونَ يُحْطِطُونَ فَأَقْبَلُوا هَذَا لَكَ إِلَى النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى بَعْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَابْنُ عَمِّهِ أَبُو سَفْيَانَ  
ابْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمَطْلِبِ يَقُودُ بِهِ فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ ثُمَّ قَالَ  
أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمَطْلِبِ ثُمَّ صَفَّ أَصْحَابَهُ

## باب — جس نے اپنے ساتھیوں کی ہزیمت کے وقت

صف بندی کی اور اپنے گھوڑے سے اتر کر مدد طلب کی

۲۷۳۳ — ترجمہ : ابواسحاق نے بیان کیا کہ میں نے براء سے سنا جبکہ ان سے ایک  
آدمی نے پوچھا اے اباعمارہ کیا تم حنین کی جنگ میں بھاگ گئے تھے تو براء نے کہا بخدا! جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بھاگے لیکن آپ کے نوجوان ساتھی جن کے پاس ہتھیار نہ تھے وہ صف سے باہر  
نکل گئے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ہوازن اور بنی نصرہ کے تیر اندازوں کے سامنے آگئے تھے جن کا  
کوئی تیر ضائع نہ جاتا تھا انھوں نے ان کو تیر مارے جو خطا نہ جاتے تھے اس وقت وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے  
آگے آئے جبکہ آپ پیید خچر پر تھے اور آپ کے چچا کا بیٹا ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اس کو چار بے تھے  
آپ اترے اور اللہ سے مدد مانگی پھر فرمایا ”میں نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں“ پھر

۲۷۳۶ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أُوْفَى يَقُولُ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ عَلَى الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ اللَّهُمَّ مَنْزِلُ الْكِتَابِ سَرِيعَ الْحِسَابِ اللَّهُمَّ اهْزِمِ الْأَحْزَابِ اللَّهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ

۲۷۳۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا جُفْرُ بْنُ عَوْنٍ

ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْلِي فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ يَوْمَئِذٍ وَنَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ وَمُخَرَّتٌ حَزْرُورٌ بِنَاحِيَةِ مَكَّةَ فَأَرْسَلُوا فَجَاءُوا مِنْ سَلَاةٍ وَطَرَحُوهُ عَلَيْهِ فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَلْقَتْهُ عَنْهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ لَا بِي جَهْلٍ بْنُ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ وَأَبِي بَنْ حَلَفٍ وَ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مَعِيْطٍ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ فِي قَلْبٍ بَدْرٍ

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافروں نے صلوٰۃ وسطیٰ کی نماز سے روک رکھا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا اور ظاہر ہے کہ عصر کے بعد ہی سورج غائب ہوتا ہے۔ یہ نماز اس لئے قضا ہوئی کہ اس وقت صلوٰۃ غوت مشروع نہیں ہوئی تھی۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ صبح کی نماز کو صلوٰۃ وسطیٰ کہتے ہیں اور یہ اس حدیث کے خلاف ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قنوت میں یہ دعاء پڑھتے تھے۔ اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے۔ اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے۔ اے اللہ! کمزور مسلمانوں کو نجات دے۔ اے اللہ! قبیلہ مضر پر اپنی سختی کر۔ اے اللہ! ان پر قحط سالی کر جو یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط سالی کی تھی۔

۲۷۳۶ — ترجمہ : اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا کہ انھوں نے عبد اللہ بن ابی اوفیٰ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے روز مشرکوں کے لئے بددعاء

بَابٌ هَلْ يُرْشِدُ الْمُسْلِمُ أَهْلَ الْكِتَابِ أَوْ يَعْلَمُهُمُ الْكِتَابُ  
 ۲۷۳۹ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ  
 شَهَابٍ عَنْ عَمِّهِ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُلْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ  
 أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ  
 إِلَى قَيْصَرَ وَقَالَ فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيسِيِّينَ

ابو اسحاق کے واسطے سے روایت کرتے ہوئے کہا وہ اُمیہ بن خلف تھا اور شعبہ نے کہا یا ابی تھا۔ صحیح یہ ہے کہ وہ اُمیہ تھا (ابی نہ تھا)

شرح : ابو جہل اور قریش کے چند لوگوں نے کہا جن کو دُعا میں ذکر کیا کہ مکہ سے باہر اونٹنی نحر کی گئی ہے اس کی اوجھ لاؤ اور آپ پر ڈالو، یہی قتل

ابو جہل الخ، کا مقولہ ہے۔ اس حدیث سے امام مالک رحمہ اللہ نے استدلال کیا کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا گوہر وغیرہ پاک ہے اور جن علماء نے اس کو پلید کہا ہے وہ کہتے ہیں اس میں خون نہیں ہوتا اور وہ ایک عضو کی طرح ہے۔ ابتداء اسلام میں مشرکوں کے ذبايح جائز تھے جیسے ان سے نکاح وغیرہ جائز تھے لہذا اس کو مردار کہنا بھی صحیح نہیں اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ اس وقت نجاست سے پاکیزگی کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ سورہ مدثر میں کپڑوں کی پاکیزگی کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَوَشَّيْنَا بَنِيَّكَ فَطَهَّرُوهُ"، اور یہ سورت مکتہ ہے۔

الحاصل اس باب میں پانچ احادیث مذکور ہیں پہلی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہے جس میں احزاب کے دن آپ نے دُعا فرمائی۔ دوسری ابو ہریرہ کی ہے جس میں دُعا قنوت کا ذکر ہے۔ تیسری ابن ابی اوفی کی ہے جس میں صراحتہ مشرکوں کے لئے احزاب کے دن بد دُعا کا ذکر ہے۔ چوتھی حدیث عبد اللہ بن مسعود کی ہے جس میں اوجھ کا واقعہ ہے۔ اس میں قریش کے لئے بد دُعا کا ذکر ہے۔ پانچویں حدیث ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے جس میں یہودیوں کے سلام کا ذکر ہے۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا "السَّامُ عَلَيْكَ"، میں نے ان پر لعنت کی

تو آپ نے فرمایا تجھے کیا ہو گیا میں نے عرض کیا کیا آپ نے سنا نہیں جو انھوں نے کہا ہے۔ آپ نے فرمایا تو نے سنا نہیں جو میں نے کہا ہے "وعلیکم" تم پر موت ہو

نے قیصر کو خط لکھا اور فرمایا۔ اگر تو نے اسلام سے منہ پھیرا تو عوام لوگوں کا گناہ تیرے اوپر ہوگا !  
 شرح : اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ نے استدلال کیا کہ اہل کتاب کو  
 راہ ہدایت کی رہنمائی کرنی چاہیے جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب  
 کے قیصر کو خط لکھا اور اس کی راہ ہدایت کی راہنمائی کی۔

ابن بطل رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اہل کتاب کو اسلام کی دعوت دینا امام پر واجب ہے۔ اور اہل کتاب  
 کو قرآن کی تعلیم دینے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حربی اور ذمی کو قرآن کریم اور فقہ کی  
 تعلیم دینے میں حرج نہیں سمجھا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ قرآن و فقہ کی تعلیم سے اسلام کی طرف مائل ہو جائیں المضافی  
 کا بھی ایک قول یہی ہے۔ البتہ امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ان کو قرآن کی تعلیم نہ دیں۔ امام شافعی کا بھی ایک  
 قول اسی طرح ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام ابوحنیفہ کے مسلک کی تائید میں اس آیت کریمہ سے استدلال  
 کیا ہے ”وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ“ حضرت اسامہ  
 بن زید رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ ابن ابی کے مسلمان ہونے سے  
 پہلے اس کے پاس سے گزرے جبکہ اس کے ساتھ مجلس میں مسلمان، مشرک اور یہودی بیٹھے تھے تو آپ نے  
 ان پر قرآن پڑھا، معلوم ہوا کہ غیر مسلم کو قرآن و فقہ کی تعلیم دے سکتے ہیں۔

## باب۔ مشرکوں کے لئے ہدایت کی دعاء کرنا تاکہ ان کی تالیف قلب ہو

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا طفیل بن عمرو دوسی اور اس کے ساتھی  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! دوس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور فرمانبردار  
 ہونے سے انکار کیا ہے آپ ان کے لئے بددعاء فرمائیں (اس وقت) کسی نے کہا دوس ہلاک ہو گئے۔ آپ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! دوس کو ہدایت دے اور ان کو اسلام میں لے آ۔

شرح : اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ جب مشرکوں سے کوئی اذیت نہ پہنچے  
 تو ان کے لئے دعاء اور یہ امید کریں کہ اللہ ان کو ہدایت دے اور  
 جب ان کا غلبہ زیادہ ہو ان کی اذیت زیادہ ہو جائے اور ان کی شر سے مسلمان امن میں نہ ہوں تو ان کے  
 لئے بددعاء کرے۔  
 علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ لوگوں نے دوس کے لئے بددعاء کے لئے عرض کیا لیکن جناب

۲۷۴۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَقِيلٌ عَنْ  
 ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنُ عَتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ  
 عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَى  
 كِسْرَى فَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ فَدَفَعَهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ  
 إِلَى كِسْرَى فَلَمَّا قَرَأَهُ كِسْرَى خَرَقَهُ فَحَبَّبَتْ أَنَّ سَعِيدَ ابْنِ الْمُسَيَّبِ  
 قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَمْرُقُوا كُلُّ مَمْرُقٍ

یہ نقش کنندہ تھا "مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ"

۲۷۴۱ — اس حدیث کی باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے روم کے بادشاہ کو خط لکھنے کا ارادہ کیا، اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے لکھا اور یہ ظاہر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سونے کی انگوٹھی جائز نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا۔ امام نسائی نے کتاب الزینت میں زید بن جناب کے ذریعے حضرت بربدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ اُس نے لوہے کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی آپ نے فرمایا میں تجھ پر دوزخیوں کا زیور دیکھتا ہوں پھر دوسری بار آیا اُس نے تانے کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی آپ نے فرمایا میں تجھ پر بتوں کی ٹوپا پاتا ہوں اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! کس چیز کی انگوٹھی پہنوں آپ نے فرمایا چاندی کی انگوٹھی پہنوا اور ایک مثال (۴۴ ماشہ) سے زیادہ نہ کرو۔ چاندی کی صرف ایک انگوٹھی جائز ہے۔ دو جائز نہیں اگرچہ دونوں کا وزن ایک مثقال سے کم ہو۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس پر نقش "محمد رسول اللہ" تھا آپ نے فرمایا کوئی شخص یہ نقش کندہ نہ کرے لیکن یہ آپ کی حیات طیبہ سے خاص تھا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ خلفاء راشدین نے آپ کے بعد یہ انگوٹھی پہنی اور جب یہ انگوٹھی حضرت عثمان غنی سے بیرار میں گم ہو گئی تو انھوں نے چاندی کی نئی انگوٹھی بنوائی اور اس پر نقش "محمد رسول اللہ" کندہ کیا۔ معلوم ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں یہ نقش کندہ کرنے کی کسی اور کو اجازت نہ تھی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ کو خط بھیجا اور قاصد کو حکم دیا کہ یہ عظیم البحرین

۲۷۴۲ —

۲۷۴۳ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حُمَزَةَ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ  
عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ  
عُثْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى قَيْصَرٍ يُدْعُوهُ إِلَى الْإِسْلَامِ وَبَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَيْهِ  
مَعَ وَحْيَةِ الْكَلْبِيِّ وَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَدْفَعَهُ  
إِلَى عَظِيمٍ بَصْرِيٍّ لِيَدْفَعَهُ إِلَى قَيْصَرٍ وَكَانَ قَيْصَرٌ لَمَّا كَشَفَ اللَّهُ عَنْهُ جُودَ  
فَارِسٍ مَشَى مِنْ حِمَصَ إِلَى ائِيلِيَاءَ شُكْرًا لِمَا أَبْلَاهُ اللَّهُ فَلَمَّا جَاءَ قَيْصَرَ  
كِتَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جِئْتُ قَرَأَةَ التَّمَسُّوَالِي هُمُنَا  
أَحَدًا مِنْ قَوْمِهِ لِأَسْأَلَهُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ  
عَبَّاسٍ فَأَخْبَرَنِي أَبُو سَفْيَانَ أَنَّهُ كَانَ بِالشَّامِ فِي رِجَالٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدِمُوا

لگا اگر آپ نبی ہیں تو عنقریب آپ کا ارشاد پورا ہوگا چنانچہ اس تاریخ کو کسریٰ قتل ہو گیا جو سرورِ کائنات  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ زہری نے کہا اس کے بعد باذان اور اس کے ساتھی سب سلمان ہو گئے! اس  
حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کے لئے بددعا کرنا جائز ہے۔

**باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام اور نبوت کی طرف  
بُلا نا، اور یہ کہ ان میں سے بعض بعض کو اللہ کے سوا معبود نہ بنائے،**  
اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کسی بشر کو لائق نہیں کہ اللہ اس کو نبوت و کتاب دے پھر  
وہ کہے اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔

ترجمہ : عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے قیصر کو خط لکھا اس حال میں کہ اس کو اسلام کی طرف بلا  
۲۷۴۳ —

كَيْفَ نَسَبَ هَذَا الرَّجُلَ فَبِكُمْ قُلْتُ هُوَ فِينَا ذُو نَسَبٍ قَالَ فَهَلْ قَالَ  
هَذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَبْلَهُ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَهَمُّونَهُ عَلَى  
الْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ  
مَلِكٍ قُلْتُ لَا قَالَ فَأَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُونَهُ أَوْ ضَعَفَاؤُهُمْ قُلْتُ  
بَلْ ضَعَفَاؤُهُمْ قَالَ فَيَزِيدُونَ أَوْ يُقْصُونَ قُلْتُ بَلْ يَزِيدُونَ  
قَالَ فَهَلْ يَزِيدُ أَحَدٌ سَخَطَهُ لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ قُلْتُ لَا قَالَ  
فَهَلْ يَغْدِرُ قُلْتُ لَا وَتَحْنُ الْآنَ مِنْهُ فِي مُدَّةٍ تَحْنُ نَخَافُ أَنْ يَغْدِرَ  
قَالَ ابُوسُفْيَانٍ وَلَمْ تَمَكِّنِي كَلِمَةً أَدْخُلُ فِيهَا شَيْئًا أَنْتَقِصُهُ بِهِ لَا أَخَافُ  
أَنْ يُؤْثِرَ عَنِّي غَيْرَهَا قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُ وَقَاتَلَكُمْ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ  
كَانَ حَرْبُهُ وَحَرْبُكُمْ قُلْتُ كَانَتْ دَوْلًا وَسُجَالًا مِدَالٍ عَلَيْنَا الْمَرَّةَ وَ  
نُدَالٍ عَلَيْهِ الْأُخْرَى قَالَ فَمَاذَا يَأْمُرُكُمْ بِهِ قُلْتُ يَا مَرْنَانُ نَعْبُدُ اللَّهَ

وہ میرے چچا کے بیٹے ہیں۔ اس روز قافلہ میں میرے سوا بنی عبد مناف میں سے کوئی نہ تھا۔ قیصر نے کہا اس کو  
میرے قریب کرو اور میرے ساتھیوں کے متعلق حکم دیا وہ میرے کندھوں کے پاس میرے پیچھے کھڑے کئے گئے  
پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس کے ساتھیوں سے کہا میں اس شخص سے ان کے متعلق پوچھتا ہوں جو کہتے  
ہیں کہ وہ نبی ہیں اگر یہ جھوٹ بولے تو تم اس کی تکذیب کر دو۔ ابوسفیان نے کہا بخدا! اگر اس چیز کی شرم  
نہ ہوتی کہ میرے ساتھی میرا جھوٹ نقل کریں گے تو میں جھوٹ بول دیتا جبکہ مجھ سے ان کے متعلق پوچھا جاتا  
تو میں مجھے شرم آتی کہ میرے ساتھ میرا جھوٹ مشہور کریں گے (اس لئے) میں نے قیصر کے سامنے سچی بات کی۔  
پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا اس سے کہو تم میں اس شخص کی نسب کیسی ہے؟ میں نے کہا وہ ہم پر عالی نسب  
ہیں۔ قیصر نے کہا کیا ان سے پہلے تم میں سے کسی نے یہ بات کہی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ قیصر نے کہا جو دعویٰ  
انہوں نے کیا ہے کیا یہ دعویٰ کرنے سے پہلے تم نے ان کو جھوٹ بولتے دیکھا ہے؟ میں نے کہا نہیں  
قیصر نے کہا کیا اس کا آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ ہوا ہے میں نے کہا نہیں۔ اُس نے کہا کیا بڑے بڑے لوگ اس  
کی طاعت کرتے ہیں یا کمزور لوگ تابع داری رتے ہیں؟ میں نے کہا بلکہ کمزور لوگ ان کی اتباع کرتے ہیں۔ اُس  
نے کہا کیا وہ زیادہ ہوتے ہیں یا کم ہوتے ہیں؟ میں نے کہا بلکہ زیادہ ہوتے ہیں۔ اُس نے کہا کیا کوئی شخص ان کے

يَزِيدُونَ أَوْ يُنْقِصُونَ فَرَعَمْتُ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ وَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ حَتَّى  
يَتِمَّ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخَطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ  
فَرَعَمْتُ أَنْ لَا وَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ حِينَ تَخَالِطُ بِشَاشَتِهِ الْقُلُوبَ  
لَا يَسْخَطُهُ أَحَدٌ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَرَعَمْتُ أَنْ لَا وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ  
لَا يَغْدِرُونَ وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَاتِلَتُمُوهُ وَقَاتَلَكُمْ فَرَعَمْتُ أَنْ قَدْ  
فَعَلَ وَأَنْ حَرْبَكُمْ وَحَرْبَهُ تَكُونُ دُولًا يَدَالُ عَلَيْكُمْ الْمَرَّةَ وَتَدَالُونَ  
عَلَيْهِ الْآخَرَى وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تَبْتَلَى وَيَكُونُ لَهَا الْعَاقِبَةُ وَسَأَلْتُكَ  
بِمَاذَا يَأْمُرُكُمْ فَرَعَمْتُ أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا  
وَيُنْهَاكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَاتِ  
وَالْعِفَافِ وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ قَالَ وَهَذِهِ صِفَةُ نَبِيِّ  
قَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ وَلَكِنْ لَمْ أَظُنْ أَنَّهُ مِنْكُمْ وَإِنْ يَكُ مَا  
قُلْتَ حَقًّا فَيُوشِكُ أَنْ يَمْلِكَ مَوْضِعَ قَدَمِي هَاتَيْنِ وَلَوْ أَرْجُو أَنْ أُحْلَصَ

تم سے پوچھا کہ یہ دعویٰ کرنے سے پہلے تم نے ان کو جھوٹ بولتے دیکھا ہے؟ تو نے کہا نہیں اس سے میں یہ پہچانا وہ ایسا  
نہیں ہو سکتا کہ وہ لوگوں پر جھوٹ بولنا چھوڑ دیں اور اللہ پر جھوٹ بولیں، میں نے تم سے پوچھا کیا ان کے باپ نے  
میں سے کوئی بادشاہ تھا تم نے کہا نہیں میں کہتا ہوں اگر ان کے باپ دادا میں سے کوئی بادشاہ ہوتا تو میں کہتا کہ  
وہ اپنے باپ دادا کا ملک طلب کر رہے ہیں میں نے تم سے پوچھا بڑے بڑے سرداران کی پیروی کرتے ہیں یا  
کمزور لوگ؟ تم نے کہا کمزور لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں یہی لوگ رسولوں کی پیروی کیا کرتے ہیں میں نے کہا کیا  
وہ زیادہ ہوتے ہیں یا کم ہوتے ہیں تم نے کہا زیادہ ہوتے ہیں ایمان کا یہی حال ہے حتیٰ کہ وہ کامل ہو جائے،  
میں نے تم سے پوچھا کیا کوئی شخص ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد اس کو ناپسند سمجھ کر پھر جاتا ہے؟  
تم نے کہا نہیں۔ ایمان کا یہی حال ہے جبکہ اس کا سرور دلوں میں غلط ملط ہو جاتا ہے تو اس کو کوئی ناپسند نہیں کرتا۔ میں نے تم  
سے پوچھا کیا وہ عہد شکنی کرتے ہیں؟ تم نے کہا نہیں رسولوں کا یہی حال ہے وہ عہد شکنی نہیں کرتے میں نے تم سے پوچھا کیا تم نے ان جنگ  
کی ہے اور انہوں نے تم سے جنگ کی ہے؟ تم نے کہا جنگ کی ہے اور تمہاری لڑائی ڈول کی طرح رہی ہے کبھی وہ تم پر غالب  
اور کبھی تم ان پر غالب ہو رہے ہیں۔ رسولوں کو یہی حال ہے کہ ان کو امتحان میں ڈالا جاتا ہے اور آخر اچھا انجام انہیں کا ہوتا  
ہے۔ میں نے تم سے پوچھا وہ تم کو کب حکم کرتے ہیں؟ تم

قَضَىٰ مَقَالَتَهُ عَلَتْ أَصْوَاتُ الَّذِينَ حَوْلَهُ مِنْ عَظَمَاءِ الرُّومِ وَ  
كَثُرَ لَغَطُهُمْ فَلَا أَدْرِي مَاذَا قَالُوا وَأَمْرٌ بِنَا فَأُخْرِجْنَا فَلَمَّا أَنْ خَرَجْتُ  
مَعَ أَصْحَابِي وَخَلَوْتُ بِهِمْ قُلْتُ لَهُمْ لَقَدْ أَمَرَ أُمْرَأُ بْنُ أَبِي كَبْشَةَ هَذَا  
مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ بِخَافَةِ قَالَ أَبُو سُوَيْفِينَ وَاللَّهِ مَا زِلْتُ ذَلِيلًا مُسْتَبِقِنًا  
بِأَنَّ أَمْرَهُ سَيُظْهِرُ حَتَّىٰ أَدْخَلَ اللَّهُ قَلْبِي الْإِسْلَامَ وَأَنَا كَارِيٌّ

نے کہا بخدا میں ہمیشہ اپنے دل میں ذلت محسوس کرتا رہا اور مجھے یقین ہو گیا کہ ان کا کام عنقریب غالب ہوگا۔  
حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام داخل کر دیا حالانکہ میں اس کو پسند نہ کرتا تھا۔

شرح : قیصر روم کے بادشاہ کا لقب ہے۔ جیسے فارس کے بادشاہ کو سری ترک

۲۷۴ —

کو خاقان، حبشہ کو نجاشی، قبط کو فرعون، مصر کو عزیز، حمیر کو شیخ، ہند کو

دہی چین کو غفور، زنجی کو غانہ، یونان کو بطامیوں، یہود کو قیطون یا ماتح، بربر کو جابوت، صائبہ کو ضرود، مین  
کو تبع، فرغانہ اخشید، عرب کو نعمان، افریقیہ کو جرجیر، خلاط کو شثمان، طبرستان کو سالار اور اسکندریہ کو  
مقوقش کہتے ہیں، سب سے پہلے ہر قل نے دینار بنایا اور گر جا کی تعمیر کی اگر یہ سوال ہو کہ صحیح حدیث میں ہے کہ  
جب قیصر ہلاک ہو گیا اس کے بعد قیصر نہ ہوگا اور جب کسری ہلاک ہو گیا اس کے بعد کسری نہ ہوگا۔ اس حدیث کا  
مفہوم کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قیصر و کسری کی شوکت و سطوت اور دبدبہ ختم ہو جائے گا اور وہ کسی کو

مرعوب نہ کر سکیں گے۔ امام شافعی نے مختصر میں یہ ذکر کیا کہ اس کے بعد شام میں قیصر نہ ہوگا اور عراق میں کسری نہ  
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس لئے فرمایا کہ قریش شام اور عراق میں تجارت کے لئے جاتا کرتے تھے جب وہ  
مسلمان ہو گئے تو انھوں نے ان ملکوں کی طرف سفر کرنے میں کچھ خوف محسوس کیا کیونکہ مسلمان ہو جانے کے باعث  
وہ ان کے مخالف ہو گئے تھے۔ اس لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے بعد ان دونوں ملکوں  
میں قیصر و کسری نہ ہوں گے لہذا تم کو ان سے نہیں ڈرنا چاہیے اور بے خوف ان ملکوں سے لین دین کریں  
اس وقت موجود قیصر کے بعد شام میں قیصر نہ ہوگا اور نہ ہی عراق میں کسری ہوگا۔ قیصر کو یہ لقب اس لئے دیا  
گیا ہے کہ قیصر کا معنی تبقیر بمعنی قطع کرنا ہے۔ اس کی والدہ کو جب دروزہ ہونے لگی جبکہ یہ اس کے پیٹ  
میں نہ تھا اور وہ اس درد سے مرگئی تو اس کا پیٹ چیر بھاڑ کر اس کو نکالا گیا جبکہ وہ زندہ تھا اس طرح کی  
ولادت پر وہ فخر کیا کرتا تھا کیونکہ وہ فرج کے ذریعہ نہیں پیدا ہوا تھا۔ وہ بڑا بہادر اور جنگوں میں سب سے  
پیش پیش رہا کرتا تھا۔ رومیوں کو بنی اصفرا اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ اصفربن روم بن عیصوبن اسحاق بن برکم  
علیہ السلام کی اولاد میں۔ عیصوبن اسحاق نے اپنے چچا اسماعیل علیہ السلام کی بیٹی سے نکاح کیا تو ان سے روم بن عیصو

یعنی وہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دیتے ہیں اور اپنے الہ کے حضور نیاز مندی، سچائی، پاکدامنی اور اقارب سے اچھا سلوک ہے۔ کیونکہ فضیلت یا توقولی ہوتی ہے اور وہ صدق ہے یا فعلی ہوتی ہے اگر یہ اللہ تعالیٰ کی نسبت ہو تو نماز ہے۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے یا اپنی ذات کی نسبت ہو تو عفت و پاکدامنی ہے۔ یا دوسرے لوگوں کی نسبت ہے تو یہ صلہ رحمی ہے۔ ان تمام امور کی بنیاد صدق پر ہے اور ان کی صحت توحید اور ترک شرک پر موقوف ہے۔ اس لئے ابوسفیان نے کہا کہ وہ کہتے ہیں اللہ کی عبارت کرد اور اس کا کسی کو شریک نہ بناؤ۔ اس سے ذیل اخلاق سے دُور رہنے اور پہلی قسم سے فضائل کی زینت سے آراستہ ہونے کی طرف اشارہ فرمایا۔ اس کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو بُری چیزوں سے منع کرتے ہیں اور اچھی چیزوں کا گم کرتے ہیں۔ قولہ "لَا تَشْرِكُ كُودًا" اس سے مراد توحید ہے یعنی ہم کو توحید کا حکم دیتے ہیں کیونکہ عدم شرک عدم ہے اور عدم مامور بہ نہیں ہوتا۔ ہر قل نے کہا کہ رسولوں کا یہی حال ہے کہ وہ اپنی قوم میں عالی نسب ہوتے ہیں کیونکہ وہ پہلی کتابوں میں یہ پڑھ چکے تھے۔ اسی لئے اُس نے کہا میں پہلے ہی جانتا تھا کہ آپ تشریف لانے والے ہیں۔ کیونکہ پہلی کتابوں میں اس کی تصریح تھی کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی یہ علامات ہیں۔ ہر قل نے کہا اگر میں ان کی خدمت میں حاضر ہو سکتا تو ضرور ان کی ملاقات کرتا اور اگر وہاں ہوتا تو ان کے پاؤں دھوتا۔ اب یہ سوال ہوتا ہے کہ کیا اس کلام کے مطابق یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہر قل مسلمان ہو گیا تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر قل سے ایسی بات ظاہر ہوئی تھی جس کے باعث اگر مسلمان نہیں کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ اس نے اساطین مملکت سے کہا تھا کہ میں نے تم کو جو کہا تھا کہ مسلمان ہو جاؤ میرا مقصد یہ تھا کہ تمہارا امتحان لینا تھا کہ آیا تم اپنے دین پر سختہ ہو یا نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے جو کچھ کہا تھا محض امتحان کے طور پر کہا تھا تصدیق قلب اور اعتقادِ صحیح سے نہیں کہا تھا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ہر قل نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقتِ نبوت کو جان لیا تھا صرف ملک پر حکمرانی باقی رکھنے کے باعث اسلام پر بقاء اقتدار کو ترجیح دی چنانچہ بخاری کی دوسری روایت میں اس کی تصریح موجود ہے وہ یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ کو اس کی ہدایت منظور ہوتی تو اس کو توفیق دیتا جیسے نجاشی کو اسلام کی توفیق دی۔ اور اس کا اقتدار ختم نہ ہوا اور وہ بدستور حکمران رہا۔ بلکہ وہ بدستور مسلمانوں کے مخالف رہا اور اس کے آٹھ سال بعد غزوہ موتہ میں ایک لاکھ فوج لے کر مسلمانوں سے جنگ کرنے آیا معلوم ہوا کہ وہ کفر پر مصر رہا تھا اور اُس نے دل سے اسلام قبول نہ کیا تھا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خط شریف میں یہ تحریر فرمادیا تھا کہ مسلمان ہو جاؤ سلامتی میں رہے گا تو نبوت کا اقرار کر لینے کے بعد اس کو ہلاکت کا خون نہیں ہونا چاہیے تھا لہذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ اس نے ایمان مخفی رکھا تھا۔ مسند امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ میں ہے کہ ہر قل نے نبوک سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا کہ میں مسلمان ہوں تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹ بولتا ہے تو بدستور نصرانی ہے۔ ابن بطلال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ کہنا صحیح نہیں کہ ہر قل نے ظاہری طور پر اسلام قبول کیا تھا ہم تو اس کے متعلق ہی جانتے ہیں کہ اس نے اسلام پر ملک کو ترجیح دی اور ظاہری طور پر اسلام قبول کرنے پر اس کو مسلمان کہیں گے۔ ہر قل

۲۷۴۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ  
 أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ لَا أُعْطِينَ الرَّايَةَ رَجُلًا يُقْتَمُ عَلَى يَدَيْهِ فَقَامُوا يَرْجُونَ  
 لَذَلِكَ أَتَهُمُ يُعْطَى فَعَدُوا وَكُلُّهُمْ يَرْجُونَ يُعْطَى فَقَالَ أَيْنَ عَلَى فُقِيلَ  
 يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ فَأَمَرَفَدَعِي لَهُ فَبَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ فَبَرَأَ مَكَانَهُ حَتَّى كَانَهُ  
 لَمْ يَكُنْ بِهِ شَيْءٌ فَقَالَ ثَقَاتِلَهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا فَقَالَ عَلَى رِسْلِكَ  
 حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ أَدْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرُهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ  
 فَإِنَّ اللَّهَ لَأَنْ يُهْدِيَ بِكَ رَجُلٌ وَاحِدٌ خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر کفار کو دعوت اسلام پہنچ چکی ہو تو انذار میں مبالغہ کے لئے دوبارہ دعوت  
 دینا مستحب ہے واجب نہیں جیسے جمہور کہتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے امور۔  
 اور دین و دنیا کے اہم کاموں کو سرانجام دینے کے لئے خاندانی اشخاص کو منتخب کرنا چاہیے۔ اسی لئے سید عالم  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”الْخُلَفَاءُ مِنْ قُرَيْشٍ“ اور فرمایا جب تک دو قریشی بھی ہوں خلافت ان ہی میں  
 ہوگی۔ کیونکہ قریش اعلیٰ خاندان ہے اور وہ عالی نسب ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر ملت میں جھوٹ  
 حرام اور معیوب رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول اعلیٰ خاندانوں میں سے مبعوث کرتا ہے کیونکہ جس کا نسب  
 بلند ہو وہ باطل کی طرف مائل نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ دنیاوی حرص کا شکار ہوتا ہے اور کمزور نسب میں یہ  
 چیز نہیں اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور علامات نبوت و رسالت اہل  
 کتاب کو حتمی طور پر معلوم تھیں اور جو لوگ آپ پر ایمان نہیں لائے تھے وہ صرف عناد اور حسد کے سبب ایمان  
 نہ لائے تھے۔ انھوں نے دنیاوی مناصب کو برقرار رکھنے کے لئے آپ کی نبوت و رسالت کو قبول نہ کیا اور نارے  
 عدوان میں جل کر خاکستر ہو گئے اور ہمیشہ کے لئے ”وَقُودُ النَّارِ“ بنے ”أَعَاذَنَا اللَّهُ مِنْهُ“

ترجمہ: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر کے دن یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں جھنڈا

ایک شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ خیمہ فرج کرے گا لوگ اس کی امید کرتے ہوئے کھڑے ہوئے  
 کہ کس کو جھنڈا دیا جاتا ہے۔ وہ صبح کو آئے ہر ایک کو یہ امید تھی کہ اس کو جھنڈا دیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۷۴۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مَعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرِو  
قَالَ ثَنَا أَبُو اسْحَقَ عَنْ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا غَزَا قَوْمًا لَمْ يُغْرِحْهُ حَتَّى يُصْبِحَ فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ  
وَإِنْ لَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا أَغَارَ بَعْدَ مَا يُصْبِحُ فَتَزَلْنَا خَيْبَرَ لَيْلًا

۲۷۴۶ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ  
أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا غَزَا بَنِي نَضْلٍ وَحَدَّثَنَا  
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى خَيْبَرَ فَجَاءَ هَالِكًا وَكَانَ إِذَا جَاءَ قَوْمًا بَلِيلًا لَا يُغِيرُ  
عَلَيْهِمْ حَتَّى يُصْبِحَ فَلَمَّا أَصْبَحَ خَرَجَتْ يَهُودُ بِمَسَاحِيهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ

کرتا ہے، ” واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ: حُمَید نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم سے جنگ کرتے تو ان پر حملہ  
نہ کرتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی اگر اذان سنتے تو رُک جاتے اور اگر اذان نہ سنتے تو صبح کے بعد حملہ کرتے اور ہم بھی  
خیبر میں رات کو پہنچے تھے۔

۲۷۴۵ — شرح: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صبح تک اس لئے انتظار کرتے تھے تاکہ صحابہ  
کو معلوم ہو جائے کہ اس علاقہ کے لوگ مسلمان ہیں یا نہیں اس لئے صبح  
کا انتظار کرتے اذان وغیرہ اسلامی شعائر سے ان کا حال معلوم ہو جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
جب ہم کو ساتھ لے کر غزوہ کرتے،

۲۷۴۶ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
خیبر کی طرف نکلے اور وہاں رات کو پہنچے آپ کی عادت کریمہ یہ تھی کہ

۲۷۴۷ — جب کسی قوم کے پاس رات کو آتے تو ان پر حملہ نہ کرتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی چنانچہ جب صبح ہوئی تو یہودی کتیاں  
ٹوکریاں لے کر باہر نکلے اور جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہنے لگے واللہ! محمد! شکر سمیت آگئے صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ مَنْ أَرَادَ غَزْوَةً فَوَرَّى بِغَيْرِهَا وَمَنْ أَحَبَّ الْخُرُوجَ  
يَوْمَ الْحَنْبِيسِ ۲۷۹ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَى اللَّيْثُ عَنْ  
عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شَدَّابٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ  
مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ  
قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَلَمْ يَكُنْ يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةً إِلَّا  
وَرَّى بِغَيْرِهَا ح وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَا يُونُسُ عَنْ  
الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ  
سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

علیہ وسلم نے بُت پرستوں کو جو توحید کا اقرار نہ کرتے تھے جن کے متعلق قرآن کریم میں ہے کہ جب ان کو کہا جائے کہ لا الہ الا اللہ کہو تو وہ تکبر کرتے ہیں۔ توحید کے اقرار کی دعوت دی کہ وہ بت پرستی ترک کریں اور توحید کا اقرار کریں اور اسلام میں داخل ہوں اور دوسرے کافر جو توحید کا اقرار کرتے تھے لیکن وہ خباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منکر تھے ان کے متعلق آپ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان سے جنگ کروں حتیٰ کہ وہ شہادتین کا اقرار کریں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا محمل یہ ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا محمل کافروں کی پہلی قسم ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ — جس نے جہاد کا ارادہ کیا اور اس کے غیر کی طرف  
اشارہ کیا اور جس نے جمعرات کو سفر کرنا پسند کیا،

۲۷۹ — ترجمہ : عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ عبداللہ بن کعب جو کعب کے بیٹوں میں سے اس کو لے کر چلتے تھے نے کہا میں نے کعب بن مالک سے سنا جبکہ وہ (غزوہ تبوک میں) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے اور جناب رسول اللہ

۲۷۵۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا هِشَامُ أَنَا مَعْمَرُ عَنِ  
الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ عَنِ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ فِي غَزْوَةٍ تَبُوكَ وَكَانَ  
يُحِبُّ أَنْ يُخْرَجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ

### بَابُ الْخُرُوجِ بَعْدَ الظُّهْرِ

ترجمہ : عبد الرحمن بن عبد اللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ  
نے کہا میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا  
کہ اکثر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی جنگ کرنے کا ارادہ کرتے تو اس کے غیر کی طرف اشارہ  
کرتے حتیٰ کہ جنگ تبوک کا موقعہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت گرمی میں اس جنگ کا ارادہ کیا اور  
دور دراز کا سفر اور جنگلات کا سامنا کیا اور کثیر تعداد دشمن کا مقابلہ کیا اس لئے مسلمانوں سے اس کا  
صاف صاف حال بیان کر دیا تاکہ وہ اپنے دشمن کی تیاری کے مطابق پوری تیاری کریں۔ اور ان کو  
اسی جہت کی خبر دی جو آپ نے ارادہ کیا تھا اور یونس نے زہری کے ذریعہ سے کہا کہ مجھے عبد الرحمن  
بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے سوا سفر میں بہت کم نکلتے تھے،

۲۷۵۰ — سَاحَ : لَقَلَّمَا ، میں لام تاکید کے لئے ہے ”قَلَّ“ فعل ماضی  
ہے۔ اس پر کلمہ ما داخل ہے۔ اس کا معنی یہ ہے سید عالم

صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر میں جمعرات کے سوا نکلنا بہت کم تھا۔ کیونکہ آپ اکثر سفر جمعرات کے روز کرتے  
تھے جیسے کہا جاتا ہے ”قَلَّ رَجُلٌ يَفْعَلُ كَذَا إِلَّا زَيْدًا“ یعنی زید کے سوا یہ کام بہت تھوڑے لوگ  
کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

ترجمہ : عبد الرحمن بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم غزوہ تبوک میں جمعرات کے دن سفر میں نکلے۔ اور جمعرات

کے روز سفر کرنا پسند کرتے تھے،

### باب — نمازِ ظہر کے بعد سفر کرنا،

الْقَعْدَةَ وَلَا تَرَى إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدًى إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى  
 بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَنْ يَحِلَّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَدَخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ الْفَجْرِ  
 بِالْحِمِّ يَقْرِئُ قُلْتُ مَا هَذَا فَقَالَ نَحَرُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 عَنْ أَزْوَاجِهِ قَالَ يُحْيِي فَذَكَرْتُ هَذَا الْحَدِيثَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ  
 أَتَيْتُكَ وَاللَّهِ بِالْحَدِيثِ عَلَى وَجْهِهِ

۲۷۵۳ — ترجمہ : عمرہ بنت عبد الرحمن سے روایت ہے کہ انھوں نے ام المؤمنین  
 عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پچیس ذوالقعدہ کو نکلے  
 اور حج کے سوا ہمارا کوئی ارادہ نہ تھا جب ہم مکہ مکرمہ کے قریب ہوئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 حکم فرمایا کہ جس کے ساتھ ہدی (قربانی کا جانور) نہیں وہ جب بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا مروہ کے  
 درمیان سعی کرے تو احرام کھول دے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا قربانی کے دن ہمارے پاس  
 گائے کی قربانی کا گوشت لایا گیا تو میں نے کہا یہ کیا ہے؟ کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی  
 طرف سے قربانی کی ہے۔ یحییٰ نے کہا میں نے یہ حدیث قاسم بن محمد سے ذکر کی تو انھوں نے کہا بخدا! مالی صاحبہ  
 نے یہ حدیث تم سے درست بیان کی ہے۔

۲۷۵۳ — شرح : یہاں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس  
 سفر کی ابتداء ہفتہ کے روز تھی تو ذوالقعدہ کے چار دن باقی رہتے  
 ہیں کیونکہ ذوالحجہ یکم جمعرات کو تھی اور اگر سفر جمعرات کو شروع کیا تھا تو باقی چھ رہتے ہیں اور حضرت انس  
 رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق آپ کا سفر جمعہ کو شروع نہیں ہوتا کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ  
 نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز مدینہ منورہ میں چار رکعت پڑھی اس کا جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے جمعہ کے روز سفر شروع کیا تھا۔ اور مہینہ کے پورا ہونے کی تقریر پر نکلنے کے وقت ان کا خیال تھا  
 کہ پانچ دن باقی رہ گئے تھے۔ اتفاقاً مہینہ پورے تیس دن کا نہ تھا۔ اس لئے عام اذیان کے لحاظ سے خبر دی کہ  
 پانچ دن باقی رہ گئے تھے۔ کیونکہ دراصل مہینہ تیس روز کا ہوتا ہے۔  
 (باقی تقریر حدیث ۱۹۰۲ کی شرح میں دیکھیں)

## بَابُ التَّوَدُّيعِ عِنْدَ السَّفَرِ

وَقَالَ ابْنُ وَهَبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ  
أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْثٍ  
وَقَالَ لَنَا إِنْ لَقِيتُمْ فَلَانًا وَفَلَانًا الرَّجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَّاهُمَا فَخَرِّقُوهُمَا  
بِالنَّارِ قَالَ ثُمَّ أَتَيْنَاهُ فَوَدَّعَهُ حِينَ أَرَدْنَا الْخُرُوجَ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ  
أَمَرْتُكُمْ أَنْ تَخَرِّقُوا أَفْلَانًا وَفَلَانًا بِالنَّارِ وَإِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللَّهُ  
فَإِنْ أَخَذْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا

۲۷۵۴ — شرح : علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ جس شخص نے رمضان کا چاند دیکھا پھر سفر شروع کر دیا تو وہ افطار نہیں کر سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم میں کوئی یہ مہینہ پائے تو ضرور روزے رکھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کی تضعیف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل لیا جاتا ہے اور وہ پہلے فعل کا نسخ ہوتا ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو امور میں سے افضل کیا کرتے تھے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ زہری کا مذہب ہے کہ رمضان میں سفر افطار کو مباح نہیں کرتا کیونکہ اس نے رمضان پایا ہے لہذا وہ ضرور روزے رکھے جیسے کوئی دن کے کسی وقت میں سفر شروع کرے تو افطار نہیں کر سکتا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مذہب کی تردید کی ہے کہ دید مکہ مکرمہ کے قریب دو مرحلہ پر ایک مقام ہے۔

## بَابُ — لَوْكُلَّ كُوْدَاعِ كَرْنَا

ابن وہب نے کہا مجھے عمرو نے بکیر اور سلیمان بن یسار کے ذریعہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے خبر دی اُنھوں نے کہا ہم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر میں بھیجا اور قریش کے دو آدمیوں کا نام لے کر فرمایا کہ فلاں فلاں کو ملو تو ان کو آگ سے جلادو۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا پھر جب ہم چلنے لگے او

**بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْإِمَامِ مَا لَمْ يَأْمُرْ بِمَعْصِيَةٍ**  
**۲۷۵۵۔** حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي  
 نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَدَّثَنِي  
 مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكْرِيَاءَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ  
 ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ حَقٌّ مَا  
 لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ

## باب۔ امام کا حکم سننا اور اطاعت کرنا

**۲۷۵۵۔** ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا واجب ہے جب تک گناہ کا حکم نہ کیا جائے اور جب گناہ کا حکم کرے تو نہ اس کی بات سنی جائے اور نہ اطاعت کی جائے۔  
 شرح : یعنی جب امیر کی بات طاعت ہو تو اس کا سننا لازم ہے اور اس کے حکم کی تعمیل واجب ہے جب تک وہ معصیت کا حکم نہ کرے ورنہ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی طاعت کا کوئی معنی نہیں۔ حدیث مشریف میں ہے۔ معصیت میں طاعت نہیں طاعت تو صرف بھلے کاموں میں ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا علماء کا اس بات میں اتفاق ہے کہ غیر معصیت میں امام کی طاعت واجب ورنہ حرام ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے خارجیوں نے استدلال کیا کہ امام ظالم کی اطاعت لازم نہیں اس کے خلاف بغاوت کرنا ضروری ہے۔ لیکن جہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ جب ظالم امام ملک کا انتظام اچھا چلا رہا ہو تو اس کے خلاف علم بغاوت بلند کرنا جائز نہیں اور نہ ہی اس کی بیعت کو مسترد کرنا جائز ہے۔ البتہ اگر آئمہ جور سے کفر صادر ہو اور وہ نمایں قائم نہ کریں تو اس کی طاعت نہ کی جائے اگر اس کے علاوہ کوئی ظلم کریں لیکن ملکی مفاد ان کے پیش نظر ہو تو ان کے خلاف بغاوت نہ کی جائے ورنہ عورتوں کی عصمت باقی نہ رہے گی مال محفوظ نہ رہیں گے اور خون خرابہ ہوگا اور تشنّت و افتراق کی تندہ ہواؤں سے اللہ کے کلمہ کی ضیاء میں کمی واقع ہو جائے گی اسلام کمزور ہو جائے گا اس لئے آئمہ جور کے خلاف جنگ جائز نہیں بلکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جہاد

میری نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اور جس نے اپنے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اپنے امیر کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔  
امام ڈھال ہے جس کی طرف سے جنگ کی جاتی ہے اور اپنا بچاؤ کیا جاتا ہے۔ اگر امیر اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کا حکم دے اور عدل و انصاف کرے تو اس وجہ سے اس کو اجر ملے گا اور اگر اس کے علاوہ کوئی حکم دے تو اس کا گناہ اس پر ہوگا۔

شرح : یعنی امام کی طرف سے مدافعت کے لئے جنگ کی جائے اور اس کے آگے پیچھے ہو کر لڑائی کی جائے وہ وراء کا اطلاق

—۲۷۵۶—

دو ذوں معنوں پر ہوتا ہے۔ آخر و سابقون کا معنی یہ ہے کہ ہم دنیا میں آنے میں آخر ہیں اور جنت میں داخل ہونے میں سابق۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ قریش اور ان کے گرد و نواح کے عرب امارت کو نہ جانتے تھے اور وہ اپنے قبائل کے رؤساء کے علاوہ کسی کی اطاعت نہ کرتے تھے۔ جب اسلام میں امراء ملک کے اہتمام کے دلی بنے تو ان کے دل اطاعت کی طرف راغب نہ ہوئے اور بعض نے امیر کی اطاعت سے انکار کر دیا اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر امراء کی اطاعت واجب ہے ان کی نافرمانی کر دگے تو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کر دگے اور یہ حکم عام ہے مسلمانوں کا جو بھی عادل امیر ہو اس کی اطاعت واجب ہے اور یہ ضروری نہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کو ولی مقرر کریں اس کی ہی اطاعت واجب ہے بلکہ جس کو امیر تصور کر لیا جائے اور وہ مسلمانوں میں عدل و انصاف کرے اس کی اطاعت لازم ہے اور اگر وہ معصیت کا حکم دے تو اطاعت لازم نہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کو ڈھال قرار دیا ہے۔ کیونکہ یہ سترہ ہے دشمن کے مسلمانوں کو اذیت پہنچانے سے منع کرتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام ڈھال ہے اس کی معیت میں کافروں، باغیوں اور فتنہ فساد کرنے والوں سے جنگ کی جاتی ہے۔ اگر اس کی معیت میں قتال نہ کیا جائے تو حربی کافر مسلمانوں پر فخر اور غلبہ کی باتیں کریں گے اور حدود و فرائض منائع ہو جائیں گے اور اسلام کی شوکت و سطوت کمزور پڑ جائے گی۔ اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”الْجِهَادُ مَا ضِلَّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ“ قیامت تک جہاد جاری رہے گا۔ کیونکہ اسلام کا غلبہ اسی پر موقوف ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام کے ساتھ ہی بچاؤ کیا جاتا ہے۔ یعنی کوئی رائے قائم کرنے اور معقول امر اختیار کرنے میں امام سے تقویت حاصل کی جاتی ہے۔ اور تقویٰ اور عدل و انصاف اپنا یا جاتا ہے۔ اگر وہ عدل و انصاف اور تقویٰ کی بات کرے گا تو اس کو ثواب ملے گا۔ ورنہ اس پر بوجھ رہے گا۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

یہ روایت ہے۔ اسی طرح امام مسلمانوں میں سے ہی ایک درجہ کے کو اذیت پہنچانے سے منع کرتا ہے۔

۲۷۵۸ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا وَهَيْبٌ ثَنَا عَمْرُو بْنُ

يُحْيَى عَنْ عِبَادِ بْنِ ثَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ لَمَّا كَانَ زَمَنُ الْحَرَّةِ  
أَنَاءَهُ أَتَ فَقَالَ لَهُ إِنَّ ابْنَ حَنْظَلَةَ يُبَايِعُ النَّاسَ عَلَى الْمَوْتِ فَقَالَ لَا  
أُبَايِعُ عَلَى هَذَا أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس بیعت کو بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ ہجری کے ذی القعدہ میں صحابہ کرام سے بیعت تھی۔ حدیث ۲۷۵۷ میں صبر پر بیعت کا ذکر ہے۔ یہ عنوان کے مطابق ہے کیونکہ صبر سے مراد میدان جنگ سے نہ بھاگنا ہے۔ دوسرے سال جب صحابہ کرام واپس آئے تو اس درخت کو تلاش کرنے لگے جس کے تحت انھوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت رضوان کی تھی مگر دو آدمی بھی درخت کے مقام پر متفق نہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس درخت کو جو رحمت کی جگہ تھی لوگوں کی نگاہوں میں چھپا دیا اس کا سبب یہ تھا کہ وقت گزرنے کے بعد جاہل لوگ اس کی عبادت کرنا شروع کر دیں گے اور شرعاً ممنوع تعظیم کرنے لگیں گے لہذا اس کی خفاء ان کے لئے رحمت تھی (نووی) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے شعائر رحمت کے محل ہیں۔ وہاں دُعا کریں تو اللہ قبول کرتا ہے۔ مگر ایسے مقامات پر حد اعتدال میں رہنا چاہیے اور اس قسم کی حرکات اور افعال کا اظہار نہ کیا جائے جو شرعاً ممنوع ہیں۔ لہذا اولیاء اللہ کے مقابر ان کے لئے ایصالِ ثواب کریں ان سے دُعا کریں اور ان کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا کریں اور ان کو متصرف باذن اللہ سمجھیں کیونکہ یہ مسلم ہے کہ اللہ کے اذن سے ارواح کائنات میں تصرف کرتی ہیں۔ شیخ نے ترجمہ مشکوٰۃ میں اس کی تصریح کی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا حرہ کے واقعہ کے زمانہ میں  
ان کے پاس ایک شخص آیا اور ان سے کہنے لگا کہ ابن حنظلہ لوگوں

۲۷۵۸ — سے موت پر بیعت لے رہا ہے۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی سے اس شرط پر بیعت نہیں لوں گا۔

شرح : حرہ مدینہ منورہ میں پتھریلی زمین ہے۔ حرہ کا واقعہ یہ ہے کہ  
مدینہ منورہ سے عبد اللہ بن حنظلہ اور دیگر چند لوگ یزید کے

۲۷۵۸ — پاس وفد بن کر گئے۔ اور اس سے نامناسب چیزیں دیکھیں تو انھوں نے مدینہ منورہ واپس آکر یزید بن معاویہ کی بیعت توڑ دی اور حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہما کی بیعت کر لی یزید کو جب یہ خبر پہنچی

۲۷۶۱۔ حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ فُضَيْلٍ عَنْ  
عَاصِمٍ عَنْ اَبِي عَثْمَانَ عَنْ مُجَاشِعٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بِابْنِ اَخِي فَقُلْتُ بَايَعْنَا عَلَى الْهَجْرَةِ فَقَالَ مَضَتْ الْهَجْرَةُ لِاهْلِهَا قُلْتُ  
عَلَى مَا تَبَايَعْنَا قَالَ عَلَى الْاِسْلَامِ وَالْجِهَادِ

فرمایا کہ بیعت کرو اور آپ نے پھر فرمایا بیعت کرو تو سلمہ بن اکوع نے دوسری بار بیعت کی اسی لئے انہوں نے کہا تھا کہ میں نے دوسری بار بیعت کی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ: حمید نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ انصار خندق کے دن یہ شعر پڑھتے تھے ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جہاد پر بیعت کی جب تک کہ ہم زندہ رہیں گے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جواب دیا اور فرمایا اے اللہ! آخرت کی زندگی کے سوا کوئی زندگی نہیں انصار و مہاجرین کو عزت عطا کر

۲۷۶۰۔ شرح: اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ وہ جنگ میں ہرگز پشت نہیں پھیریں گے

لہذا حدیث عنوان کے مناسب ہے۔ حدیث ۲۶۲۸ کی شرح دیکھیں۔

ترجمہ: مجاشع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں اور میرا

بھائی بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے عرض کیا ہم کو ہجرت پر بیعت کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہجرت تو مسلمانوں کے لئے ختم ہو چکی ہے میں نے عرض کیا آپ ہم کو کس بات پر بیعت فرمائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام اور جہاد پر۔

شرح: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جہاد پر بیعت کرنا اسی لئے تھا کہ وہ میدان جنگ سے نہیں بھاگیں گے اگرچہ مر جائیں۔ باب کا عنوان بھی یہی ہے۔

۲۷۶۱۔

مجاشع نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری ہجرت پر بیعت لیجئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہجرت پر بیعت ان لوگوں کے لئے تھی جو فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے تھے۔ ان پر جہاد ہمیشہ کے لئے جب تک وہ زندہ رہیں لازم تھا اور جو لوگ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے ہیں ان پر ہجرت فرض نہیں کیونکہ فتح مکہ کے بعد اسلام کو غلبہ حاصل ہو گیا تھا اور مکہ مکرمہ میں رہنے والوں کے دین و ایمان میں فساد کا احتمال مرفوع ہو گیا تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاشع بن جالد سے فرمایا ہجرت مسلمان کے لئے ختم ہو چکی ہے کیونکہ مجاشع فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے تھے اور فتح مکہ کے بعد صرف اخلاص نیت اور جہاد باقی رہ گیا ہے۔

بَابُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا الْمُقَاتِلُ  
أَوَّلَ النَّهَارِ أَخَّرَ الْقِتَالَ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ

۲۷۶۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو ثَنَا  
أَبُو اسْحَقَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ ابْنِ النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ

سے رہے گا جب تک وہ اللہ سے ڈرتا رہے گا جب اس کے دل میں کسی شے کا شک ہو تو وہ کسی اور آدمی سے پوچھ  
لے جو اس کی تسلی کر دے۔ عنقریب تم ایسا شخص نہ پاؤ گے اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں دنیا میں  
جو کچھ گزر چکا ہے اس کی مثال میں صرف یہ ذکر کرتا ہوں کہ وہ ٹھنڈے پانی کے حوض کی مانند ہے جس کا صاف  
شفاف پانی تو پی لیا گیا ہے اور گندلا پانی باقی رہ گیا ہے۔

شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ ”اَرْتَبَّتْ“

۲۷۶۲ —

اَخْبَرَنِي، کے معنی میں ہے۔ اس میں تصرف کی دو قسمیں ہیں ایک یہ  
کہ مطلق روئے ذکر کر کے اخبار مراد لینا دوسرے یہ کہ استفہام ذکر کر کے حکم مراد لینا۔ گویا کہ اس شخص نے کہا مجھے  
ایسے شخص کا حکم بتائیں جس پر امیر کی اطاعت فرض ہے یا نہیں اگر تو پوچھے کہ اس کا جواب کیا ہے؟ تو میں کہوں گا  
کہ وجوب طاعت استثناء یعنی ”إِلَّا مَرَّةً“ سے سمجھا جاتا ہے کیونکہ اگر وہ درست نہ ہوتا تو جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم اس کو واجب نہ کرتے اور آپ کا اس دفعہ کا حکم ضرورت پر محمول کیا جاتا جو اس کی علت باعثہ ہوتی۔  
”ثَغْب“ کا معنی پانی کا گہرا تالاب ہے۔ اس کا جمع ”ثَغَاب“ ہے۔ حدیث شریف میں دنیا کی بقاء کو اس گہرے  
”تالاب“ سے تشبیہ دی جس کا صاف پانی پی لیا گیا ہو اور گندلا پانی باقی رہ گیا ہو۔ یہ حضرت عبداللہ بن مسعود  
رضی اللہ عنہ کے زمانہ کی بات ہے حالانکہ وہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے سے پہلے فوت ہو گئے تھے  
اور انھوں نے بعد میں آنے والے عظیم فتنے نہ دیکھے تھے۔ خدا جانے بعد میں آنے والے فتنوں کے متعلق  
ان کا اعتقاد کیا ہوتا، واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ — نَبِيٍّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَبْ شُرُوعِ دُنْ فِي جَنْگِ

نہ کرتے تو اس میں تاخیر کرتے حتیٰ کہ سورج ڈھل جاتا،

۲۷۶۳ — ترجمہ : ابو نصر سالم مولى عمر بن عبید اللہ جو ان کے کاتب تھے۔ ان کو عبداللہ

بن ابی ادنی رضی اللہ عنہ نے خط لکھا جسے میں نے پڑھا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز

عَلَىٰ أَمْرِ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ

۲۷۶۴ — حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْمَغِيرَةِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ عَزَّوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَلَا حَقَّ بِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عَلَى نَاضِحٍ لَنَا قَدْ أَغْيَا فَلَا يَكَادُ يَسِيرُ فَقَالَ لِي مَا لِبَعِيرِكَ قَالَ قُلْتُ أَعْيَى قَالَ فَتَخَلَّفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَجَرَهُ وَدَعَا لَهُ مَا زَالَ بَيْنَ يَدَيِ الْإِبِلِ قَدْ أَهْمَا يَسِيرُ فَقَالَ لِي كَيْفَ تَرَى لِبَعِيرِكَ قَالَ قُلْتُ بِخَيْرٍ قَدْ أَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ قَالَ أَفَتَبِيعُنِيهِ قَالَ فَاسْتَحْيَيْتُ وَلَمْ يَكُنْ لَنَا نَاضِحٌ غَيْرُهُ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَبِعتْنِي قَالَ فَبِعتَهُ إِيَّاهُ عَلَى أَنِّي لِي فَقَارَ ظَهْرَهُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ الْمَدِينَةَ قَالَ

اور جب آپ کے ساتھ کسی امر پر اکٹھے ہوں تو اجازت لئے بغیر نہیں جاتے، ”الایۃ  
۲۷۶۴ — ترجمہ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا میں جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میدان جنگ میں تھا۔ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ملے جبکہ میں پانی بھرنے والے اونٹ  
پر سوار تھا جو تھک چکا تھا اور چل نہیں سکتا تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا تمہارے اونٹ کا کیا حال ہے میں نے عرض کیا  
حضور! یہ تھک گیا ہے۔ (یہ سن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے ہو کر اس کو ڈانٹا اور اس کے  
لئے دُعا فرمائی۔ چنانچہ وہ سب اونٹوں کے آگے آگے چلنے لگا (یہ دیکھ کر) آپ نے مجھے فرمایا اپنا اونٹ کیسے  
دیکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا بہت اچھا ہو گیا ہے۔ اس کو آپ کی برکت حاصل ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا اسے  
میرے ہاتھ فروخت کر دو گے؟ جابر نے کہا مجھے شرم آئی جبکہ اس کے صواہرے پاس پانی بھرنے والا کوئی  
اونٹ نہ تھا۔ تو میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا میرے ہاتھ فروخت کر دو تو میں نے اس کو آپ کے ہاتھ  
فروخت کر دیا اور یہ شرط کی کہ مدینہ منورہ پہنچنے تک اس پر سواری کروں گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے  
حال ہی میں شادی کی ہے اور آپ سے اجازت چاہی تو آپ نے مجھے اجازت دے دی چنانچہ میں مدینہ منورہ

بَابُ مَنْ غَزَا وَهُوَ حَدِيثُ عُمَدِ بُعْرُسِهِ فِيهِ جَابِرُ عَنْ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابُ اخْتَارَ الْغَزَا بَعْدَ الْبَنَاءِ  
فِيهِ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ مُبَادَرَةِ الْأَمَامِ عِنْدَ الْفَزَعِ  
۲۷۶۵ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثنا يحيى عن شُعْبَةَ ثَنِي قَتَادَةَ عَنْ  
أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ فَزَعٌ فَرَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ فَقَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَإِنْ وَجَدْنَا  
لَعَنَّا

کا معنی تھک گیا چلنے سے عاجز ہو گیا۔ ”فَقَار“ کا معنی جانور کی پشت ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے ماموں  
نے ان کو ملامت اس لئے کی کہ ان کے پاس اور کوئی اونٹ نہ تھا جس پر پانی بھر سکیں۔ عقد بیع نامناسب شرط  
سے فاسد ہو جاتا ہے۔ لیکن جابر نے عقد بیع کے بعد شرط کی تھی صلب عقد میں شرط نہ کی تھی۔ یہ حدیث کئی بار گزری

بَاب — جو میدان جنگ میں گیا حالانکہ اس کی نئی شادی ہو

اس کے متعلق حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے

بَاب — جس نے زفاف کے بعد میدان جنگ میں جانا پسند کیا

اس میں ابو ہریرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی

بَاب — گھبراہٹ کے وقت امام کا سب سے پہلے آگے جانا

۲۷۶۵ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ مدینہ منورہ میں گھبراہٹ  
پھیل گئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو طلحہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر باہر گئے اور واپس آکر فرمایا ہم

## بَابُ الْخُرُوجِ فِي الْفَرَعِ وَحَدَّةٍ

بَابُ الْجَعَائِلِ وَالْحُلَاةِ فِي السَّبِيلِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ قُلْتُ  
لَاِبْنِ عُمَرَ الْغَزْوُ قَالَ إِنِّي أَحِبُّ أَنْ أُعِينَكَ بِطَائِفَةٍ مِنْ مَالِي  
قُلْتُ قَدْ أَوْسَعَ اللَّهُ عَلَيَّ قَالَ إِنْ غَنَاكَ لَكَ وَإِنِّي أَحِبُّ أَنْ يَكُونَ  
مِنْ مَالِي فِي هَذَا الْوَجْهِ وَقَالَ عُمَرَانُ نَاسًا يَأْخُذُونَ مِنْ هَذَا  
الْمَالِ لِيُجَاهِدُوا ثُمَّ لَا يُجَاهِدُونَ فَمَنْ فَعَلَهُ فَخَنُّ أَحَقُّ بِمَالِهِ  
حَتَّى نَأْخُذَ مِنْهُ مَا أَخَذَ وَقَالَ طَاوُسٌ وَمُجَاهِدٌ إِذَا دُفِعَ إِلَيْكَ  
شَيْءٌ تَخْرُجُ بِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَاصْنَعْ بِهِ مَا شِئْتَ وَضَعَهُ عِنْدَ أَهْلِكَ

کہ اس کے بعد کبھی گھوڑوں کے پیچھے نہ رہا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دریا اس لئے فرمایا کہ وہ نہایت  
ہی سبک رفتار تھا جیسے پانی پر چلتا ہے۔ یہ حدیث کئی بار گزری ہے۔

## بَابُ — خَوْفٍ وَهَرَأْسٍ فِي تَنْهَاهَا بِأَهْرَنْكَلَا

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں کوئی حدیث ذکر نہیں کی۔ کیونکہ اس عنوان میں  
ان کی شرط کے مطابق کوئی حدیث نہیں پائی گئی یا انھوں نے عنوان قائم کیا مگر اتفاق سے کوئی حدیث نہیں ملی۔  
یا اس سے پہلی حدیث پر اکتفاء کی (کرمانی)

## بَابُ — اللّٰهُ كِي رَاهٍ فِي مَزْدُورِي دِينَا اور سوار کرنا

مجاہد نے کہا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں  
تو انھوں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنے کچھ مال سے تمہاری مدد کروں۔ میں نے  
کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت وسعت دی ہوئی ہے۔ انھوں نے کہا تمہاری مال داری

۲۷۶۷ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا سُفْيَانُ سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ  
سَأَلَ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ فَقَالَ زَيْدٌ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ قَالَ عُمَرُ بْنُ  
الْخَطَّابِ حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَرَأَيْتُهُ يُبَاعُ فَسَأَلْتُ  
الْبَتَّى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْتَرِيهِ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهِ وَلَا تَعُدُّ فِي  
صَدَقَتِكَ ۲۷۶۸ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ  
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ الْخَطَّابَ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ  
اللَّهِ فَوَجَدَهُ يُبَاعُ فَأَرَادَ أَنْ يَتْبَاعَهُ فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَبْتَعُهُ وَلَا تَعُدُّ فِي صَدَقَتِكَ

۲۷۶۷ — ترجمہ : سفیان نے کہا میں نے مالک بن انس سے سنا کہ انھوں نے زید  
بن اسلم سے پوچھا تو زید نے کہا میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے  
اللہ کی راہ میں گھوڑا دیا پھر میں نے اس کو دیکھا کہ وہ فروخت ہو رہا ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
سے سوال عرض کیا کہ میں اس کو خرید لوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو مت خریدو اور اپنا صدقہ واپس لے لو۔  
ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ  
نے اللہ کی راہ میں گھوڑا دیا تو اس کو فروخت ہوتا پایا  
۲۷۶۸ — انھوں نے ارادہ کیا کہ اس کو خرید لیں اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ  
نے فرمایا اسے نہ خریدو اور اور اپنا صدقہ واپس نہ لو۔

۲۷۶۷ — ۲۷۶۸ — شرح : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو گھوڑا  
اللہ کی راہ میں دیا تھا وہ حملان تھا یعنی بطور  
امداد جہاد کے لئے دیا تھا وہ وقف نہ تھا ورنہ اس کو بیچنا جائز نہ تھا۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
کا ارشاد کہ اپنا صدقہ واپس نہ لو۔ بھی اس بات کی تائید کرتا ہے کہ وہ گھوڑا وقف نہ تھا بلکہ عازی  
کی ملک کیا تھا۔

حدیث ۱۴۰۳ - ۱۴۰۴ کا مطالعہ کریں۔

۲۷۷۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ  
 صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوكَ فَجُمِلْتُ عَلَى بَكْرٍ فَهُوَ أَوْثَقُ أَعْمَالِي فِي نَفْسِي فَاسْتَأْجَرْتُ  
 أَجِيرًا فَقَاتَلَ رَجُلًا فَغَضَّ أَحَدُهُمَا الْأُخْرَى فَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ فِيهِ وَنَزَعَ  
 ثَنِيَّتَهُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْدَرَهَا وَقَالَ أَيْدُقِعْ يَدَهُ  
 إِلَيْكَ فَتَقْضُمُهَا كَمَا يَقْضُمُ الْفَحْلُ

ترجمہ ۲۷۷۰ صفوان بن یعلیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں غزوہ تبوک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ میں نے اپنا نو جوان اونٹ سواری کے لئے دے دیا جو میرے خیال میں میرا مضبوط تر عمل تھا تو میں نے ایک مزدور کرایہ پر لیا وہ ایک آدمی سے لڑ پڑا تو ایک نے دوسرے کا ہاتھ چبا لیا دوسرے نے جھٹکا دے کر اپنا ہاتھ اس کے منہ سے نکالا تو اس کے اگلے دودانت نکال دیئے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لغو قرار دیا اور فرمایا کیا وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں ڈالے رکھتا کہ تو اس کو چبانا رہتا جیسے اونٹ گھاس چباتا ہے۔

شرح : اس باب میں مزدور کا حکم بیان کیا گیا ہے کہ اس کو جہاد میں غنیمت میں سے حصہ ملے گا یا نہیں۔ حسن بصری اور محمد بن سیرین نے کہا کہ اگر

کوئی کرایہ پر جہاد میں جائے تو اس کو غنیمت میں سے حصہ دیا جائے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب اجیر لڑے تو اس کو حصہ دیا جائے گا ورنہ نہیں۔ اور اگر کسی کو جہاد کرنے کے لئے کرایہ پر لیا تو خوف اور مالکیہ کے مذہب میں مزدور کو غنیمت سے حصہ نہ دیا جائے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر امام مزدور کو دینا چاہے تو صرف اس کی اجرت دے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ اس مزدور کے لئے ہے جس پر جہاد فرض نہیں لیکن آزاد شخص جو بالغ ہو جب وہ صف قتال میں حاضر ہو تو اس پر جہاد واجب ہو جاتا ہے۔ لہذا وہ اجرت کا مستحق نہیں رہتا۔

عطیہ بن قیس نے جو اجارہ کیا تھا وہ امام مالک، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہم کے مذہب میں جائز نہیں کیونکہ مجہول اجارہ ہے۔ البتہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اس کو جائز کہتے ہیں۔

حدیث ۲۱۲۳ کی شرح دیکھیں۔

۲۷۷۲ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ  
 يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ تَخْلَفَ عَنْ  
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَيْبَرَ وَكَانَ بِهِ رَمَدٌ فَقَالَ نَا تَخْلَفُ  
 عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلِحقَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءَ اللَّيْلَةِ الَّتِي فَتَحَهَا فِي صَبَاحِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُعْطِينَ الرَّايَةَ أَوْلِيَا خُذْ غَدَا رَجُلٌ يُحِبُّهُ  
 اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَوْ قَالَ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَفْتَحْهُ اللَّهُ عَلَيْهِ فَإِذَا اخْنُ بَعَثَ  
 وَمَا نَرْجُوهُ فَقَالُوا هَذَا عَلِيٌّ فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ

کے بعد ذکر کیا کہ جھنڈوں کے الوان مختلف اوقات میں تھے۔ لہذا ان میں تضاد نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!  
 ترجمہ: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ حضرت  
 علی رضی اللہ عنہ خیبر کی جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے  
 تھے کیونکہ ان کی آنکھ میں درد تھا۔ انھوں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہوں گا، چنانچہ  
 وہ بابہ نکلے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے جب اس رات کی شام ہوئی جس کی صبح میں خیبر کو فتح کیا تھا تو جناب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس آدمی کو کل جھنڈا دوں گا یا فرمایا یہ جھنڈا کل وہ آدمی پکڑے گا جس  
 سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں یا فرمایا وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ  
 اس کے ہاتھ پر فتح دے گا۔ ہم کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت علی آگئے ہیں حالانکہ ہم کو ان کے آنے کی امید نہ  
 تھی لوگوں نے کہا یہ علی ہیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جھنڈا دیا اور ان کے ہاتھ پر  
 اللہ تعالیٰ نے فتح دی۔

۲۷۷۲ — شرح: اس حدیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت واضح  
 ہوتی ہے۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ نے  
 غیب کی خبر دی کہ کل علی کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوگا! چنانچہ ایسا ہی ہوا۔  
 حدیث ۲۷۷۲ کی شرح دیکھیں

۲۷۷۴ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكِيرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ  
شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ فَبَيْنَا أَنَا  
نَائِمٌ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ  
وَقَدْ ذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ تَنْتَشِلُونَهَا

۲۷۷۴ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے جامع کلمات دے کر بھیجا گیا ہے اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ ایک دفعہ میں سورما تھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں دے دی گئیں۔ ابو ہریرہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور تم وہ خزانے نکال رہے ہو۔

شرح : اس حدیث میں ایک ماہ کا ذکر ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور بڑے بڑے بادشاہوں کے درمیان ایک ماہ سے زیادہ مسافت

۲۷۷۴ — نہ تھی۔ چنانچہ شام، عراق، مصر اور یمن وغیرہ سب مدینہ منورہ شرفا اللہ تعالیٰ، ایک ماہ یا اس کے کم مسافت واقع ہیں۔ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت اور معجزہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں اور مشرکوں کے دلوں میں آپ کا رعب جما رکھا ہے۔ اور وہ رعب کے باعث آپ سے جنگ کرنے کی ہمت نہ رکھتے تھے۔ اور جنگ کے بغیر علاقہ فتح ہو جاتا مسلمانوں کو وہاں گھوڑے اونٹ نہ دوڑانے پڑتے اور ان کا مال بصورت فی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ آ جاتا تھا۔ طبرانی نے ابو امام باہلی سے روایت میں دو ماہ کو ذکر کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک ماہ کی مسافت میرے آگے اور ایک ماہ کی مسافت میرے پیچھے دشمن مرعوب ہیں۔ وہ ہینوں کی خصوصیت اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ خصوصیات عطا فرمائی ہیں جن میں کوئی شریک نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے کیونکہ انھوں نے اللہ کا شریک بنایا ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ بہت سے لوگ ایک ماہ کی مسافت میں بادشاہوں سے ڈرتے ہیں تو تخصیص کی وجہ کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب محض خوف ہی سے نہیں بلکہ اللہ کی مدد و نصرت سے ہے جس کی ہیبت دشمنوں کے دلوں میں ہے۔ حدیث کا معنی یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور ان میں سے کچھ نہ لیا بلکہ جو کچھ پایا وہ تم میں تقسیم کر دیا اور ان میں تم کو ترجیح دی پھر تم آپ کے وعدہ کے مطابق وہ خزانے نکال رہے ہو۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلیٰ اعلم !

قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ هِشَامٌ وَحَدَّثَنِي أَيْضًا فَاطِمَةُ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ  
صَنَعْتُ سَفْرَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ حِينَ أَرَادَ  
أَنْ يَهَاجِرَ إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَتْ فَلَمْ نَجِدْ لِسُفْرَتِهِ وَلَا لِسِقَائِهِ مَا نَرْبِطُهَا  
بِهِ فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ وَاللَّهِ مَا أَجِدُ شَيْئًا أَرْبِطُ بِهِ إِلَّا نِطَاقِي قَالَ فَشَقِيهِ  
بِاشْنَيْنِ فَأَرْبِطْهُ بِوَاحِدِ السِّقَاءِ وَبِالْآخِرِ السَّفْرَةَ فَفَعَلْتُ فَلِذَاكَ  
سَمَّيْتُ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ ۲۷۷۷ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا

۲۷۷۶ — ترجمہ : فاطمہ نے بیان کیا کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ  
کے گھر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کیا جبکہ آپ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا ارادہ  
کیا اسماء نے کہا ہم نے طعام اور پانی کے برتن باندھنے کے لئے کوئی شئی نہ پائی جس سے وہ باندھیں تو میں نے  
ابو بکر سے کہا بخدا! میں کوئی چیز نہیں پاتی جس کے ساتھ (طعام اور پانی کے برتن) باندھوں۔ لیکن یہ میرا کمر بند  
ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اس کے دو ٹکڑے کر دو ان میں سے ایک کے ساتھ مشکیزہ باندھو اور دوسرے  
کے ساتھ توشہ دان باندھ دو میں نے ایسا ہی کیا اسی لئے مجھے ذاتِ نطاقین کہا جاتا ہے۔ فاطمہ منذر کی بیٹی  
اور ہشام کی بیوی ہے۔

۲۷۷۶ — شرح : سفر وہ طعام ہے جس کو مسافر سفر میں لے جاتے ہیں وہ عموماً چمڑے  
کے بنے ہونے تو شہ دان میں رکھا جاتا ہے اور طعام کا جلد (چمڑے)  
پر اطلاق کیا گیا ہے۔ اور یہ اسماء منقولہ سے ہے جیسے مزادہ کو راویہ کہا جاتا ہے۔ نطاق کا معنی یہ ہے کہ عورت  
کپڑے پہنتی ہے۔ پھر اپنی کمر کو کسی شئی سے باندھتی ہے۔ اور وسط کپڑا اٹھا کر نیچے لٹکا دیتی ہے تاکہ کاروبار  
کے وقت اپنے دامن میں پھسل نہ پڑے اسی لئے اسماء کو ذاتِ نطاقین کہا جاتا ہے کہ اس کے دو ٹکڑے کر دیئے تھے۔  
ترجمہ : عطاء نے کہا کہ انھوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں  
۲۷۷۷ — قربانی کا گوشت مدینہ منورہ تک لے جاتے تھے۔

۲۷۷۷ — شرح : اس حدیث کا مدلول بھی یہی ہے کہ سفر میں طعام وغیرہ لے جانا مستحسن  
ہے جیسے اس سے پہلی حدیث میں ہے کہ ہم نے توشہ دان اور پانی کا  
مشکیزہ باندھنے کے لئے کوئی شئی نہ پائی تو اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے نطاق کے دو ٹکڑے کر دیئے اور

۲۷۷۹ — حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ مَرْحُومٍ شَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ  
 يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ خَفَّتْ أَرْوَاحُ النَّاسِ وَأَمْلَقُوا  
 فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَحْرِ إِبِلِهِمْ فَأَذِنَ لَهُمْ فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ  
 فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ مَا بَقَاؤُكُمْ بَعْدَ إِبِلِكُمْ فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا بَقَاؤُهُمْ بَعْدَ إِبِلِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادَى فِي النَّاسِ يَا تَوْنُ بِفَضْلِ أَرْوَاحِهِمْ فَدَعَا  
 بَرَكَ عَلَيْهِ ثُمَّ دَعَاهُمْ بِأَوْعِيَّتِهِمْ فَأُخِشَتِ النَّاسُ حَتَّى فَرَعُوا ثُمَّ  
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي

رَسُولُ اللَّهِ

۲۷۷۹ — ترجمہ : یزید بن ابی عبید نے سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انھوں نے کہا  
 لوگوں کے توشے کم ہو گئے اور خالی ہاتھ ہو گئے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے اونٹ نحر کرنے کی اجازت  
 لینے آئے آپ نے ان کو اجازت دے دی ان کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ملے تو انھوں نے واقعہ بیان  
 کیا تو انھوں نے کہا اونٹوں کے بعد تمہاری بقاء کیسے ہوگی پھر عمر فاروق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر  
 ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اونٹوں کے نحر ہو جانے کے بعد لوگوں میں اعلان کرو کہ بچے ہوئے توشے لے آئیں  
 تو آپ نے ان کھانوں پر برکت کی دعاء فرمائی پھر ان کو بہتوں سمیت بلایا تو سب لوگوں نے اپنے بہن بھرنے حتی کہ  
 جب وہ بہن بھرنے پر فارغ ہو گئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میں گواہی دیتا ہوں  
 کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔“

شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“

۲۷۷۹ —

وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ“ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ معجزہ کا  
 ظہور رسالت کی تائید کرتا ہے کیونکہ معجزات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر شہادت کے  
 موجب ہیں۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانے پر دعاء کرنا مستحب ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ  
 نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت ذکر کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”مَنْ أَطْعَمَهُ“

\* کی بقاء کیا صورت ہوگی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر

## بَابُ ارْدَاكِ الْمَرْأَةِ خَلْفَ أُخِيهَا

۲۷۸۱ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْأَسْوَدِ ثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ يُرْجِعُ أَصْحَابُكَ بِأَجْرِ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَلَمْ أَرِدْ عَلَى الْحَجِّ فَقَالَ لَهَا اذْهَبِي وَلِيَرِدْ فَكَرِهَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ أَنْ يُعْمِرَهَا مِنَ التَّعْصِيمِ فَانْتَظَرَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَعْلَى مَكَّةَ حَتَّى جَاءَتْ

۲۷۸۲ — حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَمْرُو بْنِ أَوْسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُرْدِفَ عَائِشَةَ فَأَعْمِرَهَا مِنَ التَّعْصِيمِ

اپنا زادِ راہ کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا قولہ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقَدْ هَا الْا اس کا معنی یہ ہے کہ جس وقت ہم نے ایک کھجور بھی نہ پائی تو اس کو نہ پانے سے ہم غمزدہ ہو گئے۔ اور کھجور کا فقدان ہمارے غم میں مؤثر ہوا۔ حدیث ۲۷۸۱ کی شرح دیکھیں۔

## بَابُ — عَوْرَتِ كُو اس كے بھائی كے پیچھے سوار كرنا،

۲۷۸۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یا رسول اللہ! آپ کے صحابہ حج اور عمرہ دونوں کا ثواب لے کر واپس جا رہے ہیں اور میں نے حج سے زائد کچھ نہیں کیا تو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تم جاؤ اور عبد الرحمن تم کو اپنے پیچھے بٹھالیں اور آپ نے عبد الرحمن کو حکم دیا کہ ان کو رام المؤمنین (تعمیم سے عمرہ کرائیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلیٰ مکہ میں ان کا انتظار کیا حتیٰ کہ وہ تشریف لے آئیں

## بَابُ الرَّدِّ عَلَى الْحِمَارِ

۲۷۸۴ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ أَنَسٍ أَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدٍ عَنْ  
ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى إِكَاْفٍ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ وَأَرْدَفَ أُسَامَةُ وَرَأَاهُ  
۲۷۸۵ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ قَالَ ثَنَا يُونُسُ أَخْبَرَنِي  
نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ  
مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ عَلَى رَاحِلَتِهِ مُرْدِفًا أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَ  
مَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ مِنَ الْحَبَشَةِ حَتَّى آتَا فِي الْمَسْجِدِ فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْتِيَ  
بِمِفْتَاحِ الْبَيْتِ فَفَتَحَهُ وَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ  
أُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ فَمَكَثَ فِيهَا نَهَارًا طَوِيلًا ثُمَّ خَرَجَ فَاسْتَبَقَ  
النَّاسُ فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَوَّلَ مَنْ دَخَلَ فَوَجَدَ بِلَالًا دُرَاءَ الْبَابِ

۲۷۸۳ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں سواری پر ابو طلحہ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا  
اور لوگ حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ تلبیہ کہہ رہے تھے (یہ حدیث کئی بار گزری ہے)

## بَابُ — گدھے پر پیچھے بٹھانا

۲۷۸۴ — ترجمہ : اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہوئے جس کی زین پر ایک چادر پڑی

۲۷۸۵ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ  
ہوئی تھی اور اسامہ کو اپنے پیچھے بٹھایا۔

## بَابُ مَنْ أَخَذَ بِالرَّكَابِ وَنَحْوِهِ

۲۷۸۶ — حَدَّثَنَا اسْحَقُ أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرُ عَنْ قَتَادَةَ  
بْنِ مُنْبِهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
كُلُّ سُلَاةٍ مِنْ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلُّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ  
يَعْدِلُ بَيْنَ اثْنَيْنِ صَدَقَةٌ وَيُعِينُ الرَّجُلَ عَلَى دَابَّتِهِ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا  
أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَكُلُّ خُطْوَةٍ  
يَخْطُوهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ وَيُمِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ

## بَابُ جَسْ نِي رَكَابِ يَاسِي جِسِي كَسِي شِي كَوْتَهَامَا

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں کے ہر جوڑ پر ہر روز جس میں سورج طلوع کرے صدقہ ہے۔ دو شخصوں کے درمیان عدل کرنا صدقہ ہے۔ کسی شخص کا اس کے جانور پر سامان لاد دینا صدقہ ہے۔ اچھا کلام کرنا صدقہ ہے۔ ہر قدم جو نماز کے لئے اٹھائے صدقہ ہے۔ راستہ سے کانٹے ہلچلنا صدقہ ہے۔  
شرح : کسی شخص کی اعانت کرنا اس کی رکاب وغیرہ پھرنے کو شامل ہے۔ اس طرح یہ حدیث عنوان کے مطابق ہے۔ سلامتی، دراصل اونٹ کے پاؤں میں ہڈی ہے۔ اس میں واحد اور جمع مساوی ہیں اس کی جمع کبھی سلامیات بھی آجاتی ہے۔ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ ہر چھوٹی ہڈی جو اندر سے خالی ہو وہ سلامتی ہے۔ حدیث کا معنی یہ ہے کہ ہر شخص پر اس کے اعضا کے جوڑوں کی تعداد کے مطابق صدقہ واجب ہے تاکہ وہ اللہ کا شکر ادا کرے کہ اللہ نے اس کی ہڈیوں کے جوڑ بنائے ہیں تاکہ اعضاء کو ادھر ادھر پھیر سکے سارے اعضاء میں سے جوڑوں کی تخصیص اس لئے ہے کہ ان میں وہ باریکیاں ہیں جن کو دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے۔ قولہ ”يَعْدِلُ“، بتقدیر ان مبتداء ہے جیسے تَسْمَعُ بِالْمُعِيدِ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَرَاهُ“ میں تَسْمَعُ مبتداء ہے۔  
حدیث ۲۷۹۲ کی شرح دیکھیں۔

## بَابُ التَّكْبِيرِ عِنْدَ الْحَرْبِ

۲۷۸۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ  
عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ النَّسَائِيِّ قَالَ صَبَّحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ  
وَقَدْ خَرَجُوا بِالْمَسَاحِي عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا هَذَا مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ  
مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ فَلَجَّأُوا إِلَى الْحِصْنِ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَدَيْهِ وَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ خَرِبْتُ خَيْبَرَ أَنَا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ  
الْمُنْذَرِينَ وَأَصْبَنَا حُمُرًا فَطَبَخْنَاهَا فَنَادَى مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ ممکن ہے کہ دشمن قرآن لے کر بے ادبی کرے۔ دراصل قرآن کریم کو  
ساتھ لے کر دشمن ملک میں سفر کرنے کی ممانعت عام حالات میں نہیں، یہ صرف ان فوجی لشکروں کے لئے ہے  
جو دشمن کی طرف سے خطرات میں گھرے ہوں اور اگر مسلمانوں کا لشکر حواری ہو تو اس وقت بے ادبی کا خطرہ نہیں  
لہذا اس حال میں قرآن ساتھ لے کر سفر کرنا جائز ہے۔ نیز صحابہ کرام تمام تو عاقط قرآن نہ تھے اس لئے وہ  
ایک دوسرے کو قرآن پڑھاتے تھے۔ لہذا ہو سکتا ہے کہ بعض کے پاس قرآن کریم ہو اور اس سے دیکھ کر پڑھتے  
پڑھاتے ہوں۔ یہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسلک ہے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے عدم جواز میں چھوٹے بڑے  
لشکر میں کوئی فرق نہیں کیا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

## بَابُ — جَنَگ کے وقت تکبیر کہنا

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خيبر پر  
صبح کے وقت حملہ کیا جبکہ یہودی کسان اپنے کندھوں پر رکھے  
۲۷۸۸ — جب انھوں نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگے محمد ”صلی اللہ علیہ وسلم“ اور لشکر، محمد  
باہر نکل رہے تھے۔ جب انھوں نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگے محمد ”صلی اللہ علیہ وسلم“ اور لشکر، محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم شکر سمیت آگئے اور وہ سب قلعہ میں پناہ گزیں ہوئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا ”اللہ اکبر“ خيبر تباہ ہو گیا ہم جب کسی قوم کے میدان میں ڈیرے ڈال دیں۔

## بَاب مَا يَكْرَهُ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي التَّكْبِيرِ

۲۷۸۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُكِّنَا إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى وَادٍ هَلَلْنَا وَكَبَّرْنَا ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْبِعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّهُ مَعَكُمْ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ

## باب — تجیر کہنے میں زیادہ بلند آواز کرنا مکروہ ہے

ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے ہم جب کسی وادی پر چڑھتے تو لا الہ الا اللہ پڑھتے اور اللہ اکبر کہتے ہماری آوازیں زیادہ بلند ہو گئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اپنی جانوں کو آرام دو اور میانہ روی اختیار کرو تم کسی پیرے کو نہیں بلارہے ہو اور نہ ہی کسی غائب کو پکار رہے ہو۔ اللہ تمہارے ساتھ ہے دسنے والا قریب ہے اس کا نام برکت والا اور اس کی بزرگی بہت بلند ہے۔

۲۷۸۹ — شرح : اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر اور دعاء میں بلند آواز کرنے کو منع فرما دیا تھا۔ اس طرح یہ حدیث عنوان کے مطابق ہے۔ دراصل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آوازیں بہت ہی بلند کر دی تھیں اور جب انہوں نے رفع اصوات میں مبالغہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع کر دیا۔ لیکن مبالغہ کی نفی سے اصل نفی کی نفی نہیں ہوتی لہذا ذکر اور دعاء کے وقت آواز بلند کرنا جائز ہے لیکن اتنی بلند نہ ہو کہ حاضرین کو تشویش میں ڈال دے۔ چنانچہ ”رفع الذکر بعد الصلوٰۃ“ کے باب میں ابن عباس سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جب میں اپنے گھر میں ہوتا اور بلند آواز سے ذکر سنتا تو میں پہچان لیتا کہ جماعت ہو چکی ہے بعض لوگ نماز کے بعد بلند ذکر کو اس لئے منع کرتے ہیں کہ نمازی کے پاس باتیں نہیں کرنی چاہئیں حالانکہ یہ تعلیل بیمار ہے کیونکہ حدیث شریف میں باتیں کرنے والوں کے پاس نماز پڑھنے سے منع کیا ہے اور یہ کہنا نہایت ہی کمزور ہے کہ نمازی کے پاس بلند آواز سے قرآن پڑھنا ممنوع ہے لہذا ذکر بالجہر بھی منع ہے۔ حالانکہ یہ قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ قرآن پڑھنا اگرچہ مسنون ہے لیکن اگر قرآن

## بَابُ التَّكْبِيرِ إِذَا عَلَا شَرَفًا

۲۷۹۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ

عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا إِذَا  
صَعَدْنَا كَبَّرْنَا وَإِذَا تَصَوَّبْنَا سَبَّحْنَا

۲۷۹۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي

سَلَمَةَ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ  
بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ  
وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ الْغَزْوُ يَقُولُ كُلَّمَا أَوْفَى عَلَى تَيْبَةٍ أَوْفَدَ فَدَكَبَرُ  
ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحُجُودُ  
وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ يَبُوءُونَ تَابُوءُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ  
صَدَقَ اللَّهُ وَعْدُهُ وَنَصَرَ عَبْدُهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ قَالَ  
صَالِحٌ فَقُلْتُ لَهُ أَلَمْ يَقُلْ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّ شَاءَ اللَّهُ قَالَ لَا

## بَابُ — جِبْ أَوْ نَحْيِ جِجْ چڑھے تو تکبیر کہے

ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا جب ہم بلند جگہ چڑھتے تو تکبیر کہتے  
اور جب نیچی جگہ اترتے تو تسبیح کہتے تھے۔

۲۷۹۱ —

ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
جب حج یا عمرہ کر کے واپس ہوتے۔ میرا گمان ہے کہ انھوں نے یہ

۲۷۹۲ —

کہا کہ جب جنگ سے واپس آتے تو جب بھی کسی اونچی جگہ پر چڑھتے یا نشیب مقام میں اترتے تو تین بار اللہ اکبر  
فرماتے پھر فرماتے ”اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی

## بَابُ السَّيْرِ وَحَدَّةٍ

۲۷۹۲۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ نَدَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَأَنْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَأَنْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَأَنْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثَنَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یزید بن ابی کبشہ ایک دفعہ ہم سفر تھے اور یزید سفر میں روزہ سے ہوتے تھے تو ان کو ابو بردہ نے کہا میں نے ابو موسیٰ کو کئی بار یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص بیمار ہو جائے یا سفر میں جائے تو جتنی عبادت وہ اقامت اور صحت کی حالت میں کیا کرتا تھا اس کے لئے اس جیسی عبادت لکھی جاتی ہے۔  
شرح : یعنی جب کوئی شخص صحت و سکونت کے زمانہ میں جو عبادت کیا کرتا تھا

۲۷۹۳۔

اگر وہ بیمار ہو جائے یا سفر میں چلا جائے اور وہ بیماری یا سفر کے باعث بالفعل عبادت نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کے لئے اتنی عبادت لکھنے کا حکم دیتا ہے جتنی وہ بحالت صحت و سکونت کیا کرتا تھا۔ چنانچہ ابو داؤد نے عوام بن حوشب کے ذریعہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی بار یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی شخص نیک عمل کرے پھر وہ بیمار ہو جائے یا اس کو سفر درپیش ہو اور وہ بدستور نیک عمل نہ کر سکے جو بحالت صحت و سکونت کیا کرتا تھا۔ تو اس کے لئے وہ عمل لکھا جاتا ہے جو صحت و سکونت کی حالت میں کرتا تھا۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرفوع روایت کی کہ جب کوئی مسلمان جسمانی مرض میں مبتلا ہو جائے۔ تو اللہ تعالیٰ فرشتہ سے فرماتا ہے اس کا عمل بدتو لکھتے رہو جو وہ صحت یا سکونت کی حالت میں کرتا تھا۔ اگر اس کو شفا ہو جائے تو گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اگر اس کو فوت کر دے تو اس کو بخش دیتا ہے۔ امام نسائی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ذکر کی کہ انھوں نے فرمایا جو کوئی رات کو بیدار ہو کر نماز پڑھا کرتا ہو اگر وہ بیمار ہو جائے یا اس پر نیند کا غلبہ ہو جائے تو اس کو بدستور رات کی نماز کا ثواب حاصل ہوتا رہتا ہے۔ اور اس کی نیند اس پر صدقہ بن جاتی ہے (یعنی) واللہ ورسولہ اعلم!

## باب — جو کوئی رات میں تنہا سفر کرے

۲۷۹۴۔ ترجمہ : محمد بن منکدر نے کہا میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہتے ہوئے

## بَابُ السَّرْعَةِ فِي السَّيْرِ

وَقَالَ أَبُو حَمِيدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي مُتَعَجِّلٌ إِلَى الْمَدِينَةِ  
فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَتَعَجَّلَ مَعِيَ فَلْيَتَعَجَّلْ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ الْحَدِيثُ  
۲۷۹۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ أَخْبَرَنِي أَبِي  
قَالَ سُئِلَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ كَانَ يَحْيَى يَقُولُ وَأَنَا أَسْمَعُ فَسَقَطَ عَنِّي عَنْ  
مَسِيرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حُجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ كَانَ يَسِيرُ  
الْعَنَقَ فَإِذَا وَجَدَ فُجْوَةً نَصَّ وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ

انسان کو مہیپ کر دیتے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں مختلف وسوسے ڈالتے ہیں اسی لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ رات کے اندھیرے میں بچوں کو باہر پھرنے سے روکیں اس کے باوجود تنہا سفر کرنا حرام نہیں البتہ مکروہ ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

## بَاب — وَطْنِ كِي طَرَفِ وَاپس ہونے کے وقت تیز رفتاری

ابو حمید نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے مدینہ منورہ جلدی جانا ہے۔ جو کوئی میرے ساتھ جلدی جانا چاہے تو وہ جلدی کرے،

ترجمہ : ہشام بن عروہ نے کہا مجھے میرے باپ نے خبر دی کہ اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حجتہ الوداع میں رفتار

۲۷۹۷ —

کے متعلق پوچھا گیا۔ یحییٰ کہتے تھے اور میں سن رہا تھا اور مجھ سے یہ ساقط ہو گیا، اور اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم درمیانی رفتار سے چلتے تھے۔ اور جب وسیع میدان پاتے تو رفتار تیز کر دیتے تھے ”نص“، درمیانی رفتار سے تیز رفتار ہے۔

۲۷۹۷ — شرح : یعنی امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا محمد بن مثنیٰ نے کہا اور یحییٰ نے عروہ

۲۷۹۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيِّ مَوْلَى  
أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ يُمْتَعُ أَحَدُكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ  
فَإِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ فَلْيَتَّعِجِلْ إِلَى أَهْلِهِ

### بَابُ إِذَا حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ قَرَاهَا تَبَاعٌ

۲۸۰۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَوَجَدَهُ  
يُبَاعٌ فَأَرَادَ أَنْ يَبْتَاعَهُ فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَبْتَعُهُ  
وَلَا تَعُدُّ فِي صَدَقَتِكَ

۲۷۹۹ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا سفر عذاب کا حصہ ہے تم میں سے کسی کی نیند اور کھانے پینے سے روک دیتا ہے جب تم میں  
سے کوئی اپنی حاجت پوری کرے تو اپنے گھر جلدی واپس آجائے۔

۲۷۹۹ — شرح : یعنی سفر میں نہ تو نیند ہی پوری ہوتی ہے اور نہ ہی کھانے پینے میں کوئی  
مزا ہوتا ہے۔ جبکہ اس میں تعب و مشقت ہوتی ہے گرمی سردی کی صعوبت  
برداشت کرنا ہوتی ہے۔ رات کو چلنا، خوف و ہراس اور اہل و اولاد اور وطن کی مفارقت اور بھی پریشانی  
پیدا کرتی ہے۔ ان حالات میں طبع کا مقتضی یہی ہے کہ جب ضرورت و حاجت پوری ہو جائے جس کے لئے سفر  
کیا تھا تو جلدی گھر واپس آجائے ”نہمتہ“ کا معنی حاجت اور مقصد ہے۔

### بَابُ — جَبَّ كَسَى كَوَّاهُ رَا دَے دِیَا پھیرا س کو

دیکھا کہ وہ سر و سخت ہو رہا ہے،

۲۸۰۰ — ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق

## بَاب مَا قِيلَ فِي الْجَرَسِ وَنَحْوِهِ فِي اَعْنَاقِ الْاِبِلِ

۲۸۰۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
إِبْنِ بَكْرٍ عَنْ عُبَادِ بْنِ تَمِيمٍ أَنَّ أَبَا بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ  
حَبِئْتُ أَنَّهُ قَالَ وَالنَّاسُ فِي مَبِيتِهِمْ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا أَنْ لَا تَبْقَيْنَ  
فِي رَقَبَةٍ بَعِيرٍ قِلَادَةً مِنْ وَتِرٍ أَوْ قِلَادَةً إِلَّا قَطَعْتُ

بن عمرو کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ سے جہاد میں جانے کی  
اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا تیرے والدین زندہ ہیں اُس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا ان کی  
خدمت میں کوشش کرو رہی تمہارا جہاد ہے،  
۲۸۰۲۔ شرح : جہاد کے لئے جانے میں والدین کی اجازت حاصل کرنے میں اختلاف  
ہے اسی لئے باب کے عنوان کا حکم بیان نہیں کیا۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہ اللہ کا مسلک ہے کہ  
جب تک جہاد کی ضرورت اشد نہ ہو تو والدین کی اجازت کے بغیر جہاد کے لئے نہ جائے اگر دشمن حملہ کر دے تو جہاد فرض میں  
ہو جاتا ہے۔ اس وقت سب واجب ہے اور والدین کی اجازت لینے کی بھی ضرورت نہیں۔ ابن حزم نے کہا  
اگر کسی کے جہاد میں جانے سے والدین ضائع ہوتے ہوں تو بالاتفاق اس کا فرض ساقط ہو جاتا ہے ورنہ جمہور  
علماء کہتے ہیں کہ والدین کی اجازت ضروری ہے۔ دادے وادیاں بھی اسی پر قیاس کی جاتی ہیں اگر والدین کافر  
ہوں تو جہاد اگرچہ فرض میں نہ ہو ان کی طاعت نہ کرے کیونکہ اس وقت ان کی اطاعت معصیت ہے وَلَا طَاعَةَ فِي  
مَعْصِيَةِ اللَّهِ، اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے  
والدین میں جہاد کر۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس شخص کو حکم کرنا اس بات کا مقصد ہے کہ والدین کی رضامندی ضروری  
ہے۔ لہذا ان کی اجازت کے بغیر جہاد کے لئے نہ نکلے، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کے ساتھ نیکی کرنا ان کی تعظیم  
کرنا بہت ضروری ہے اور ان کی رضامندی ثواب کا دار و مدار ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

## بَاب۔ اُونْتُ كَلِّهِ فِي غَنِيٍّ وَغَيْرِهِ بَانْدُ حَنَا

۲۸۰۳۔ ترجمہ : عباد بن تیم سے روایت ہے کہ ابو بشر انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان

بَابُ مَنْ اُكْتُبَ فِي جَيْشٍ فَخَرَجَتْ امْرَأَتُهُ حَاجَةً  
اَوْ كَانَتْ لَهُ عَذْرَاهُ يُوْذَنْ لَهُ

۲۸۰۴ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ تَنَا سُفَيْنُ عَنْ عُمرُو عَنْ اَبِي  
مُعَبَّدٍ عَنْ اَبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَخْلُوَنَّ  
رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ وَلَا تَسَافِرُونَ امْرَأَةً اِلَّا وَمَعَهَا مُحْرَمٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ  
يَا رَسُولَ اللهِ اُكْتُبْتُ فِي غَزْوَةٍ كَذَا وَكَذَا وَخَرَجْتُ امْرَأَتِي حَاجَةً  
قَالَ اذْهَبْ فَاجْعَلْ مَعَ امْرَأَتِكَ

باب۔ جس شخص کا نام شکر میں لکھا گیا اور اس کی  
بیوی حج کرنے نکلی یا اسے کوئی عذر ہو۔ کیا  
اس کو اجازت دی جائے گی۔؟

۲۸۰۴ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کوئی شخص اجنبیہ عورت کے ساتھ تنہائی نہ کرے اور نہ ہی کوئی عورت  
محرم کے بغیر سفر کرے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا نام فلاں فلاں غزوہ  
(جہاد) میں لکھا گیا ہے اور میری بیوی حج کے لئے روانہ ہوئی تو آپ نے فرمایا جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔  
شرح : ”محرم“ وہ شخص ہے جس کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ نکاح حرام ہو۔ اس  
حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کا نام جہاد میں لکھا جائے اور اس  
کی بیوی حج کے لئے روانہ ہو تو ایسے شخص کے لئے حج کرنا جہاد سے افضل ہے۔ کیونکہ اس کے نفلی حج میں اس  
کی بیوی کے فرض حج کی تکمیل ہے۔ اور ان دونوں (نفلی و فرض) کا اجتماع محض جہاد سے افضل ہے جو اس  
کے بغیر بھی سرانجام پاسکتا ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ فوجیوں کے نام رجسٹر میں درج ہونے چاہئیں اور امام کو رعیت کی  
مصلحت کا خیال رکھنا چاہیے۔ حدیث ۲۸۰۴ کی شرح دیکھیں۔

حَاطِبُ بْنُ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى أَنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ  
بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا هَذَا قَالِ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ إِنِّي كُنْتُ أَمْرًا مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ  
أَنْفُسِهَا وَكَانَ مِنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قُرَابَاتٌ بِمَكَّةَ يَحْمُونَ بِهَا  
أَهْلِيَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذَلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ  
عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُونَ بِهَا قُرَابَتِي وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا وَلَا رِضًا بِالْكَفْرِ  
بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صَدَقَكُمْ قَالَ  
عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ دَعْنِي أَضْرِبْ عَنْقَ هَذَا الْمُنَافِقِ قَالَ إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْنًا  
وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَكُونَ قَدْ أَطْلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اأَعْلُوا  
مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَقَالَ سُفْيَانُ وَآيُ إِسْنَادُ هَذَا

فرمایا۔ اسے حاطب ایہ لیا بات ہے۔ حاطب نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ پر جلدی  
نہ کریں میں قریش میں باہر سے آکر رہ رہا ہوں ان کے خاندان سے نہیں ہوں اور آپ کے ساتھ جو مہاجرین  
ہیں ان سب کی مکہ مکرمہ میں رشتہ داریاں ہیں جن کے سبب وہ ان کے اہل واولاد اور ان کے اموال کی  
حفاظت کرتے ہیں میں نے یہ اچھا سمجھا کہ اگر ان میں میری نسب نہیں ہے تو میں ان پر کوئی احسان دھروں جس  
کے سبب وہ میرے قرابتداروں کی حفاظت کریں گے میں نے یہ کفر کے سبب نہیں کیا اور نہ ہی میں دین اسلام  
سے پھرا ہوں اور نہ ہی اسلام کے بعد کفر کے ساتھ رضامندی سے کیا ہے۔ (یہ سن کر) جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس نے تم سے سچ کہا ہے۔ عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
مجھے چھوڑیے میں اس منافق کی گردن اڑاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ شخص جنگ بدر میں حاضر تھا  
کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بدر والوں کو دیکھ کر فرمایا یا اے جنگ بدر میں حاضر ہونے والو! جو چاہو کرو  
میں نے تم کو بخش دیا ہے۔ سفیان نے کہا یہ اسناد اچھا ہے۔

شرح: ”خاخ“ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مقام ہے طبعینہ  
اس عورت کو کہا جاتا ہے جو ہودج میں ہو کیونکہ وہ شوہر کے چلائے

لے اس کو کپڑے وغیرہ اور دیگر اشیاء دیں۔ حاطب بن بلتعہ اس عہدت کے پاس آئے اور اس کو ایک رقعہ دیا جس میں لکھا تھا کہ مسلمان مکہ پر حملہ کی تیاری کر رہے ہیں تم نے احتیاط سے رہنا ہوگا اور اس کو دس دینار بھی دیئے۔ سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع کر دی تو آپ نے حضرت علی عمار بن یاسر، زبیر، طلحہ اور مقداد بن اسود اور ابو مرثد غنوی کو بھیجا اور یہ تمام حضرات گھوڑے کی سواری کرنے میں خوب مہارت رکھتے تھے آپ نے ان سے فرمایا روضہ خانہ جاؤ وہاں ایک عہدت ہے اس کے پاس خط ہے جو مشرکوں کو لکھا گیا ہے۔ وہ لے آؤ اور اس عورت کو کچھ نہ کہنا اور اگر وہ رقعہ دینے سے انکار کرے تو اس کو قتل کر دینا اور تفسیر نسفی میں ہے کہ بدر کی فتح کے بعد ساہ مکہ سے مدینہ منورہ پہنچی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ یہ ہے تجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو مسلمان ہو کر آئی ہے؟ اُس نے کہا نہیں پھر آپ نے فرمایا کیا ہجرت کر کے آئی ہو؟ اُس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا پھر تو کیسے آئی ہے؟ اُس نے کہا میرے آقا سارے بدر کی جنگ میں قتل ہو چکے ہیں اور میں سخت محتاج ہو گئی ہوں میں آپ کے پاس اپنی حاجت لے کر آئی ہوں کہ مجھے عطایا سے نوازیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبد المطلب اور بنی مطلب کو اس کی مدد کے لئے توجہ دلائی اور اس کو بہت عطایا عنایت کئے پھر اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ گئے اور اس کو رقعہ دیا کہ وہ مکہ میں مشرکوں تک پہنچا دے اور اس کو دس دینار دیئے اور بھی سامان وغیرہ دیا حاطب نے رقعہ میں یہ لکھا تھا اے مکہ والو خبردار ہو جاؤ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم پر حملہ کرنے والے ہیں اپنا انتظام کر لو بہر کیف مفسرین نے خط کے مختلف الفاظ ذکر کئے ہیں جن میں اُنھوں نے یہی ظاہر کیا ہے کہ یہ رقعہ بھیج کر حاطب نے مکہ والوں کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادے سے خبردار کرنا چاہا تھا۔ اور یہ جاسوسی ہے جس کے لئے باب کا عنوان وضع کیا گیا ہے۔ اور اس عورت کو مسلمان کہنا اور جملہ صحابیات میں سے شمار کرنا بہت مشکل معاملہ ہے۔ تحقیق یہی ہے کہ وہ عورت کافرہ تھی اور جن مشرکوں کو حاطب نے خط لکھا تھا وہ صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو اور عکرمہ بن ابی جہل تھے طبری نے کہا حاطب بن ابی بلتعہ سے یہ سخت لغزش ہوئی تھی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ”اَقْبِلُوا ذَوِي الْهَيْئَاتِ عَثْرًا قَصْرًا“ کے تحت جب اس کا باطن صحیح دیکھا تو اس کو معاف کر دیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ ہم ظاہری امور پر مامور ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وجہ سے بھی معاف کر دیا تھا کہ وہ جبکہ میں شریک تھے اور اہل بر سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا بد جو چاہو کرو اللہ نے تم کو بخش دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے مراد مستقبل میں ہونے والے ذنوب مغفور ہیں کیونکہ ”وَاَعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ“ جو چاہو کرو مستقبل سے ہی متعلق ہے اور حاطب کا واقعہ اس کی تائید کرتا ہے۔ بعض شراح حدیث نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ یہ خطاب اکرام و تشریف کے لئے ہے جس کے ضمن میں یہ بات ہے کہ ان حضرات میں ایسی حالت پیدا ہو گئی تھی جس کی وجہ سے ان کے پہلے گناہ معاف ہو گئے اور وہ اس لائق ہو گئے کہ ان کے ہونے والے گناہ بھی معاف ہو جائیں اور یہ معنی نہیں کہ ان کے ہونے والے گناہ فی الحال معاف کر دیئے گئے ہیں۔ بلکہ ان میں یہ صلاحیت پیدا ہو گئی ہے کہ اگر ان سے

## بَابُ فَضْلِ مَنْ أَسْلَمَ عَلَى يَدَيْهِ رَجُلٌ

۲۸۰۷ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثنا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ أَخْبَرَنِي سَهْلٌ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَا أُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُفْتَحُ عَلَى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَبَاتَ النَّاسُ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَى فَعَدَّوْا كُلُّهُمْ يَرْجُوهُ فَقَالَ ابْنُ عَلِيٍّ فَقِيلَ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ وَدَعَالَهُ فَبَرَأَ كَانَ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ فَقَالَ أَذَاتِلَهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا فَقَالَ أُنْفِذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرُهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ فَوَاللَّهِ لَا أَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ

جبکہ عبد اللہ کا قد بھی لمبا تھا۔ پھر سید عالم ﷺ نے اس احسان کا بدلہ اس وقت اتارا جبکہ عبد اللہ مرے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد بھی احسان اُتارا جاتا ہے (حدیث ۲۸۰۷ کی شرح دیکھیں)

## بَابُ — اس شخص کی فضیلت جس کے ہاتھ پر کوئی شخص مسلمان ہو،

۲۸۰۷ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خیبر کی جنگ میں نبی کریم ﷺ علیہ وسلم نے فرمایا میں کل ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوگا وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ لوگ رات بھر انتظار میں رہے کہ کس کو جھنڈا دیا جائے۔ صبح کو وہ سب آئے اور وہ سب اس کے اُمیدوار تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ علی کہاں ہے۔ تو عرض کیا گیا ان کو آشوب چشم سے ان کی آنکھیں دکھتی ہیں، آپ نے ان کی دونوں آنکھوں میں لعاب ڈالا اور ان کے لئے دعا

## بَابُ فَضْلِ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ

۲۸۰۹ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ثَنَا صَالِحُ  
ابْنِ حَيٍّ الْأَوْحَسِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُولُ ثَنَا أَبُو بَرْدَةَ سَمِعَ أَبَاهُ عَنْ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ يُؤْتُونَ أَجْرَهُمَا مَرَّتَيْنِ الرَّجُلُ تَكُونُ  
لَهُ الْأَمَةُ فَيُعَلِّمُهَا فَيُحْسِنُ تَعْلِيمَهَا وَيُؤَدِّبُهَا فَيُحْسِنُ أَدَبَهَا ثُمَّ يُعْتِقُهَا  
فَيَتَزَوَّجُهَا فَلَهُ أَجْرَانِ وَمُؤْمِنُ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِي كَانَ مُؤْمِنًا ثُمَّ  
أَمَرَ بِالنَّبِيِّ فَلَهُ أَجْرَانِ وَالْعَبْدُ الَّذِي يُؤَدِّي حَقَّ اللَّهِ وَيُنْصِرُ لِسَيِّدِهِ  
ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِيُّ وَأَعْطَيْتُكَ بِغَيْرِ شَيْءٍ وَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِي  
أَهْوَنَ مِنْهَا إِلَى الْمَدِينَةِ

## بَابُ — اہل کتاب میں سے مسلمان ہونے والے کی نصیحت

ترجمہ : ابو بردہ نے بیان کیا کہ انھوں نے اپنے والد سے سنا کہ نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین اشخاص میں جن کو دو گنا ثواب ملے گا۔ — ۲۸۰۹

اول وہ شخص جس کی لونڈی ہو وہ اس کی تعلیم و تربیت کرے اور اچھی تعلیم دے اور اس کو ادب سکھائے پھر  
اس کو آزاد کرے اس سے نکاح کرے اس کو دو گنا ثواب ملے گا۔ دوسرا اہل کتاب کا مومن شخص ہے جو پہلی  
کتاب پر ایمان لایا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اس کو دو گنا ثواب ملے گا۔ تیسرا وہ غلام ہے جو  
اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے مالک کا مخلص ہو۔ پھر شعبی نے کہا میں نے تم کو یہ مسئلہ کسی شئی کے عرض کے بغیر  
بتا دیا ہے حالانکہ اس سے چھوٹی بات میں لوگ مدینہ منورہ کا سفر کیا کرتے تھے۔

مشرح : یعنی تین اشخاص میں جن کو دو گنا ثواب حاصل ہوتا ہے ایک وہ شخص جو  
اہل کتاب سے ہے لفظ کتاب مفہوم کے اعتبار سے اگرچہ تورات و — ۲۸۰۹

انجیل سے عام ہے لیکن شریعت کے استعمال میں یہ تورات و انجیل کے ساتھ خاص ہے کیونکہ بعثت کے زمانہ  
میں یہود و نصاریٰ کے سوا اور کوئی اہل کتاب نہ پایا جاتا تھا۔ یعنی جو شخص بعثت سے پہلے نصرانی ہو چکا تھا

## بَابُ الدَّارِ يُبَيِّتُونَ فَيُصَابُ الْوُلْدَانُ وَالذَّارِيُّ بَيَاتًا لَيْلًا لَنُبَيِّتَنَّهُ لَيْلًا بَيْتَ لَيْلًا

۲۸۱۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ  
عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَحَامَةَ قَالَ مَرَّ بِي النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأُبُوَاءِ أَوْ بَوْدَانٍ وَسُئِلَ عَنْ أَهْلِ الدَّارِ  
يُبَيِّتُونَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَيُصَابُ مِنْ نِسَائِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ قَالَ هُمْ مِنْهُمْ  
وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ لَأَحِمَّ إِلَّا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ  
عُبَيْدَ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ثَنَا الصَّعْبُ فِي الدَّارِ يَبِيَّتِي وَكَانَ عَمْرُو  
يُحَدِّثُنَا عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْنَاهُ مِنْ  
الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ قَالَ  
هُمْ مِنْهُمْ وَلَمْ يَقُلْ كَمَا قَالَ عَمْرُوهُمْ مِنْ آبَائِهِمْ

باب۔ دار الحرب والوں پر شجھون کیا جائے اور  
ان کے بچے اور اولاد ہلاک کی جائے،

بیات کا معنی رات ہے

ترجمہ : صعّب بن جحامہ رضی اللہ عنہ نے کہا ابواء یا وودان کے مقام پر  
میرے پاس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے تو حربی مشرکوں کے

۲۸۱۰۔

متعلق آپ سے پوچھا گیا جن پر رات کو حملہ کیا جائے اور ان کی عورتیں اور بچے ہلاک ہو جائیں آپ نے فرمایا وہ  
مشرکوں میں سے ہیں۔ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا چراگاہ صرف اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔ ذہری نے کہا

## بَابُ قَتْلِ الصَّبِيَّانِ فِي الْحَرْبِ

۲۸۱۱ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ تَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً وَجِدَتْ فِي بَعْضِ مَغَازِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْتُولَةً فَأَنْكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتْلَ الصَّبِيَّانِ وَالنِّسَاءِ

## بَابُ قَتْلِ النِّسَاءِ فِي الْحَرْبِ

۲۸۱۲ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ حَدِّثْكُمْ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَجِدَتْ امْرَأَةً مَقْتُولَةً فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصَّبِيَّانِ

شخص بنجر زمین کو دیکھتا تو میں اس کتے کو بھونکاتا تو جہاں تک اس کے بھونکنے کی آواز جاتی اس پر قبضہ کر لیتا اور کسی کو اس کے قریب نہ آنے دیتا تھا۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کر دیا اور حمی کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا۔ البتہ وہ زمین جو جہاد کے گھوڑوں اور اونٹوں کے کام آتے یا زکوٰۃ کے جانوروں کے لئے جائز ہے۔ وہ اس سے خارج ہے۔ جیسے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے صدقہ کے جانوروں اور جہاد کے گھوڑوں کے لئے علیحدہ زمین مقرر کر رکھی تھی۔ ابن بطل رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ حمی کا معنی منع ہے۔ یعنی جس زمین کا کوئی شخص مالک نہ ہو اس کا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی مالک ہیں یا جو ان کے قائم مقام ہوں اور وہی اس سے لوگوں کو منع کر سکتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

## بَابُ — لُڑائی میں بچوں کو قتل کرنا

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اُن سے بیان کیا کہ ایک جنگ میں ایک عورت مقتولہ پائی گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع کر دیا۔

۲۸۱۲ — ترجمہ : عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بعض لوگوں کو جلادیا ابن عباس کو یہ خبر پہنچی تو انھوں نے کہا اگر میں ہوتا ہے تو ان کو نہ جلاتا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کے عذاب جیسا عذاب نہ دو البتہ میں ان کو قتل کرتا جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی دین اسلام کو تبدیل کر لے اس کو قتل کر دو،

۲۸۱۳ — ۲۸۱۲ — شرح : مطلب نے ذکر کیا کہ آگ سے جلانے سے نہی تحریم کئے نہیں۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کے حضور بطور تواضع

ہے۔ عدم تحریم کی دلیل یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ چوری کرنے والوں کی آنکھوں میں لوہے کی گرم سلاخیں ڈالی تھیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام کی موجودگی میں مدینہ منورہ میں فجاہ کو آگ سے جلادیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خواجه کو آگ سے جلادیا تھا۔ مدینہ منورہ کے اکثر علماء کہتے ہیں کہ قلعوں میں محصور ہونے والے کافروں کو آگ سے جلانا جائز ہے۔ یہ آثار اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ مذکورہ حدیث نذب و استحباب پر محمول ہے۔ حضرت عمر فاروق ابن عباس اور عمر بن عبدالعزیز کا مسلک یہ ہے کہ مشرکوں کو آگ سے جلانا مکروہ ہے امام مالک رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح منقول ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب مرتدین کو آگ سے جلایا تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس شخص کو روکئے جو اللہ کے عذاب کی مثل عذاب دے رہا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو تلوار مشرکوں پر مسلط کی ہے میں اس کو پیچھے نہیں ہٹاؤں گا۔ سفیان ثوری نے بھی قلعوں کو آگ سے جلانے کو جائز کہا ہے۔ امام اوزاعی نے کہا جب قلعوں میں صرف لڑنے والے مشرک ہوں تو ان کو جلادیا جائے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو اپنے دین کو تبدیل کر لے اس کو قتل کر دو“ اس کا مدلول یہ ہے کہ جو کوئی مرتد ہو جائے اس کو قتل کر دو آگ سے نہ جلاد۔ اس حدیث سے ابن ماجہ شون سے استدلال کیا کہ مرتد کو بہر کیف قتل کر دیا جائے اور اس سے توبہ نہ کرائی جائے۔ لیکن جمہور فقہاء کہتے ہیں کہ مرتدین سے توبہ کرائی جائے اگر وہ توبہ کر لیں تو ان کی توبہ مقبول ہے۔ اس حدیث سے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ اگر کوئی ایک کفر سے دوسرے کفر کی طرف منتقل ہو جائے تو اس کو تبدیل دین کے تحت قتل کر دیا جائے۔ اگرچہ وہ مسلمان نہ ہو۔ چنانچہ یہودی اگر نصرانی ہو جائے یا نصرانی یہودی ہو جائے تو اس کو قتل کر دیا جائے۔ امام ہمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر نصرانی یہودی ہو جائے یا اس کا برعکس ہو تو اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ کفر ملت واحدہ ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ مرتد عورت کو بھی قتل کر دیا جائے گا۔ لیکن امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک عورت مرتدہ کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ قید میں رکھا جائیگا یعنی

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

## بَابُ هَلْ لِلْأَسِيرِ أَنْ يُقْتَلَ أَوْ يُخَدَّعَ الَّذِينَ أَسْرَوْهُ حَتَّى يُنْجُو مِنَ الْكُفْرَةِ فِيهِ الْمَسْوُورُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

احسان کہا ہوا زن کے قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ ثمامہ بن اثال پر احسان کیا اس سے جمہور کے قول کی تائید ہوتی ہے کہ قتل و احسان اور قیدیہ وغیرہ بادشاہ کی رائے پر موقوف ہے۔ اور اس کو اختیار ہے کہ کافروں کو قید کرنے کے بعد ان سے جزیہ لے جبکہ ان میں یہ مشروع ہو یا ان کو قتل کرے یا غلام بنالے یا بلا عوض احسان کرے یا نہ دے لے کر ان کو رہا کر دے لیکن عورتوں کو قید کر کے لونڈیاں بنایا جائے گا اگر کافروں کے پاس مسلمان قیدی ہوں تو ان کے قیدی کفار کے عوض تبادلہ کر کے رہا کر جائے۔ قولہ تعالیٰ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ أَنْ تَكُونَ لَهُ أَسْرَى الْأَيَّةِ حاکم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب بدر میں کافروں کو قید کر کے لایا گیا اور ان میں حضرت عباس بھی تھے۔ ان کو ایک انصاری نے قید کیا تھا انصار نے اس سے کہا کہ عباس کو قتل کر دو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی تو آپ نے فرمایا میں اپنے چچا کے باعث ساری رات نہیں سویا جبکہ انصار نے ان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں ان کے پاس جاؤں؟ فرمایا ہاں جاؤ۔ حضرت عمر فاروق انصار کے پاس گئے اور ان سے کہا عباس کو رہا کر دو انصار نے کہا بخدا! ہم اس کو ہرگز رہا نہیں کریں گے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو رہا کر دینے پر راضی ہوں تو پھر بھی تم ان کو قتل کر دو گے انھوں نے کہا اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو رہا کرنا چاہتے ہیں تو لے لیجئے حضرت عمر فاروق ان کو لے کر اپنے قبضہ میں لے کر فرمایا اے عباس اسلام قبول کر لو خدا کی قسم۔ اگر تم اسلام قبول کر لو گے تو اس سے مجھے میرے باپ کے مسلمان ہونے کی نسبت زیادہ خوشی ہوگی۔ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کا اسلام قبول کر لینا بہت پسند ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا تو انھوں نے کہا یہ آپ کا خاندان ہے۔ ان کو چھوڑ دیا جائے حضرت عمر فاروق سے مشورہ لیا تو انھوں نے کہا سب کو قتل کر دیجئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مشورہ کے مطابق بدر کے قیدیوں کو رہا کر دیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

باب۔ کیا قیدی کے لئے جائز ہے کہ جنہوں نے اس کو قید کیا ہو ان کو قتل کر دے یا ان سے دھوکہ سے نجات پالے، اس کے متعلق مسور نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی

بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ فَإِنِّي الصِّرَاحُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ  
الْطَّلَبَ فَمَا تَرَ جَلَّ النَّهَارُ حَتَّى أَتَى بِهَمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ  
ثُمَّ أَمَرَ بِسَامِيرٍ فَأَحْمَيْتُ فَكَحَلَهُمْ بِهَا وَطَرَحَهُمْ بِالْحَصْرَةِ  
يَسْتَسْقُونَ فَمَا يَسْقُونَ حَتَّى مَا تَوَا قَالَ أَبُو قَلَابَةَ قَتَلُوا وَسَرَقُوا وَ  
حَارَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَسَعَوْا فِي الْأَرْضِ فَسَادًا

باب ۲۸۱۶ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ

عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ وَأَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ

اونٹ چلا کر لے گئے اور مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی خبر ملی تو آپ نے ان کے پکڑنے والوں کو ان کے پیچھے بھیجا ابھی سورج اونچا نہ ہوا تھا۔ ان کو لایا گیا ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے پھر لوہے کی سلاخیں گرم کی گئیں اور ان کی آنکھوں میں پھروادیں اور ان کو پتھر ملی زمین میں پھینک دیا وہ پانی مانگتے تھے ان کو پانی نہ دیا گیا حتیٰ کہ وہ مر گئے۔ ابو قلابہ نے کہا اُنھوں نے قتل کیا پھر چوری کی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی اور زمین میں فتنہ و فساد کیا۔

شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مرتدوں کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جو ۲۸۱۵ — اُنھوں نے چرواہے کے ساتھ کیا تھا۔ چنانچہ مسلم میں حضرت انس

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مرتدوں کی آنکھوں میں گرم سلاخیں اس لئے پھروادیں کہ اُنھوں نے چرواہوں کی آنکھوں میں گرم سلاخیں پھروائی تھیں اور اللہ کے عذاب جیسا تم عذاب نہ دو کا معنی یہ ہے کہ جب اُنھوں نے ایسا نہ کیا ہو لہذا جواز اور نہی کی دونوں حدیثوں کے محل علیحدہ علیحدہ ہیں واللہ اعلم

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ باب ۲۸۱۶ —

فرماتے ہوئے سنا کہ نبیوں میں سے ایک نبی کو چیونٹی نے کاٹ لیا تو ان نے چیونٹیوں کے چھتہ کو جلا دینے کا حکم دیا چنانچہ اس کو جلا دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی کی کہ تم کو ایک چیونٹی نے کاٹا تھا تم نے سب چیونٹیوں کا چھتہ جلا دیا جو اللہ کی تسبیح کرتی تھیں۔

۲۸۱۶ — شرح : یعنی جو کوئی تخریق (جلانے) کا مستحق نہ ہو اس کو جلانا جائز نہیں کیونکہ

الْيَمَانَةِ قَالَ فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةً فَارِسٍ مِنْ أَمْحَسَ وَكَانُوا  
أَصْحَابَ خَيْلٍ قَالَ وَكُنْتُ لَا أَتَّبِعُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتَّى  
رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مُهْدِيًا  
فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا ثُمَّ بَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بِخَبْرِهِ فَقَالَ رَسُولُ جَبْرِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرْكُهَا كَأَنَّهُ  
جَمَلٌ أَجَوُّ أَوْ أَجَرَبُ قَالَ فَبَارَكَ فِي خَيْلِ أَمْحَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ

نے فرمایا کیا تم مجھے ذی خصلہ سے آرام نہیں پہنچائے؟ وہ قبیلہ خثعم میں ایک مکان تھا جس کو کعبہ یمنیہ کہا جاتا تھا۔ جریر نے کہا میں قبیلہ احمس کے ایک سو پچاس گھوڑ سواروں کو لے کر چلا جبکہ وہ گھوڑوں والے تھے اور میں گھوڑے پر بٹھر نہیں سکتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ پر تھپکی دی حتیٰ کہ میں نے اپنے سینہ میں آپ کی انگلیوں کا اثر پایا۔ اور فرمایا اے اللہ! اس کو ثابت قدم رکھ اور اس کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے۔ جریر ذی خصلہ طرف چلے اور اس کو توڑ کر جلا دیا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی شخص کو بھیجا کہ آپ کو حالات کی خبر دے تو اس نے آپ سے بیان کیا کہ اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ میں آپ کے پاس نہیں آیا حتیٰ کہ اس کو ایسے چھوڑ کر آیا ہوں کہ وہ خالی پیٹ والا یا خارش زدہ اونٹ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے گھوڑ سواروں اور پیادوں کے لئے پانچ بار دعاء فرمائی۔

شرح : ذو خصلہ مکان کا نام ہے۔ ابن اثیر نے کہا ذو خصلہ دوس میں بہت بڑا بت تھا جس کی وہ لوگ عبادت کیا کرتے تھے۔ اس کی تائید مسلم کی مرفوع حدیث سے

ہوئی ہے جو انھوں نے ابو ہریرہ رضی عنہ سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ دوس کی عورتوں کے سرین ذی خصلہ کے ارد گرد گھومیں گے۔ ابن وحیہ نے کہا ذی خصلہ دوس، خثعم اور بھیلہ وغیرہ کا بت خانہ تھا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ عمرو بن لُحی کا بت تھا جس کو اس نے بت نصب کرتے وقت اسفل مکہ میں نصب کیا تھا مشرک اس کو شتر مرغ کے انڈوں کے مار پہناتے تھے اور اس کے پاس جانور ذبح کیا کرتے تھے۔ حضرت جریر نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے دو ماہ پہلے اس بت خانہ کو برباد کیا تھا جس شخص کو خوشخبری دینے کے لئے جریر نے بھیجا تھا اس کا نام حصین بن ربیعہ تھا جو اس لشکر میں جریر کے ساتھ تھا۔ قولہ أَجَوُّ أَوْ أَجَرَبُ، ”یادوی کو شک ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ بت خانہ کو جلا دیا گیا حتیٰ کہ وہ اس اونٹ کی طرح سیاہ ہو گیا جس کو خارش

ثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي اسْحَقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى أَبِي رَافِعٍ لِيَقْتُلُوهُ فَأَنْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَدَخَلَ حِصْنَهُمْ قَالَ فَدَخَلْتُ فِي مَرْبِطٍ دَوَّابٍ لَهُمْ قَالَ وَأَغْلَقُوا بَابَ الْحِصْنِ ثُمَّ أَتَاهُمْ فَقَدُوا أَحِمَارًا لَهُمْ فَخَرَجُوا يَطْلُبُونَهُ فَخَرَجْتُ فِيمَنْ خَرَجَ أَرِيهِمْ أَنِّي أَطْلُبُهُ مَعَهُمْ فَوَجَدُوا الْحِمَارَ فَدَخَلُوا وَخَلْتُ وَأَغْلَقُوا بَابَ الْحِصْنِ لَيْلًا فَوَضَعُوا الْمَقَالِيخَ فِي كُوَّةٍ حَيْثُ أَرَاهَا فَلَمَّا نَامُوا أَخَذْتُ الْمَقَالِيخَ فَفَتَحْتُ وَأَغْلَقُوا بَابَ الْحِصْنِ ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ فَتَعَمَّدْتُ الصَّوْتِ فَضَرَبْتُهُ فَصَاحَ فَخَرَجْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ كَأَنِّي مُغِيثٌ فَقُلْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ وَغَيَّرْتُ صَوْتِي فَقَالَ مَا لَكَ لِأَمِّكَ الْوَيْلُ قُلْتُ مَا شَأْنُكَ قَالَ لَا أَدْرِي مَنْ دَخَلَ عَلَيَّ فَضَرَبَنِي قَالَ

## باب سوئے ہوئے مشرک کو قتل کرنا ،

ترجمہ : برآء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کا ایک گروہ ابورافع کی طرف بھیجا تا کہ اس کو قتل کر دیں ان میں سے ایک شخص چلا۔ اور ان کے قلعہ میں داخل ہو گیا اس کا کہنا ہے کہ میں ان کے گھوڑوں کے اصطبل میں چھپ گیا اور انھوں نے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا پھر انھوں نے گدھا گم پایا تو اس کی تلاش کو باہر نکلے میں بھی ان لوگوں میں باہر نکلا ان کو یہ معلوم کرانے کے لئے کہ میں بھی ان کے ساتھ گدھا تلاش کر رہا ہوں انھوں نے گدھا تلاش کر لیا اور قلعہ میں داخل ہو گئے اور دروازہ بند کر لیا اور ایک طاق میں اس کی کنجیاں رکھ دیں جس کو میں دیکھ رہا تھا۔ جب وہ سو گئے تو میں نے کنجیاں لیں اور قلعہ کا دروازہ کھولا۔ پھر میں ابورافع کے پاس گیا۔ میں نے کہا یا ابورافع! اُس نے مجھے جواب دیا تو میں نے اس کی آواز کا قصد کر کے اس کو مارا تو وہ چلا یا میں باہر آ گیا پھر اندر گیا گویا کہ میں اس کا فریاد رس ہوں میں نے کہا یا ابورافع! اور اپنی آواز تبدیل کر لی۔ اُس نے کہا تو کون ہے تیری ماں کی ہلاکت ہو میں نے کہا تیرا کیا حال ہے؟ اُس نے

## بَابُ لَا تَمْنُوا لِقَاءَ الْعَدُوِّ

۲۸۲۱۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُونُسَ  
الْيَرْبُوعِيُّ ثَنَا أَبُو اسْحَقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ ثَنَا سَالِمُ ابْنُ الْفَضْلِ  
مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ كُنْتُ كَاتِبًا لَهُ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي  
أُوَيْسٍ حِينَ خَرَجَ إِلَى الْحَرُورِيَّةِ فَقَرَأَتْهُ فَادْفَعَهُ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيهَا الْعَدُوَّ أَنْتَظَرْتُ حَتَّى مَالَتْ  
الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَمْنُوا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْلُكُوا

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریباً آٹھ آدمی بھیجے تھے جن کے یہ نام ہیں عبد اللہ بن عتیک، عبد اللہ بن عتبہ، عبد اللہ بن انیس، ابو قتادہ، اسود بن خزاعی، مسعود بن شنان، عبد اللہ بن عقبہ، اور اسعد بن حرام جو بنی سوادہ کا حلیف تھا رضی اللہ عنہم۔  
ابو رفیع کو قتل کرنے کا سبب یہ تھا کہ جب غزوہ خندق اور بنی قریظہ کا قضیہ ختم ہوا اور ابو رفیع ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کے لئے اکسایا تھا تو انصار کے ایک قبیلہ خزرج نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو رفیع کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دیدی۔  
مہرکین ابو رفیع وہ شقی بدعت انسان تھا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت کی آگ کو مشتعل کر کے مدینہ منورہ پر چڑھائی اور قہر نے اس سے پورا انتقام لیا اور وہ جہنم داخل ہوا۔ یہ چھ بھری کے رمضان مبارک کا واقعہ ہے صیاد ابن سعد نے ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبد اللہ بن عتیک کو یہ سعادت عظمیٰ نصیب کی اور وہ جنگ اُحُد میں بھی حاضر ہوئے تھے ایک اور روایت کے مطابق ابن انیس بھی ان کے ساتھ قتل کرنے میں شریک تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں دلت خراج کرے یا آپ کے خلاف مشورے اس کو اپنا کما قتل کرنا جائز ہے۔ اس لئے ابو رفیع کو قتل کیا گیا تھا کیونکہ آپ کے ساتھ عداوت رکھنے کے ساتھ مشرکوں کو آپ کے خلاف غلط مشورے دیتا اور آپ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اکسایا کرتا تھا یہ بھی معلوم ہوا کہ مشرکوں کی جاسوسی کرنا جائز ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جہاد میں اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنا جائز ہے۔ البتہ فی سبیل اللہ زیادہ مال خرچ کرنا کہ خود خان ہو جائے اور بھوکا مرنے لگے یہ جائز نہیں۔  
واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم۔

## بَابُ الْحَرْبِ خُذْعَةً

۲۸۲۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ شَاعِبُ الرَّزَاقِ أَنَا مَعْمَرُ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلَاكَ كِسْرَى ثُمَّ لَا يَكُونُ كِسْرَى بَعْدَهُ وَقِصْرٌ لَيْمُ هَلِكُنْ ثُمَّ لَا يَكُونُ قِصْرٌ بَعْدَهُ وَلَيَقْسَمَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَسَمِيَ الْحَرْبُ الْخُذْعَةً

۲۸۲۴ — حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَصْرَمَ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَا مَعْمَرُ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَرْبُ خُذْعَةً قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ أَبُو بَكْرٍ هُوَ بِنُ أَصْرَمَ

۲۸۲۵ — حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَرْبُ خُذْعَةً

## بَاب — لِرِثَائِي دُحُوكُهُ

۲۸۲۳ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسری ہلاک ہو گیا پھر اس کے بعد کسری نہ ہوگا اور قیصر ہلاک ہو جائے گا پھر اس کے بعد قیصر نہ ہوگا اور تم ان کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم کر دو گے اور لڑائی کا نام دھوکا رکھا۔ ترجمہ : ہمام بن منبہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی کا نام دھوکا رکھا۔ ۲۸۲۴ — ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لڑائی دھوکہ ہے۔ ۲۸۲۵ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں کسری ہلاک

أَمْرُهُ قَالَ فَلَمْ يَزَلْ يُكَلِّمُهُ حَتَّى اسْتَمَكَ مِنْهُ فَقَتَلَهُ

## بَابُ الْفَتْكِ بِأَهْلِ الْحَرْبِ

۲۸۲۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو عَنْ جَابِرِ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَكُعْبُ بْنُ الْأَشْرَفِ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمَةَ أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأُذِنْ لِي فَأَقُولُ قَالَ قَدْ فَعَلْتُ

دی ہے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ یہ پسند کرتے ہیں کہ میں اس کو قتل کر دوں فرمایا۔ ہاں جابر نے کہا محمد بن مسلمہ اس کے پاس گئے اور کہنے لگے۔ اُحنوں نے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو مشقت میں ڈال رکھا ہے۔ ہم سے صدقاً مانگتے ہیں کعب نے کہا تم اس سے بھی زیادہ تنگ پڑ جاؤ گے محمد بن مسلمہ نے کہا ہم نے ان کی اتباع کی ہے اور ان کو چھوڑنا اچھا نہیں سمجھتے ہیں حتیٰ کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ان کا معاملہ کدھر جاتا ہے۔ وہ بہت دیر اس کے ساتھ گفتگو کرتے رہے حتیٰ کہ اس پر قادر ہو گئے اور اس کو قتل کر دیا۔

## باب — دار الحرب کے رہنے والوں کو اچانک قتل کرنا

۲۸۲۶ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے؟ جو کعب بن اشرف کو قتل کر دے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا کیا آپ یہ پسند کرتے ہیں کہ میں اس کو قتل کر دوں آپ نے فرمایا ہاں! محمد بن مسلمہ نے کہا آپ مجھے کچھ کہنے کی اجازت دے دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں اجازت ہے۔

۲۸۲۵ — ۲۸۲۶ — مشروح : کعب بن اشرف کو یہودیوں کا طاغوت کہا جاتا تھا وہ جانا کرتا تھا۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا اس کی تفصیل حدیث ۲۳۴۳ کی شرح میں دیکھیں۔ یہ کہنا صحیح نہیں کہ محمد بن مسلمہ نے کعب بن اشرف کو امن دے کر قتل کیا تھا یہ جائز نہیں۔ کیونکہ محمد بن مسلمہ نے اس کو امن نہیں دیا تھا اُحنوں نے اس سے خرید و فروخت کی گفتگو کی تھی اور اس سے اُنس پیدا کر کے ہجری کے تیسرے سال رمضان مبارک میں قتل کیا تھا۔ محمد بن اسحاق صاحب المغازی نے کہا جب مسلمانوں کو جنگ بدر میں فتح نصیب ہوئی تو کعب بن اشرف مینہ منور آیا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے سرداروں کو قتل کر دیا ہے۔ بخدا! اگر وہ حق پر ہیں تو میں ایسی

**بَابُ الرَّجَزِ فِي الْحَرْبِ وَرَفْعِ الصَّوْتِ فِي حَفْرِ الْحَنْدَقِ**  
 فِيهِ سَهْلٌ وَأَنْسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيهِ بَيِّنَةٌ عَنْ سَلَمَةَ  
 ۲۸۲۷ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ ثَنَا أَبُو سُمَيْقٍ عَنِ الْبَرَاءِ  
 ابْنِ عَازِبٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحَنْدَقِ

گئے۔ تو آپ کھجوروں کے تنوں کی آڑ لیتے ہوئے وہاں پہنچے جبکہ ابن صیاد ایک چاد  
 میں لپیٹا ہوا تھا جس سے آواز آرہی تھی۔ ابن صیاد کی ماں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو دیکھ لیا اور کہنے لگی اے صاف یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پس ابن صیاد اچھل کر  
 اٹھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس کو چھوڑے رکھتی تو کئی امور کی وضاحت ہو جاتی  
 ۲۸۲۷ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ابن صیاد کی ماں سے  
 چھپ کر ابن صیاد کے پاس پہنچنے کی کوشش فرما رہے تھے۔ یہ ایک حیلہ تھا جس کے باعث ابن صیاد کی ماں کی شر  
 سے آپ بچتے تھے۔ اگر وہ اس کو اس حال میں چھوڑ دیتی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے ابن صیاد  
 کو مطلع نہ کرتی تو کئی امور کی حقیقت واضح ہو جاتی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

## باب — جنگ میں رجز کہنا اور خندق

کھودتے وقت آواز بلند کرنا،

اس کے متعلق سہل اور انس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 روایت کی اور نیزید نے بواسطہ سلمہ اس حدیث کی روایت کی،

۲۸۲۸ — ترجمہ : حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے خندق کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو دیکھا جبکہ آپ مٹی اٹھا کر لارہے تھے اور غبار نے آپ کے سینہ شریف کے بالوں کو ڈھانپا ہوا تھا۔ آپ زیادہ بالوں  
 والے بہادر مرد تھے اور عبد اللہ بن رواحہ کا رجز پڑھتے تھے۔ اے اللہ اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ صدقہ

**بَابُ دَوَاءِ الْجُرْحِ بِإِحْرَاقِ الْحَصِيرِ**  
 وَغَسَلِ الْمِرَاةَ عَنْ إِبْنِهَا الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَحَمِلِ الْمَاءَ فِي التُّرْسِ  
 ۲۸۳۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا أَبُو حَازِمٍ قَالَ  
 سَأَلُوا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ بِأَيِّ شَيْءٍ دَوِيَ جُرْحُ النَّبِيِّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي كَانَ  
 عَلَى يَمِينِي بِالْمَاءِ فِي تُرْسِهِ وَكَانَتْ يَمِينِي فَاطِمَةُ تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْ  
 وَجْهِهِ وَأَخَذَ حَصِيرًا فَأَحْرَقَ ثُمَّ حَشَى بِهِ جُرْحَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو تبسم فرماتے۔ میں نے آپ سے شکایت کی کہ میں گھوڑے پر بٹھ نہیں سکتا۔ آپ نے میرے سینہ میں اپنا دست  
 اقدس مارا اور فرمایا اے اللہ! اس کو ثابت رکھ اور اسے ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ کر۔  
 شرح : حضرت جریر رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے ذی وجاہت سردار تھے اس لئے  
 ۲۸۲۹۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کا اکرام کرتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا  
 کہ شہدہ پیشانی سے کسی کو ملنا نبوی خلق ہے جس سے لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ نیز یہ بھی معلوم  
 ہوا کہ گھوڑے کی سواری میں مہارت حاصل کرنا چاہیے!

## باب — جلانی ہوئی چٹائی سے زخم کا علاج کرنا

اور عورت کا اپنے باپ کے چہرے سے خون دھونا اور ڈھال میں پانی لانا  
 ترجمہ : ابو حازم نے کہا لوگوں نے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے  
 ۲۸۳۰۔ پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کا علاج کس شئی سے کیا گیا  
 انھوں نے کہا لوگوں میں کوئی شخص باقی نہیں رہا جو اس کے متعلق مجھ سے زیادہ جانتا ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ  
 اپنی ڈھال میں پانی لاتے تھے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے چہرہ اور سے خون دھوتی تھیں پھر چٹائی جلا کر

۲۸۳۲ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ ثَنَا زُهَيْرُ ثَنَا أَبُو اسْحَقَ قَالَ  
 سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يُحَدِّثُ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى  
 الرِّجَالِ يَوْمَ أُحُدٍ وَكَانُوا خَمْسِينَ رَجُلًا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَبْرِ فَقَالَ إِنْ رَأَيْتُمُنَا  
 نَخْطِفُنَا الطَّيْرُ فَلَا تَبْرَحُوا مَا نَكُمُ هَذَا حَتَّى أُرْسَلَ إِلَيْكُمْ وَإِنْ رَأَيْتُمُنَا  
 هَزَمْنَا الْقَوْمَ وَأَوْطَانَا هُمْ فَلَا تَبْرَحُوا حَتَّى أُرْسَلَ إِلَيْكُمْ فَمِنْهُمْ  
 قَالَ فَأَنَا وَاللَّهِ رَأَيْتُ النِّسَاءَ يَشْتَدُونَ قَدْ بَدَأَتْ خَلَا حِلْمُهُنَّ وَسُوءُهُنَّ

آخرت میں ہلاکت کا باعث ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپس میں اختلاف اور مخالفت نہ کرو اس طرح تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری قوت ضائع ہو جائے گی۔ دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدم رہو اور صبر و استقلال سے کام لو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکام سے فرمایا وہ امور اختیار کرو جن میں آسانی ہو اور مشقت و سختی نہ ہو اور لوگوں کو اچھی خبریں دو اور ان سے ایسی بات ذکر نہ کرو جس سے وہ نفرت کر جائیں۔ ایک دوسرے سے محبت کرو اور اختلاف سے بچو۔ یہ افراتفری پیدا کرتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ابواسحاق نے کہا : میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے

سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کی جنگ میں پچاس پیادہ مجاہدین

۲۸۳۲ —

پر عبد اللہ بن جبیر کو سپہ سالار مقرر کیا اور فرمایا اگر تم ہمیں دیکھو کہ پرندے ہمیں کھا رہے ہیں (ہم کو شکست ہو گئی ہے) تو اپنی جگہ سے نہ ہٹو حتیٰ کہ میں تم کو پیغام بھیجوں اور اگر تم دیکھو کہ ہم نے کفار کو شکست دے دی ہے اور ان کو پاؤں میں روند ڈالا ہے تب بھی اپنی جگہ پر قائم رہو حتیٰ کہ میں تم کو پیغام بھیجوں۔ چنانچہ مسلمانوں نے کفار کو شکست دی۔ براء بن عازب نے کہا بخدا! میں نے کافروں کی عورتوں کو دیکھا کہ وہ دوڑ رہی تھیں اور ان کے غلخال اور پٹیاں سنگی ہو رہی تھیں وہ اپنے کپڑے اٹھائے ہوئے تھیں۔ (یہ دیکھ کر) عبد اللہ بن جبیر کے ساتھیوں نے کہا اے لوگو غنیمت کا مال لو غنیمت کا مال لو تمہارے ساتھی غالب آ گئے۔ تم کس انتظار میں ہو حضرت عبد اللہ بن جبیر نے کہا کیا تم وہ بھول گئے ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں فرمایا تھا اُنھوں نے کہا بخدا! ہم لوگوں کے پاس جائیں گے اور غنیمت کا مال پائیں گے۔ جب وہ ان کے پاس گئے (اور وہ خالی ہو گیا) تو ان کے رخ بدل گئے اور وہ بھاگتے ہوئے سامنے آ گئے (جہاں سے وہ بھاگے تھے اور لڑائی دوبارہ ہونے لگی) تو صحابہ کرام شکست کھا گئے یہی اللہ کا ارشاد ہے کہ جب رسول پیچھے والی جماعت میں اُن کو بلا رہے تھے (کہ اللہ کے بند میری طرف آؤ ہر کوئی دوبارہ ان پر عمل کرے گا وہ سختی ہوگا)

لَا حَيَاءُ كُلُّهُمْ وَقَدْ بَقِيَ لَكَ مَا يَسُوؤُكَ قَالَ يَوْمَ يَوْمٍ بِذِي الْحَرْبِ مِمَّالٌ  
 إِنَّكُمْ سَتَجِدُونَ فِي الْقَوْمِ مِثْلَهُ لَمَّا مَرَّ بِهَا وَلَمْ تُشَوِّفِي ثُمَّ أَخَذَ بِرُجْزٍ  
 أَعْلَى هَبْلٍ أَعْلَى هَبْلٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُجِيبُوهُ لَهُ  
 قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا نَقُولُ قَالَ قُولُوا اللَّهُ أَعْلَى وَأَجَلٌ قَالَ إِنَّا لَنَا الْعِزِّي  
 وَلَا عِزِّي لَكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُجِيبُوهُ لَهُ قَالُوا يَا رَسُولَ  
 اللَّهِ مَا نَقُولُ قَالَ قُولُوا اللَّهُ مُؤَلَانَا وَلَا مَوْلَى لَكُمْ

ہے تمہارے پاس عزی نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس کو جواب نہیں دیتے ہو صحابہ نے کہا یا رسول اللہ  
 ”صلی اللہ علیہ وسلم“ ہم کیا کہیں آپ نے فرمایا تم کہو اللہ ہمارا مددگار ہے تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

شرح : جنگ اُحد ہجرت کے تیسرے سال سات شوال میں ہفتہ کے روز ہوئی۔ جبکہ  
 سن عیسوی مارچ ۶۲۵ء تھا۔ اس کا باعث یہ تھا کہ جب بدر کی لڑائی میں

قریش کے سردار مارے گئے جن کو بدر کے بے آباد کنوئیں میں پھینکا گیا تھا اور باقی شکست خوردہ مکہ مکرمہ چلے گئے جبکہ ستر  
 کو قید کر لیا گیا تھا۔ تو عبد اللہ بن ابی ربیعہ، عکرمہ بن ابی جہل، صفوان بن امیہ اور دوسرے چند لوگ جن کے باپ بیٹے  
 اور بھائی وغیرہ بدر میں قتل ہو گئے تھے مکہ جا کر ابوسفیان سے ملے اور اس سے یہ بات کی کہ بدر میں قتل ہونے والوں  
 کا انتقام لیں۔ چنانچہ انھوں نے چند قبائل کنانہ اور تہامہ کے لوگوں کو جمع کیا اور دوسرے لوگوں کو بھی ساتھ لیا جو ان  
 کے مطیع اور فرمانبردار تھے اور وہ سب ایک لشکرِ جبار کی صورت میں نکلے اور ابوسفیان ان کا کمانڈر تھا جبکہ اس کی  
 بیوی ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بھی ساتھ تھی۔ یہ لشکر کفارِ تین ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں دو سو گھوڑ سوار جو لشکر  
 کے ار دگر و چل رہے تھے۔ خالد بن ولید مہینہ پر اور میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل مقرر تھے جبکہ گھوڑ سوار پر صفوان بن امیہ  
 تیر اندازوں کی تعداد ایک سو تھی اور سات سو فوجوان نہ ہی پہنے ہوئے تھے۔ اس لشکر میں تقریباً پندرہ عورتیں تھیں۔  
 ادھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار صحابہ کرام کا لشکر لے کر اُحد کے میدان میں پہنچ گئے لیکن عبد اللہ بن ابی بن  
 سلول تین سو ساتھیوں کو ہمراہ لے کر واپس مدینہ منورہ چلا گیا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف سات  
 صحابہ کرام رہ گئے۔ وادی کے مطابق ان میں ایک سوزہ تھی۔ صرف دو گھوڑے تھے ایک جناب رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کا اور دوسرا ابوربدہ کا گھوڑا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر اندازوں پر جو پچاس کی تعداد میں تھے۔  
 حضرت عبد اللہ بن جحیر کو امیر مقرر کیا تھا۔ اور جبل اُحد کے ساتھ مسلمانوں نے صف بندی کی اور مشرکوں نے حضورِ زین

اور تیر اندازوں پر عبد اللہ بن جحیر مقرر تھے

## بَابُ إِذَا فَرَعُوا بِاللَّيْلِ

۲۸۳۳ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعَادٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ قَالَ وَقَدْ فَرَعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَيْلَةً سَمِعُوا صَوْتًا قَالَ قَتْلَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ عُمَرَى وَهُوَ مُتَقَلِّدٌ سَيْفَهُ فَقَالَ لَمْ تُرَاعُوا لَمْ تُرَاعُوا لَمْ تُرَاعُوا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدْتُهُ بَحْرًا يَعْنِي الْفَرَسَ

تبدیل ہو گئی مسلمانوں کو اس ہزیمت سے سخت صدمہ پہنچا اور وہ اپنے شہداء پر درہے تھے اور منافق بہت خوش نظر آ رہے تھے۔ ادھر یہودیوں کے سینہ کی جلن بھی آشکارا ہونے لگی اور مدینہ منورہ میں منافق شادیلنے بجا رہے تھے۔ یہودیوں نے بات کرنے کا موقع غنیمت سمجھا اور یہ کہنا شروع کیا کہ اگر آپ نبی ہوتے تو مکہ والوں پر غلبہ کرتے اور ان کو ہزیمت کا منہ دیکھنا نہ پڑتا وغیرہ وغیرہ جتے رہے۔ لیکن حضرات علمد کرام کہتے ہیں کہ احد کے واقعہ اور وہاں مسلمانوں کی ہزیمت اور ان کے قتل ہونے میں کئی فائدے ہیں۔ ایک تو وہ وعدہ پورا ہوا جو بدر کی جنگ میں قیدیوں کو فدیہ لے کر واپس کرنے کے متعلق کہا تھا کہ ان کو قتل نہ کیا جائے ان کے بدل آئندہ احد کی جنگ میں اتنی تعداد میں جام شہادت نوش کریں گے۔ (ترمذی) دوسرا یہ کہ مسلمانوں کو پتہ چل گیا کہ نبی کے حکم کی نافرمانی میں کتنا نقصان ہوا اور اس کی نخواست ستر صحابہ کے قتل پر متحج ہوئی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ فوج پر کمانڈر کے حکم کی پابندی لازم ہے۔ تیسرا یہ کہ رسولوں کی عادت ہے کہ ان کو ابتلاء میں ڈالا جاتا ہے آخر وہ اس میں کامیاب ہوتے ہیں۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر رسول ہمیشہ ہمیشہ فاتح رہیں تو مومنوں میں غیر لوگوں کا بھی داخل ہو جانے کا امکان تھا جس سے بچے اور جھوٹے کا اقیاز نہ رہتا اور اگر ہمیشہ وہ کمزور رہتے تو بعثت کا مقصد ختم ہو جاتا تھا۔ اس لئے حکمت مقتضی یہی تھا کہ فتح و نصرت اور ابتلاء میں رہیں تاکہ سچے اور جھوٹے کا اقیاز نہ ہوتا رہے۔ اُحد کے واقعہ کو لیجئے کتنے منافق مٹنے لگے جو اس جنگ کے بعد ظاہر ہو گئے۔ اور مسلمانوں کو بھی پتہ چل گیا کہ ان کے گھروں میں ان کے دشمن موجود ہیں اور وہ ان سے احتراز کرنے لگے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے جنت میں درجات تیار کر رکھے ہیں وہاں تک ان کے اعمال نہیں پہنچتے اس لئے ان کو ابتلاء میں ڈالا جاتا ہے اور ان پر کالیف صدمات اور بلیات کے پہاڑ گرا دیے جاتے ہیں جن میں وہ ثابت قدم رہ کر ان درجات تک پہنچ سکتے ہیں۔ نیز ولی اللہ کا اعلیٰ مرتبہ شہادت ہے جس کی کنہہ کا درک نہیں ہو سکتا۔ علیٰ ہذا القیاس مسلمانوں کو کسی جنگ میں شکست ہو جانا ان کے دین

سَلَمَةُ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ قَالَ خَرَجْتُ مِنَ الْمَدِينَةِ ذَاهِبًا مَحْضًا إِلَى حَتَّى  
 إِذَا كُنْتُ بِشَنِيَّةِ الْغَابَةِ لَقِيتُنِي غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قُلْتُ وَمَا بِكَ  
 مَا بِكَ قَالَ أَخَذْتُ لِقَاحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ مَنْ أَخَذَهَا قَالَ  
 غَطْفَانُ وَفَزَارَةُ فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ أَسَمِعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا  
 يَا صَبَاحَا يَا صَبَاحَا ثُمَّ أُنْدَفَعْتُ حَتَّى أَلْقَاهُم وَقَدْ أَخَذُوا فَجَعَلْتُ  
 أَرْمِيهِمْ وَأَقُولُ أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمَ يَوْمَ الرُّضَيْعِ فَاسْتَنْقَذْتُهَا مِنْهُمْ  
 قَبْلَ أَنْ يَشْرَبُوا فَأَقْبَلْتُ بِهَا اسْوَقَهَا فَلَقِيتُنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْقَوْمَ عِطَاشٌ وَإِنِّي أَعْجَلْتُهُمْ أَنْ يَشْرَبُوا سَقَيْتُهُمْ  
 فَأَبْعَثْ فِي إِيْرِهِمْ فَقَالَ يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ مَلَكْتُ فَاسْجُرْ أَنَّ الْقَوْمَ يُقْرُونَ  
 فِي قَوْمِهِمْ

## باب۔ جس نے دشمن کو دیکھا اور بلند آواز سے پکارا ”یا صَبَاحَا“ حتی کہ لوگوں کو سُنایا،

ترجمہ: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے خبر دی انھوں نے کہا میں مدینہ منورہ سے

۲۸۳۴ —

غابہ کی طرف جانے کو نکلا اور جب غابہ کی پہاڑی پر پہنچا تو مجھے عبدالرحمن

بن عوف کا غلام ملا۔ میں نے اسے کہا تیری خرابی ہو تیرا کیا حال ہے (تو گھبرایا ہوا ہے) اُس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی اذنیٹیاں چوری کر لی گئیں۔ میں نے کہا کس نے لیں اُس نے کہا غطفان اور فزارہ پکڑ کر لے گئے۔ میں نے زور سے تین  
 آوازیں دیں اور مدینہ منورہ کے دو کناروں کے درمیان آواز پہنچائی وہ مدینہ والو فریاد کو پہنچو، اے لوگو فریاد کو پہنچو  
 پھر میں تیز دوڑا حتی کہ ان کو جالیا جبکہ وہ اذنیٹیاں لے جا رہے تھے۔ میں نے ان کو تیر مارنے شروع کئے اور یہ کہتا جاتا تھا  
 کہ میں اکوع کا بیٹا ہوں، آج ذیل کی ہلاکت کا دن ہے۔ میں نے اُن کا دودھ پینے سے پہلے سب اذنیٹیاں ان سے واپس  
 لے لیں اور ان کو ہانکتا ہوا آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آگے آکر مجھے بلے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ لوگ پیاسے ہیں

## بَابُ مَنْ قَالَ خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ فُلَانٍ وَقَالَ سَلَمَةُ خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ

۲۸۳۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ قَالَ سَأَلَ

أَوَّلِيَّتَهُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ الْبَرَاءُ وَأَنَا سَمِعْتُ أَمَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ  
يُولَ يَوْمَئِذٍ كَانَ أَبُو سَفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ أَخِذًا يَحْنَانُ بَغْلَتِهِ فَلَمَّا غَشِيَهُ  
الْمُشْرِكُونَ نَزَلَ فَجَعَلَ يَقُولُ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبُ ۖ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ  
لَمَّا رَأَى مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ أَشَدُّ مِنْهُ

باب — جس نے کہا اس کو پکڑ لو اور میں فلاں کا بیٹا ہوں

اور سلمہ بن اکوع نے کہا میں اکوع کا بیٹا ہوں،

۲۸۳۵ — ترجمہ : ابواسحاق نے کہا ایک شخص نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور کہا  
یا اباعمارہ، کیا حنین کی جگہ میں بھاگ گئے تھے۔ براء نے کہا اور میں سن رہا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس  
دن نہیں بھاگے۔ ابوسفیان بن حارث ان کے پھر کی لگام پکڑے ہوئے تھے۔ جب مشرکوں نے آپ کو گھیر لیا تو آپ اترے  
اور یہ فرمانا شروع کیا، میں نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں ۖ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں  
اس روز آپ سے بڑا کسی کو بہادر نہیں دیکھا گیا۔

۲۸۳۵ — شرح : اس حدیث کے باب کے عنوان اس سے پہلے حدیث کا حصہ ہے اس  
کی تفصیل یہ ہے کہ حنین بن حصین فراری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی اونٹنیاں پکڑے کے لئے قبیلہ غطفان سے چالیس گھوڑ سوار لئے اور اونٹنیاں لے کر چلے گئے تو صبح کو ایک  
آواز سنی گئی کہ اے اللہ کے بہادر شاہسوار و جلدی فریاد کو پہنچو چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدرہ کی  
صبح کو اسے کالباس پہن کر نکلے سب سے پہلے آپ کے پاس مقداد بن عمرو زندہ اور خود پہنے ہوئے تلوار کو لہراتے ہوئے  
آئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نیزے کے ساتھ جھنڈا باندھا اور فرمایا جاؤ گھوڑ سوار تمہارے پیچھے

شرح : بنو قریظہ یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا جو قلعہ میں محصور تھے اور انہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا حکم تسلیم کیا کہ ہم کو سعد بن معاذ کا فیصلہ منظور

ہے۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ جاہلیت میں یہ ان کے حلیف رہے ہیں اس لئے وہ ان کے موافق فیصلہ کریں گے جب انہوں نے ان کا فیصلہ تسلیم کر لیا اور قلعہ سے باہر آ گئے تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کو بلانے بھیجا وہ تشریف لائے جبکہ گدھے پر سوار تھے اور یہ فیصلہ کیا کہ جو بالغ ہیں ان کو قتل کر دیا جائے اور ان کی اولاد کو غلام بنالیا جائے اولاد میں ان کی عورتیں بھی شامل ہیں، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کا یہی فیصلہ ہے۔ چنانچہ صحیح میں ہے ”قَضَيْتُ بِحُكْمِ اللَّهِ“ تم نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ”ملک“ کا لام مفتوح و مکسور پڑھا گیا ہے۔ اگر مفتوح پڑھنا صحیح ہو تو معنی یہ ہوگا تم نے وہ فیصلہ کیا ہے جو اللہ کی طرف سے جبرائیل علیہ السلام لے کر آئے ہیں۔ اس احتمال کو ابن جوزی نے مسترد کرتے ہوئے کہا اگر فرشتہ حکم لے کر نازل ہوتا تو اس حکم پر عمل کیا جاتا اور حضرت سعد بن معاذ کا اجتہاد ترک کر دیا جاتا۔ نیز صحیح کے بعض الفاظ یہ ہیں ”قَضَيْتُ بِحُكْمِ اللَّهِ“ ابن جوزی کے خیال کے مطابق ”ملک“ کے لام کو مکسور پڑھا جائے کہ تم نے وہ فیصلہ کیا ہے جو اللہ کا فیصلہ ہے۔ لیکن بخاری کے علاوہ ایک روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کے فیصلہ کے بعد فرمایا سحری کے وقت میرے پاس فرشتہ یہی حکم لے کر آیا تھا۔ اور ابن جوزی کا یہ کہنا کہ اس وقت سعد کے اجتہاد کی ضرورت نہ ہوتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ سعد کا فیصلہ یہودیوں کی اطمینان کے لئے تھا۔ وہ سعد کے فیصلہ پر اجتہاد کرتے تھے اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس فیصلہ کو پہلے سے جانتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کیے امور میں کسی کو حاکم بنانا جائز ہے۔ اس میں خوارج کے مذہب کی تردید ہوتی ہے جبکہ ان کے مذہب میں حکیم جائز نہیں اسی لئے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تحکیم کو مسترد کر دیا تھا جبکہ انہوں نے جنگ صفین میں ابو موسیٰ اشعری کو حاکم تسلیم کیا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص کو حاکم تسلیم کیا تھا اور انہوں نے بیک زبان کہا تھا کہ جو فیصلہ یہ دونوں حضرات کر دیں وہ فیصلہ دونوں کے لئے قابل قبول ہوگا۔ اس پر بعض لوگ حضرت علی کے مخالف ہو گئے اور کہنے لگے ”إِن الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ“ کہ حکم صرف اللہ کا ہے۔ لہذا یہ تحکیم صحیح نہیں اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”كَلِمَةٌ حَقٌّ أُرِيدَ بِهَا الْبَاطِلُ“ یہ کلام حق ہے کہ فیصلہ صرف اللہ کا ہے لیکن انہوں نے اس سے باطل شئی کا ارادہ کر لیا ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ثالثی فیصلہ جائز ہے۔ اور ثالث کے فیصلہ کرنے سے پہلے فریقین یا کوئی اس کی تحکیم مسترد کر سکتا ہے لیکن جب ثالث فیصلہ کر دے تو اس کو مسترد نہیں کر سکتے ہیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ یا حاکم کو چاہیے کہ اہل علم و فضل کا اکرام و اعزاز کریں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اہل فضل کا اکرام اور ان کے استقبال کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے۔ اور جس قیام سے منع کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ جب تک کوئی امیر وغیرہ بیٹھا ہے وہ بے جان ہو کر اس کے سامنے کھڑے رہیں۔ لہذا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث

## بَابُ هَلْ يَسْتَأْذِنُ الرَّجُلُ وَمَنْ لَمْ يَسْتَأْذِنْ مَنْ رَكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ

۲۸۳۸ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ  
أَبِي سَفْيَانَ بْنِ أَبِي سَيْدٍ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ وَهُوَ خَلِيفَةُ لَبْنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ  
أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَةَ رَهْطٍ  
سَرِيَّةً عَيْنًا وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ مَرْبِنٍ  
الْخَطَّابِ فَأَنْطَلَقُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالْهَدَاةِ وَهُوَ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوا

تھا پھر مرتد ہو گیا اور اس شخص کو قتل کر دیا جو اس کی خدمت کیا کرتا تھا اس نے دو ہتھکڑیاں رکھی تھیں وہ جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوکھا کرتی تھیں اور مسلمانوں کی خدمت کے گانے گاتی تھیں اگر یہ سوال ہو کہ صبح صبح کب جو کوئی  
مسجد میں داخل ہو وہ امن میں ہے۔ لہذا ان دونوں حدیثوں میں تضاد پایا گیا اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں اصل  
کا قتل مخصوص ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کچھ وقت کے لئے حرم میں قتال کی اجازت دی گئی اس کے  
بعد قیامت کسی کے لئے حرم میں قتال جائز نہیں۔

## بَابُ — كَيْفَ كَوْنِ شَخْصٍ أَيْنَ كَوْنِهِ كَرَادِهِ

اور جو گرفتاری نہ دے؟ اور

جس نے قتل ہونے کے وقت دو رکعت نماز پڑھی!

ترجمہ: عمر بن ابی سفیان بن اسید بن جاریہ ثقفی نے کہا اور وہ بنی زہرہ کے

۲۸۳۸ —

خلیف اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہیں کہ جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے دس آدمیوں کا گروہ جاسوس بنا کر بھیجا اور عاصم بن ثابت انصاری کو جو عاصم بن عمر کا دادا ہے ان  
کا سردار مقرر کیا وہ چلتے رہے حتیٰ کہ جب مقام ہدآہ میں پہنچے اور وہ عُسْفَانَ اور مکہ کے درمیان ہے تو ہڈیل کے  
ایک قبیلہ جس کو بنو لُحْیَان کہا جاتا ہے سے ان کا ذکر کیا گیا ہے تو وہ تقریباً دو سو آدمی جو تمام تیر انداز تھے ان کے

عَبْدُ مَنَاةٍ وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ فَلَبِثَ خُبَيْبٌ  
عِنْدَهُمْ أَسِيرًا فَاخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمِيصٍ أَنَّ بِنْتَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ  
أَنَّهُمْ حِينَ اجْتَمَعُوا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوسَى لِيُسْتَعَدَّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ فَأَخَذَ ابْنَانِي وَ  
أَنَا غَافِلَةً حَتَّى آتَاةٌ قَالَتْ فَوَجَدْتُهُ مُجْلِسَهُ عَلَى فُجْدِهِ وَالْمُوسَى بِيَدِهِ فَفَرَعْتُ  
فَرَعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فِي وَجْهِ فَقَالَ اتَّخَشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذَلِكَ  
وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ أَسِيرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ قَالَهُ لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ  
مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ فِي يَدِهِ وَأَنَّهُ لَمُوتٌ فِي الْحَدِيدِ وَمَا بِمَلَكَةٍ مِنْ شَرِّكَاتٍ  
تَقُولُ إِنَّهُ لَرِزْقٌ مِنَ اللَّهِ رَزَقَهُ خُبَيْبًا فَلَمَّا خَرَجُوا مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الْحِلِّ  
قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ ذَرُونِي أَرْكُمُ رَكَعَتَيْنِ فَتَرْكُوهُ فَرَكُمُ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ لَوْلَا أَنْ  
نَظُنُّوَا أَنَّ مَا بِي جَزَعٌ لَطَوَّلْتُهَا اللَّهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا وَقَالَ .....

یعنی جو قتل ہو گئے ہیں انھوں نے اس کو کھینچا گھسیٹا اور اس کو مجبور کیا کہ ان کا سامتی بنے لیکن اس نے انکار کر دیا  
تو انھوں نے اس کو قتل کر دیا اور وہ خبیب اور زید بن دثنہ کو ساتھ لے گئے حتیٰ کہ ان کو مکہ مکرمہ میں فروخت کر دیا  
یہ بدر کے بعد کا واقعہ ہے۔ خبیب کو تو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کے بیٹوں نے خرید لیا اور خبیب نے  
بدر کی جنگ میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ حضرت خبیب ان کے پاس کچھ مدت قیدی رہے (دلاوی نے کہا) مجھے عبد اللہ بن عباس  
نے بتایا کہ حارث کی بیٹی نے ان سے بیان کیا کہ جب حارث کے بیٹوں نے خبیب کو قتل کرنے پر اتفاق کیا تو اس  
نے اس سے استرا مانگا تا کہ زیر نان بال اُتلیں۔ حارث کی بیٹی نے اس کو استرا دے دیا۔ خبیب نے میرا بیٹا پکڑ  
لیا جبکہ میری غفلت کی حالت میں وہ اس کے پاس چلا گیا تھا۔ میں نے خبیب کو دیکھا کہ اس نے اس کو اپنی گود میں  
بٹھایا ہے اور استرا خبیب کے ماتھ میں ہے۔ میں سخت گھبرائی جس کو خبیب نے میرے چہرے سے بچانا اور کہنے لگا  
کیا تو ڈرتی ہے کہ میں اس کو قتل کر دوں گا میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ بخدا میں نے خبیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں  
دیکھا خدا کی قسم میں نے ایک دن اس کو دیکھا کہ اس کے ماتھ میں انگور ہیں جو وہ کھا رہا ہے۔ حالانکہ وہ لوہے کی  
زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اور اس وقت مکہ میں کوئی پھل نہ تھا۔ وہ کہتی تھی کہ وہ اللہ کی طرف سے رزق تھا جو اللہ نے  
خبیب کو دیا تھا جب اس کو قتل کرنے کے لئے حرم سے حل میں لے گئے تو ان سے خبیب نے کہا مجھے چھوڑ دو میں دو رکعت  
نماز پڑھ لوں انھوں نے چھوڑ دیا تو خبیب نے دو رکعتیں پڑھیں پھر کہا اگر تم یہ خیال نہ کرتے کہ میں قتل سے گھبرایا ہوں

## بَابُ فَكَالِ الْأَسِيرِ

۲۸۳۹ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ شَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي  
وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُّوا الْعَالِي  
يَعْنِي الْأَسِيرَ وَأَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعَوِّدُوا الْمَرِيضَ

وہ باقی دونوں کو مکہ لے گئے۔ وہاں مجیر بن ابی اباب تمیمی بنو حارث کا حلیف تھا۔ اُس نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کو عقبہ بن حارث کے لئے خرید لیا۔ تاکہ وہ ان کو اپنے والد کے بدلہ میں قتل کر دے۔ بعض ناقلین کہتے ہیں کہ ابوا اباب بن عزیز، عکرمہ بن ابی جہل، اخنس بن ابی شریح، عبیدہ بن حکیم بن اوقص، امیہ بن ابی عقبہ، حضرمی کے بیٹوں اور صفوان بن امیہ نے حضرت حبیب کو خرید لیا یہ سب لوگ بدر میں قتل ہونے والے کافروں کے بیٹے ہیں انھوں نے حبیب کو خرید کر عقبہ بن حارث کے حوالہ کر دیا۔ اُس نے کچھ عرصہ اس کو قید رکھا حتیٰ کہ حرم کے مہینے گزر گئے پھر تنعیم میں لے جا کر اس کو قتل کر دیا۔ کیونکہ اُس نے بدر کی لڑائی میں کفار کا ایک سردار قتل کیا تھا جس کو عقبہ بن ابی معیط کہا جاتا تھا اور حضرت عامر نے سلاقہ بنت سعد کے دو بیٹے احد کی لڑائی میں قتل کئے تھے اُس نے نذر مانی ہوئی تھی کہ اگر وہ عامر کے سر کی کھوپڑی پر قادر ہوئی تو اس میں شراب ڈال کر پئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھڑوں کا ایک گروہ بھیج دیا جس نے عامر کی حفاظت کی اور وہ عامر کے جسم سے کچھ بھی نہ کاٹ سکے، وہ جب اس سے عاجز ہو گئے تو کہنے لگے یہ مکھیاں رات کو چلی جائیں گی تو پھر کاٹ لیں گے جب رات ہوئی تو ان کو زمین نکل گئی۔ تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عامر کے جسم کا کوئی حصہ کاٹنے سے کفار کو منع کیا اور مکھڑوں کے ذریعہ ان کی حفاظت کی اور ان کے قتل ہونے سے حفاظت نہ کی اس کا سبب یہ تھا کہ قتل شہادت کا سبب ہے اور ان کے جسم کا کوئی حصہ کاٹ جانے میں کوئی ثواب نہ تھا بلکہ ان کے جسم کی توہین تھی اس لئے کافروں کو ان کے جسم کا کوئی حصہ کاٹنے کی جرأت نہ ہوئی۔ نیز حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ وہ کسی مشرک کو مس نہیں کرے گا اور نہ ہی اس کو کوئی مشرک مس کرے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو قسم سے بری کیا اور کسی مشرک کو ان تک پہنچنے کی قدرت میسر نہ ہوئی۔ الحاصل محمد بن اسحاق نے عامر اور قتادہ کے ذریعہ بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبیلہ عضل اور قارہ سے چند لوگ آئے اور انھوں نے کہا ہم اسلام قبول کیجئے ہیں۔ ہمارے ساتھ چند صحابہ کرام بھی ہیں جو ہمیں اسلام کے احکام کی تعلیم دیں اور قرآن پڑھائیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ مرثد بن ابی مرثد غنولی، خالد بن بکیر لثی، ثابت بن ابی افع، حبیب بن عدی، زید بن دثمنہ اور عبد اللہ بن طارق کو بھیجا اور مرثد بن ابی مرثد غنولی کو ان کا امیر مقرر کیا۔ لیکن صحیح تر روایت وہ ہے جو امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح میں ذکر کی ہے کہ دس جاسوس بھیجے گئے تھے اور حضرت عامر بن ثابت ان کے امیر تھے جن میں سے سات کو مقام ربیع میں قتل کر دیا گیا اور

## بَابُ فِدَاءِ الْمُشْرِكِينَ

۲۸۴۱ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ  
 عَنْ عُقْبَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ  
 أَنَّ رِجَالًا مِنْ الْأَنْصَارِ اسْتَأْذَنُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا  
 يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْذَنْ فَلَنُتَوَكَّلَ لَابْنِ أَخْتِنَا عَبَّاسٍ فَدَاءَهُ فَقَالَ لَا تَدْعُونِ  
 مِنْهُ دُرْهَمًا وَقَالَ ابْرَاهِيمُ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ ابْنِ النَّبِيِّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَبَاءَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 أَعْطِنِي فَإِنِّي فَادَيْتُ نَفْسِي وَفَادَيْتُ عَقِيلًا فَقَالَ خُذْ فَأَعْطَاهُ فِي ثَوْبِهِ

سنت مؤکدہ کہتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وصی نہ تھے جیسا کہ بعض لوگوں  
 نے مشہور کر رکھا ہے۔ کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اپنا بیان ہے کہ اس صحیفہ میں دیت کے احکام قیدیوں کو رہائی  
 دلانا مکتوب ہے اور یہ کہ کافر حربی کے عوض مسلمان کو قتل نہ کیا جائے اگر آپ وصی ہوتے تو اس میں وصیت کا بھی ذکر  
 ہوتا نیز ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گود میں وفات پائی  
 تو آپ نے خلافت کی وصیت کس وقت فرمائی؟ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

## بَابُ مُشْرِكُونَ كَافِرِيهِ اَدَا كَرْنَا

۲۸۴۱ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار سے چند لوگوں  
 نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی، انھوں نے  
 کہا یا رسول اللہ! آپ اجازت دیں کہ ہم اپنے بھانجے عباس سے فدیہ چھوڑ دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 تم فدیہ ایک درہم بھی نہیں چھوڑو گے، ابراہیم نے عبدالعزیز بن صہیب کے ذریعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے  
 روایت نقل کرتے ہوئے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین سے مال آیا تو آپ کے پاس حضرت عباس  
 آئے اور کہا یا رسول اللہ! مجھے مال دیجئے میں اپنی جان کا فدیہ دیا ہے اور عقیل کا بھی فدیہ دیا ہے۔ آپ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا لو اور ان کے کپڑے میں ان کو مال دیا،  
 ۲۸۴۲ — ترجمہ : محمد بن جبیر نے اپنے باپ جبیر بن مطعم سے روایت کی جبکہ وہ بدر کے قیدیوں

**بَابُ الْحَرْبِ إِذَا دَخَلَ دَارَ الْإِسْلَامِ بِغَيْرِ أَمَانٍ**  
 ۲۸۴۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ ثَنَا أَبُو الْعَمَاسِ عَنْ إِيَّاسِ بْنِ سَلَمَةَ  
 بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَيْنٌ  
 مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَهُوَ فِي سَفَرٍ فَجَلَسَ عِنْدَ أَصْحَابِهِ يَتَحَدَّثُ ثُمَّ أُقْتِلَ  
 فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْلُبُوهُ وَاقْتُلُوهُ فَتَقْلَهُ سَلْبَهُ يَعْنِي  
 — أَعْطَاهُ —

## باب۔ جب دارالاسلام میں امان لئے بغیر داخل ہو

۲۸۴۳۔ ترجمہ : ایاس بن سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہم نے اپنے والد سلمہ بن اکوع سے روایت کی انھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مشرکوں کا جاسوس آیا جبکہ آپ ایک سفر میں تھے وہ آپ کے صحابہ کرام کے پاس بیٹھ گیا اور باتیں کرنے لگا پھر وہ جلدی سے اٹھ کر چلا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو تلاش کرو اور قتل کر دو۔ حضرت سلمہ بن اکوع نے اس کو قتل کیا تو آپ نے اس کا سارا سامان سلمہ بن اکوع کو دے دیا۔

۲۸۴۳۔ شرح : حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے جس حربی کو قتل کیا تھا وہ امان لے کر نہ آیا تھا بلکہ وہ فساد ڈالنے آیا تھا۔ دراصل مذکور جاسوس سے بظاہر یہ موبہم تھا کہ وہ امان لے کر آیا تھا لیکن جب اُس نے اپنا کام کر لیا اور جاسوسی پوری کر لی تو جلدی سے دوڑنے لگا جس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ وہ حربی ہے اور امان لئے بغیر دارالاسلام میں داخل ہوا ہے اس لئے اس کو قتل کر دیا گیا۔ اس طرح یہ حدیث عنوان کے مطابق ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حربی جاسوس کو قتل کیا جائے گا اس میں تمام علماء کا اتفاق ہے۔ لیکن جاسوس معاہدہ یا ذمی میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جاسوس معاہدہ یا ذمی جب جاسوسی کرے تو اس کا معاہدہ اور ذمہ ختم ہو جاتا ہے۔ اگر حکومت اس کو غلام بنا نا چاہے تو بنا سکتی ہے۔ اور اس کو قتل کر دینا بھی جائز ہے۔ جمہور علماء کہتے ہیں اس طرح معاہدہ ختم نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی شرط نہ کی جائے کہ اگر اس معاہدہ نے جاسوسی کی تو معاہدہ ختم ہوگا۔ اگر جاسوس مسلمان ہو تو امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور بعض مالکی علماء رضی اللہ عنہم کہتے ہیں حکومت حسبِ منشا اس کو تعزیر لگا سکتی ہے قتل نہیں کر سکتی۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس کے متعلق امام اجتہاد کرے جو بھی اس کے علم و یقین میں

## بَابُ جَوَائِزِ الْوَفْدِ

۲۸۴۵ — حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ ثَنَا ابْنُ عُمَيْيَّةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ يَوْمَ الْخَيْبِ وَمَا يَوْمُ الْخَيْبِ  
تَمَرَكِي حَتَّى خَضِبَ دَمْعُهُ الْحَضْبَاءَ فَقَالَ أَشَدَّ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ يَوْمَ الْخَيْبِ فَقَالَ اسْتَوْفِي بَكْتَابِ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ  
تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا فَتَنَازَعُوا وَلَا يَنْبَغِي عِنْدِي نِي تَنَازَعُ فَقَالُوا أَهْجَرِ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعُونِي فَإِلَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ  
وَأَوْصَى عِنْدَ مَوْتِهِ بِثَلَاثِ أَخْرَجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَأَجِيزُوا  
الْوَفْدَ بِخَوْمٍ أَكُنْتُ أَجِيزُهُمْ وَلَسِيْتُ الثَّالِثَةَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ  
أَبُو يَعْقُوبَ بْنُ مُحَمَّدٍ سَأَلْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ  
فَقَالَ مَكَّةُ وَالْمَدِينَةُ وَالْيَمَامَةُ وَالْيَمَنُ وَقَالَ يَعْقُوبُ وَالْعَرَجُ أَوَّلُ تَهَامَةٍ

## بَابُ — وَفْدٍ كَوْعُطِيَّةٍ دِينَا

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا جمعرات کا دن

۲۸۴۵ —

اور جمعرات کا دن کیا دن ہے۔ پھر وہ روپڑے

حتیٰ کہ ان کے آنسوؤں نے کنکریاں تر کر دیں اور کہا جمعرات کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض سخت  
ہو گیا، تو آپ نے فرمایا میرے پاس کتاب لاؤ میں تمہارے لئے تحریر کروں پھر میرے بعد کسی نہ پھسلو گے لوگوں نے  
جھگڑا کیا اور نبیؐ، علیہ الصلوٰۃ والسلام، کے پاس جھگڑا مناسب نہیں لوگوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا چھوڑ  
رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو میں جس حالت میں ہوں اس سے بہتر ہوں جس طرف تم مجھے بلارہے ہو اور وفات  
کے وقت آپ نے تین باتوں کی وصیت کی عرب کے جزیرہ سے مشرکوں کو نکال دو، وفد کو اسی طرح عطیہ دو جس طرح  
میں ان کو دیا کرتا تھا۔ تیسری بات کو میں بھول گیا۔ یعقوب بن محمد نے کہا میں نے مغیرہ بن عبد الرحمن سے جزیرہ عرب کے  
متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، یمامہ اور یمن ہے۔ یعقوب نے کہا عرج سے مراد تھامہ کی ابتدائی حصہ ہے۔

فیصلہ کر لیں اگر ہمارے لئے ہو تو ہم کو معلوم ہو جائے گا اور ہم لوگوں کو کہہ سکیں گے ادا اگر کسی اور کے لئے فرمائیں گے تو ہم اس کو خبردار کر سکیں گے اس کے جواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا میں اس کے لئے آپ سے ہرگز کچھ عرض نہیں کروں گا کیونکہ اگر آپ نے انکار کر دیا تو لوگ ہم کو کبھی خلافت پر فائز نہیں ہونے دیں گے میں تو آپ سے خلافت کے متعلق کبھی عرض نہیں کروں گا۔ اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت علی وصی نہیں تھے ورنہ ان کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ جانے میں کیا مانع تھا؟

علاوہ ازیں ایام مرض میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی نماز کی امامت پر مامور تھے۔ اور کسی کو نماز پڑھانے کی ہرگز اجازت نہ تھی حتیٰ کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب ایک نماز میں امامت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز سن کر فرمایا: ”لا“ یہ نماز نہ پڑھائیں۔ اور فرمایا: ”مَرُّوا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ“ کہ ابوبکر کو کہو وہ نماز پڑھائیں، غالباً اثنا عشر یہ کی کتب میں بھی یہ مذکور نہیں کہ حضرت علی نے کوئی نماز ایام مرض میں پڑھائی ہو، البتہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی نماز پڑھاتے رہے حتیٰ کہ آخری نماز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پڑھا رہے تھے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرہ طیبہ کا پردہ اٹھا کر دیکھا اور مسکرائے اور فرمایا اے اللہ تو گواہ رہ کہ میں نے تبلیغ کر دی ہے۔ اس کے بعد آپ وفات فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ“ اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو دلائل سے یہی ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت مبرہن اور مجمع علیہ ہے۔ جبکہ اطراف و اکناف کے لوگ اور جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس پر متفق تھے۔ حتیٰ کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی اس پر کوئی تنقید نہ کی تھی اور برضاد عام صحابہ کرام کے مجرم میں آپ کی بیعت کی واللہ یہی اسبیل ”قوله اَهْجَرَ“ ہمزہ استفہام ماضی کے صیغہ پر داخل ہے۔ ایک روایت میں ہمزہ نہیں۔ یعنی جب انھوں نے دیکھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں دار فنا سے انتقال کی علامات ظاہر ہو رہی ہیں تو انھوں نے کہا کیا آپ ہم کو داغ مفارقت دے رہے ہیں؟ اس کا صحیح معنی یہی ہے۔ بعض علماء نے کچھ اور معانی بھی بیان کئے ہیں لیکن آپ کی شان کے لائق نہیں اور نہ ہی وہ عقل کا مقتضی ہیں۔ چنانچہ ابن بطلال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ لوگوں نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام خلط ملط ہو رہا ہے اور یہ قابل فہم نہیں۔ ابن تین نے کہا ”محاورہ ہے“ کہ ہجر العلیل، جبکہ بیمار! دھرا دھر کی باتیں کرے۔ ابن درید نے کہا۔ کہا جاتا ہے ”هَجَرَ الزَّجَلُ فِي الْمَنْطِقِ“ جب وہ ایسی باتیں کرے جن کا کوئی مفہوم نہ ہو اور اَهْجَرَ کا معنی ان میں اضافہ ہے، ان تمام معانی میں ترک ادب اور یہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی شان کے لائق نہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ”اَهْجَرَ“ میں ہمزہ استفہام انکاری کا ہے۔ یعنی جن لوگوں نے کہا تھا کہ نہ لکھو انھوں نے ان کے کلام کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ آپ کو ایسا نہ سمجھو جیسے کوئی بے مقصد بات کر رہا ہے۔ اور اگر ہمزہ کے بغیر روایت صحیح ہو تو معنی یہ ہو گا کہ راوی نے جب آپ کی وفات کی حالت اور عظیم مصیبت دیکھی تو اس کو حیرت اور دہشت لاحق ہوئی اور تکلیف کی شدت کی ہجر سے تعبیر کی ”اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ”دَعُوْنِي“ مجھے چھوڑو اور میرے پاس جھکنا نہ کرو، کا معنی یہ ہے کہ میں خالق کائنات سے ملاقات کی تیاری میں مصروف و مراقب ہوں اور اس کی فکر میں پوری توجہ مبذول کر رکھی ہے لہذا میرے پاس جھکنا کرنا مناسب

**بَابُ كَيْفَ يُعْرَضُ الْإِسْلَامُ عَلَى الصَّبِيِّ**  
**۲۸۴۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا هِشَامُ أَنَا مَعْمُرُ بْنُ الزُّهْرِيِّ**  
**أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ انْطَلَقَ فِي رَهْطٍ**

## باب قاصدوں کی آمد پر زیالش کرنا،

**۲۸۴۷ — ترجمہ :** سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ریشمی جوڑا بازار میں فروخت ہوتا پایا تو وہ لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "یہ جوڑا خرید لیجئے اور عید اور وفود (قاصدوں) کی آمد کے وقت زیب تن کیا کریں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لباس صرف اُن لوگوں کے لئے ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں پھر ماشاء اللہ کچھ دن ٹھہرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی جبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا تو وہ اس کو لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا تھا کہ یہ اُن لوگوں کا لباس ہے جن کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں یا یہ فرمایا۔ اس کو وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں حصہ نہیں پھر آپ نے میری طرف بھیجا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو فروخت کر دو یا اس سے کوئی حاجت پوری کر لو۔

**۲۸۴۷ — شرح :** چادر اور تہبند کا جملہ کہلاتا ہے۔ استبرق مٹا ریشمی کپڑا ہے یہ غیر عربی لفظ ہے دراصل یہ استبرہ ہے "وفد" وفد کی جمع ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو رسول یا امیر کے پاس باہر سے آتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ریشم مردوں کے لئے ضرورت کے بغیر حرام ہے۔ البتہ جسم پر فارش ہو جائے یا جنگ میں پہننا جائز ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جمعہ کے روز اور قاصدوں کی آمد پر نفیس اور عمدہ کپڑے پہننے پائیں اور قریبی رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ کرنا چاہیے اگرچہ وہ کافر ہوں جیسے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ریشمی جبہ اپنے مشرک بھائی کو ملکہ بھیج دیا تھا نیز نیک اور صالح لوگ خود بخود خرید و فروخت کر سکتے ہیں۔ یہ حدیث (۸۴۸) کتاب البیعیں میں بھی گندی

## باب بچوں پر اسلام کیسے پیش کیا جائے

**۲۸۴۷ — ترجمہ :** حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر فاروق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ایک گروہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ابن صیاد کی طرف گئے اور بنی مغالہ کے ٹیلوں کے پاس اس کو بچوں کے ساتھ کھیلتا ہوا پایا جبکہ اس وقت ابن صیاد

التَّحْلِ وَهُوَ يَحْتَلُّ أَنْ يَسْمَعَ مِنْ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ وَأَبْنُ صَيَّادٍ  
مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا رُمُزَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَقَيُّ بِحِذْوِ عِمْرٍ التَّحْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ أَيُّ صَافٍ وَهُوَ اسْمُهُ  
فَتَارَ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكْتَهُ بَيْنَ وَقَالَ سَالِمٌ قَالَ  
أَبْنُ عُمَرَ ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَتْنِي عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ  
أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَالَ فَقَالَ إِنِّي أَنْذَرُكُمْ مَوْتَهُ وَمَا مِنْ بَنِي الْاَوْقَدِ أَنْذَرَهُ  
قَوْمُهُ لَقَدْ أَنْذَرَهُ نُوحٌ قَوْمَهُ وَلَكِنْ سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ  
لِقَوْمِهِ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ إِعْوَرٌ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِإِعْوَرَ  
بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہے تو تم اس پر ہرگز مستط نہیں ہو سکتے ہو اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو اس کے قتل میں بہتری نہیں۔ ابن عمر  
نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابی بن کعب چلتے ہوئے کھجور کے درختوں میں آئے جن میں ابن صیاد رہتا تھا  
حتیٰ کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم درختوں کے تنوں میں چھپنے لگے (تاکہ وہ آپ کو دیکھ نہ سکے) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
حیلہ کر رہے تھے تاکہ ابن صیاد کے دیکھنے سے پہلے آپ اس سے کچھ سُن لیں جبکہ ابن صیاد اپنے بسترے پر اپنی چادر  
میں لپیٹا ہوا لیٹا تھا جس میں گنگناہٹ کی آواز آرہی تھی۔ ابن صیاد کی ماں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا جبکہ آپ  
کھجور کے تنوں کی آڑ میں چھپتے چھپاتے تشریف لے جا رہے تھے۔ اس نے ابن صیاد کو کہا۔ اے صاف۔ یہ اس کا  
نام ہے۔ ابن صیاد جلدی سے اٹھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ عورت اس کو چھوڑے دیتی (بیدار نہ کرتی)  
تو وہ بہت کچھ بیان کرتا۔ سالم نے کہا ابن عمر نے کہا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطب کیا اور اللہ کی ثناء  
کی جس کے وہ لائق ہے۔ پھر دجال کو ذکر کیا اور فرمایا میں تم کو دجال سے ڈراتا ہوں کوئی بھی نبی نہیں ہوا لیکن اس نے  
اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے عنقریب اس کے متعلق بات کروں گا جو کسی نبی نے اپنی قوم سے نہیں کی۔ تم یقین کرو کہ وہ  
بھینکا ہے اور اللہ تعالیٰ بھینکا نہیں ہے۔ (حدیث ۱۲۷۵ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے)

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود سے فرمانا  
مُسلماں ہو جاؤ سلامتی میں ہو گے،

۲۸۵۰ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ  
 أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اسْتَعْمَلَ مَوْلًى لَهُ يُدْعَى هُنَيْئًا عَلَى الْحَبَشِيِّ فَقَالَ يَا هُنَيْئُ  
 أَهْمُكُمْ جَنَاحُكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَآتَى دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنْ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ  
 مُسْتَجَابَةٌ وَأَدْخَلَ رَبَّ الصَّرِيْمَةِ وَرَبَّ الْغَنِيْمَةِ وَإِتَاى وَنَعَمَ ابْنُ عَوْنٍ  
 وَنَعَمَ ابْنُ عَفَّانَ فَإِذَا هُمَا إِنْ تَهْلِكُ مَا شِئْتُمَا يَرْجِعَانِ إِلَى زَرْعٍ وَنَخْلٍ وَإِنْ  
 رَبَّ الصَّرِيْمَةِ وَرَبَّ الْغَنِيْمَةِ إِنْ تَهْلِكُ مَا شِئْتُمَا يَأْتِيَنَّ بَيْنِيهِ فَيَقُولُ يَا  
 أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَفَتَارَكْتُمُ أَنَا لَا أَبَالِكُ كَالْمَاءِ وَالْكَلَا أَيْسَرُ

صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیل کے مسلمان ہونے سے پہلے اس کے تصرف کو تسلیم کیا اور جو تصرف اسلام کے بعد ہو وہ بطریق اولیٰ مسلم ہے۔ باب کے عنوان کی توضیح یہ ہے کہ جب دارالحرب میں حربی مسلمان ہو جائیں۔ جالانکہ وہاں ان کے اموال اور زمینیں اور دیگر سرمایہ ہے جب ان پر مسلمان غلبہ حاصل کر لیں تو وہ اپنے سرمایہ وغیرہ کے حقدار ہیں۔ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا جو شخص دارالحرب میں مسلمان ہو جائے جبکہ وہاں اس کی زمینیں اور دیگر اموال ہیں۔ اس کے بعد وہ سب کچھ چھوڑ کر دارالاسلام میں آگیا پھر مسلمانوں نے دارالحرب پر حملہ کیا اور وہ شخص مسلمان فوج میں شامل تھا وہ اپنے اموال، زمینیں اور چھوٹے چھوٹے بچے اپنی تحویل میں کر لے کیونکہ چھوٹے بچے اسلام میں اپنے والد کے تابع ہوتے ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اس کا تمام سرمایہ مفتوح علاقہ کے تابع ہیں لہذا وہ سب فی ہوں گے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان میں فرق کیا ہے انھوں نے کہا جب وہ اپنے شہر میں مسلمان ہو گیا پھر وہ دارالاسلام میں آگیا اس کی چھوٹی اولاد آزاد مسلمان ہیں اور جو سرمایہ مسلمان یا ذمی کے پاس امانت رکھا ہے وہ اس کی ملکیت ہے۔ اور جو سرمایہ عربی کے پاس امانت رکھی ہے وہ اور اس کی زمین فی شمار ہوگی وہ اس کا حقدار نہ ہوگا اور جب وہ دارالاسلام میں مسلمان ہوا پھر مسلمانوں نے دارالحرب پر غلبہ حاصل کر لیا تو اس کا سارا مال مسلمانوں کے لئے فی ہے۔ کیونکہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک دارالاسلام اور دارالحرب کا حکم مختلف ہے۔ امام شافعی اور امام مالک رضی اللہ عنہما نے دارالاسلام میں مسلمان ہونے اور دارالحرب میں مسلمان ہونے میں فرق نہیں کیا (یعنی) واللہ ورسولہ اعلم!

۲۸۵۰ — ترجمہ : زید بن اسلم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے آزاد کردہ غلام ہنیتی کو چراہ گاہ پر حاکم مقرر کیا اور فرمایا اے ہنیتی مسلمانوں پر مہربانی کرنا اور مظلوم کی بددعاء سے بچنا کیونکہ مظلوم کی بددعاء مقبول ہے۔ اور اس چراگاہ میں

## بَابُ كِتَابَةِ الْإِمَامِ النَّاسِ

۲۸۵۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ شَنَا سَفِينُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي  
وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْتُبُوا لِي مَن  
يَلْفِظُ بِالْإِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ فَكُتِبْنَا لَهُ أَلْفًا وَخَمْسِمِائَةً رَجُلٌ فَقُلْنَا خُذْ  
وَمَنْ أَلْفٌ وَخَمْسِمِائَةً فَلَقَدْ رَأَيْنَا ابْتِلَانًا حَتَّى أَنَّ الرَّجُلَ لَيُصَلِّي  
وَحْدَهُ وَهُوَ خَائِفٌ

دونوں کو بطور مثال ذکر کیا ہے کیونکہ ان کے مولشی بہت زیادہ تھے جبکہ وہ مال دار صحابہ میں سے تھے۔ ان کو حتمی طور پر منع کرنا مقصود نہیں تھا بلکہ مقصد یہ تھا کہ اگر چراگاہ میں صرف ان دونوں کے جانوروں کی گنجائش ہو تو تھوڑے جانوروں والے زیادہ مستحق ہیں۔ قولہ لَيَرَوْنَ، یعنی تھوڑے جانور والے یہ اعتقاد کر لیں گے کہ میں نے چراگاہ مقرر کر کے ان پر ظلم کیا ہے جبکہ وہ کثیر تعداد میں ہیں اور مدینہ منورہ کے اطراف و اکناف کے رہنے والے ہیں اور یہ زمینیں ان کی ہیں انھوں نے جاہلیت کے زمانہ میں جنگیں کر کے ان کی حفاظت کی ہے اس لئے ان کو چراگاہ سے روکنا اچھا نہ ہوگا اور ان کو گھاس اور پانی دینا سونے چاندی دینے سے آسان ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو چراگاہ اس لئے بنایا کہ وہ بنجر زمین تھی انھوں نے اس کو صدقہ کے جانوروں اور عام لوگوں کی مصلحت کے لئے حکومت کی تحویل میں کیا تھا۔ اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کسی گاؤں کی شاملات جہاں گے۔ مولشی وغیرہ چراتے ہیں اس گاؤں والوں کا حق ہے۔ بادشاہ اس کو فروخت نہیں کر سکتا جبکہ وہ ان کی ضرورت سے زائد نہ ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی چراگاہ میں چالیس ہزار اونٹ اور گھوڑے وغیرہ تھے۔

## بَابُ بَادِشَاهِ كَامُسْلِمَانُوں كَے نَام لَكھنا

۲۸۵۱ ترجمہ : حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے ان کے نام لکھ کر مجھے دو۔ ہم نے ایک ہزار پانچ سو مردوں کے نام لکھ کر دیئے۔ میں نے سوچا کہ ہم ڈرتے ہیں حالانکہ ہم ڈیڑھ ہزار ہیں۔ اور اپنے کوفتہ میں مبتلاء دیکھتے ہیں حتیٰ کہ ہم سے بعض ڈر کے باعث تنہا نماز پڑھتے ہیں۔

۲۸۵۱ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ”نخاف“ پر ہمزہ استفہام مقصد ہے۔

## بَابُ إِنَّ اللَّهَ يُؤَيِّدُ الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْمَاجِرِ

۲۸۵۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنِي

حُمُودٌ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ  
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ  
مِمَّنْ يَدْعَى الْإِسْلَامَ هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالًا  
شَدِيدًا فَأَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ الَّذِي قُلْتَ لَهُ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ  
النَّارِ فَإِنَّهُ قَدْ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيدًا وَقَدْ مَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِلَى النَّارِ قَالَ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ أَنْ يَرْتَابَ فَبَيَّنَاهُمْ عَلَى ذَلِكَ إِذْ قِيلَ إِنَّهُ

حدیث کا دار و مدار اعمش پر ہے۔ اور تعداد میں ان کے تلامذہ کا اختلاف ہے۔ اور اتفاق کی صورت اوپر ذکر کر دی گئی ہے۔  
ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض  
کیا یا رسول اللہ! فلاں فلاں جنگ میں میرا نام لکھا گیا ہے جبکہ میری بیوی جج کے لئے  
تیار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم واپس چلے جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ جج کرو۔  
(حدیث ۲۸۰۴ اور ع ۱۷۲ کی شرح دیکھیں)

## بَابُ — اللَّهُ تَعَالَى فَاسِقٌ وَفَاحِشٌ كَذَرِيعَةٍ

دین اسلام کی مدد کرتا ہے ،

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
۲۸۵۴۔ ایک غزوہ (جنگ) میں تھے۔ تو آپ نے ایک شخص جو مسلمان ہونے کا مدعی  
تھا کہ متعلق فرمایا یہ شخص دوزخی ہے جب لڑائی شروع ہوئی تو اس شخص نے بہت سخت جنگ کی دیکھی لوگوں کو تیرغ  
کیا، اور وہ بہت زخمی ہو گیا تو عرض کیا یا رسول اللہ جس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ وہ دوزخی ہے۔ اُس نے تیرغ  
نہیں اٹی کی ہے اور فوت ہو گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دوزخ میں گیا۔ ابو ہریرہ نے کہا کہ فرمایا کہ بعض لوگ شک ہے

## بَابُ مَنْ تَأَمَّرَ فِي الْحَرْبِ مِنْ غَيْرِ أَمْرَةٍ إِذَا خَافَ الْعَدُوَّ

۲۸۵۶ — حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا ابْنُ عَلِيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ مِنْ غَيْرِ أَمْرَةٍ فَفُتِحَ عَلَيْهِ وَمَا يَسُرُّنِي أَوْ قَالَ مَا يَسُرُّهُمْ أَنَّهُمْ عِنْدَنَا قَالَ وَإِنْ عَيْنِيهِ لَتَذُرَّ قَانِ

## بَاب — جو شخص جنگ میں امیر بنائے بغیر امیر

بن جائے جبکہ دشمن سے خطرہ ہو،

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھتے ہوئے فرمایا جھنڈا زید نے پکڑا اور وہ شہید ہو گیا پھر اس کو جعفر نے پکڑا وہ بھی شہید ہو گیا۔ پھر عبد اللہ بن رواحہ نے پکڑا وہ بھی شہید ہو گیا پھر اس کو خالد بن ولید نے پکڑ لیا حالانکہ امیر نہ بنایا گیا تھا ان کے ہاتھ پر فتح ہو گئی، مجھے اس کی خوشی نہیں یا یہ فرمایا کہ ان کو اس کی خوشی نہیں کہ وہ ہمارے پاس رہتے انس نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔

۲۸۵۶ — شرح : یہ غزوہ موتہ کا بیان ہے جو آٹھ ہجری کو جادی الاولیٰ میں لڑا گیا تھا وادی نے کہا اس کا سبب یہ تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن عمیر غفاری کو پندرہ انصاری کے ساتھ بھیجا جب شام میں ذات طلاع کے مقام پر پہنچے تو ان کو بنو قضاہ کے بہت سے لوگ ملے ان کو انھوں نے اسلام کی دعوت دی۔ انھوں نے اسلام تو قبول نہ کیا اور ان کو تیر مارنے شروع کر دیئے جب انھوں نے دیکھا کہ یہ لوگ لڑنے کے لئے تیار ہیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سخت جنگ کی اور سب شہید ہو گئے ایک شخص ان میں سے نکل گیا جو زخموں سے گھائل تھا۔ اُس نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچائی تو آپ نے تین ہزار کا لشکر بلقاء کے علاقہ کی طرف حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں روانہ کیا اور فرمایا اگر

## بَابُ الْعَوْنِ بِالْمَدَدِ

۲۸۵۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَسَهْلُ بْنُ يُونُسَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ رِغْلٌ وَذَكْوَانٌ وَعُصَيْبَةُ وَبَنُو لُحْيَانَ فَرَعَمُوا أَنَّهُمْ قَدْ أَسْلَمُوا وَاسْتَمَدُوا لَهُ عَلَى قَوْمِهِمْ فَأَمَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعِينَ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ أَنَسٌ كُنَّا نَسْمِيهِمُ الْقُرَاءَ يَخْطُبُونَ بِالنَّهَارِ وَيُصَلُّونَ بِاللَّيْلِ فَأَنْطَلَقُوا بِهِمْ حَتَّى بَلَغُوا بَدْرَ مَعُونَةَ عَدُوِّهِمْ بِهِمْ وَقَتْلُوهُمْ فَقَتَلَتْ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى رِغْلٍ وَذَكْوَانَ وَبَنِي لُحْيَانَ قَالَ قَتَادَةُ وَحَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّهُمْ قَرَأُوا بِهِمْ قُرْآنًا إِلَّا بَلَغُوا عَنَّا قَوْمًا بِأَنَّا قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَارْضَانَا ثُمَّ رَفَعَ ذَلِكَ بَعْدُ

آجاتا تو مسلمانوں کی قوت کو ناقابلِ تلافی دھچکا لگتا جو کسی صورت میں مستحسن نہ تھا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اسرار کے پیش نظر خالد بن ولید اور فتح موتہ کو ذکر نہیں کیا تھا جن کا اخفاء ضروری تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

## بَاب — امداد کے لئے کمک بھیجنا

۲۸۵۷ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رِغْل، ذکوان، عُصَيْبَةُ اور بنو لُحْيَانَ قبائل کے لوگ آئے اور انہوں نے

یہ خیال ظاہر کیا کہ وہ اسلام قبول کر چکے ہیں اور اپنی قوم کے لئے آپ سے مدد طلب کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر انصار سے ان کی مدد کی انس نے کہا ہم ان کو قاری کہتے تھے وہ دن میں جنگل سے لکڑیاں چین کر لایا کرتے تھے اور رات کو نماز پڑھنے میں مشغول رہتے۔ وہ ان کو اپنے ساتھ لے کر چلے گئے حتیٰ کہ بیئر معونہ پہنچے تو ان سے دھوکا کیا اور ان کو قتل کر دیا (جب آپ کو خبر پہنچی) تو آپ نے ایک مہینہ دعا و قنوت پڑھی اور رِغْل، ذکوان اور بنو لُحْيَانَ کے لئے بددعا فرماتے رہے۔ حضرت قتادہ نے کہا ہم سے انسان نے بیان کیا کہ مسلمان ان کی شان میں ایک عرصہ تک یہ آست پڑھتے رہے۔ خبردار ہماری طرف سے ہماری قوم کو یہ بات پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے جا ملے ہیں وہ ہم سے راضی ہو گیا ہے اور ہم کو

بَابُ مَنْ قَسَمَ الْغَنِيمَةَ فِي غَزْوَةٍ وَسَفَرَةٍ وَقَالَ رَافِعٌ  
 كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَأَصْبَحْنَا غَنَمًا وَإِبِلًا  
 فَعَدَلَ عَشْرَةَ مِنَ الْغَنَمِ بِبَعِيرٍ  
 ۲۸۵۹— حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ شَاهِمًا عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ  
 أَسَا أَخْبَرَهُ قَالَ إِعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجِعْرَانَةِ حَيْثُ  
 قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ

جنگ میں تین دن قیام فرماتے تھے اس کی معاذ اور عبدالاعلیٰ نے متابعت کی اور کہا ہم سے سعید نے اُنھوں نے قتادہ سے اُنھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اُنھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اُنھوں نے ابو قتادہ سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

۲۸۵۸— مشرح : یعنی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی علاقہ فتح کرتے تو وہاں اس علاقہ میں کم از کم تین روز ٹھہرتے تاکہ غلبہ کے اثرات ظاہر ہو جائیں، احکام نافذ ہو جائیں گویا کہ

آپ کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ ہم یہاں قیام پذیر ہیں اگر تم میں کچھ طاقت ہو تو آؤ اور رہی سہی قوت کا مظاہرہ کر لو۔ بعض علما نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ عموماً مسافر تین روز آرام کرتا ہے۔ چنانچہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ نے حجۃ الوداع کیا تھا۔ کوئی شخص حج کے احکام پورے کرنے کے بعد تین روز سے زیادہ مکہ میں نہ ٹھہرے یا اس لئے کہ غنیمت وغیرہ کی تقسیم میں اتنے دن گزر جاتے تھے۔ ابن منیر نے کہا شائد مقصد یہ ہوتا ہوگا کہ اس زمین میں اسلام کی قوت اور غلبہ کا پورا اظہار ہو جائے اور مسلمانوں کے شعائر کا شہرہ ہو، واللہ ورسولہ اعلم!

باب۔ جس نے میدان جنگ اور

سفر میں غنیمت تقسیم کی،

رافع نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ذوالحلیفہ میں تھے حالانکہ ہم بکریاں اور

اونٹ غنیمت پائی تھی تو آپ نے دس بکریاں ایک اونٹ کے برابر دیں۔  
 ۲۸۵۹— ترجمہ : قتادہ سے روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ نبی کریم

۲۸۶۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ شَائِحِي عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَافِعٍ  
 أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ ابْنَ لَحِقٍ بِالرُّومِ فَظَهَرَ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَرَدَّ عَلَى  
 عَبْدِ اللَّهِ وَأَنَّ فَرَسًا لِبْنِ عُمَرَ عَارَفَ لِحِقٍ بِالرُّومِ فَظَهَرَ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَى  
 عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَارَأْتُ مِنْ الْعَيْرِ وَهُوَ حِمَارُ الْوَحْشِ أَيْ  
 هَدَبٌ - ۲۸۶۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ شَائِحِي عَنْ مُوسَى بْنِ  
 عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ عَلَى فَرَسٍ يَوْمَ لَقِيَ الْمُسْلِمُونَ وَامِيرُ  
 الْمُسْلِمِينَ يَوْمَئِذٍ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بَعَثَهُ أَبُو بَكْرٍ فَاخَذَهُ الْعَدُوُّ فَلَمَّا هَرَمَ  
 الْعَدُوُّ رَدَّ خَالِدٌ فَرَسَهُ

۲۸۶۱۔ ترجمہ : نافع نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر کا غلام بھاگ گیا اور رومیوں  
 سے جا ملا۔ جب ان پر مسلمانوں نے غلبہ حاصل کیا تو وہ ان کو واپس کر دیا۔ ان کا ایک گھوڑا بھی بھاگ گیا اور رومیوں  
 سے جا ملا جب ان پر خالد بن ولید نے غلبہ پایا وہ عبداللہ بن عمر کو واپس کر دیا۔ بخاری نے کہا "خالد" غیر سے مشتق ہے  
 اور وہ حمار و وحشی ہے یعنی بھاگ گیا۔  
 ۲۸۶۲۔ ترجمہ : نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی جب مسلمانوں نے رومیوں  
 سے مقابلہ کیا تو عبداللہ بن عمر گھوڑے پر سوار تھے۔ اس دن مسلمانوں کے امیر خالد بن ولید تھے ان کو حضرت ابو بکر صدیق  
 رضی اللہ عنہ نے امیر مقرر کیا تھا۔ اس گھوڑے کو دشمن نے پکڑ لیا۔ جب وہ شکست کھا گیا تو حضرت خالد بن ولید نے  
 ان کا گھوڑا واپس کر دیا۔

۲۸۶۰۔ قتلہ ۲۸۶۲۔ شرح : اس حدیث سے بعض علماء اور امام شافعی رضی اللہ عنہ  
 نے استدلال کیا کہ حربی کافر جب مسلمانوں کی کسی شے پر غلبہ سے قبضہ کر لیں تو وہ اس کے مالک نہیں ہوتے جب ان  
 پر مسلمان غلبہ حاصل کر لیں تو مال غنیمت تقسیم کرنے سے پہلے یا بعد وہ شے لے سکتا ہے۔ حضرت علی، حسن بصری اور  
 عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ نے کہا وہ شے اس شخص کو کسی صورت میں واپس نہ کی جائے۔ امام ابو حنیفہ، امام  
 مالک اور سفیان ثوری رضی اللہ عنہم نے کہا مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے اگر وہ شخص اس کو پہچان لے تو وہ کوئی عوض  
 دیئے بغیر اس کو لے سکتا ہے اور تقسیم کے بعد اس کی قیمت ادا کر کے لے گا۔ انھوں نے ابو داؤد کی حدیث سے  
 استدلال کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک شخص اپنا اونٹ پالیا جس کو مشرک لے گئے تھے۔ تو سید عالم

۲۸۶۴۔ حَدَّثَنَا جَبَانُ بْنُ مُوسَى أَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ  
عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَرْخَالِدِ بْنِ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَتْ لَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَعَ أَبِي وَعَلَى قَيْمِضٍ أَصْفَرُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
سَنَّهُ سَنَةٌ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَذَهَبْتُ إِلَى  
مَخَاتِمِ النَّبِيِّ فَنَزَبَنِي أَبِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَاهَا ثُمَّ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْلَى وَأَخْلَقِي ثُمَّ أَبْلَى وَأَخْلَقِي ثُمَّ أَبْلَى وَ  
عَبْدُ اللَّهِ فَبَقِيَتْ حَتَّى ذُكِرَتْ

عامور بن یافت بن نوح علیہ السلام کی طرف منسوب ہے۔ اہل فارس کا دین صائب تھا پھر وہ مجوسی ہو گئے اور  
آتش کدہ بنایا یہ لوگ بڑے سیاستدان، ملکی انتظام کے ماہر، جنگی تدبیر میں حاذق اور امور کی اوضاع میں بہت  
ماہر تھے۔ یہ لوگ خطابت میں نامور، لطافت و پاکیزگی میں مشہور تھے۔ اچھا کھانا کھاتے، بہترین لباس پہنتے تھے۔  
رطانت، یہ غیر عربی کلام ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اس کلام سے اس طرف اشارہ کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ  
وسلم تمام زبانیں جانتے تھے کیونکہ آپ تمام امتوں کی طرف مبعوث ہیں اور سب کی زبانیں مختلف ہیں۔ ساری دنیا کی قومیں  
آپ کی قوم میں کیونکہ آپ کی رسالت عام ہے۔ اس لئے آپ تمام زبانیں جانتے تھے تاکہ آپ ان کا کلام سمجھیں اور  
وہ آپ کا کلام سمجھیں۔ آپ کی عموم رسالت کی دلیل قرآن پاک ہے ارشاد ہے قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي  
رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا، بلکہ آپ ثقلین کے لئے مبعوث ہیں اور ان سب کی زبانیں مختلف ہیں جو آپ جانتے ہیں۔  
رَبِّنِي قَوْلُهُ، یہ حتیٰ اور هل سے مرکب ہے۔ منون اور غیر منون پڑھا جاتا ہے۔ یعنی بہت جلدی آؤ،  
اگر حی، تنہا استعمال ہو تو اس کا معنی ہے ”آؤ“ اور ہلا تنہا کا معنی ہے۔ ٹھہرو،

ترجمہ : ام خالد بنت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے پاس اپنے والد کے ساتھ آئی جبکہ میری قمیص زرد رنگ کی تھی۔ جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھی ہے۔ عبد اللہ نے کہا سنہ کا معنی حبشی زبان میں حسنہ اور عمدہ ہے۔ ام خالد نے کہا پھر  
میں خاتم نبوت سے کھیلنے لگی میرے باپ نے مجھے ایسا کرنے سے روکا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے  
چھوڑیے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : یہ کرتہ پرانا کر اور پھاڑ پھراس کو پرانا کر اور  
پھاڑ۔ عبد اللہ بن مبارک نے کہا وہ بہت زمانہ باقی رہا حتیٰ کہ لوگ اس کا ذکر کرتے تھے (کہ اس کی عمر بہت لمبی ہے)  
۲۸۶۴۔ شرح : اس حدیث میں لفظ ”خالد“ کو تین بار ذکر کیا ہے۔ اس کے معنیات جدا گانہ

۲۸۶۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي حَيَّانٍ ثَنَا أَبُو ذَرَّةٍ ثَنَا  
 أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ فَذَكَرَ الْغُلُولَ فَعَظَّمَهُ وَعَظَّمَ  
 أَمْرَهُ قَالَ لَا الْفَيْنَ أَحَدَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ شَاةٌ لَهَا ثَغَاءٌ  
 عَلَى رَقَبَتِهِ فَرَسٌ لَهُ حِمَمَةٌ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْنِنِي فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ  
 لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ وَعَلَى رَقَبَتِهِ لَبِيبَةٌ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْنِنِي  
 فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ وَعَلَى رَقَبَتِهِ صَامِتٌ يَقُولُ يَا رَسُولَ  
 اللَّهِ اغْنِنِي فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ وَعَلَى رَقَبَتِهِ رِقَاعٌ تَخْفِقُ  
 يَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْنِنِي فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ وَقَالَ أَيُّوبُ  
 السُّعْتَبَانِيُّ عَنْ أَبِي حَيَّانٍ فَرَسٌ لَهُ حِمَمَةٌ

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ  
 دیا اور خیانت کا ذکر کیا اور اس کو بھاری گناہ ظاہر کیا اور اس کو بڑا جرم  
 قرار دیا، آپ نے فرمایا قیامت کے دن میں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں جس کی گردن پر بکری ہو جو آواز دیتی ہو اس  
 کی گردن پر گھوڑا ہو جو ہنہنار ہو اور وہ کہے گا یا رسول اللہ! میری امداد فرمائیے تو میں کہوں گا تیرے لئے میں کسی  
 شئی کا مالک نہیں میں نے تجھے حکم پہنچا دیا تھا اور اس کی گردن پر اونٹ ہو جو بلبلار ہو اور وہ کہے گا یا رسول اللہ!  
 میری امداد کیجئے تو میں کہوں گا میں تیرے لئے کسی شئی کا مالک نہیں ہوں میں نے تجھے حکم پہنچا دیا تھا اور اس کی گردن پر  
 سونا چاندی ہو وہ کہے گا یا رسول اللہ! میری امداد فرمائیے تو میں کہوں گا میں تیرے لئے کسی شئی کا مالک نہیں میں نے  
 تجھے حکم پہنچا دیا تھا۔ یا اس کی گردن پر ٹکڑے حرکت کر رہے ہوں وہ کہے گا یا رسول اللہ! میری امداد فرمائیے تو میں کہوں  
 گا میں تیرے لئے کسی شئی کا مالک نہیں میں نے تجھے حکم پہنچا دیا تھا۔ ایوب نے ابو حیان سے ”فرس له حیمہ“  
 روایت کی ہے

۲۸۶۶ — شرح : علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ ان لوگوں کی فریاد کے جواب میں شیخ  
 صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔ میں تیرے لئے مغفرت کا مالک نہیں میں نے تجھے اللہ کا حکم پہنچا دیا تھا اس کے بعد تیرے  
 لئے کوئی عذر قابل قبول نہیں یہ انتہا زبرد تغلیظ ہے ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گنہگاروں کے لئے صاحب شفاعت  
 ہیں۔ آپ ان کی شفاعت کے مالک ہیں۔ یہ حدیث اس آیت کریمہ ”مَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“  
 کی تفسیر ہے۔ یعنی دنیا میں جو خیانت کی ہوگی قیامت میں ساری مخلوق کے سامنے اس کو اپنے موندھوں پر اٹھا کر لاٹیکا

## بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ذُبْحِ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ فِي الْمَغَارِمِ

۲۸۶۸ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثنا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سَعِيدِ

ابْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ  
كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَأَصَابَ النَّاسَ جُوعٌ

اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان پر ایک شخص مقرر تھا۔ اس کو کیر کرہ کہا جاتا تھا وہ مر گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ آگ میں جل رہا ہے۔ پھر لوگوں نے اس کا اسباب دیکھنا شروع کیا تو اس میں عبا دیکھی جو اس نے خیانت کی تھی۔ امام بخاری نے کہا۔ ابن سلام نے کہا کیر کرہ کے کان پر فتحہ ہے اسی طرح لکھا جاتا ہے۔

۲۸۶۷ — شرح : یعنی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اس میں اُنھوں نے یہ ذکر نہیں کیا کہ آپ نے اس شخص کا سامان جلوا دیا ہو جس کو کیر کرہ کہا جاتا تھا جس نے عبا خیانت کی تھی۔ اس سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ صحیح تر یہی ہے کہ خیانت کرنے والے کا سامان جلانا جائز نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوداؤد نے صالح بن محمد بن زائدہ لیشی کے طریق سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا میں مسلمہ بن عبدالملک کے ساتھ روم گئے تو ایک شخص کو لایا گیا جس نے خیانت کی تھی تو اُنھوں نے سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے اس کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا میں نے اپنے باپ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی شخص کو پاؤ کہ اس نے خیانت کی ہے تو اس کا سامان جلادو اس کا جواب یہ ہے کہ یحییٰ بن سعید اور وارقطنی نے صالح بن محمد کو ضعیف کہا ہے لہذا ابوداؤد میں مذکور حدیث ضعیف ہے۔ اسی لئے امام بخاری نے کہا کہ صحیح تر روایت وہ ہے جس میں سامان جلانے کا ذکر نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو سے مذکور حدیث میں ہے کہ وہ آگ میں ہے۔ ابن تین سے داؤدی سے روایت کی ہے کہ خیانت والے شخص کی سزا تو یہی ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس کو قبر میں یہ عذاب ہو اور جہنم سے نجات پا جائے۔ نیز ہو سکتا ہے کہ اُس نے نفاق چھپا رکھا ہو یا اس کا خیانت کے علاوہ اور گناہ بھی ہو جس کے باعث وہ آگ میں داخل ہو۔ پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے دوزخ سے نکالا جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

## بَابُ الْبَشَارَةِ فِي الْفُتُوحِ

۲۸۶۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى شَنَايَحِي حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ شَنَايَحِي قَالَ قَالَ لِي جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَتَمُّنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَكَانَ بَيْتًا فِيهِ خَشْعَمٌ يُسَمَّى الْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَّةُ فَاَنْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةً مِنْ أَحْمَسَ وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي لَا أَتُّ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي فَقَالَ اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مُهْدِيًا فَاَنْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا

ڈر ہے۔ رجاء اور نجات کا معنی واحد ہے۔ یعنی ہمارے پاس چھریاں نہیں اور دشمن سے مقابلہ کا ڈر ہے۔ اگرچہ تلواروں سے ذبح کریں گے تو وہ کند ہو جائیں گی اور دشمن کے مقابلہ میں دشواری ہوگی اس لئے بانس سے ذبح کرنے کی اجازت چاہی چونکہ ذبح سے مقصد خون بہانا ہے جو نجس ہے اور وہ بانس سے بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے فرمایا جوشی خون بہا دے اس سے ذبح کر سکتے ہو۔ مطلب نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہڈیاں الٹ دینے کا حکم اس لئے دیا تھا کہ انھوں نے ذوالحلیفہ میں ذبح کیا تھا اور وہ دارالاسلام کی زمین ہے۔ اس میں مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ تقسیم کے بغیر کوئی شے ذبح کریں۔ علامہ قرطبی نے کہا لوگوں کو صرف شور با ضائع کرنے کا حکم دیا گیا گوشت کو ضائع نہیں کیا گیا تھا کیونکہ وہ مجاہدین کا مال تھا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس گوشت کو اکٹھا کر کے غنیمت میں شامل کر دیا گیا تھا کیونکہ کسی روایت سے یہ ثابت نہیں کہ گوشت کو ضائع کر دیا گیا تھا۔ واللہ ویرسلہ اعلم!

حدیث ۲۳۲۵ کی شرح دیکھیں

## بَابُ — فَتُوحَاتِ كِي بَشَارَتِ دِينَا

ترجمہ : قیس نے کہا مجھے جریر بن عبد اللہ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ذی الخلصہ کو خراب کر کے مجھے آرام نہیں پہنچاتے ہو؟

۲۸۶۹ —

ذی خلصہ قبیلہ خثعم میں ایک مکان تھا جس کو کعبہ یمانیہ کہا جاتا تھا۔ میں احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ روانہ ہوا ان کے پاس گھوڑے تھے۔ میں نے آپ سے عرض کیا کہ میں گھوڑے پر بٹھ نہیں سکتا ہوں۔ آپ نے میرے سینہ

## بَابُ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ

۲۸۷۰۔ حَدَّثَنَا أَدَمُ بْنُ أَبِي إِيَّاسٍ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ

عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتَنْفَرْتُمْ فَاغْرُورُوا

۲۸۷۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَنْبَأَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ

خَالِدٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ جَاءَ مُجَاشِعٌ بِأَخِيهِ  
مُجَالِدِ بْنِ مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَذَا مُجَالِدٌ يَبَايَعُكَ  
عَلَى الْهَجْرَةِ فَقَالَ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ وَلَكِنْ أَتَابِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ

۲۸۷۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرُو بْنُ جَرِيرٍ

سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُولُ ذَهَبْتُ مَعَ عَبْدِ بْنِ عُمَيْرٍ إِلَى عَالِشَةَ وَهِيَ مُجَاوِرَةٌ بَنِي  
فَقَالَتْ لَنَا انْقَطَعَتِ الْهَجْرَةُ مِنْذُ فَتَحَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ

علامہ قسطلانی نے نقل کیا ہے کہ جس نے کعب کو ان کی توبہ قبول ہونے کی خوشخبری سنائی تھی اور اس کی طرف  
سعی کی تھی وہ حمزہ بن عمرو اسلمی تھے

## بَابُ — فَتْحِ مَكَّةَ كَيْفَ بَعْدَ هِجْرَتِ نَهْیِ

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز  
فرمایا۔ اب ہجرت ختم ہو گئی لیکن جہاد اور نیت ہے جب تم کو جہاد کے لئے

۲۸۷۰۔

نکالا جائے فوراً نکلو۔

ترجمہ : ابو عثمان نہدی نے مجاشع بن مسعود سے خبر دی کہ وہ اپنے بھائی مجالد بن  
مسعود کو لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یہ مجالد

۲۸۷۱۔

ہے ہجرت پر آپ کی بیعت کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں رہی لیکن اس کی اسلام پر بیعت لیتا ہوں۔

صَاحِبِكَ عَلَى الدِّمَاءِ سَمِعْتُهُ يَقُولُ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرُ  
فَقَالَ اسْتَوَارِ رَوْضَةً كَذَا وَكَذَا وَتَجِدُونَ بِهَا امْرَأَةً أُعْطَاهَا حَاطِبٌ كِتَابًا  
فَاتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَقُلْنَا الْكِتَابَ قَالَتْ لَمْ تُعْطِنِي فَقُلْنَا لَتُخْرِجَنَّ أَوْ لَا جَرَدَنكَ  
فَاخْرَجَتْ مِنْ حُجْزَتِهَا فَأَرْسَلَ إِلَى حَاطِبٍ فَقَالَ لَا تَعْجَلْ وَاللَّهِ مَا كَفَرْتُ  
وَلَا أَرَدْتُ لِلْإِسْلَامِ الْإِحْبَابَ وَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِكَ إِلَّا وَلَهُ بِمَكَّةَ  
مِنْ يَدِ فِعْرِ اللَّهِ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَلَمْ يَكُنْ لِي أَحَدٌ فَأَحْبَبْتُ أَنْ  
أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا فَصَدَّقَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَمْرُو غَنِي  
أَضْرِبْ عُنُقَهُ فَإِنَّهُ قَدْ نَافَقَ فَقَالَ وَمَا يُدْرِيكَ كَعَلَّ اللَّهُ أَطْلَعَ عَلَى أَهْلِ  
بَدْرٍ فَقَالَ اْعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَبَدَأَ الَّذِي جَرَّاهُ

بن ابی بلتعہ نے رقعہ دیا ہے۔ ہم اس باغ میں آئے تو ہم نے اس سے کہا وہ رقعہ دو۔ اُس نے کہا مجھے حاطب نے  
کوئی رقعہ نہیں دیا۔ ہم نے کہا رقعہ نکالو یا میں تجھے ننگا کر دوں گا پھر اس نے خط اپنے مقعد ازار سے نکالا آپ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے حاطب کو پیغام بھیجا تو حاطب نے کہا حضور آپ جلدی نہ فرمائیں۔ خدا کی قسم میں نے کفر نہیں کیا اسلام کی محبت  
کے سوا میں نے کوئی شئی زیادہ نہیں کی۔

نہیں مگر مکہ میں اس کے وہاں عزیز ہیں جو اس کے اہل و عیال اور مال سے مدافعت کرتے ہیں (حفاظت کرتے ہیں) اور میرا  
وہاں کوئی عزیز نہیں۔ میں نے چاہا کہ ان پر احسان کروں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب کی تصدیق کر دی تو حضرت  
عمر فاروق نے کہا مجھے چھوڑیے میں اس کی گردن اڑاؤں کیونکہ اُس نے منافقت کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا تمہیں معلوم نہیں اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر نظر کریم کی اور فرمایا جو چاہو عمل کرو۔ یہ بات ہے جس نے حضرت علی  
کو دلیر کیا ہے۔

شرح : حُجْزٌ، کا معنی ازار باندھنے کی جگہ ہے یا شلوار کا نیفہ ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ

— ۲۸۷۳ —

حدیث ۲۸۰۵ میں مذکور ہے کہ اُس عورت نے اپنے سر کے جوڑے سے رقعہ

نکالا تھا اور اس حدیث میں ہے کہ اس نے شلوار کے نیفہ سے رقعہ نکالا۔ ان حدیثوں میں بظاہر تضاد ہے۔ اس کا جواب  
یہ ہے کہ پہلے اس عورت نے جوڑے سے رقعہ نکالا پھر اس کو نیفہ میں چھپا لیا تھا پھر وہاں سے نکالنے میں مجبور ہو گئی یا  
حُجْزُہ سے مطلقاً گرہ دینے کی جگہ ہے یا اس کے سر کے گیسو نیفہ تک پہنچتے تھے اس طرح اس پر دونوں لفظوں  
کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ یا اس کے پاس دو خط تھے اگرچہ دونوں کا مضمون واحد ہے جیسے واقعہ ایک ہے۔ اگر یہ

## بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَجَعَ مِنَ الْغَزْوِ

۲۸۷۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَفَلَ كَبَّرَ ثَلَاثًا  
قَالَ آمَنُونَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَابُونَ عَابِدُونَ حَامِدُونَ لِرَبِّنَا سَاجِدُونَ  
صَدَقَ اللَّهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَخَدَّاهُ

عبداللہ بن جعفر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد، حج یا دیگر سفر سے آنے والے کا خوشی اور سرور سے استقبال کرنا مستحسن ہے۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اکرام ہمارے لئے باعثِ فخر ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سات سال کے بچہ کا روائت کرنا جائز ہے اور حضرت عبداللہ بن زبیر صحابی تھے۔ کیونکہ سورہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وفات پائی تھی۔ اس وقت وہ آٹھ برس کے تھے نیز ایک سواری پر تین اشخاص سوار ہو سکتے ہیں جبکہ وہ ان کو اٹھانے کا متحمل ہو، واللہ ورسولہ اعلم

## بَابُ جِهَادٍ سِوَا جِهَادِ رَجْعٍ

ترجمہ : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد سے واپس تشریف لاتے تو تین بار فرماتے ”ہم اللہ کی طرف لوٹنے والے ہیں“ انشاء اللہ، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے، اپنے رب کی حمد و ثنا کرنے والے اور سجدہ کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اپنے بندے کی مدد کی اور کافروں کے لشکروں کو شکست دی۔

۲۸۷۶۔ شرح : ”لِرَبِّنَا“ جار مجرور کا تعلق تمام صفات سے ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ”إِنْ شَاءَ اللَّهُ“ کا تعلق ”آمَنُونَ“ سے نہیں کیونکہ ”آيَابَ (لوٹنا)“ کا وقوع ہو چکا ہے۔ البتہ اس کا باقی صفات سے تعلق ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ تائب، عابد اور ساجد رہتے تھے۔ اس کے باوجود یہ انبیاء کرام علیہم السلام کے آداب میں شامل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج و افتقار کا اظہار کرتے ہیں تاکہ اس کا شکر پوری طرح ادا ہو اگرچہ وہ اللہ کے پاس اپنے مقام شریف کو جانتے ہیں اور وہ ہر خوف سے مامون ہوتے ہیں۔ ابن ہشام اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا ”إِنْ شَاءَ اللَّهُ“ سے صرف آیاب مطلق ہے اور یہ کہنا کہ آیاب واقع ہو چکا ہے۔ محض وہم ہے کیونکہ جو آیاب مقصود ہے وہ وطن کی طرف لوٹنا ہے وہ زمانہ مستقبل میں ہے۔ اور باقی افعال کو مشیت کے ساتھ معلق کرنا صحیح نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حال میں حمد کی ہے آپ

۲۸۷۸ حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي  
إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَالْبُوطْلُجَةُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةٌ يُرِيدُهَا عَلَى رَاحِلَتِهِ فَلَمَّا كَانَ بَعْضُ  
الطَّرِيقِ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَخَصِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَرْأَةُ وَإِنَّ  
أَبَا بَلْطَحَةَ قَالَ أَحْسِبُ قَالَ اقْتَصِمَ عَنْ بَعِيرِهِ فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ هَلْ أَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ  
قَالَ لَا وَلَكِنْ عَلَيْكَ بِالْمَرْأَةِ فَأَلْقَى الْبُوطْلُجَةُ ثُوبَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَصَدَ  
قَصْدَهَا فَأَلْقَى ثُوبَهُ عَلَيْهَا فَقَامَتِ الْمَرْأَةُ فَشَدَّ لَهَا عَلَى رَاحِلَتِهَا فَرَكِبَا  
فَارُوَا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِظَهْرِ الْمَدِينَةِ أَوْ قَالَ أَشْرَفُوا عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّونَ تَأْبُونُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ  
فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُهَا حَتَّى دَخَلَ الْمَدِينَةَ

البتہ صحیح وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ غزوہ عسفان خیر کے بعد متصل تھا اور دونوں غزوں کے درمیان مدت کو نظر انداز کر دیا گیا کیونکہ وہ بہت بھڑی مدت تھی۔ جیسے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی حدیث میں متعہ کی تحریم کو غزوہ اوطاس میں ذکر کیا حالانکہ متعہ کی تحریم فتح مکہ میں ہوئی تو غزوہ اوطاس کے فتح مکہ سے متصل ہونے کے باعث غزوہ اوطاس کی طرف نسبت کر دی گئی ہے۔

۲۸۷۸ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اور ابو طلحہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر سے واپس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ جن کو آپ نے اپنے پیچھے اونٹنی پر بٹھایا ہوا تھا۔ راستہ میں اونٹنی کا پاؤں پھسل گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صفیہ گر پڑے۔ انس نے کہا میرا خیال ہے کہ ابو طلحہ اپنے اونٹ سے کود پڑے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے کیا آپ کو چوڑ آئی ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں! صفیہ کا پتہ کرو! ابو طلحہ اپنے چہرہ پر کپڑا ڈال کر صفیہ کی طرف گئے پھر وہ کپڑا ان پر ڈال دیا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اٹھ کھڑی ہو گئیں اور دونوں کی سواری ٹھیک کی تو وہ اس پر سوار ہو گئے۔ وہ راستہ میں چلتے رہے۔ حتیٰ کہ جب مدینہ منورہ کے قریب زمین میں تھے یا انھوں نے اللہ سے مدینہ منورہ

## بَابُ الطَّعَامِ عِنْدَ الْفُتُوْمِ

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُفْطِرُ لِمَنْ يَفْشَاهُ

۲۸۸۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَنَا وَكَيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ نَحَرَ جَزُورًا أَوْ بَقَرَةً وَزَادَ مَعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَارِبِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ اشْتَرَى مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَقَرَتَيْنِ وَدَرَاهِمَ أَوْ دَرَاهِمَيْنِ فَلَمَّا قَدِمَ صِرَارًا أَمَرَ بِبَقَرَةٍ فَذُبِحَتْ فَأَكَلُوا مِنْهَا فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ أَمَرَ فِي أَنْ أُتِيَ الْمَسْجِدَ فَأُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَوَزَنَ لِي ثَمَنَ الْبَعِيرِ۔ ۲۸۸۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدِمْتُ مِنْ سَفَرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ صِرَارًا مَوْضِعَ نَاحِيَةِ الْمَدِينَةِ

## باب۔ سفر سے واپس آنے کے وقت کھانا کھلانا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان لوگوں کو افطار کراتے تھے جو ان کے پاس شام کو آتے تھے  
ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو اونٹ یا گائے ذبح کرائی  
معاذ نے شعبہ کے ذریعہ محارب سے یہ الفاظ زائد کہے ہیں کہ جابر نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو اوقیہ اور درہم یا دو درہموں سے مجھ سے اونٹ خریدا جب آپ مقام صرار پہنچے تو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا وہ ذبح کی گئی اور لوگوں نے اس کا گوشت کھایا جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو مجھے حکم فرمایا کہ میں مسجد میں آؤں اور دو رکعتیں پڑھوں اور آپ نے مجھے اونٹ کی قیمت تول کر دی۔

اسْمَتُهُمَا وَبَقَرْتُمْ خَوَاصِرَهُمَا وَأُخِذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا فَلَمَّا مَلَكَ عَيْنِي حِينَ  
رَأَيْتُ ذَلِكَ الْمَنْظَرَ مِنْهُمَا فَقُلْتُ مَنْ فَعَلَ هَذَا فَقَالُوا فَعَلَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمَطْلَبِ  
وَهُوَ فِي هَذَا الْبَيْتِ فِي شَرْبٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَنْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَعَرَفْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فِي وَجْهِ الَّذِي لَقِيتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّيْ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَيْتُكَ كَالْيَوْمِ قَطُّ عَدَا حَمْزَةُ عَلَى نَاقَتِي  
فَاجَبَّ اسْمَتُهُمَا وَبَقَرَا خَوَاصِرَهُمَا وَهَذَا فِي بَيْتٍ مَعَهُ شَرْبٌ  
فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَدَائِهِ فَأَرْتَدِي ثُمَّ أَنْطَلَقْتُ يَمْشِي  
وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتَّى جَاءَ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ حَمْزَةُ فَاسْتَلَا  
فَإِذْ نَوَالَهُمْ فَإِذَا هُمْ شَرِبُوا فَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلِمُّ  
حَمْزَةَ فِيمَا فَعَلَ فَإِذَا حَمْزَةُ قَدْ ثَمَلَ مُحْمَرَّةً عَيْنَاهُ فَنَظَرَ حَمْزَةَ إِلَى رَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّيْ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى رُكْبَتِهِ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ  
فَنَظَرَ إِلَى سُرَّتِهِ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ هَلْ  
أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدُ لِإِبْنِي فَعَرَفْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّيْ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَدْ

دی تھی۔ جب میں نے سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رخصتی کرالانے کا ارادہ کیا۔  
تو میں نے ایک شخص سے معاہدہ کیا جو بنی قینقاع کا مسافر تھا کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم اذخر گھاس لائیں۔ میرا ارادہ  
یہ تھا کہ میں گھاس سناروں کے پاس فروخت کروں گا اور اس کی قیمت سے اپنی بیوی کے ولیمہ میں مدد لوں گا چنانچہ  
میں اپنی اونٹنیوں کے لئے سامان کچا وہ، گھاس کا جال اور رستیاں وغیرہ جمع کر رہا تھا۔ اور دونوں اونٹنیاں ایک  
انصاری کے مکان کے قریب بیٹھی ہوئی تھیں جب میں جمع کردہ سامان لے کر واپس آیا تو کیا دیکھا ہوں میری  
دونوں اونٹنیوں کے گولہاں کاٹ لئے گئے ہیں اور ان کے کولے بھاڑ دیئے گئے ہیں۔ اور ان کے جگر نکال لئے  
گئے ہیں۔ جب میں نے ان کا یہ منظر دیکھا تو میں اپنی آنکھوں کا مالک نہ رہا (رونے لگا) میں نے کہا یہ کس نے کیا  
ہے؟ تو لوگوں نے کہا یہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا فعل ہے اور وہ اس گھر میں شراب پینے کیلئے چند انصاریوں  
کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں وہاں سے چلا اور سیدہ حانہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں حاضر ہوا جبکہ آپ کے

۲۸۸۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا أَبُو هَيْمٍ بْنُ سَعْدٍ عَنْ  
صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ  
أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَتْ أَبَا بَكْرٍ  
الصَّدِيقَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْسِمَ لَهَا مِيرَاثَهَا  
مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ إِنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُورِثُ مَا تَرَكَنَا صَدَقَهُ فَعَضِبَتْ  
فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَجَرَتْ أَبَا بَكْرٍ فَلَمْ تَزَلْ  
مِنْهَا جِرَّتُهُ حَتَّى تُوَفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ

عبداللہ بن حبش رضی اللہ عنہ کے لشکر نے جو مال غنیمت حاصل کیا تھا اس میں سے خمس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ  
رکھ لیا گیا تھا اور بدر کے مال غنیمت کو مجاہدین میں برابر برابر تقسیم کر دیا اور اس آیت کریمہ ”وَاعْلَمُوا أَنَّمَا  
غَنِمْتُمْ الْآيَةُ“ میں خمس کے مصروف کا بیان ہے۔ اس کی مشروحت کا بیان نہیں۔ چونکہ عبداللہ بن حبش کے لشکر کے  
مال غنیمت سے علیحدہ کردہ خمس باقی رہا تھا اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے بدر کے روز خمس سے ایک

اونٹنی دی تھی۔ واللہ ورسولہ اعلم! سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے وقت میں علماء کے مختلف خیالات ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا  
ہے کہ بدر کے بعد رخصتی ہوئی تھی۔ شائد ہجرت کے دوسرے شوال میں رخصتی ہوئی ہو کیونکہ بدر کی جنگ رمضان المبارک  
میں لڑی گئی تھی۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ ہجرت کے پہلے سال عقد نکاح ہوا تھا۔ ابن جوزی نے یہ نقل کیا کہ ہجرت  
کے دوسرے صفر میں ہوا۔ بعض رجب میں اور بعض کہتے ہیں کہ ذی الحجہ میں رخصتی ہوئی تھی۔ ابن عبدالبر کا کہنا ہے کہ  
ہجرت کے تیسرے سال اُحد کے بعد رخصتی ہوئی لیکن یہ معنی بعید ہے۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے علی المرتضیٰ  
کی دونوں اونٹنیاں ہلاک کر دیں تو وہ بہت پریشان ہوئے اور روتے ہوئے دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور سارا  
واقعہ عرض کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شراب نوشی کے مقام میں تشریف لے گئے اور حمزہ کو ملامت کی تو انھوں  
نے کہا تم میرے والد کے غلام ہو۔ اس کا معنی یہ ہے کہ گویا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ابوطالب دونوں عبدالمطلب  
کے غلام ہیں کیونکہ دادا کو سید اور مولا کہا جاتا ہے۔ حمزہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نسبت  
عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے زیادہ قریب ہیں اس وجہ سے انھوں بطور افتخار اور مباہلات یہ کہا تھا۔ اس حدیث  
سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع اسلام میں مسلمان شراب پیتے اور غناء سنا کرتے تھے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سے

فَإِمَّا صَدَقَتْهُ بِالْمَدِينَةِ فَدَفَعَهَا عُمَرُ إِلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ وَأَمَّا خَيْرٌ وَفَدَكَ  
فَأَمْسَكَهُمَا عُمَرُ وَقَالَ هُمَا صَدَقَةٌ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَا لِحَقِّقِهِ  
الَّتِي تَعْرِوهُ وَتَوَائِبُهُ وَأَمْرُهُمَا إِلَى مَنْ وَلِيَ الْأَمْرَ قَالَ فَمَهْمَا عَلَى ذَلِكَ إِلَى الْيَوْمِ  
قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ إِنْ تَرَكَتُ مِنْ عَرُوتِهِ أَصْبَتْهُ وَمِنْهُ يَعْرِوهُ وَ  
اعْتَرَانِي

ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ابوبکر صدیق کے پاس تشریف لائیں اور ان سے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے اس ترکہ سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بطور فنی مدینہ منورہ میں، فدک اور جو کچھ خمس خیبر میں سے بچا ہے۔ ان کو حصہ دیں  
اس سے واضح ہوتا ہے کہ سیدہ نے خیبر کے خمس کا بھی وراثت میں ذکر کیا تھا۔ لہذا یہ حدیث عنوان کے مطابق ہے  
اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ حدیث میں خمس کے لفظ کا ذکر نہیں ہے۔ لہذا حدیث کی عنوان سے مطابقت نہیں۔ اس حدیث سے  
روافض استدلال کرتے ہیں کہ سیدہ رضی اللہ عنہا نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے میراث کا مطالبہ کیا اور ابوبکر کے  
انکار کرنے سے ناراض ہو گئیں اور آخر تک ناراض رہیں۔ اور ان سے کلام تک نہ کیا، یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ  
سیدہ کا ابوبکر سے ہجران کا معنی یہ ہے کہ وہ ان کی ملاقات سے انقباض میں رہیں اور آنا جانا ترک کر دیا۔ اس ہجران  
سے وہ ہجران مراد نہیں جو شرعاً حرام ہے۔ کیونکہ جو ہجران حرام ہے وہ یہ ہے کہ جو ایک دوسرے سے ناراض ہو جائیں جب  
وہ اتفاقاً اکٹھے ہوں تو ایک دوسرے کو سلام نہ کہیں ایک ادھر منہ کرے اور دوسرا دھر چلا جائے۔ اور یہ ثابت نہیں کہ  
کہ ابوبکر سے سیدہ نے ملاقات کی ہو اور ان سے سلام نہ کہا ہو۔ سیدہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر سے باہر نہ نکلی تھیں صلی کہ  
انتقال فرما گئی تھیں حدیث کے راوی نے اس کی ہجران سے تعبیر کی ہے۔ امام بیہقی نے شعبی سے روایت کی ہے کہ جب  
سیدہ رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں تو ابوبکر صدیق ان کی عیادت کو گئے اور اجازت طلب کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا  
اے فاطمہ! ابوبکر اجازت طلب کرتے ہیں۔ سیدہ نے کہا کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں ان کو اجازت دے دوں حضرت  
علی نے کہا جی ہاں! سیدہ کی اجازت سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا اندر تشریف لے گئے اور عیادت کے بعد خمس خیبر  
اور فدک کے متعلق گفتگو ہوتی رہی ابوبکر صدیق نے کہا بخدا میں نے مکہ میں اپنا مکان، مال، اہل و اولاد اور برادری صرف  
اللہ تعالیٰ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کی رضا اور اہل بیت اطہار کی رضامندی کے لئے  
چھوڑے ہیں، پھر سیدہ کو راضی کیا اور وہ خوش ہو گئیں۔ یہ حدیث جید ہے اور شعبی نے حضرت علی سے یا اس شخص سے  
یہ روایت سنی ہے جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت سنی۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ سیدہ  
فاطمہ رضی اللہ عنہا کا غصہ سے بھر جانا طبعی امر تھا اور بشریت کے مقتضی کے مطابق تھا جو بعد میں جاتا رہا تھا۔ در اہل  
سیدہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث ”لَا فَرِيثٌ وَلَا تَوَرُّثٌ مَّا تَرَكَنَا صَدَقَةٌ“ کا محمل یہ سمجھا تھا کہ نبی کی  
اولاد اور وارثوں کی ضروریات کے علاوہ جو مال ہو وہ صدقہ ہے۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو عموم پر محمول

بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ مُتَّكٍ عَلَى وَسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ  
جَلَسْتُ فَقَالَ يَا مَالُ إِنَّهُ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ قَوْمِكَ أَهْلُ أَيْمَاتٍ وَقَدْ  
أَمَرْتُ فِيهِمْ بِرَضِي فَاقْبِضْهُ فَاقْسِمْهُ بَيْنَهُمْ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَوْ  
أَمَرْتُ بِهِ غَيْرِي قَالَ فَاقْبِضْهُ أَهْلُ الْمَرْءِ فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَهُ إِذَا  
حَاجِبُهُ يَرْفَأُ فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ  
سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ يَسْتَأْذِنُونَ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا فَسَلَّمُوا  
وَجَلَسُوا ثُمَّ جَلَسَ يَرْفَأُ لَيْسَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ قَالَ هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ قَالَ  
نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمَا فَدَخَلَا فَسَلَّمَا فَجَلَسَا فَقَالَ عَبَّاسٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ

امیر المؤمنین بلارہے ہیں چلئے، میں اس کے ساتھ روانہ ہو گیا حتیٰ کہ عمر فاروق کے پاس آیا جبکہ کعبہ کی چھال سے  
بہنی ہوئی چارپائی پر چڑھے کے تکیہ پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ میں نے سلام عرض کیا پھر میں بیٹھ گیا۔ تو مجھے فرمایا  
اے مالک تمہاری قوم کے کچھ لوگ ہمارے پاس آئے ہیں۔ میں نے ان کو مال دینے کا حکم دیا ہے وہ اپنے قبضہ  
میں کر لو اور ان میں تقسیم کر دو۔ میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین! اگر آپ میرے علاوہ کس کو حکم دیتے تو اچھا تھا۔  
انہوں نے کہا خدا کے بندے تم اپنے قبضہ میں کر کے ان کو دو۔ میں ان کے پاس بیٹھا ہی تھا کہ اتنے میں ان کا دربان  
یرفا آیا اور کہنے لگا کیا اب عثمان، عبدالرحمن بن عوف، زبیر اور سعد بن ابی وقاص کو اندر آنے کی اجازت دیتے ہیں  
وہ اندر آنا چاہتے ہیں فرمایا ہاں! اور ان کو اجازت دے دی وہ اندر آئے اور سلام عرض کر کے بیٹھ گئے پھر یرفا  
مخوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد آیا اور کہا کیا علی اور عباس کو آنے کی اجازت دیتے ہیں؟ فرمایا ہاں اور ان کو اجازت دیدی  
وہ اندر آئے اور سلام عرض کر کے بیٹھ گئے پھر حضرت عباس نے کہا اے امیر المؤمنین! میرے اور اس کے درمیان  
فیصلہ کر دیں ان کا اس مال میں جھگڑا تھا جو اللہ تعالیٰ نے بنی نضیر کے اموال اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور فنی دیے  
تھے۔ حضرت عثمان اور دوسرے ان کے ساتھیوں نے بھی کہا اے امیر المؤمنین ان میں تصفیہ کر دیں اور ایک دوسرے  
سے آرام میں کر دیجئے (جھگڑا نہ کریں) حضرت عمر فاروق نے کہا۔ ذرا صبر کرو۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں  
جس کے حکم سے زمین و آسمان کھڑے ہیں کیا تم جانتے ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہمارا کوئی وارث  
نہیں ہوتا جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

ان کی مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کریمہ تھی۔ انہوں نے کہا یقیناً حضور

نے یہ فرمایا ہے۔ پھر حضرت عمر فاروق علی اور عباس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں کیا تم

يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً سَنَّتِهِمْ مِنْ هَذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ  
فَجْعَلَ مَالِ اللَّهِ فَعَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ حَيَاتَهُ  
أَنْشَدَكُمْ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُونَ ذَلِكَ قَالُوا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ  
أَنْشَدَكُمْ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذَلِكَ قَالَ عُمَرُ ثُمَّ تَوَقَّى اللَّهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهَا  
أَبُو بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهُ يَعْلَمُ  
أَنَّهُ فِيهَا لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَقَّى اللَّهُ أَبَا بَكْرٍ فَكَانَتْ أَنَا  
وَلِيُّ أَبِي بَكْرٍ فَقَبَضْتُهَا سَنَّتَيْنِ مِنْ إِمَارَتِي أَعْمَلُ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا عَمِلَ فِيهَا أَبُو بَكْرٍ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنِّي فِيهَا لَصَادِقٌ  
بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ جِئْتُكَ فِي سَكَلَمَانِي وَكَلِمَتُكُمْ أَوَّاحِدَةً وَأَمْرُكُمْ  
وَاحِدٌ جِئْتُكَ يَا عَبَّاسُ تَسْأَلُنِي نَصِيبَكَ مِنْ ابْنِ أَخِيكَ وَجَاءَنِي هَذَا  
يُرِيدُ عَلِيًّا يُرِيدُ نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ ابْنِهَا فَقُلْتُ لَكُمْ إِنْ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَوَرَّثُ مَا تَرَكَتُمْ صَدَقَةٌ فَلَمَّا بَدَأَ إِلَى

نے کہا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی اور ابو بکر صدیق نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جائشیں ہوں۔ اور انھوں نے یہ اموال اپنے قبضہ میں لئے اور ان میں وہی عمل کیا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہے۔ اللہ جانتا ہے کہ وہ سچے نیک ہدایت یافتہ اور حق کے تابع تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابو بکر صدیق کو وفات دی اور میں ابو بکر کا جائشیں ہوا اور اپنی امارت کے دو سال تک ان میں وہ عمل کرتا رہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل کرتے رہے اور جو ابو بکر نے عمل کیا اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس میں سچا نیک ہدایت یافتہ اور حق کے تابع ہوں پھر تم دونوں میرے پاس آئے اور گفتگو کر رہے ہو۔ تمہارا مقصد ایک ہے اور بات بھی ایک ہے۔ اے عباس تم میرے پاس آئے ہو اپنے بھتیجے کے ترکہ سے اپنا حصہ طلب کرتے ہو۔ اور یہ یعنی علی المرتضیٰ آئے وہ اپنی بیوی کے باپ کے مال سے ان کا حصہ مانگ رہے ہیں۔ میں نے تم دونوں سے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا کوئی وارث نہیں جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ پھر جب مجھے خیال آیا کہ وہ مال تمہیں دوں تو میں نے کہا اگر تم چاہتے ہو تو میں تم کو اس شرط پر تمہارے حوالہ کرتا ہوں کہ تم اللہ کا عہد و پیمان دو کہ تم اس میں وہی کچھ کر دو گے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

وہ اس جنگ میں قتل ہو گیا اور اس کے تمام اموال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحویل میں آ گئے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحریق تمام یہودیوں سے سبقت لے گیا۔ پس خیبر کا کچھ حصہ، فدک اور بنی نضیر کے اموال جن میں تحریق کے اموال بھی شامل ہیں کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت تصور کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے وراثت کا مطالبہ کیا اور فرمایا اے ابوبکر اگر آپ فوت ہو جائیں تو آپ کے ترکہ کا وارث کون ہوگا حضرت ابوبکر نے کہا میری اولاد وارث ہے۔ سیدہ نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ مجھے اپنے باپ کے ترکہ کا وارث نہیں بنایا جاتا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ہم انبیاء کی جماعت کسی کا وارث نہیں ہوتے اور نہ ہی کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے جو کچھ ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔ میں ان اموال میں وہ ہی تصرف کروں گا جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے رہے ہیں“ یہ سن کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا غصہ سے بھر گئیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس مسئلہ میں پھر کبھی کلام نہ کیا حتیٰ کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد انتقال فرمائیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے غیر فدک اور مدینہ منورہ میں صدقات کا بطور وراثت مطالبہ کیا تھا جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترکہ چھوڑا تھا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس بنیاد پر انکار کیا تھا کہ ان اموال میں اسی طرح عمل کیا جائے گا جس طرح سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے ورنہ ہم راہ حق سے اور طرف پر جائیں گے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کے صدقات حضرت عباس اور علی رضی اللہ عنہما کے حوالہ اس شرط پر کئے کہ وہ اس وقف صدقہ سے اپنے اہل و عیال پر خرچ کریں گے۔ اور اس کو اپنی ملکیت تصور نہ کریں گے۔ اور فدک وغیرہ کو تحویل کی تحویل میں رہنے دیا کہ ہر جانشین ان کی حفاظت کرے اور ملکی ضروریات میں ان سے استفادہ کرے چنانچہ وہ اسی حال پر ہیں۔ اس میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق رہا ہے کسی کو ان میں اختلاف کی راہ نہیں ملی حتیٰ کہ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے بھی اس کو تسلیم کیا اور ”وَلَا تُورِثُ وَصَايَا كُنَّا صَدَقَةً“ پر انھوں نے عمل کیا البتہ ان دونوں حضرات کا جھگڑا اس بات میں تھا کہ ان کی تحویل میں دیئے گئے صدقات کو آدھا آدھا تقسیم کر لیا جائے تاکہ روزمرہ کا اختلاف ختم ہو جائے اور وہ آرام سے اس وقف سے استفادہ کرتے رہیں لیکن عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر ان سے اتفاق نہ کیا اور تقسیم کرنے کا انکار کر دیا کہ اگر ان صدقات کو تقسیم کر دیا جائے تو وقت گزرنے پر ان کی اولاد میں یہ تاثر پیدا ہونے کا امکان ہے کہ عباس کی اولاد ان صدقات کو اپنی جائیداد خیال کرنے لگیں گے جبکہ حضرت علی کی اولاد یہ تصور کر کے ان کو اپنی ملکیت سمجھ لیں گے کہ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ میں سے نصف سیدہ فاطمہ کا ہے جو ان کو بطور وراثت ملا ہے کیونکہ ایک مسلمان کا ترکہ اس کی بیٹی اور چچا میں آدھا آدھا تقسیم ہوتا ہے“ اس لئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر آپ اسی حال میں رہنے دیں اور اس سے اپنی ضروریات پوری کرتے رہیں تو فہماور نہ میرے حوالہ کر دیں۔ میں تمہارے اخراجات پورے کرتا رہوں گا اور ان صدقات کو تقسیم نہ کیا جائے گا۔ البتہ اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ نبی کی وراثت جاری نہیں ہوتی اور اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی گواہ تھے اور سیدہ فاطمہ بھی اس کو جانتی تھیں بایں ہمہ

## بَابُ أَذَاءِ الْخُمْسِ مِنَ الدِّينِ

۲۸۸۶ — حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ شَاخِمَادٌ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ الضَّبْعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ قَدِيمٌ وَفَدُّ عَبْدِ الْقَيْسِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا هَذَا الْحَيُّ مِنْ رِبْعَةٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كَفَّارٌ مُضَرٌّ فَلَسْنَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نَأْخُذُ مِنْهُ وَنَدْعُو إِلَيْهِ مِنْ وَرَائِنَا قَالَ أَمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الْإِيمَانُ بِاللَّهِ شَهَادَةٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَعَقْدُ بَيْدِهِ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَأَنْ تُوَدُّوا بِاللَّهِ خُمْسَ مَا غَنِمْتُمْ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَاةِ وَالنَّقِيرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمَرْفَتِ

کو حاضر ہونے کا ارادہ کیا تھا لیکن جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنازہ کو اخفاء میں رکھا اور حضرت ابوبکر صدیق کو خبر نہ دی اور نہ ہی ان کی طرف کسی شخص کو بھیجا تو انھوں نے خیال کیا کہ جنازہ کی اخفاء میں کوئی مصلحت ہے۔ اس لئے مصلحت کے خلاف کرنے کو انھوں نے پسند نہ کیا اور وہاں تشریف نہ لے گئے۔ شیخ ابن حجر عسقلانی نے ذکر کیا ہے۔ یہ احتمال ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس انتظار میں رہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو بلا میں گئے اور خود بخود اس لئے نہ گئے کہ حضرت علی یہ خیال کریں گے کہ بلائے بغیر آپ آگئے ہیں اسی انتظار میں وقت گزر گیا۔ بعض روایات میں یہ مذکور ہے کہ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وراثت کے متعلق باقتضاء طبع بشریت انقباض کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے دروازہ پر تشریف لے گئے اور گرمی میں وہاں کھڑے رہے اور ان سے عند خواہی کی کہ بخدا مجھے اپنی قرابت سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت زیادہ محبوب ہے لیکن میں کیا کروں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے اور صحابہ اس کے گواہ ہیں۔ اس لئے میں اس فیصلہ میں مجبور تھا یہ سن کر سیدہ رضی اللہ عنہا راضی ہو گئیں۔ ہم حدیث ۲۸۸۷ کی شرح میں بھی اس کے متعلق کچھ ذکر کر چکے ہیں۔

## بَابُ — خُمْسِ اَدَاكَرْنَا دِينَ كَا حَصَّةِ

ترجمہ : ابوجبرہ ضبعی نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے

سنا کہ عبد القیس کا وفد آیا تو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم رجبہ

۲۸۸۶ —

قبیلہ کے رہنے والے ہیں ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر رہتے ہیں۔ ہم ماہ حرام کے سوا آپ کے پاس نہیں

## باب — سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی بیبیوں کا خرچہ،

۲۸۸۷ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے وارث دینار تقسیم نہ کریں میں نے اپنی بیویوں کے نان نفقہ اور صدقات پر کام کرنے والوں کے اخراجات کے بعد جو چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے۔

۲۸۸۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حالانکہ میرے گھر میں کوئی کھانے کی شئی نہ تھی۔ صرف کچھ جوتے جو طاق میں رکھے ہوئے تھے میں ان میں لمبی مدت تک کھاتی رہی۔ پھر میں نے ان کو تولا تو وہ ختم ہو گئے۔

۲۸۸۷ — ۲۸۸۸ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دینار کا ذکر فرمایا اور یہ ادنیٰ مال ہے یعنی ہمارا کوئی ترکہ نہیں جو وارث تقسیم کریں جیسے قرآن کریم میں ہے ”وَمِنْهُمْ مَنْ إِنْ تَأَمَّنْ بِدِينِهِ لَا يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ“ یعنی بعض یہودی ہیں کہ اگر اس کے پاس ایک دینار امانت رکھو تو وہ بھی ادا نہیں کرے گا وہ زیادہ مال کیسے ادا کرے گا۔ حدیث کے ان الفاظ سے ترکہ کی تقسیم سے ممانعت مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ آپ کے ترکہ کی تقسیم ممکن نہیں یعنی میں نے کوئی مال بطور وراثت نہیں چھوڑا جس کو وہ تقسیم کریں ”وَقَوْلُهُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي“ سے وراثت مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ آپ کی بیویاں آپ کے بعد نکاح نہیں کر سکتیں اس لئے وہ آپ کے ازدواج میں محبوس رہیں گی۔ اس لئے ان کو اس مال سے خرچہ دیا جائے گا اور عامل سے مراد وہ لوگ ہیں جو صدقات کی نگہبانی کرتے ہیں یا آپ کے بعد اپنے والے خلفاء کے عامل مراد ہیں کیونکہ وہ دراصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عامل ہیں جبکہ آپ کے خلفاء آپ کی اُمت میں آپ کے نواب ہیں۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عامل سے مراد فک، اموال بنی نضیر اور مدینہ منورہ میں صدقات کے محافظ ہیں۔ جن اموال سے آپ خرچ کرتے تھے اور جو بچتا تھا وہ مسلمانوں کے امور میں صرف کیا کرتے تھے۔ آپ کے بعد ان اموال میں سے امہات المؤمنین کو خرچہ دیا جاتا تھا۔ اور ان کی حفاظت کرنے والے عاملین کو وظیفہ دیا جاتا تھا یعنی ان اموال سے امہات المؤمنین کے نفقات اور ان کی نگہبانی کرنے والوں کے وظائف کے بعد جو بچے وہ صدقہ ہے اور اس کو مسلمانوں کے امور میں صرف کیا جائے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں امہات المؤمنین کو اختیار دیا تھا کہ وہ اسی طرح خرچہ لیتی رہیں یا وہ زمین کے قطعات لے لیں اور ان میں مزارعت کریں چنانچہ ام المؤمنین عائشہ اور ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہما نے زمین کو پسند کیا تو ان کو غابہ میں زمین دے دی اور

میں مت داخل ہو مگر یہ کہ تم کو اجازت دی جائے

ترجمہ : عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے روایت کی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض سخت ہو گیا تو آپ نے اپنی بیویوں سے یہ اجازت طلب کی کہ آپ میرے گھر میں تو اٹھوں نے اجازت دے دی۔

— ۲۸۹۰ —

شرح : اس باب میں وہ احادیث مذکور ہیں جن میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے گھروں کا ذکر ہے۔ اور جو مکان ان کی طرف منسوب ہیں۔ اس کے مطابق قرآن کریم کی دو آیتیں ذکر کی ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم اپنے گھروں میں رہو اور باہر نہ نکلو اور لوگوں کے سامنے اپنے محاسن اور زیب و زینت ظاہر نہ کرو۔ نماز پڑھو زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

— ۲۸۹۰ —

قولہ تَبَرَّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى ، یہ وہ زمانہ ہے جس میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ اس زمانہ کی عورتیں موتیوں والی قمیصیں پہن کر راستہ میں چلا کرتی تھیں اور لوگوں کے لئے اپنا حسن و جمال ظاہر کر کے جانبین کی طرف سے شہوانی قوی کو مشتعل کرتی تھیں یہ نمرود کا زمانہ تھا اور سب لوگ کافر تھے دوسری آیت کریمہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اے مومنو تم نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو مگر یہ کہ تم کو اجازت دی جائے اور طعام پکھنے کے وقت کی انتظار نہ کرو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آیت کریمہ ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طعام کے وقت کا انتظار کرتے اور کھانا پکھنے سے پہلے آپ کے گھر میں داخل ہوتے حتیٰ کہ کھانا پک جانا پھر کھانا کھا کر باہر نہ نکلتے اور باتوں میں مشغول رہتے جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوتی تو یہ آیت نازل ہوئی کہ جب کھانا کھا چکو تو باہر چلے جاؤ۔

ان آیات میں حجاب کی فضیلت بیان فرمائی۔ اور عورتوں کو بے حجاب باہر جانے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اس حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت یوں ہے کہ بیٹ کی نسبت ام المؤمنین نے اپنی طرف کی اس کی وجہ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کا آپ کے گھر میں سکونت کرنا ان کی خصوصیت ہے جب وہ گھروں میں محبوس رہنے کے باعث نان و نفقہ کی مستحق ہیں تو اپنی ساری عمر میں سکونت کی بھی مستحق ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ سات احادیث ذکر کر کے اس امر کی وضاحت کر دی کہ اس نسبت سے وہ زندگی بھر گھروں میں سکونت کرنے کی مستحق ہیں۔

واللہ ورسولہ اعلم!

قَامَتْ تَنْقَلِبَ فَقَامَ مَعَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا بَلَغَ قَرِيبًا مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهَا رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَفَذَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رُسُلِكُمَا قَالَا سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا

۲۸۹۳ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا آرام سے جاؤ (کوئی خیال نہ کرو یہ صفیہ ہے) انہوں نے کہا ”سبحان اللہ“ یا رسول اللہ! اور ان پر یہ شاق گزرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح پھرتا ہے۔ مجھے ڈر ہوا کہ وہ تمہارے دلوں میں کوئی شے ڈال دے گا“

۲۸۹۲ — شرح : مسجد کے دروازے سے گزرنے والے دو انصاری اُسید بن حُضیر اور عباد بن بشر تھے رضی اللہ عنہما، وہ سیدہ ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا کو آپ کے ساتھ کھڑی دیکھ کر جلدی سے چلنے لگے تو آپ نے ان سے فرمایا یہ صفیہ ہے۔ کوئی اجنبیہ عورت نہیں تم نے دل میں کوئی ایسا ویسا خیال نہ کرنا۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی سے یہ فرمایا کہ یہ صفیہ ہے کہ آپ نے یہ ڈر محسوس کیا کہ اگر انہوں نے آپ کے متعلق کسی تہمت کا خیال کر لیا تو ان کی عاقبت تباہ ہو جائے گی اور وہ ہلاک ہو جائیں گے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسا گمان کرنا کفر ہے۔ اس لئے ان کے کسی خیال کرنے سے پہلے ہی آپ نے اس کا ازالہ کر دیا۔ کیونکہ شیطان ایسے خیالات پیدا کرنے میں جری ہے اور انسان کے رگ وریشہ میں سرائت کئے ہوئے ہے۔ ”هَلْ يَخْرُجُ الْمُعْتَكِفُ لِحَوَائِجِهِ إِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ“ کے باب میں یہ حدیث مذکور ہے۔

۲۸۹۳ — ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حفصہ کے گھر کی چھت پر چڑھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ قبلہ کی طرف

۲۸۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عُمَرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَأَمَّا سَمِعَتْ صَوْتَ إِنْسَانٍ يَسْتَاذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا رَجُلٌ يَسْتَاذِنُ فِي بَيْتِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَاهُ فَلَا نَالَ لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرِّضَاعَةِ إِنَّ الرِّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا يُحَرِّمُ مِنَ الْوَلَادَةِ

بَابُ مَا ذَكَرَ مِنْ دُرِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَصَاهُ وَسَيْفِهِ وَقَدْحِهِ وَخَاتَمِهِ وَمَا اسْتَعْمَلَ الْخُلَفَاءُ بَعْدَهُ مِنْ ذَلِكَ مِمَّا لَمْ تُذَكَّرْ قِسْمَتُهُ وَمِنْ شَعْرِهِ وَنَعْلِهِ وَأَيْنَتِهِ مِمَّا شَرِكَ فِيهِ أَصْحَابُهُ وَغَيْرُهُمْ بَعْدَ وَفَاتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ شخص آپ کے گھر جانے کی اجازت طلب کر رہا ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا خیال ہے کہ یہ فلاں شخص ہے اور ام المؤمنین حفصہ کے رضاعی چچا کی طرف اشارہ فرمایا۔ فرمایا رضاعت بہر اس شئی کو حرام کر دیتی ہے جس کو نسب حرام کرتی ہے۔

۲۸۹۶۔ شرح: اگر یہ سوال ہو کہ قولہ ”فِي بَيْتِكَ“ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ“ سے معلوم ہوتا ہے کہ ”بُيُوتُ“ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ اور حدیث میں مذکور ”بیت عائشہ اور بیت حفصہ“ اور قرآن کریم میں مذکور ”وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ“ سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے ہیں۔ بظاہر یہ تضاد ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بیوت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں اور آپ کی بیویاں ان میں رہتی تھیں اس لئے ان کی طرف مجازاً نسبت کر دی گئی ہے۔ حدیث ۲۸۹۶ کی شرح دیکھیں۔

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ عصا اور انگوٹھی کا ذکر

۲۸۹۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ شَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
الْأَسَدِيُّ شَنَا عِيسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ أَخْرَجَ إِلَيْنَا النَّسُّ نَعْلَيْنِ جَرْدَاوَيْنِ  
لَهُمَا قَبَالَانِ فَحَدَّثَنِي ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ بَعْدَ هُنَّ النَّسُّ أَهْمَا نَعْلَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۸۹۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ

شَنَا أَيُّوبُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ أَخْرَجَتْ الْيَنَاعَائِشَةُ  
كِسَاءً مُلْبَدًّا وَقَالَتْ فِي هَذَا نُزِعَ رُوحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَادَ  
سُلَيْمَنُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ أَخْرَجَتْ الْيَنَاعَائِشَةُ أَزَارًا غَلِيظًا  
هَمَّا يُصْنَعُ بِالْيَمَنِ وَكِسَاءً مِّنْ هَذِهِ الَّتِي تَدْعُوْنَهَا الْمَلْبَدَةُ

کی تقسیم ہے۔ شارح تراجم نے کہا اس سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد امہات المؤمنین کے نان و نفقہ کا بیان کرنا ہے اور جو کچھ ان کے پاس تھا۔ اس میں وراثت جاری نہیں کیونکہ جس ام المؤمنین کے پاس ان کے گھر میں کوئی چیز تھی وہ ان کے گھر کی ہی شمار ہوتی تھی۔ اگر وہ وراثت میں شامل ہوتی تو وہ ان کو استقلالاً استعمال نہ کرتیں اور نہ ہی صحابہ کرام ان کی موافقت کرتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بیوی دوسری بیوی کے پاس والی شئی میں اپنے حصہ کا مطالبہ کرتی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : عیسیٰ بن طہمان نے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہمارے سامنے بالوں سے خالی جوڑا پاک نکالا ان کے دو قسم تھے۔ اس کے بعد ثابت

۲۸۹۸ —

بنانی نے حضرت انس سے روایت کی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جوڑا پاک تھا۔

ترجمہ : ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے سامنے موٹی چادر نکالی اور فرمایا اس چادر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۲۸۹۹ —

کی روح پاک قبض ہوئی تھی۔ سلیمان حمید، ابو بردہ سے یہ اضافہ کیا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے ہمارے سامنے موٹی چادر نکالی جو میں میں بنائی جاتی ہے اور ایک وہ چادر نکالی جس کو ملبدہ کہتے ہیں۔

شرح : جَرْدَاوَيْنِ، جَرْدَا، کاتثنیہ اور یہ جَرْدُ کی مؤنث

۲۸۹۸ ، ۲۸۹۹ —

ہے۔ یعنی چمڑے کا جوڑا جو بالوں سے خالی ہو۔ قولہ

كِسَاءً مُلْبَدًّا، کساء صوف کی چادر ہے۔ ملبدہ، اسم مفعول ہے۔ ایک دوسرے سے جڑی ہوئی یعنی موٹی گویا کہ

سَيِّفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَغْلِبَكَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ وَأَيُّمُ اللَّهِ لَئِنْ أُعْطِيتَنِيهِ لَا أَتَخَلَّصُ إِلَيْهِ أَبَدًا حَتَّى تُبْلَغَ نَفْسِي إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ فَاطِمَةَ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ النَّاسَ فِي ذَلِكَ عَلَى مِنْبَرِهِ هَذَا وَأَنَا نَائِمٌ لَمْ أُحْتَلَمْ فَقَالَ إِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّي وَأَنَا أَتَخَوَّفُ أَنْ تُفْتَنَ فِي دِينِهَا ثُمَّ ذَكَرَ صَهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ أَيَّاهُ قَالَ حَدَّثَنِي فَصَدَّقَنِي وَعَدَنِي فَوَيْلٌ لِي وَإِنِّي لَسْتُ أُحَرِّمُ حَلَالَ وَلَا وَلَا أُحِلُّ حَرَامًا وَلَكِنْ وَاللَّهِ لَا تُجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللَّهِ أَبَدًا

نے حجاج بن حسان سے روایت ذکر کی کہ ہم حضرت انس کے پاس تھے۔ اُنھوں نے برتن منگوایا جس میں تین ٹھوٹے لوہے کے لگے ہوئے تھے اُنھوں نے وہ پیالہ سیاہ غلاف سے نکالا ہم نے اس میں پانی ڈالا اور پیا اور اپنے سروں اور مونہوں پر اس کا پانی ڈالا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا (یعنی باختصار)

ترجمہ : محمد بن عمرو بن طلحہ و دعویٰ نے بیان کیا کہ ابن شہاب نے ان کو خبر دی کہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے اُن سے بیان کیا کہ جب وہ امام حسین کی شہادت

کے بعد یزید بن معاویہ سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ آئے تو اُن کو مسور بن مخزوم ملے اور ان سے کہا کیا آپ کو مجھ سے کوئی حاجت ہے؟ تو مجھے حکم فرمایش میں نے اُن سے کہا مجھے کوئی حاجت نہیں مسور نے زین العابدین سے کہا کیا آپ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار دیتے ہیں؟ کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ لوگ اس کے متعلق آپ پر غلبہ کریں گے۔ بخدا! اگر آپ مجھے یہ دیں گے تو یہ اُن کے پاس نہیں جاسکے گی حتیٰ کہ میری روح قبض ہو جائے بے شک حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ علیہا السلام کی موجودگی میں ابو جہل کی بیٹی سے منگنی کی۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے سنا اور میں اس روز بالغ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ مجھ سے ہے اور مجھے ڈر ہے کہ اس کے دین میں فتنہ برپا کیا جائے گا۔ پھر آپ نے بنو عبد شمس والے داماد کا ذکر کیا اور اس کی دامادی کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا اس نے مجھ سے بات کی اور سچی بات کی مجھ سے وعدہ کیا اور پورا کیا۔ میں حلال شئی کو حرام نہیں کرتا ہوں اور حرام کو حلال کرتا ہوں لیکن بخدا! اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کبھی ایک ساتھ نہیں رہ سکتیں۔

۲۹۰۱ — شرح : حضرت علی بن حسین زین العابدین ہیں۔ جب وہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے شہید

۲۹۰۲ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوْقَةَ عَنْ  
مُنْذِرٍ عَنْ ابْنِ الْخَنْفِيَّةِ قَالَ لَوْ كَانَ عَلِيٌّ ذَا كِرَامٍ عُثْمَانُ ذَكَرَهُ يَوْمَ حَجَّاءَهُ  
نَاسٌ فَشَكُّوا سَعَاةَ عُثْمَانَ فَقَالَ لِي عَلِيُّ إِذْ هَبْتَ إِلَى عُثْمَانَ فَأَخْبِرْهُ أَنَّهَا  
صَدَقَةٌ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمُرُّ سَعَاتِكَ يَتَمَكَّنُوا بِهَا  
فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ أَغْنِيَا عَنَّا فَأَتَيْتُ بِهَا حَلِيبًا فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ضَعُفَا  
حَيْثُ أَخَذْتُمَا وَقَالَ الْحَمِيدِيُّ ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُوْقَةَ قَالَ  
سَمِعْتُ مُنْذِرًا التَّوْرِي عَنْ ابْنِ الْخَنْفِيَّةِ قَالَ أَرْسَلَنِي أَبِي خُذْ هَذَا الْكِتَابَ  
فَاذْهَبْ بِهِ إِلَى عُثْمَانَ فَإِنَّ فِيهِ أَمْرًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّدَقَةِ

ترجمہ : ابن خنیفہ سے روایت ہے انھوں نے کہا اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ  
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بدی سے یاد کرتے تو ان کو اس روز بدی  
سے یاد کرتے جب ان کے پاس لوگوں نے آکر ان کے حاکموں کی شکایت کی تھی۔ مجھے حضرت علی نے فرمایا عثمان  
کے پاس جاؤ اور ان کو خبر دو کہ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقات میں اپنے گورنروں کو حکم دو کہ وہ  
ان کے مطابق کام کریں۔ میں حضرت عثمان کے پاس صدقات کا صحیفہ لے کر گیا تو انھوں نے کہا اس کو ابھی روکے  
رکھو (کیونکہ مجھے اس کے مندرجات کا پورا علم ہے) میں وہ صحیفہ حضرت علی کے پاس واپس لے آیا۔ اور ان کو حالات  
سے آگاہ کیا تو انھوں نے فرمایا جہاں سے یہ صحیفہ لیا تھا وہاں رکھ دو۔

ترجمہ : حمیدی نے کہا ہم سے سفیان نے محمد بن سوقة کے ذریعہ بیان کیا کہ انھوں نے کہا  
میں نے منذر توری کو ابن خنیفہ سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ مجھے میرے والد نے  
بھیجا کہ یہ صحیفہ صدقات لو اور یہ عثمان کے پاس لے جاؤ کیونکہ اس میں صدقات کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کا ارشاد ہے “

شرح : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے محمد بن خنیفہ  
کو صحیفہ جس میں صدقات کے احکام کی تفصیل تھی دے  
۲۹۰۲ ، ۲۹۰۳ — کہ حضرت عثمان کے پاس بھیجا کہ وہ اپنے حکام کو جو صدقات پر مامور ہیں حکم دیں کہ وہ اس کے مطابق ان پر عمل  
کریں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر وہ صحیفہ واپس کر دیا کہ جو کچھ اس میں تحریر ہے مجھے اس کا علم ہے میں  
اس میں مندرجات کا محتاج نہیں ہوں اور اس کے مطابق عمل کروا رہا ہوں چنانچہ طبرانی نے ابو حمید کے ذریعہ

الرَّحَىٰ مِمَّا تَطْهَنُ فَبَلَّغَهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِسَبْيِ  
فَاتَتْهُ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَلَمْ تَوَافِقْهُ فَذَكَرَتْ لِعَائِشَةَ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ عَائِشَةُ لَهُ فَاتَانَا وَقَدْ دَخَلْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا  
لِنَقُومَ فَقَالَ عَلِيٌّ مَكَانِكُمَا حَتَّىٰ وَحَدَّثْتُ بِرَدِّ قَدَمَيْهِ عَلَيَّ صَدْرِي فَقَالَ  
أَلَا أَدُلَّكُمَا عَلَىٰ خَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَا إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَكَبَّرَا اللَّهُ أَرْبَعًا  
وَتَلَّثَيْنَ وَاحِدًا ثَلَاثًا وَتَلَّثَيْنَ وَسَبَّحَا ثَلَاثًا وَتَلَّثَيْنَ فَإِنَّ ذَلِكَ خَيْرٌ  
لَّكُمَا مِمَّا سَأَلْتُمَا

۲۹۰۴ ترجمہ : حکم نے بیان کیا کہ میں نے ابن ابی یسلیٰ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

نے ان کو خبر دی کہ سیدہ فاطمہ علیہا السلام نے چکی پیسنے کی تکلیف کی شکایت کی اور ان کو یہ خبر پہنچی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی آئے ہیں تو وہ آپ کی خدمت میں آئیں اس حال میں کہ وہ آپ سے ایک خادمہ کا سوال عرض کریں گی، لیکن آپ سے ملاقات نہ کر سکیں تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ام المؤمنین نے آپ سے ذکر کیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم اپنے بستروں میں جا چکے تھے۔ ہم کھڑے ہونے لگے تو آپ نے فرمایا اپنے بستروں میں بیٹھے رہو (کھڑا ہونے کی ضرورت نہیں) پھر آپ بیٹھ گئے حتیٰ کہ میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں پائی اپنے فرمایا کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں جس کا تم نے سوال عرض کیا ہے۔ جب تم اپنے بستروں میں داخل ہو تو ۳ بار اللہ اکبر، ۲۲ بار الحمد للہ، ۳۳ بار سبحان اللہ کہہ لیا کرو۔ یہ اس سے بہتر ہے جس کا تم نے مطالبہ کیا ہے۔

شوح : اس باب میں اس بات کی دلیل ہے کہ غنیمت کے مال کا پانچواں حصہ جسے خمس کہا

۲۹۰۴

جاتا ہے۔ یہ ملکی ضروریات و حوادث اور مساکین کی ضروریات پورا کرنے اور جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے غریب طلبہ مساکین جو مسجد کے صفہ میں رہتے تھے۔ اور بیوہ عورتوں پر خرچ کرنے کو ترجیح دینا ہے۔ جبکہ سیدۃ النساء فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے چکی پیسنے کی مشقت کی شکایت کی اور قیدیوں میں سے کوئی خادمہ حاصل کرنی چاہی تو آپ نے ان کو خادمہ تو نہ دی اور ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔ اور اہل صفہ کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پر ترجیح دی۔ اس میں اگرچہ خمس کا ذکر نہیں لیکن حدیث کا مفہوم یہی ہے۔ اگر سوال پوچھا جائے کہ سوال تو صرف سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا نے کیا تھا اور سیدۃ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تسبیح و تہلیل اور تکبیر تم دونوں کے سوال سے بہتر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کا سوال حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رضاء سے تھا گو یا کہ دونوں نے سوال کیا تھا اگر سوال پوچھا جائے کہ دنیا و آخرت کی خیریت کی وجہ کہاں پائی جاتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ذکر کا فائدہ آخرت میں

رکھے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا نام پر نام رکھ لیا کرو، اور میری کنیت نہ رکھو۔ کیونکہ مجھے قاسم بنایا گیا ہے۔ میں تم میں تقسیم کرتا ہوں۔ حصین نے کہا (آپ نے فرمایا) میں قاسم بنا کر بھی گیا ہوں میں تم میں تقسیم کرتا ہوں۔ ترجمہ : عمرو نے کہا ہم کو شعبہ نے قتادہ سے خبر دی انہوں نے کہا میں قتال کو جا رہے ہیں۔ بیان کرتے ہوئے سنا کہ اس شخص نے چاہا کہ بچہ کا نام قاسم رکھے تو نبی کریم

۲۹۰۶ —

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام پر نام رکھ سکتے ہو میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔

مشورح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا

ہے کہ وہ "قاسم" نام نہ رکھے۔ حالانکہ قاسم نہ تو

۲۹۰۵ — ۲۹۰۶

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے اور نہ ہی آپ کی کنیت ہے۔ بلکہ آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی شخص کا نام "قاسم" رکھا جائے تو یہ ضروری امر ہے کہ اس کا باپ ابوالقاسم ہوگا۔ تو باپ کی کنیت خباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سی کنیت ہوگی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت "ابوالقاسم" اس لئے مسمیٰ کہ آپ کا صاحبزادہ قاسم تھا۔ "رضی اللہ عنہ" اس لئے یہ کنیت نہ مسمیٰ کہ آپ تقسیم کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اشتراک لفظی کی بنیاد پر اس سے احتراز کیا ہے (دکرمانی)

حدیث کے سیاق اور الفاظ سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت "ابوالقاسم" اس لئے مسمیٰ کہ آپ لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں اگرچہ آپ صاحبزادے قاسم بھی تھے لیکن آپ نے اس وجہ سے کنیت ابوالقاسم ذکر نہیں فرمائی۔ اہل معانی کا اصول ہے کہ جب فعل متعدی کا معمول مذکور نہ ہو تو وہ عموم پر محمول ہوتا ہے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر شئی تقسیم کرتے ہیں اگر کسی کو مال و اولاد یا حکومت یا امارت ملتی ہے تو وہ آپ ہی کے دست اقتدار سے تقسیم ہوتی ہے بلکہ جنت میں مقامات و مراتب بھی آپ ہی تقسیم کریں گے شیخ مفتی عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اشعۃ اللمعات (صفحہ ۲۹۶: حوالہ اول) میں ذکر کرتے ہیں کہ از اطلاق سوال کہ فرمود بخواب و تخصیص نہ کرو و بطلو بے خاص معلوم ہے شود کہ کار یہ بدست بہت و کرامت اوست صلی اللہ علیہ وسلم ہرچہ خواہد ہر کار خراب و نیک پروردگار خود بدہد۔ بیت : فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَصَفَرَتَهَا - وَمِنْ عِلْمِكَ عِلْمُ الْكُوفَةِ وَالْقَلَمِ

بیت : اگر خیریت دنیا و عقبی آرزو داری - بدرگاہش بیاؤ ہرچہ سے خواہی تمنا کن باب کا عنوان قرآن کریم کی اس آیت وہ دَعَاكُمْ إِلَى الدِّينِ الْبَاطِلِ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ الایۃ کا حصہ ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ کے لئے مال غنیمت حلال نہ کیا ہے۔ جبکہ پہلی آیتوں کے لئے مال غنیمت حلال ہے جو کافروں سے جنگ کر کے حاصل کیا جائے "فئی" وہ مال ہے جو کافروں سے جنگ کر کے بغیر لقمہ آئے لقمہ وہ مال ہے جس پر وہ صلح کریں یا جو مال چھوڑ کر مرجائیں اور ان کا کوئی وارث نہ ہو اور جزیہ اور خراج بھی فنی میں خال ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر یہ کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اس کو تقسیم کرتے ہیں۔ اس میں کسی شئی کے آپ مالک نہیں۔ علامہ دکرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شارح تراجم نے کہا امام بخاری رحمہ اللہ

٢٩٠٤ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ

سَالِمٌ مِنَ الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ

مِنَّا غُلَامٌ مِّنْ فِئْمَاهِ الْقَاسِمِ فَقَالَتْ أَلَا نُنَصَّاءُ لَوُكُنَّا كَأَبَا الْقَاسِمِ وَلَا تُلْغَمُكَ

عَيْنًا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلِدِي عَلَامٌ فَمَعِيهِ الْقَارِئُ

بِكُنْيَتِي فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ

ترجمہ : جابر بن عبد الصاری رضی اللہ عنہا نے کہا ہم انصار میں ایک شخص

کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو اُس نے اس کا نام قاسم رکھا! انصار نے

کہا ہم تمہاری کُنیت ابو القاسم نہیں رکھنے دیں گے اور نہ ہی تیری آنکھ کو اس نام سے ٹھنڈا کریں گے۔ اُس نے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے میں نے اس کا نام قاسم رکھا ہے۔

انصار کہتے ہیں ہم تمہاری کنیت ابوالقاسم نہیں رکھنے دیں گے اور نہ ہی تیری آنکھ کو اس نام سے ٹھنڈا کریں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار نے اچھا کہا ہے تم میرے نام پر نام رکھ لیا کرو میری کنیت پر کنیت نہ رکھو

میں تو صرف قاسم ہوں۔“

مشرح : اہل علم میں اس مسئلہ کے متعلق اختلاف رائے پایا جاتا ہے

کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی کنیت پر کسی کا کنیت رکھنے

سے منع کرنا عام ہے یا خاص ہے۔ علماء کی ایک جماعت نے کہا کہ ابوالقاسم کنیت رکھنا ممنوع ہے نام جو بھی

بہو۔ بعض علماء نے کہا بیٹے کا نام قاسم اور باپ کا ابو القاسم کنیت رکھنا ممنوع ہے۔ کیونکہ اگر بیٹے کا نام قاسم رکھا

جائے تو یہ ضروری بات ہے۔ اس کا باپ ابوالقاسم ہوگا تو یہ کینیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت پر ہوگی۔

بعض علماء نے کہا کہ آپ کا نام اور کنیت دونوں کو جمع کرنا ممنوع ہے۔ اگر نام عسکری یا احمد نہ ہو تو ابوالقاسم

کنیت رکھنے میں حرج نہیں۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جمہور علماء اور فقہاء مطلقاً جواز کے قائل ہیں اور مذکور حدیث منسوخ ہے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! اگر آپ کے بعد میرا بچہ پیدا ہو تو میں اس کا

نام آپ کے نام پر اور کنیت آپ کی کنیت پر رکھ سکتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ماں رکھ سکتے ہو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ کا نام اور کنیت کو جمع کرنا آپ کے زمانہ میں

میں ممنوع تھا اب جائز ہے۔

والله تعالى ورسوله الاعلى اعلم!

**بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَلْتُ لَكُمْ الْغَنَائِمَ**  
**وَقَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ وَعَدَكُمْ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَلْ**  
**لَكُمْ هَذِهِ الْآيَةُ فَهِيَ لِلْعَامَّةِ حَتَّى يَمِيتَهُ الرَّسُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**  
**۲۹۱۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا خَالِدٌ ثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ**  
**عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُودَةٌ فِي**  
**نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ الْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ**

ہوئے سنا کہ لوگ حق کے بغیر اللہ کے مال میں تصرف کرتے ہیں ان کے لئے قیامت میں آگ ہوگی ۔  
**۲۹۰۹ — ۲۹۱۰ — شرح :** یعنی دراصل عطاء کرنے والا اور منع کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ  
 ہی ہے وہ جس قدر مجھے الہام کرتا ہے اور حکم فرماتا ہے۔ اسی قدر میں تم کو تقسیم کر دیتا ہوں۔ فاضل بریلی رضی اللہ عنہ  
 کہتے ہیں ۷ اللہ ہے معطی یہ ہیں مستاسم ۸ دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں  
 خولہ انصاریہ کی حدیث میں ”بغیر حق“ کا معنی اگرچہ عام ہے لیکن یہاں مراد یہ ہے کہ مالِ غنیمت کی تقسیم  
 کے بغیر اس میں تصرف کرنے لگتے ہیں۔ اس طرح باب کا عنوان صراحتہ سمجھا جاتا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ  
 نے قتیبہ، لیث، سعید مقبری اور ابوالولید کے ذریعہ روایت ذکر کی ہے کہ ابوالولید نے کہا میں نے خولہ بنت قیس  
 سے سنا اور وہ حضرت حمزہ بن عبد المطلب کی رفیقہ حیات ہیں انھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ مال سبز میٹھا ہے جو کوئی اس کو حق سے لے اس کے لئے اس میں برکت ہے اور جو کوئی  
 حق کے بغیر اس میں تصرف کرے اس کے لئے دوزخ ہے۔ خولہ بنت قیس کی کنیت ”ام محمد“ ہے۔ اور خولہ بنت  
 ثامر بھی وہی ہیں کیونکہ ثامر قیس بن قیس کا لقب ہے۔

**باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تمہارے ہی لئے مالِ غنیمت**

**حلال کر دیئے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اللہ**

نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے۔ جن کو تم حاصل کرو گے اور یہ تم کو بہت جلد دے دی  
 ہیں اور یہ سب لوگوں کے لئے ہیں جن کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کر دیا ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي  
 ۱۹۱۵ — هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكْفُلُ  
 اللَّهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْجَهَادُ فِي سَبِيلِهِ وَتُصَدِّقُ  
 كَلِمَاتِهِ بَأَن يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يُرْجِعَهُ إِلَى مَسْكِنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ  
 مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِمَةٍ

۱۹۱۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ  
 هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 غَزَا نَبِيُّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَقَالَ لِقَوْمِهِ لَا يَتَّبِعُنِي رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ  
 وَهُوَ يَرِيدُ أَنْ يَبْنِيَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا وَلَا أَحَدٌ بَنَى بُيُوتًا وَلَمْ يَرْفَعْ سُقُوفَهَا  
 وَلَا أَحَدٌ اشْتَرَى غَنَمًا أَوْ خِلْفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ وَلَدَهَا فَغَزَا فَاذْ نَامِنَ  
 الْقَرْيَةِ صَلَوَةَ الْعَصْرِ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ لِلشَّمْسِ أَنْكِ مَأْمُورَةٌ وَ

شرح : یعنی مال غنیمت تمہارے لئے حلال کر دیئے گئے ہیں تم سے

۲۹۱۱ تا ۲۹۱۴ —

پہلے یہ کسی کے لئے حلال نہ کئے گئے تھے۔ اور یہ عام لوگوں

کے لئے ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں قرآن کریم نے اگرچہ ان کی تفصیل ذکر نہیں کی لیکن حدیث نے ان کی  
 وضاحت کر دی ہے۔ عراق کے حکمران کو کسریٰ اور شام کے بادشاہ کو قیصر کہا جاتا تھا۔ حدیث ۲۸۲۴ کی  
 شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کسریٰ کا تو نام و نشان ختم ہو گیا۔ اور  
 اس کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم کر دیئے گئے۔ ان کا رہنا سہنا شام میں ہے۔ وہیں بیت المقدس ہے۔ جس میں  
 نصاریٰ عبادت کرتے ہیں اور ان کے بادشاہ روم پر غالب نہ رہ سکے۔ ان کو وہاں سے جلا وطن کر دیا گیا اور ان کے  
 خزانوں کے تمام ذخائر مسلمانوں کے ہاتھ لگے اور اس کے بعد کوئی قیصر نہ رہا حتیٰ کہ آخر زمانہ میں قسطنطنیہ کی  
 فتح میں اللہ کا مکمل وعدہ پورا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۹۱۵ —

نے ذمہ لے رکھا ہے کہ جو کوئی اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا جس کو صرف

اللہ کی راہ میں جہاد اور اس کے وعدوں کی تصدیق نے باہر نکالا ہو۔ وہ اس کو جنت میں داخل کرے گا یا اس کو

ہفتہ شروع ہو جاتا اس میں ان کے لئے جنگ کرنا حرام تھا۔ ممکن تھا کہ دشمن کو کمک پہنچ جاتی اور اس کو فتح کرے  
میں دشواری ہوتی اس لئے سورج رکنے سے فتح میں آسانی رہی نیز سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی سورج  
رک گیا تھا۔ جبکہ آپ نے اہل مکہ کو شبِ اسراء کی صبح کو خبر دی کہ اس روز سورج چمکنے کے وقت قافلہ مکہ آئے گا  
چنانچہ لوگ قافلہ کا انتظار کرنے لگے تو اس کے آنے تک سورج رک گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
جب آسمانوں کی سیر کر کے واپس آئے اور بیت المقدس سے مکہ مکرمہ کو تشریف لارہے تھے تو موضع ضحیان میں ایک  
قافلہ ملا جو مکہ کی طرف آ رہا تھا۔ جب آپ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو لوگوں کو اس قافلہ کی خبر دی اور فرمایا اس وقت  
ان کا قافلہ تنعم بیضاء سے اتر رہا ہے۔ اس کے آگے آگے سیاہ رنگ کا اونٹ ہے۔ اس پر دو جواریاں ہیں ایک  
سیاہ اور دوسری سفید ہے۔ لوگ جلدی سے اس وادی میں پہنچے اور جو کچھ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہی  
دیکھا اور قافلہ آنے تک سورج رک رہا اور غروب نہ ہوا۔ نیز خندق کے روز بھی سورج رک گیا جبکہ سید عالم صلی اللہ  
علیہ وسلم عصر کی نماز سے رک گئے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا تھا تو آپ نے عصر کی نماز ادا فرمائی۔ نیز ابن اسحاق نے  
مبتداء میں یحییٰ بن عروہ کے ذریعے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر  
مصر سے روانہ ہو جائیں اور یوسفؑ کا تابوت ساتھ لیں جو دریائے نیل کے نصف میں مدفون تھا۔  
اس کی تلاش میں کافی وقت گزر گیا حتیٰ کہ فجر طلوع ہونے کو تھی۔ اور انھوں نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ طلوع  
فجر میں تاخیر کرے گا تا کہ یوسفؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تابوت مل جائے۔ چنانچہ سورج رک گیا حتیٰ کہ وہ طلوع فجر  
کے وقت روانہ ہو گئے۔ نیز حاکم نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ران پر سر مبارک رکھ کر آرام فرما رہے تھے۔ حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا جب آپ بیدار ہوئے  
تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی۔ جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے: اللہ تعالیٰ کے حضور دعاء کی کہ اے اللہ تیرے بندے علی نے اپنی ذات کو تیرے نبی کے لئے روک رکھا  
تھا۔ سورج کو واپس رے تاکہ علی نماز کو اپنے وقت میں ادا کرے چنانچہ سورج طلوع ہوا اور پہاڑوں اور زمین پر  
اس کی روشنی اور چمک نہاں ہو گئی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وضوء کیا اور عصر کی نماز ادا کی۔ یہ اسماء بنت عمیس  
کی حدیث ہے اور علامات نبوت سے ہے۔ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں (طحاوی فی مشکل الآثار) ابن جوزی کا اس  
حدیث کو معلول کہنا صحیح نہیں۔ نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے کعب الاحبار کو یہ کہتے  
ہوئے سنا کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک روز گھوڑوں کی دیکھ بھال میں مشغول رہے حتیٰ کہ سورج  
چھپ گیا۔ تو سلیمان علیہ السلام نے کہا ان گھوڑوں کو میرے پاس لاؤ جبکہ ان کی تعداد چودہ تھی۔ اور ان کی ٹانگیں  
اور گردنیں اڑا دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ گھوڑوں کو قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے چودہ روز تک ان سے ملک چھین لیا  
کیونکہ یہ گھوڑوں پر ظلم تھا۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کعب نے جھوٹ بولا البتہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ  
والسلام نے دشمن سے جہاد کا ارادہ کیا تو گھوڑوں کی دیکھ بھال میں سورج چھپ گیا تو سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

ان کے وقت میں کے تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ سے دعا کی کہ طلوع

**بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِلْمَغْنَمِ هَلْ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ**  
 ۲۹۱۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرُ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُمَرَ قَالَ  
 سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ ثَنَا أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ قَالَ قَالَ أَعْرَابِي لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُذْكَرَ وَيُقَاتِلَ لِيُرى  
 مَكَانَهُ مَنْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ مَنْ قَاتَلَ لِيَتَكُونَ كَلِمَةً اللَّهُ فِي الْعُلَيَّا  
 فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

یہ آیت کریمہ تمام مسلمانوں کو شامل ہے اور اس مال میں ہر ایک کا حق ہے حتیٰ کہ بکریاں چرانے والا جو میرے بعد  
 آئے اس کا بھی اس میں حق ہے۔ اس لئے اُنھوں نے بعد میں آنے والے مسلمانوں کا خیال کرتے ہوئے ہر مفتوحہ علاقہ  
 کو فاتحین میں تقسیم نہیں کیا تھا۔ مفتوحہ علاقہ کی تقسیم میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ اگر اس علاقہ کے لوگ مسلمان ہو جائیں  
 تو وہ اس کے مالک ہیں اور وہ زمین عسکری کہلاتی ہے اس میں صرف عشر واجب ہے اور اگر وہ معین خراج پر صلح سے  
 فتح ہو تو جس پر مصالحت ہوئی ہو اس سے زیادہ ان لوگوں پر واجب نہ ہوگا اور اگر غلبہ اور جنگ کے ساتھ علاقہ  
 فتح ہو تو اس میں مسلمانوں کے مختلف آراء ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اس کا حال غنیمت کے مال  
 کی طرح ہے۔ اس کا خمس نکالنے کے بعد باقی چار اخماس غنائم میں تقسیم ہوں گے۔ جنہوں نے اس کو فتح کیا ہو  
 امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ رضی اللہ عنہم نے کہا یہ امام کے سپرد ہے اگر وہ چاہے تو اس کو غنیمت قرار دے  
 کر خمس نکالنے کے بعد باقی چار اخماس فاتحین میں تقسیم کر دے جس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا  
 اور اگر چاہے تو اس کو مسلمانوں کے لئے وقف کر دے

جس طرح جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ امام مالک رضی اللہ عنہ  
 نے کہا اس میں اجتہاد کرے اور اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کرے۔ اگر یہ سوال ہو کہ یہ فاتحین کا حق ہے ان میں تقسیم  
 کیوں نہ کیا جائے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان کو رضی کر کے تمام پر وقف کر دے۔ قننہ میں ہے کہ اگر امام کوئی علاقہ  
 جنگ سے فتح کرے تو اس کو تقسیم نہ کرے اور اپنے حال پر رہنے دے جس طرح سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ  
 نے کیا تھا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

**بَابُ۔ کیا جو کوئی حصول غنیمت کے لئے جہاد کرے اس کے ثواب میں کمی ہوگی؟**  
 ۲۹۱۸۔ ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

هَذَا لَكَ يَا أَبَا الْمُسُورِ خَبَأْتُ هَذَا لَكَ وَكَانَ فِي خُلُقِهِ شِدَّةٌ رَوَاهُ ابْنُ  
عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ ثَنَا أَيُّوبُ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ  
الْمُسُورِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَّةً تَابَعَهُ  
الْكَيْثُ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ

بَابُ كَيْفَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرَ  
وَمَا أَعْطَى مِنْ ذَلِكَ فِي نَوَائِبِهِ

۲۹۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ ثَنَا مُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ  
قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ الرَّجُلُ يُجْعَلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
الْتَّخْلَاتِ حَتَّى افْتَتَحَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرَ وَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ يُرَدُّ عَلَيْهِمْ

۲۹۱۹۔ شرح : باب کے عنوان کا معنی یہ ہے کہ امام کے پاس جو کچھ آئے وہ حاضرین اور  
غائبین میں تقسیم کر دے۔ حاضرین کو عطاء کر دے اور غائبین کے لئے چھپا

رکھے اسی لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مخزمہ کے لئے سونے کے بٹنوں والی قبا چھپا رکھی تھی۔ جب  
مخزمہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر گیا اور اپنے بیٹے مسور سے کہا کہ حضرت سے اندر جا کر عرض کرو  
کہ میں حاضر ہو گیا ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز پہچان کر قبا ہمارا لائے اور مخزمہ کو اس  
کی خوبصورتی بتا رہے تھے کیونکہ مخزمہ کا مزاج طبعاً سخت تھا۔ حدیث ۲۳۸۱ کی شرح دیکھیں۔

باب بنو قریظہ اور بنو نضیر کے اموال کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے کیسے تقسیم کیا اور اپنی ملکی ضرورتوں کے لئے اس میں سے کیا دیا؟

۲۹۲۰۔ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم کے لئے اپنے بھور کے درختوں میں سے کچھ درخت دیئے تھے۔ حتیٰ کہ قریظہ اور نضیر دونوں قبیلے فتح ہو گئے  
تو اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درخت ان کو واپس کر دیئے

مِنْهُ فَاسْتَعِينُوا بِى قَالَ وَكَانَ الزُّبَيْرُ اشْتَرَى الْغَابَةَ بِسَبْعِينَ وَمِائَةَ  
 أَلْفٍ فَبَاعَهَا عَبْدُ اللَّهِ بِأَلْفٍ أَلْفٍ وَسِتِّ مِائَةٍ أَلْفٍ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مَنْ كَانَ لَهُ  
 عَلَى الزُّبَيْرِ حَقٌّ فَلْيُؤَا فِتْنَا بِالْغَابَةِ فَأَتَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ وَكَانَ لَهُ عَلَى  
 الزُّبَيْرِ أَرْبَعِ مِائَةِ أَلْفٍ فَقَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ إِنْ شِئْتُمْ تَرَكْتُهَا لَكُمْ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ  
 لَا قَالَ فَإِنْ شِئْتُمْ جَعَلْتُهَا فِيهِمَا تَوَخَّرُونَ إِنْ أَخَرْتُمْ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ  
 لَا قَالَ فَاقْطَعُوا إِلَى قِطْعَةٍ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَكَ مِنْ هَهْنَا إِلَى هَهْنَا قَالَ فَبَاعَ  
 مِنْهَا فَقَضَى دَيْنَهُ فَأَوْفَاهُ وَبَقِيَ مِنْهَا أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ وَنِصْفُ قَقْدِمٍ  
 عَلَى مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهُ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَالْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ زَمْعَةَ  
 فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ كَمْ قَوِّمْتَ الْغَابَةَ قَالَ سَهْمًا مِائَةَ أَلْفٍ قَالَ كَمْ  
 بَقِيَ قَالَ أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ وَنِصْفُ فَقَالَ الْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَدْ أَخَذْتُ  
 سَهْمًا مِائَةَ أَلْفٍ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا مِائَةَ أَلْفٍ وَقَالَ  
 ابْنُ زَمْعَةَ قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا مِائَةَ أَلْفٍ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ كَمْ بَقِيَ قَالَ

مدد لے لینا عبد اللہ نے کہا زُبیر نے ”غابہ“ کی زمین ایک لاکھ ستر ہزار سے خریدی تھی۔ اس کو عبد اللہ نے سولہ  
 لاکھ (۱۶,۰۰۰) سے فروخت کیا پھر وہ کھڑے ہوئے اور کہا جس کسی کا زُبیر پر قرض ہے وہ ہم سے  
 غابہ میں پورا کر لے اُن کے پاس حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ آئے جبکہ ان کا زُبیر پر چار لاکھ قرض تھا انھوں  
 نے عبد اللہ بن زُبیر سے کہا اگر تم چاہو تو میں قرض چھوڑ دیتا ہوں۔ عبد اللہ نے کہا جی نہیں حضرت عبد اللہ بن جعفر نے  
 کہا اگر تم قرض کو مؤخر کرنا چاہو تو میں قرض مؤخر کر سکتا ہوں۔ عبد اللہ نے کہا جی نہیں (یہ سن کر) عبد اللہ بن جعفر  
 رضی اللہ عنہما نے کہا مجھے غابہ میں سے کچھ حصہ دے دو تو عبد اللہ بن زُبیر نے کہا آپ کے لئے یہاں سے وہاں تک  
 ہے۔ راوی نے کہا عبد اللہ نے غابہ کا کچھ حصہ فروخت کیا اور حضرت عبد اللہ بن جعفر کا پورا قرض ادا کر دیا اور اس  
 میں ساڑھے چار حصے باقی بچ رہے۔ پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جبکہ ان کے پاس عمرو بن عثمان  
 المنذر بن زُبیر اور ابن زمعہ بیٹھے ہوئے تھے۔ تو امیر معاویہ نے کہا غابہ کی زمین کی کتنی قیمت لگی ہے۔ عبد اللہ نے کہا  
 ہر حصہ کی ایک لاکھ قیمت لگی ہے۔ امیر معاویہ نے کہا کتنا باقی رہ گیا ہے۔ عبد اللہ نے کہا ساڑھے چار حصے رہ گئے

روانہ ہو گئے جبکہ لوگوں کی بہت بڑی جماعت بھی ان کے پیچھے چلی گئی۔ ان ایام میں کعلی بن امیہ بھی مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے جبکہ ان کے پاس چھ لاکھ درہم اور چھ سو اونٹ تھے۔ انھوں نے اونٹوں کو ابلح وادی میں بٹھادیا۔ ادھر بصرہ سے ابن عامر اس سے زیادہ لوگ لے کر آگیا اور سب بنو امیہ ابلح وادی میں آ گئے ہو گئے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں سے فرمایا کہ حضرت عثمان کے خون کا بدلہ لینا چاہیے۔ تو سب لوگوں نے آپ کی موافقت کی اور سب بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ایک اونٹ پر سوار تھیں جس کا نام ”عسکر“ تھا اس کو کعلی بن امیہ نے قبیلہ عربیہ کے ایک شخص سے دو سو دینار سے خرید کیا تھا اور یہی ان کی راہنمائی کر رہا تھا۔ وہ جس وادی اور پانی سے گزرتے اس سے پوچھتے حتیٰ کہ حودب کے مقام پر پہنچ گئے جو بصرہ کے قریب تھا تو وہاں کے کتوں نے بھونکنا شروع کیا لوگوں نے پوچھا یہ کونسا مقام ہے تو راہنمائی کرنے والے نے کہا یہ مقام حودب ہے۔ جب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو آپ نے آواز بلند فرمائی اور اپنے اونٹ کو وہاں بٹھا کر فرمایا ”اللہ کی قسم! میں ہی صاحبۃ الحودب ہوں۔ مجھے یہاں سے واپس کر دو۔ آپ بار بار یہ فرماتی رہیں۔ یہ سن کر لوگوں نے آپ کے ارد گرد اونٹ بٹھا دیئے۔ اور وہ اصرار کرتے رہے لیکن ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سفر کرنے سے انکار کرتی رہیں۔ حتیٰ کہ شب و روز وہیں گزر گیا۔ پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہا آپ کے پاس آئے اور کہا حضرت علی بھی شکر لے کر آ گئے ہیں۔ اس وقت انھوں نے سفر شروع کر دیا۔

مقام حودب میں کتوں کے بھونکنے کی آواز سن کر ام المؤمنین کا یہ فرمانا کہ میں ہی ”صاحبۃ الحودب“ ہوں اس لئے کہا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا تھا تم میں سے کسی ایک بیوی کا کیا حال ہوگا جبکہ اس کو دیکھ کر حودب کے کتے بھونکیں گے۔ اس لئے ام المؤمنین نے حقیقت حال کو پہچانا اور اس حدیث کا مصداق اپنے آپ کو پایا اور واپس ہو جانا چاہا تھا۔ ادھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ۳۶ ہجری میں ربیع الآخر کے آخر میں نوسو نو جوانوں لے کر مدینہ منورہ سے نکلے جب ان کو ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور طلحہ و زبیر کا بصرہ کی طرف آنے کی خبر پہنچی تو وہ مدینہ منورہ والوں میں سے چار ہزار کا لشکر لے کر ان کی طرف آگے بڑھے ان چار ہزار میں سے چار سو وہ صحابہ کرام تھے جنہوں نے شجرہ کے نیچے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور آٹھ سو انصار تھے۔ حضرت علی اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کے ساتھ تھے جبکہ لشکر کے میمنہ میں امام حسن اور میسرہ میں امام حسین تھے۔ گھوڑ سواروں پر عمار بن یاسر تھے جبکہ پیادہ فوج پر محمد بن ابی بکر تھے۔ اور لشکر کے مقدمہ پر حضرت عبداللہ بن عباس تھے رضی اللہ عنہم۔ پھر سب قصر عبید اللہ بن زیاد کے پاس جمع ہو گئے اور ہر طرف لوگ ہی لوگ نظر آتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لشکر بیس ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ جبکہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا لشکر تیس ہزار کے لگ بھگ تھا۔ دونوں لشکروں کا آمناسا منا ہوا اور وہ ایک دوسرے کے سامنے صف آراء ہوئے اور جن لوگوں نے مبارزت کی ان میں سے حضرت زبیر بن عوام اور عمار بن یاسر تھے۔ عمار نے نیزہ کے ساتھ زبیر پر حملہ کیا جبکہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اس پر حملہ کرنے سے رکتے تھے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ”اے عمار تجھے باغی لوگ قتل کریں گے“ بہت لوگ قتل ہوئے اور حضرت زبیر میدان جنگ سے واپس ہو گئے۔ واقعہ کی روایت کے مطابق ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ

کو تحائف جو آپ کے مناسب تھے دے کر روانہ کیا اور جو لوگ ام المؤمنین کے ساتھ قتل سے بچ گئے تھے ان کو بھی ساتھ روانہ کیا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے ہمراہ بصرہ کی معروف چالیس خواتین بھییں اور خود ام المؤمنین کو وداع کر لے گئے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ۳۹ ہجری میں رجب کی ابتداء میں ہفتہ کے روز روانہ ہوئیں اور کئی میل تک حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو وداع کرنے کے ساتھ گئے۔ اور اپنے بیٹوں کو ان کے ساتھ روانہ کیا کہ ایک دن اور رات ان کے ساتھ سفر میں رہیں پھر واپس آجائیں۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان عورتوں کو حکم دیا جن کو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ روانہ کیا تھا کہ وہ اپنے سردوں پر غامیے باندھیں اور تلواریں زیب تن کر لیں اور ان سے فرمایا کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ عورتیں ہیں اور ام المؤمنین کے ارد گرد دور میں اور ان کے قریب نہ ہوں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اسی حالت میں سفر کرتی رہیں حتیٰ کہ مکہ مکرمہ تشریف لے آئیں اور وہاں اقامت کی اور حج کیا۔ مکہ کی عورتیں روتی ہوئی آپ کے پاس جمع ہو گئیں جبکہ آپ بھی رورہی تھیں۔ ام المؤمنین سے سفر کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا علی نے مجھے بہت کچھ دیا لیکن انھوں نے میرے ساتھ مرد بھیج دیئے ان عورتوں کو جب یہ خبر پہنچی تو وہ ام المؤمنین کے پاس آئیں اور اپنے چہروں سے حجاب اٹھائے اور صورت حال سے آپ کو خبردار کیا تو ام المؤمنین سجدہ میں گر گئیں اور فرمایا خدا کی قسم علی بن ابی طالب بہت کریم ہے۔

## حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت

جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر سے علیحدہ ہو گئے تو عمرو بن جرموز اور فضالہ بن حابس جو بنی تمیم میں گمراہ شخص تھے۔ ان کے پیچھے لگ گئے اور راستہ میں انھوں نے حضرت زبیر کو پایا اور قتل کر دیا۔ بلکہ یوں کہا جاتا ہے کہ عمرو بن جرموز نے ان کو کہا مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ حضرت زبیر نے کہا قریب آ جاؤ۔ حضرت زبیر کے آزاد کردہ غلام عطیہ نے کہا اس کے پاس اسلحہ ہے۔ زبیر نے کہا کوئی بات نہیں۔ وہ آگے آیا اور باتیں کرتا رہا اور نماز کا وقت ہوا تو حضرت زبیر نے کہا نماز پڑھو۔ اُس نے کہا اچھا نماز پڑھتے ہیں۔ حضرت زبیر ان کو نماز پڑھانے آگے بڑھے تو عمرو بن جرموز نے نیزہ مار کر ان کو قتل کر دیا۔ ایک روایت یہ ہے کہ عمرو بن جرموز نے حضرت زبیر کو وادی السباع میں پایا جبکہ وہ قیلوہ کر رہے تھے۔ تو سوتے میں اُن کو قتل کر دیا۔ یہ روایت زیادہ مشہور ہے۔ پھر حضرت زبیر کا سر علیحدہ کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا۔ کسی نے حضرت علی سے کہا کہ اب جرموز زبیر کا سر لایا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے برحسبہ فرمایا جس نے زبیر کو قتل کیا ہے اس کو دوزخ کی بُری جگہ دو۔ اس وقت عمرو نے کہا ہ

میں علی کے پاس زبیر کا سر لایا۔ حالانکہ میں اس کو اپنا قریب کا ساتھی شمار کرتا تھا۔ سر دیکھنے سے پہلے اُس نے آگ کی بدخبری دی۔ یہ بشارت اور تحفہ بہت بُرا ہے۔ میرے نزدیک زبیر کا قتل اور ذی جحضر میں بکری کا خطرہ برابر ہیں۔

میں ہوئی جبکہ ام المؤمنین اونٹ پر ہودج میں سوار تھیں۔ یہ لڑائی ۳۶ ہجری میں بصرہ کے قریب ہوئی۔ چونکہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اس جنگ میں اونٹ پر سوار تھیں اس لئے اس کو جنگ جمل کہا جاتا ہے۔ مسلمانوں میں سب سے پہلے یہ جنگ ہوئی تھی۔ اس میں ہر دو فریق یہ دعویٰ کرتے تھے کہ وہ حق پر ہے اور دوسرا فریق حق پر نہیں۔ اسی لئے وہ کہتے تھے کہ اس میں ظالم یا مظلوم قتل ہوں گے کیونکہ ان میں ہر ایک یہی خیال کرتا تھا کہ وہ فی نفسہ مظلوم ہے اور اپنے مخالف کے نزدیک ظالم ہے اور ہر ایک اپنے آپ کو مصیب کہتا تھا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ آج ظالم یا مظلوم قتل ہوگا اور میرا خیال ہے کہ میں مظلوم قتل ہوں گا اس کا معنی یہ ہے کہ صحابہ کی آپس میں جنگ بافیوں کی جنگ جیسی نہیں تھی جو عصبیت کی وجہ سے لڑتے ہیں کیونکہ ان میں قاتل و مقتول دونوں ظالم ہیں۔ چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسلمان تلواریں لے کر ایک دوسرے کے سامنے آجائیں تو قاتل و مقتول دونوں دوزخی ہیں۔ کیونکہ ان کی جنگ کسی صحیح تاویل کے بغیر ہوتی ہے جس کے باعث ان کا اللہ کے پاس کوئی عذر نہیں ہوتا۔ لہذا ان میں سب ظالم ہی ظالم ہیں اور کوئی بھی مظلوم نہیں۔ حضرت زبیر، طلحہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی محنت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی معیت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ کرنے نکلے تھے کہ عثمان کے قاتلوں پر حد قائم کی جائے۔ وہ حضرت علی سے جنگ کے لئے نہیں نکلے تھے۔ کیونکہ ساری امت کا اس میں اتفاق ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس زمانہ میں سب سے زیادہ خلافت کے حق دار تھے۔ اس لئے جنگ کا جواز ہی ختم ہو جاتا ہے دراصل وجہ یہ تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پناہ لے رکھی تھی۔ حضرت علی نے خود ان کو نہیں چاہا تھا بلکہ انھوں نے یہ خیال کیا تھا کہ حالات درست ہو جائیں اور تمام امور اپنے طریقہ پر جاری ہو جائیں۔ حتیٰ کہ ان کے اعتبار سے اللہ کا حکم نافذ ہو۔ پھر ان لوگوں سے قصاص لیا جائے گا اس میں تاخیر کی وجہ صرف یہی تھی۔ لیکن اللہ کی تقدیر جاری ہوئی اور دونوں طرف سے اجتہاد اور اصابت کی انتہاء خوشگوار ماحول سے تجاوز کر گئی اسی لئے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا تھا کہ معاملہ سنگین حالات میں داخل ہو چکا ہے اور اس کے حلنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ اور جنگ کے بغیر کوئی چارہ نہیں اور مجھے نظر آرہا ہے کہ میں مظلوم قتل ہوں گا کیونکہ ان کی جنگ میں شرکت کی نیت نہیں تھی اسی لئے وہ حضرت عمار سے مبارزت کے وقت بچاؤ کرتے رہے اور عمار پر حملہ نہ کیا حتیٰ کہ شکر سے جدا ہو کر واپس لوٹے اور راستے میں شہید ہو گئے۔

## حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی اولاد

جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ کو وصیت کی تھی اس وقت ان کے نو بیٹے اور نو بیٹیاں تھیں جبکہ اس وقت حضرت عبد اللہ بن زبیر کے صرف چار بیٹے حبیب، عباد، ہاشم اور ثابت تھے اور باقی اولاد اس کے بعد پیدا ہوئی تھی۔ ان کے نو بیٹے عبد اللہ، عروہ، منذر، اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا کے بطن سے عمر و خالد

## بَابُ إِذَا بَعَثَ الْإِمَامُ رَسُولًا فِي حَاجَةٍ أَوْ أَمْرٍ بِالْمَقَامِ هَلْ لِيُحْمَلُ لَهُ

۲۹۲۲ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَوْهَبٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ إِنَّمَا تَغَيَّبَ عُثْمَانُ عَنْ بَدْرِ فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيضَةً فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسُكُمَهُ

## باب۔ جب امام کسی کو ضرورت سے بھیجے یا اس کو کسی جگہ ٹھہرنے کا حکم دے کیا اس کو حصہ دیا جائے؟

۲۹۲۲ — ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بدر کے روز صرف اس لئے حاضر نہ ہو سکے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی جو اُن کی بیوی تھیں بیمار تھیں تو اُن کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمہیں اس شخص کے برابر ثواب اور حصہ ملے گا جو بدر میں شریک ہوا ہے۔

۲۹۲۲ — شرح : حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان سے فرمایا کہ ان کی تیمارداری کر لیں چونکہ وہ ان کی دیکھ بھال میں مصروف تھے اس لئے جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں شریک ہونے والوں کے برابر ان کو حصہ دیا اور فرمایا اے اللہ! عثمان تیرے رسول کے کام میں مصروف ہے۔ محمد بن اسحاق صاحب المغازی نے ذکر کیا کہ بدر کی جنگ میں شریک نہ ہونے والے حضرت عثمان کے علاوہ اور آٹھ صحابہ کرام تھے مگر رضی اللہ عنہم، ان کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شریک ہونے والوں کے برابر حصہ دیا تھا وہ یہ حضرات ہیں :

۱، طلحہ بن عبید اللہ اس وقت شام میں تھے (۲) سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بھی شام میں تھے (۳) ابولبابہ بشیر بن عبد المنذر کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روعاء سے واپس کر دیا تھا جبکہ آپ کو یہ خبر

بَابٌ مِّنْ قَالَ وَمِنَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْخُمْسَ لِنَوَائِبِ الْمُسْلِمِينَ  
مَا سَأَلَ هَوَازِنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِضَاعَةٍ فِيهِمْ فَتَحَلَّلَ مِنْ  
الْمُسْلِمِينَ وَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعِدُ النَّاسَ أَنْ يُعْطِيَهُمْ  
مِنَ الْخُمْسِ وَمَا أُعْطِيَ الْأَنْصَارَ وَمَا أُعْطِيَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ مِنْ تَمْرٍ خَيْرَ  
۲۹۲۳ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ ثَنِي اللَّيْثُ ثَنِي عُقَيْلٍ عَنْ  
ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَزَعَمَ عُرْوَةُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَةَ

## باب۔ اس بات کی دلیل کہ خمس مسلمانوں کی ضروریات

کے لئے ہے۔ قبیلہ ہوازن کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے سامان کی  
واپسی کی درخواست کرنا ہے۔ کیونکہ آپ کی رضاعت بنو ہوازن میں ہوئی تھی اور  
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں سے وعدہ کرنا ہے کہ آپ فنی اور انفال  
کے خمس سے ان کو بھی دیں گے اور جو انصار اور جابر بن عبد اللہ کو تمر خیر سے عطا فرمایا

اس کے باب کے عنوان میں ”واؤ عاطفہ“ نہیں بلکہ استفتاح کی واؤ ہے اور  
شرح الباب ایسا ہوتا رہتا ہے کہ معطوف علیہ کے بغیر واؤ ذکر کی جائے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ذکر کیا کہ ”خمس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضروریات کے لئے  
ہے۔ اس کے بعد ذکر کیا کہ مسلمانوں کی ضروریات کے لئے ہے۔ پھر ذکر کیا کہ خمس امام کے لئے ہے۔ دراصل ان  
کے لئے ہے۔ پھر آپ کے بعد جو خلیفہ اور مسلمانوں کے امور کا متولی ہو اس کے لئے ہے وہ اس کا متولی ہو گا اور  
جس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تصرف فرماتے تھے اس طرح اس میں تصرف کرے گا اور اس باب  
میں جو ذکر کیا ہے کہ خمس مسلمانوں کی ضروریات کے لئے ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
اس کے متولی ہیں اور آپ جس قدر چاہیں اپنی ضروریات کے مطابق لے کر باقی مسلمانوں میں تقسیم کر دیں۔ ایسے  
ہی خلفاء اور امراء کریں گے جو آپ کے بعد مسلمانوں کے امور کے متولی ہوں گے۔ عنوان کی ترکیب اس طرح ہے کہ لفظ

میں تضاد نہیں ہے کیونکہ خمس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قَدْ طَيَّبْنَا ذَٰلِكَ بِأَرْسُولِ اللَّهِ لَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 إِنَّا لَا نُدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِي ذَٰلِكَ مَنْ لَمْ يَأْذِنْ فَأَرْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ  
 إِلَيْنَا عُرْفَاءُكُمْ وَأَمْرُكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلِمَتُهُمْ عُرْفَاءُكُمْ ثُمَّ رَجَعُوا  
 إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوا وَأَذْنُوا

فَهَذَا الَّذِي بَلَّغْنَا عَنْ سَبِيِّ هَوَازِنَ

۲۹۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ ثَنَا حَمَّادُ ثَنَا أَيُّوبُ  
 عَنْ أَبِي قَلَابَةَ ح قَالَ أَيُّوبُ وَحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ عَاصِمٍ الْكَلْبِيُّ  
 وَأَنَا لِحَدِيثِ الْقَاسِمِ بْنِ عَاصِمٍ أَحْفَظُ عَنْ زُهْدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِي  
 مُوسَى قَاتِلٍ ذَكَرُوا حَاجَةً وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللَّهِ أَحْمَرُ كَانَتْ  
 مِنْ أَمْوَالِهِ فَدَعَاَهُ لِلطَّعَامِ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذَرْتُهُ

ان کو صرف ایک ہی چیز واپس کریں گے تو اُنھوں نے کہا ہم اپنے قیدی پسند کرتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے خطاب کیا اور جس کے اللہ تعالیٰ اہل ہے اس کی تعریف کی پھر فرمایا حمد و ثنا کے بعد۔ یہ تمہارے بھائی تائب ہو کر آئے ہیں اور میرا خیال ہے کہ میں ان کے قیدی انہیں واپس کر دوں جو کوئی خوشی سے یہ پسند کرے وہ ضرور کرے اور جو کوئی تم میں سے یہ پسند کرے کہ اپنے حصہ پر قائم رہے حتیٰ کہ ہم اس کو وہ پہلی فی سے ادا کر دیں گے جو اللہ تعالیٰ ہم کو دے گا۔ تو وہ بھی ضرور کرے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم ان کے قیدی واپس کرنے میں خوش ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا۔ ہم نہیں جانتے کہ تم میں سے اس کی کس نے اجازت دی ہے اور کس نے اجازت نہیں دی۔ تم واپس چلے جاؤ حتیٰ کہ تمہارے سردار تمہاری بات ہم تک پہنچائیں چنانچہ لوگ واپس چلے گئے اور ان کے سرداروں نے اُن سے کلام کیا پھر وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ وہ سب خوش ہیں اور اُنھوں نے اجازت دے دی ہے۔ یہ واقعہ ہے جو ہوازن کے قیدیوں کے متعلق ہم تک پہنچا ہے۔ (حدیث ۲۳۷۳ کی شرح و تفسیر) اس حدیث کی عنوان سے مناسبت ”حَتَّى نَعْطِيَهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يَفِيُّ اللَّهَ عَلَيْنَا“ کے الفاظ میں ہے کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ یہ خمس سے ہے۔ ترجمہ: ایوب نے ابو قلابہ سے بیان کرتے ہوئے کہا کہ مجھے قاسم بن عاصم کلبی نے خبر دی اور میں قاسم کی حدیث زہد میں سے یاد کرتا ہوں کہ ہم ابو موسیٰ کے پاس تھے

۲۹۲۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ مَالِكًا عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ  
عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ سَرِيَّةَ فَيْمَاءَ عَبْدَ اللَّهِ  
بْنِ عُمَرَ قَبْلَ مَخْدٍ فَعَنِمُوا إِلَّا كَثِيرًا فَكَانَتْ سِمَاهُمْ إِثْنِي عَشَرَ بَعِيرًا أَوْ أَحَدَ  
عَشَرَ بَعِيرًا وَفَلَّلُوا بَعِيرًا بَعِيرًا

ہے۔ البتہ اس مرغ میں اختلاف ہے جو نجاست کھاتا ہو۔ ابن عدی نے کامل میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مرغ کا گوشت کھانا چاہتے تو اس کو باندھنے کا حکم فرماتے۔ چند روز باندھنے کے بعد اس کو ذبح کر کے کھاتے تھے۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی نے کوئی سنی کرنے یا ترک کرنے کی قسم کھائی حالانکہ قسم توڑنا اس پر قائم رہنے سے بہتر ہے۔ تو اس کے لئے قسم توڑ دینا مستحب ہے اور کفارہ لازم ہے اس میں سب علماء کا اتفاق ہے اور قسم توڑنے سے پہلے کفارہ کے عدم وجوب پر بھی سب کا اتفاق ہے۔ نیز اس میں بھی اتفاق ہے کہ حنث (قسم توڑنا) سے کفارہ کی تاخیر جائز ہے۔ اور قسم سے پہلے کفارہ دینا جائز نہیں۔ البتہ اختلاف اس میں ہے کہ قسم کھانے کے بعد حنث ہونے سے پہلے کفارہ جائز ہے یا نہیں، امام مالک، سفیان ثوری اور امام شافعی جائز کہتے ہیں۔ اور اگر کفارہ روزوں سے ادا کرنا ہو تو امام شافعی کہتے ہیں کفارہ بالصیام حنث سے پہلے جائز نہیں البتہ تکفیر بالمال حنث سے پہلے جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ اور آپ کے تلامذہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں حنث سے پہلے ہر حال میں کفارہ جائز نہیں۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی کھانا کھا رہا ہو تو اس حال میں اس کے پاس جانا جائز ہے۔ بشرطیکہ ان میں دوستانہ تعلقات ہوں ورنہ اجتناب کرنا مستحسن ہے اور صاحب طعام کو چاہیے کہ آنے والے کو ساتھ کھانے کی دعوت دے کھانا کم ہو یا زیادہ ہو۔ کیونکہ ایک کا کھانا دُؤ کے لئے کافی ہوتا ہے ایسے ہی دُؤ کا چار کے لئے اور چار کا آٹھ کے لئے کافی ہوتا ہے۔ کھانے پر زیادہ لوگ جمع ہو جائیں تو اس میں برکت آجاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۹۲۵۔ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف چھوٹا سا لشکر بھیجا جس میں عبداللہ بھی تھے۔ انھوں نے بہت اونٹ غنیمت حاصل کی۔ ان کے حصے میں بارہ بارہ یا گیارہ گیارہ اونٹ آئے۔ اور ایک ایک اونٹ حصہ سے زیادہ دیا گیا۔

۲۹۲۶۔ ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی چھوٹا لشکر بھیجتے تو بعض خاص آدمیوں کو عام لشکریوں کے حصہ سے زیادہ حصہ دیا کرتے تھے۔

وَالْآخَرُ أَبُورْهُمَ إِذَا قَالَ فِي بَضْعٍ وَإِذَا قَالَ فِي ثَلَاثَةٍ وَخَمْسِينَ أَوْ اثْنَيْنِ  
وَخَمْسِينَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِي فَرَكِبْنَا سَفِينَةً فَأَلْقَيْنَا سَفِينَتَنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ  
بِالْحَشَةِ وَوَأَقْنَا جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَأَصْحَابَهُ عِنْدَهُ فَقَالَ جَعْفَرُ  
إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنَا هَهُنَا وَأَمَرَنَا بِالْإِقَامَةِ فَأَقِيمُوا  
مَعَنَا فَأَقْمْنَا مَعَهُ حَتَّى قَدِمْنَا جَمِيعًا فَأَقْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
حِينَ افْتَحَ خَيْبَرَ فَأَسْهَمَ لَنَا أَوْ قَالَ فَأَعْطَانَا مِنْهَا وَمَا قَسَمَ لِأَحَدٍ غَايِبٍ  
عَنْ فَلَمْ يَخْبِرْ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا مَنْ شَهِدَ مَعَهُ إِلَّا أَصْحَابَ سَفِينَتِنَا  
مَعَ جَعْفَرٍ وَأَصْحَابِهِ قَسَمَ لَهُمْ مَعَهُمْ

ہم کشتی میں سوار ہوئے وہ ہم کو حبشہ میں نجاشی کی طرف لے گئی۔ ہم نے اس کے پاس حضرت جعفر بن ابی طالب  
اور ان کے ساتھیوں کو پایا۔ تو جعفر نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو یہاں بھیجا ہے اور ہم کو یہاں  
اقامت کا حکم فرمایا ہے۔ تم بھی ہمارے ساتھ رہو۔ ہم ان کے ساتھ رہے حتیٰ کہ ہم سب مدینہ منورہ آئے اور  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے جبکہ آپ نے خیبر فتح کیا تھا۔ تو آپ نے ہم کو مال غنیمت سے حصہ دیا اور آپ نے کسی  
کو غنیمت سے کچھ نہ دیا جو فتح خیبر سے غائب تھا صرف انہی لوگوں کو دیا جو آپ کے ساتھ تھے اور حضرت جعفر اور  
ان کے ساتھیوں سمیت اصحاب سفینہ کو غنیمت کے مال سے دیا۔

شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ علماء نے کہا اس  
حدیث کے معنی میں تاویلات ہیں۔ ایک یہ کہ موسیٰ بن عقبہ سے مروی

۲۹۲۷

ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فائین کے دل خوش کر لئے تھے۔ جیسے قبیلہ ہوازن کے لوگوں کو دیا  
تھا اور صحابہ کو آپ نے خوش کیا تھا۔ دوسری تاویل یہ ہے کہ آپ نے ان کو اس مال سے دیا تھا جو جنگ کے بغیر  
حاصل ہوا تھا۔ کیونکہ سارا خیبر جنگ سے فتح نہیں ہوا۔ بعض جنگ سے اور بعض صلح سے فتح ہوا تھا۔  
تیسری تاویل یہ کہ ان کو خمس سے دیا تھا جو فتنی کے حکم میں ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں  
چاہیں صرف کر سکتے ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام بخاری کا میلان تیسری تاویل کی طرف ہے۔  
اس کی دلیل یہ ہے کہ کہیں بھی یہ منقول نہیں کہ آپ نے خیبر کے مجاہدین سے اجازت لی ہو۔  
واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

مُثْلَهَا مَرَّتَيْنِ وَقَالَ لِعَبْنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ رَوَايَ دَاوُدَ أَمِنْ الْبُخْلِ  
 ۲۹۲۹۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَامٍ تَنَاوُزَةُ بْنُ خَالِدٍ تَنَاوُزَةُ بْنُ  
 دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 يَقْسِمُ غَنِيمَةً بِالْجَعْرَانَةِ إِذْ قَالَ لَهُ رَجُلٌ إَعْدِلْ قَالَ لَقَدْ شَقِيتُ  
 إِنْ لَمْ أَعْدِلْ

ارادہ تھا کہ میں نہیں دوں گا۔ سفیان نے کہا ہم کو عمرو نے محمد بن علی سے انھوں نے جابر سے روایت کی کہ مجھ کو لپ بھر کر دیا اور کہا ان کو شمار کرو تو میں نے وہ پانچ سو پائے اور کہا اس کی دو مثلیں لے لو اور ابن منکدر نے کہا۔ بخل سے زیادہ کونسی بیماری ہے۔

شرح : غالباً یہ منادی حضرت بلال تھے رضی اللہ عنہ، اگر یہ سوال ہو کہ اگر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ارادہ تھا کہ جابر کو مال دیں گے تو ان کے بار بار مانگنے سے کیوں نہ دیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کسی اور اہم امر کی وجہ سے منع کیا تھا یا اس لئے کہ جابر میں مانگنے کی حرص نہ بڑھے یا وہاں لوگوں کا ہجوم ہو گا یا کوئی اور مانع ہو گا۔ انھوں نے مطلقاً مال دینے سے منع نہیں کیا تھا۔

ترجمہ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ اچانک ایک آدمی بولا عدل کریں۔ آپ نے اسے فرمایا : بد بخت اگر میں عدل نہ کروں تو اور کون عدل کرے گا۔

شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مقام جعرانہ میں قبیلہ ہوازن کے غنائم تقسیم فرما رہے تھے۔ یہ غنائم چھ ہزار بچوں، عورتوں اور بے شمار اونٹوں اور بکریوں پر مشتمل تھیں۔ ایک روایت کے مطابق چوبیس ہزار اونٹ اور چالیس ہزار سے زائد بکریاں اور چار ہزار اوقیہ سے زیادہ چاندی تھی۔ واقعہ کے مطابق ہر غازی کے حصہ چار اونٹ چالیس بکریاں آئیں۔ سفیان بن عیینہ نے رافع بن خدیج سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤلفۃ القلوب کو ایک ایک اونٹ دیئے چنانچہ ابوسفیان بن حرب کو ایک سوا اونٹ، صفوان بن امیہ کو ایک سوا اونٹ، عیینہ بن حصین کو ایک سوا اونٹ، اقرع بن حابس کو ایک سوا اونٹ، علقمہ بن علاثہ کو ایک سوا اونٹ، مالک بن عوف کو ایک سوا اونٹ اور عباس بن مرداس کو سو سے کم اونٹ دیئے۔

۲۹۲۹۔

قوله شَقِيتُ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ، اکثر رواة "شقیّت"، کی تا پر ضمتہ پڑھتے ہیں اور شرط وقوع کو مستلزم نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں میں سے نہیں جو عدل و انصاف نہیں کرتے بلکہ آپ مجسم عادل ہیں لہذا شقاوت

# باب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس لئے بغیر قیدیوں پر احسان کیا،

۲۹۳۰۔ ترجمہ: محمد بن جبیر نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

بدر کے قیدیوں کے متعلق فرمایا اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور ان بدبودار لوگوں کے بارے میں مجھ سے بات کرتا تو میں اس کی خاطر ان کو چھوڑ دیتا۔

شرح: مجبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف قرشی ہے۔ مطعم بن عدی

۲۹۳۰۔

بدر سے سات ماہ قبل صفر کے مہینہ میں بحالت کفر فوت ہوا تھا قریش نے

بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب سے بائیکاٹ کیا اور ایک صحیفہ لکھا کہ ان سے خرید و فروخت نہ کی جائے اور نہ ہی ان

کے ساتھ شادی نکاح کیا جائے اور تین برس تک شعب میں ان کو محصور رکھا۔ مطعم بن عدی نے قریش کے اس

صحیفہ کو ضائع کرنے کی ہر ممکن سعی کی تھی اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مکافات کے لئے یہ فرمایا

تھا۔ ایک روایت کے مطابق ابوطالب اور ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم طائف تبلیغ کرنے گئے تو طائف والوں نے آپ سے اچھا سلوک نہ کیا تو آپ کو مطعم بن عدی نے مکہ

میں پناہ دی اور آپ مکہ تشریف لے آئے۔ ”رشتہ نشینی“ نتن کی جمع معنی ناپاک ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے

کہ فدیہ کے بغیر امام قیدیوں پر احسان کر سکتا ہے۔ اس حدیث سے امام ابو حنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما نے استدلال

کیا کہ غنیمت کا مال تقسیم کے بعد غنائین کی مستقل ملکیت ہوتی ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا نفس غنیمت کے

حصول سے وہ مالک ہو جاتے ہیں۔ بعض علماء نے استدلال کا جواب دیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غنائین

کو خوش کرنے کے لئے فرمایا تھا۔ حدیث میں کوئی لفظ نہیں جو اس کو منع کرے۔ اس لئے اس حدیث سے استدلال

صحیح نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ استدلال صحیح ہے کیونکہ غنائین کی اس طرح طیب خاطر عقد اختیاری ہے ہو سکتا

ہے کہ بعض اس کا اذعان نہ کریں اور حدیث میں کوئی ایسا لفظ نہیں جو اس کو چاہتا ہو۔ ابن قسار نے کہا اگر نفس

عقد سے غنائین مالک ہو جائیں تو اگر غنیمت میں وہ لوگ ہوں جو غنائین میں سے کسی کے باپ یا اولاد

وغیرہ ہوں تو ان کا آزاد ہونا لازم ہوگا اور وہ اس کے حصہ میں شمار کیا جائے گا۔ جس کا وہ باپ وغیرہ ہوگا

لہذا یہ امر ضروری ہے کہ غنائین تقسیم سے پہلے مال غنیمت کے مالک نہیں ہوتے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۹۳۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ  
 شَهَابٍ عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ  
 إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعْطَيْتَ بَنِي  
 الْمُطَّلِبِ وَتَرَكْتَنَا وَنَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا بَنُوا الْمُطَّلِبِ وَبَنُو هَاشِمٍ شَيْءٌ وَاحِدٌ وَقَالَ اللَّيْثُ ثَنَى يُوسُفُ  
 وَزَادَ قَالَ جُبَيْرٌ وَلَمْ يَقْسِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ إِلَّا لِبَنِي  
 نُوْفَلٍ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَقَ وَعَبْدُ شَمْسٍ وَهَاشِمٌ وَالْمُطَّلِبُ إِخْوَةٌ لِوَمَرٍّ وَأُمَمُهُمْ  
 عَاتِكَةُ بِنْتُ مَرْثَةَ وَكَانَ نُوْفَلٌ أَخَاهُمْ لِأَبِيهِمْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب میں اسلام کے سبب ان کو اپنی قوم کے حلیفوں سے تکالیف پہنچی تھیں اس میں ان تکالیف کی طرف اشارہ ہے جو یہ ویرکائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسلام کی وجہ سے مکہ میں قریش نے پہنچائی تھیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۹۳۱ — ترجمہ : جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اور عثمان بن عفان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے بنی عبدالمطلب کو مال دیئے اور ہم کو چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ ہم اور وہ آپ کی نسبت ایک ہی حیثیت میں ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنو مطلب اور بنو ہاشم ایک ہی شے ہیں۔ لیث نے کہا مجھے یونس نے بتایا اور یہ اضافہ کیا کہ جُبیر نے کہا بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبد شمس کے لئے تقسیم نہیں کیا اور نہ ہی بنی نوفل کے لئے تقسیم کیا۔ محمد بن اسحاق نے کہا عبد شمس، ہاشم اور مطلب اخیانی (ماں جائے) بھائی ہیں ان کی والدہ عاتکہ بنت مرثہ ہے اور نوفل ان کے باپ کی طرف سے بھائی ہے (علاقائی بھائی)۔

۲۹۳۱ — شرح : ابوداؤد کی روایت اس طرح ہے کہ جُبیر بن مُطْعِم نے بیان کیا کہ وہ اور عثمان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کرنے آئے کہ آپ نے بنی مطلب میں مال تقسیم فرمایا ہے اور ان کو نظر انداز کر دیا ہے۔ چنانچہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے ہمارے بھائیوں بنی مطلب میں مال تقسیم فرمایا اور ہمیں نہیں دیا حالانکہ ہماری اور ان کی قرابت آپ سے برابر ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہی شے ہیں۔ کیونکہ عثمان اور جُبیر کی نسب

۲۹۳۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يُونُسُ بْنُ الْمَاجَشُونِ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ بَيْنَا أَنَا وَاقِفٌ فِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ نَظَرْتُ عَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي فَإِذَا أَنَا بَغْلَامَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ حَدِيثُهُ أَشْنَاهُمَا تَمَنِّيْتُ أَنْ أَكُونَ بَيْنَ أَضْلَعِ مِنْهُمَا فَعَمَزَنِي أَحَدُهُمَا فَقَالَ يَا عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ قُلْتُ نَعَمْ مَا حَاجَتُكَ إِلَيْهِ يَا ابْنَ أَخِي قَالَ أَخْبَرْتُ أَنَّهُ يَسُبُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَئِنْ رَأَيْتُهُ لَا يَفَارِقُ سَوَادِي سَوَادَهُ حَتَّى يَمُوتَ أَلَا عَجَلٌ مِنَّا فَتَجَبَّبْتُ لِذَلِكَ فَعَمَزَنِي الْآخَرُ فَقَالَ لِي مِثْلَهَا فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ نَظَرْتُ إِلَى أَبِي جَهْلٍ يَجُولُ فِي النَّاسِ فَقُلْتُ أَلَا إِنَّ هَذَا صَاحِبُكُمْ الَّذِي سَأَلْتُمَنِي عَنْهُ فَأَبْتَدَرَاهُ بِسَيْفِهِمَا فَضَرَبَاهُ

### متعلق امام کا حکم

شرح : اس مسئلہ میں علماء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہر مال غنیمت سے خمس لیا جائے۔ البتہ مقتول کافر کے سامان سے خمس نہیں لیا جائے گا۔ امام احمد رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ امام کو اختیار ہے کہ سلب سے خمس لے یا نہ لے۔ حضرت عمرؓ روق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر سلب زیادہ ہو تو خمس لیا جائے گا ورنہ نہیں۔ امام ابو حنیفہ، ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ نے کہا لشکر کے مال غنیمت سے سلب کا حکم اور دوسرے غنائم کا حکم ایک ہی ہے۔ لیکن جب امام یہ کہہ دے کہ جو کوئی کسی کافر کو قتل کرے وہ اس کے ساز و سامان کا مالک ہے تو وہ صرف قاتل کے لئے ہوگا۔ امام مالک بھی یہی کہتے ہیں۔ امام احمد نے کہا امام کی اجازت کے بغیر سلب نہ لے۔ کافر مقتول کے ساز و سامان کو سلب کہا جاتا ہے۔

ترجمہ : صالح بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ عبد الرحمن بن عوف نے کہا ایک دفعہ بدر کی جنگ میں میں صف

۲۹۳۲۔

میں کھڑا تھا۔ میں اپنے دائیں اور بائیں دیکھا تو دُؤُ انصاری کسن لڑکے دکھائی دیئے۔ میری خواہش یہ تھی کہ میں دو طاقتور آدمیوں کے درمیان ہوتا۔ اس اثنا میں ان میں سے ایک نے مجھ سے آہستہ آواز سے پوچھا اے چچا ابو جہل کو پہچانتے

نے کہا اگر سَلْب قاتل کے لئے ضروری ہوتا تو صرف قتل ہی سے وہ سَلْب کا مستحق ہو جاتا اور وہ دونوں کو دیا جاتا کیونکہ محض قتل میں دونوں شریک تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ہی کو سَلْب سے مخصوص کیا تو معلوم ہوا کہ محض قتل سے استحقاق سَلْب نہیں ہوتا بلکہ امام کے معین کرنے سے سَلْب کا استحقاق پیدا ہوتا ہے علماء مالک کہتے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سَلْب ایک کو دیا۔ کیونکہ امام کو سَلْب میں اختیار ہے جس کو چاہے دے علامہ عینی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ عبد اللہ بن مسعود ابو جہل کے پاس سے گزرے اور اس کو زمین پر گرا پڑا پایا تو کہا اللہ کی حمد ہے جس نے اسلام کو غالب کیا۔ ابو جہل نے کہا مجھے گالی دیتے ہو عبد اللہ نے کہا ہاں بخدا میں تجھے قتل کروں گا ابو جہل نے عبد اللہ کی طرف تلوار بھینکی اور کہا اگر یہی بات ہے تو یہ لو حضرت عبد اللہ نے تلوار پکڑ کر اس کو قتل کر دیا۔ پھر دربار رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ابو جہل کو قتل کر دیا ہے۔ آپ نے اس سے قسم لی تو عبد اللہ نے قسم کھا کر کہا میں نے قتل کیا ہے پھر آپ کو دکھایا تو آپ نے تین بار فرمایا اللہ کی حمد ہے جس نے اسلام اور مسلمانوں کو غالب کیا۔ ان روایات میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ ابو جہل کے قتل میں یہ سب حضرات شریک تھے مگر سَلْب اسی کو دیا جس نے اس کو شدید زخمی کیا تھا جو حقیقتہً اس کی موت کا سبب تھا۔ الحاصل سَلْب کے مسئلہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ نفس قتل سے قاتل سَلْب کا مستحق ہو جاتا ہے۔ مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ سَلْبُهُ، امام کہے یا نہ کہے امام ابو حنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما کا مسلک یہ ہے کہ نفس قتل سے قاتل سَلْب کا مستحق نہیں ہوتا جب تک قتال سے پہلے امام یہ نہ کہے ”جو کسی کافر کو قتل کرے اس کا مال و اسباب قاتل کے لئے۔ البتہ امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ امام کو اختیار ہے کہ سَلْب قاتل کو دیدے یا اس سے خمس لے سفیان ثوری نے مطلقاً کہا کہ سَلْب سے خمس لیا جائے سلب زیادہ ہو یا کم ہو۔ امام شافعی کا بھی ایک قول یہ ہے۔ اسحاق نے کہا اگر سلب زیادہ ہوں تو ان سے خمس لیا جائے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: اگر یہ سوال ہو کہ غزوہ بدر میں اس طرح مذکور ہے کہ جنوں نے ابو جہل کو قتل کیا تھا وہ معاذ و معوذ عفتہ کے بیٹے تھے۔ اور وہاں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا اور اس کا سر اُتار تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ تینوں نے قتل کیا ہو اور شدید ضرب ابن جموح نے ماری ہو جس کے بعد زندہ رہنا محال ہو۔ اس کے بعد حضرت عبد اللہ بن مسعود آئے ہوں جبکہ اس طعن کا آخری سانس ہو اور اس کے سر کو علیحدہ کر دیا ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک کام میں جلدی کرنا چاہیے اور اللہ اور اس کے رسول کے لئے غصہ کرنا مستحب ہے۔ اور بڑے بڑے ائمہ میں چھوٹے کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔ قولہ قَالَ مُحَمَّدٌ اس سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث منقطع نہیں اور یوسف نے صالح سے اور ابراہیم نے اپنے باپ سے سماعت کی ہے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

وَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ  
فَلَهُ سَلْبُهُ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ مَنْ قَتَلَ  
قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلْبُهُ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ  
ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةُ مِثْلَهُ فَقُمْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ يَا  
أَبَا قَتَادَةَ فَاقْتَضَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَدَقَ  
وَسَلْبُهُ عِنْدِي فَأَرْضِيهِ عَنِّي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ لَا هَا اللَّهُ إِذَا الْإِعْمَدُ  
إِلَى أَسَدٍ مِنْ أَسَدِ اللَّهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ يُعْطِيكَ سَلْبَهُ فَقَالَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَأَعْطَاهُ فَبَعَثْتُ الدَّرْعَ فَابْتَعْتُ  
فَخَرَفَانِي بَنِي سَلَمَةَ فَإِنَّهُ لَا قَوْلَ مَالٍ تَأْتِلُهُ فِي الْإِسْلَامِ

لیا اس سے خمس نہیں لیا گیا تھا۔ مجنبن مکہ سے تین میل دور ہے۔ آٹھ ہجری میں وہاں جنگ لڑی گئی قولہ لاہا اللہ اذا  
اس کا معنی لا واللہ ہے۔ واؤ قسم کی جگہ ہا کو ذکر کیا ہے۔ یعنی واللہ لا یكون اذا ہا اور داو کو جمع نہیں  
کیا جاتا اور لاہا واللہ، نہیں کہا جاتا۔ ابو عثمانی مازنی نے کہا جس نے لاہا اللہ اذا کہا اس نے غلطی کی ہے یہ  
لاہا اللہ اذا ہے۔ جوہری نے کہا ہا حرف تنبیہ ہے۔ کبھی اس کو قسم میں ذکر کیا جاتا ہے۔ اور لاہا اللہ ما فعلت،  
کہا جاتا ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ”لاہا اللہ اذا“ کی تقدیر پر معنی صحیح ہے یہ دراصل لا واللہ اذا  
صدق لا یكون، حدیث کا معنی یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیرجے مرد کا قصد نہیں کریں گے جو  
اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے دین کی مدد کے لئے لڑتا ہے کہ اس کا حق لیں اور تجھے دے دیں لا واللہ اب تجھے  
کیسے دیں گے حالانکہ وہ اللہ کا شیرجے ہے۔ یہ سن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر نے سچ کہا ہے اور  
ابو قتادہ کو سلب دے دیا۔ اور گواہ طلب نہ کیا کیونکہ آپ کو یقین ہو گیا تھا کہ ابو قتادہ ہی قاتل ہے۔ اور یہ کہنا صحیح  
نہیں کہ جس کے قبضہ میں سلب تھا اس نے ابو قتادہ کے لئے اقرار کر لیا تھا کیونکہ مال سارے لشکر کی طرف منسوب  
ہے۔ اس شخص کے اقرار کا اعتبار نہیں۔ اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ سلب نفس غنیمت میں سے  
ہے۔ خمس میں سے نہیں۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو قتادہ کو سلب تقسیم غنیمت سے پہلے دیا تھا جبکہ لڑائی  
ختم ہوئی تھی۔ احاف اور مالکیہ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی ختم ہونے کے بعد یہ فرمایا تھا  
حالانکہ اموال غنیمت جمع کئے جا چکے تھے۔ یہ وہ حالت ہے کہ غنائین کا حق چار خمس ادا کئے گئے تھے اور سلب خمس

بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يَبَارِكْ لَهُ فِيهِ وَكَانَ  
كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى قَالَ حَكِيمٌ  
فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أُرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتَّى  
أُفَارِقَ الدُّنْيَا فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُدْعُو حَكِيمًا لِيُعْطِيَهُ الْعَطَاءَ فَيَأْتِي أَنْ يَقْبَلَ  
مِنْهُ شَيْئًا ثُمَّ أَنَّ عُمَرُو عَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَيَأْتِي أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ  
الْمُسْلِمِينَ إِنِّي أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقُّهُ الَّذِي قَسَمَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ مِنْ هَذَا  
الْفَيْ قِيَابِي أَنْ يَأْخُذَهُ فَلَمْ يَرْزَأُ حَكِيمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ شَيْئًا بَعْدَ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تُوُفِّيَ

ترجمہ : سعید بن مسیب اور عروہ بن زبیر نے کہا کہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ  
۲۹۳۴ — نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا تو آپ نے مجھے  
دیا میں نے پھر مانگا تو آپ نے دیا۔ پھر مجھے فرمایا اے حکیم یہ مال سرسبز میٹھا ہے جو کوئی اس کو حرص کے بغیر لے گا اس کے  
لئے اس میں برکت ہوگی اور جو کوئی لالچ کے ساتھ لے اس کے لئے اس میں برکت نہ ہوگی مثل اس شخص کے جو کھاتا  
ہے اور سیر نہیں ہوتا۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ حکیم نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ !  
اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا میں آپ کے بعد کسی سے کچھ نہ لوں گا حتیٰ کہ دنیا سے مفارقت  
کر جاؤں۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حکیم کو وظیفہ دینے کے لئے بلاتے تو وہ اسے قبول کرنے سے انکار کر  
دیتے۔ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کو بلاتے تاکہ ان کو وظیفہ دیں تو وہ اسے قبول کرنے سے انکار کر دیتے۔  
عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا معشر المسلمین ! اے مسلمانوں میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں اس مال سے حکیم کا حق اس  
کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ لیکن وہ لینے سے انکار کر دیتے ہیں۔ حکیم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
بعد لوگوں میں سے کسی سے کچھ نہ لیا حتیٰ کہ فوت ہو گئے !  
(حدیث ۱۳۸۹ کا مطالعہ کریں)

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ  
۲۹۳۵ — صلی اللہ علیہ وسلم ! جاہلیت کے زمانہ میں مجھ پر ایک دن کا اعتکان تھا

۲۹۳۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ ثَنَا الْحَسَنُ  
 ثَنِي عَمْرُو بْنُ تَغْلِبٍ قَالَ أَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمًا وَمَنْعَهُ  
 آخَرِينَ فَكَأَنَّهُمْ عَتَبُوا عَلَيْهِ فَقَالَ إِنِّي أُعْطِي قَوْمًا أَخَافُ ظَلَعَهُمْ وَجَزَعَهُمْ  
 وَأَكْلُ قَوْمًا إِلَى مَا جَعَلَ اللَّهُ فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْخَيْرِ وَالْغِنَى مِنْهُمْ عَمْرُو  
 بْنُ تَغْلِبٍ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبٍ مَا أَحَبُّ إِلَيَّ بِكَلِمَةٍ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمُرُ النُّعْمِ زَادَ أَبُو عَاصِمٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ  
 يَقُولُ ثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بِمَالٍ  
 أَوْ بِسَبْيٍ فَقَسَمَهُ هَذَا

یہ بھی مرسل ہے۔ تیسرا حکم یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعرانہ سے عمرہ نہیں کیا۔ یہ بھی مرسل ہے مگر نافع کے قول کو حجت بنانا درست نہیں کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمر نے ہر حدیث نافع سے بیان نہیں کی۔ اور نہ ہی عبداللہ بن عمر کی ہر حدیث نافع کو یاد ہے۔ اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ عبداللہ بن عمر خود نہ بھولے ہوں کیونکہ کسی شک و شبہ کے بغیر جعرانہ سے عمرہ ثابت ہے۔ قولہ زَادَ آ، اس سے مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث موصول ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دو لونڈیاں خمس سے حاصل کی تھیں۔ قولہ رواہ معمر آہ یعنی اعتکاف کی حدیث معمر نے بیان کی ہے۔ اور انھوں نے یوم کا لفظ ذکر نہیں کیا۔ یوم ظرفیت کی بناء پر منصوب اور حکاوت کی بناء پر مجرور ہے۔

ترجمہ: عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کو مال دیا اور بعض کو نہ دیا جن کو نہ دیا انھوں نے غصہ کیا۔ تو

آپ نے فرمایا میں بعض لوگوں کو دنیا ہوں جبکہ ان کی کجروی اور بے صبری دیکھتا ہوں اور دوسروں کو میں اس کے سہرہ کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں خیر اور استغناء رکھی ہے۔ ان میں سے عمرو بن تغلب ہیں۔ عمرو بن تغلب نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلام کے عوض میں نہیں پسند کرتا کہ میرے لئے سُرخ اوتے ہوں۔ ابو عاصم نے جریر سے اضافہ کیا ہے۔ انھوں نے کہا میں نے حسن بصری کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم سے عمرو بن تغلب سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال یا قیدی لائے گئے۔ تو آپ نے ان کو اس طرح سرج تسمہ کیا

يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَمْ يَقُولُوا شَيْئًا وَأَمَّا أَنَا نَسُّ مَنَا حَدِيثُهُ أَتَانَهُمْ فَقَالُوا  
يَغْفِرُ اللَّهُ لِرَسُولِ اللَّهِ يُعْطَى قُرَيْشًا وَيَتْرَكَ الْأَنْصَارَ وَسَيُوفُنَا تَقَطُّرُ مِنْ  
دِمَائِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أُعْطِي رَجُلًا أَحَدِيثُ  
عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ وَتَرْجِعُوا إِلَى  
رَحَالِكُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللَّهِ مَا تَنْقَلِبُونَ بِهِ خَيْرٌ  
مِمَّا يَنْقَلِبُونَ بِهِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ رَضِينَا فَقَالَ لَهُمْ إِنَّكُمْ  
سَتَرُونَ بَعْدِي إِثْرَةً شَدِيدَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ عَلَى  
الْحَوْضِ قَالَ أَنَسٌ فَلَمْ تُصْبِرْ

حالانکہ ہماری تلواریں ان کے خون کے قطرے ٹپکا رہی ہیں۔ انس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی یہ بات کھنگنی۔ تو آپ نے انصار کو پیغام بھیجا اور ان کو چمڑے کے تپہ میں جمع کیا اور ان کے ساتھ ان کے عداوہ اور کسی کو نہ بلایا جب وہ سب جمع ہو گئے تو ان کے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا یہ کیسی بات ہے جو تمہاری طرف سے پہنچی ہے۔ ان میں سے مسجدار لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم سے مسجدار لوگوں نے کچھ نہیں کہا البتہ ہم میں سے نو عمر لوگوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشے آپ قریش کو دیتے ہیں اور انصار کو نظر انداز کرتے ہیں حالانکہ ہماری تلواریں ان کے خون ٹپکا رہی ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بعض لوگوں کو دیتا ہوں جن کے کفر کا زمانہ قریب قریب ہے (نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں) کیا تم خوش نہیں کہ لوگ مال و دولت لے کر جائیں اور تم اپنے گھروں میں اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم لے کر جاؤ۔ اللہ کی قسم! جو تم لے کر جاؤ گے وہ اس سے بہتر ہے جو وہ لے کر جائیں گے۔ انصار نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! ہم خوش ہیں پھر آپ نے ان سے فرمایا تم عنقریب میرے بعد لوگوں کو ترجیح پاتا دیکھو گے تم صبر کرتے رہو حتیٰ کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حوض کوثر پر ملو حضرت انس نے کہا ہم نے صبر نہ کیا۔

شرح : محمد بن اسحاق صاحب مغازی نے کہا جن لوگوں کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز سوسو اونٹ ان کی تالیف قلب کے لئے دیئے تھے

۲۹۳۸

تاکہ وہ ایمان پر مضبوط رہیں۔ وہ البوسفیان بن حرب، امیر معاویہ، حکیم بن حزام، حارث بن حارث، حارث بن شہام، سہل بن عمرو، جویط بن عبد العزی، علاء بن حارث ثقفی، عیینہ بن حصن، صفوان بن امیہ، اقرع بن حابس اور

۲۹۴۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ شَنَا مَالِكًا عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظٌ الْحَاشِيَةُ فَأَذْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَذَبَهُ حَذْبَةً شَدِيدَةً حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَثَرَتْ بِهِ حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَذْبَتِهِ ثُمَّ قَالَ مَرُّنِي مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَهُ بِعَطَاءٍ

صفات ذمیرہ کی کلینتہ نفی مقصود ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی یوں ہوتا ہے کہ مفعول معنی ذی کذا آتا ہے لیے فعل معنی ذی کذا آتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ذی کذا کا باب فاعل اور فعال کے ساتھ خاص نہیں۔ لہذا ان الفاظ میں اصل فعل کی نفی ہو جاتی ہے اور یہی مقصد ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ یہاں کذب و جہان کے ذکر کرنے کا کیا فائدہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مقام کا مقتضی یہ تھا کہ بخل کی نفی کی جائے پھر آپ نے فرمایا میں بخل کی نفی کرنے میں جھوٹا نہیں اور اور تم سے ڈر کر میں اس کی نفی نہیں کر رہا ہوں۔ پھر یہ مقام جوامع کلم سے ہے کیونکہ اصول اخلاق بردباری، سخاوت اور شجاعت میں عدم کذب سے کمال قوت عقلیہ کی طرف اشارہ کیا جو حکمت ہے، عدم جبن سے کمال قوت غضبیہ کی طرف اشارہ کیا جو شجاعت ہے اور عدم بخل سے کمال قوت شہوتیہ کی طرف اشارہ کیا جو جود و سخا ہے۔ یہ تینوں صفات اصول اخلاق میں۔ پہلا صلیح کا مرتبہ، دوسرا شہداء کا مرتبہ اور تیسرا صالحین کا مرتبہ ہے۔ اللہُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ (کرمانی)

(حدیث ع ۲۶۲۵ کی شرح دیکھیں)

۲۹۴۰۔ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا۔ جبکہ آپ پر نجرانی چادر تھی جس کا حاشیہ موٹا تھا۔ آپ کو ایک اعرابی ملا۔ اس نے زور سے چادر کو کھینچا حتیٰ کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن کے ایک طرف دیکھا کہ اعرابی کے زور سے کھینچنے کی وجہ سے چادر کے کنارے کا نشان پڑ گیا تھا۔ پھر اس اعرابی نے کہا میرے لئے اللہ کے مال سے حکم دیجئے جو آپ کے پاس ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف متوجہ ہوئے اور منہ پڑے پھر اس کو کچھ دینے کا حکم فرمایا۔

۲۹۴۰۔ شرح : اس حدیث کی مناسبت عنوان کے ساتھ اس طرح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کی اسادت کرنے کے باوجود اس کی تالیف کے لئے اس کو کچھ دیا۔

اعرابی کا یہ فعل اگرچہ ادب کے خلاف تھا اور قابل گرفت تھا لیکن آپ نے مسامحت اس لئے فرمایا کہ وہ جاہل آداب رسالت سے نا آشنا تھا۔ اس کی یہ حرکت جفا و قلب کا نتیجہ تھا اگر یہی فعل کوئی کرے تو یقیناً کفر ہے۔

أَيُّ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ كُنْتُ أَنْقُلُ النَّوَى مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِي  
أَقْطَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَأْسِي وَهِيَ مِثْقَالُ ثَلَاثِينَ فَرَسَخًا  
وَقَالَ أَبُو ذَرٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَقْطَعَ الزُّبَيْرَ أَرْضًا مِنْ أَمْوَالِ بَنِي النَّضِيرِ

۲۹۴۳ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُقْدَامِ ثنا الْقُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ  
ثَنَى مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَجْلَى الْيَهُودِ  
وَالنَّصَارَى مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا  
ظَهَرَ عَلَى أَهْلِ خَيْبَرَ أَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ الْيَهُودَ مِنْهَا وَكَانَتْ الْأَرْضُ لِمَا ظَهَرَ  
عَلَيْهَا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِلْمُسْلِمِينَ فَسَأَلَ الْيَهُودَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَنْ يَتْرَكَهُمْ عَلَى أَنْ يَكْفُوا الْعَمَلَ وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
نُفِّرْكُمْ عَلَى ذَلِكَ مَا شِئْتُمْ فَافْتَرَوْا حَتَّى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ فِي إِمَارَتِهِ إِلَى تَيْمَاءَ  
أَوْ أَرِيحَاءَ

صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا کہ انھیں وہاں اس شرط پر رہنے دیں کہ وہ زمین میں کاروبار کریں گے اور ان کو  
آدھا چھل دیا جائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم تم کو جب تک ہم چاہیں رہنے دیتے ہیں وہ اس شرط  
پر وہاں رہنے لگے حتیٰ کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد امارت میں تیماء یا اریحاء کی طرف جلا وطن کر دیا۔

۲۹۴۳ — شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ جزیرہ عرب میں دو دیہات تھیں  
نہیں رہ سکتے کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہودیوں اور

نصاری کو عرب سے باہر نکالنا چاہا تھا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو اس لئے نہیں نکالا تھا کہ وہ  
مرتدین کے ساتھ جنگ و جدال میں مشغول رہنے کے باعث فارغ نہیں ہوئے تھے یا ان کو یہ حدیث نہیں پہنچی تھی  
یہودیوں کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کرنے سے پہلے کہ وہ مصالحت کے طور پر ان کو وہاں رہنے دیں  
خیبر کی زمین یہودیوں کی ملکیت تھی پھر جب اس پر آپ نے غلبہ حاصل کر لیا تو وہ زمین اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں  
کی ملکیت ہو گئی۔ تیماء بلاد طئی میں سے سمند کے کنارے ایک گاؤں ہے اور اریحاء شام میں ایک گاؤں ہے۔  
حدیث ۲۱۸۸ کی شرح دیکھیں۔

زِيَادُ ثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ لَيْلًا  
خَيْرَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ خَيْرٍ وَقَعْنَا فِي الْحُمْرِ الْأَهْلِيَّةِ فَاِنْحَرْنَا مَا فَلَمَّا غَلَّتِ  
الْقُدُورُ نَادَى مُنَادِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِكْفُوا الْقُدُورَ  
وَلَا تَطْعَمُوا مِنْ لَحْمِ الْحُمْرِ شَيْئًا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَقُلْنَا إِنَّمَا نَهَى النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنِّهَا لَمْ تَخْمَسْ قَالَ وَقَالَ أَخْرُوتُ حَرَمَهَا  
الْبَيْتَةُ وَسَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ جَبْرِ فَقَالَ حَرَمَهَا الْبَيْتَةُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَابُ الْحِزْبِ وَالْمُؤَادَعَةِ مَعَ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَالْحَرْبِ  
وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ

سند یوں کو الٹ دو اور گدھوں کے گوشت سے کچھ نہ کھاؤ۔ عبد اللہ نے کہا ہم نے خیال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے منع فرمایا ہے کہ ان سے خمس نہیں لیا جاتا۔ اور بعض لوگوں نے کہا ان کو قطعی طور پر حرام کر دیا ہے۔ میں نے سعید بن جبیر سے پوچھا تو انھوں نے کہا ان کو بالکل حرام کر دیا۔

شرح : صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عادت تھی کہ وہ کھانے کی اشیاء کھانے میں ملدی کیا کرتے تھے۔ اسی لئے انھوں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اس کا اقدام کیا اور جب ہنڈیاں الٹ دینے کا حکم ہوا تو رک گئے۔ گدھوں کی تحریم کی علت میں مختلف اقوال ہیں۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ان کی تحریم کی علت یہ ہے کہ ان سے خمس نہیں لیا جاتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر خمس لیا جاتا تو حرام نہ ہوتے۔ بعض علماء نے کہا تحریم کی علت یہ ہے کہ یہ نجاست کھاتے ہیں۔ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ بوجھ اٹھاتے ہیں اگر یہ حرام نہ کئے جاتے تو یہ ختم ہو جاتے اور بوجھ اٹھانے میں تکلیف ہوتی۔ اور بعض صحابہ کرام نے کہا کہ ان کو حتمی طور پر حرام کر دیا صحیح احادیث سے ہی ثابت ہے۔ اور ان میں کوئی شک نہیں جس کسی حدیث میں ان کے حلال ہونے کا ذکر ہے وہ ان احادیث کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہے بلکہ تفحص سے یہی ثابت ہے کہ وہ حدیث ضعیف ہے وہ نبی کی حدیث کا مقابلہ نہیں کر سکتی واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَعُمَرُ بْنُ أَوْسٍ فُخِذَتْهُمَا بِجَالَةِ سَنَةِ  
سَبْعِينَ عَامًا حَجَّ مُصْعَبُ بْنُ الزُّبَيْرِ يَا أَهْلَ الْبَصَرَةِ عِنْدَ دَرْجٍ وَمُزَمَّ  
قَالَ كُنْتُ كَاتِبًا لِحَزْبِ بْنِ مَعْوِيَةَ عَمِّ الْأَخْنَفِ فَأَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ بْنِ  
الْخَطَّابِ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةِ فَرَّقُوا بَيْنَ كُلِّ ذِي مَحَرٍّ مِنَ الْمَجُوسِ  
وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ أَخْذًا لِحَزْبِيَّةٍ مِنَ الْمَجُوسِ حَتَّى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ  
عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا مِنْ مَجُوسٍ فَجَزَّ

ہے ان سے فی کس چار دینار لئے جاتے ہیں جبکہ اہل یمن سے ایک دینار لیا جاتا ہے۔

اُنھوں نے کہا یہ مال داری کے باعث ہے (شامی مینیوں سے زیادہ مالدار ہیں)

ترجمہ : سفیان نے کہا میں نے عمرو سے سنا اُنھوں نے کہا میں جابر بن زید

اور عمرو بن اوس کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان سے بجالہ نے آب زمزم کی

سیڑھیوں کے پاس ستر ہجری سنہ ۶۴۷ء میں جس سال مصعب بن زبیر نے اہل بصرہ کے ساتھ حج کیا تھا یہ کہا کہ میں

اُخْنَفُ کے چچا جزء بن معاذ یہ کاتب تھا۔ ہمارے پاس عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خط ان کی وفات سے ایک سال

پہلے آیا کہ مجوسیوں کے ہر ذی رحم کے درمیان تفریق کر دو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجوسیوں سے جزیہ نہ لیا

حتیٰ کہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوس ہجر سے جزیہ لیا تھا

شرح : جزیہ جزاء سے ہے۔ وہ اہل کتاب سے مال لیا جاتا ہے جو ان کو دارالاسلام

میں سکونت دینے کا عوض ہوتا ہے۔ مُوَاذَعَتْ کا معنی مشارکت ہے۔ اس

سے مراد یہ ہے کہ کچھ مدت کے لئے مصلحت کی بناء پر اہل حرب سے لڑائی ترک کی جاتی ہے۔ باب کے عنوان میں

لَعَتْ نشر مرتب ہے کیونکہ جزیہ اہل ذمہ سے لیا جاتا ہے اور مُوَاذَعَتْ اہل حرب سے ہوتی ہے۔

جب مشرکوں کی طاقت کمزور پڑ گئی اور وہ مسلمان ہونے لگے اور شرک و کفر خطہ عرب سے رخصت ہوا

تو اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود و نصاریٰ سے جنگ کرنے کا حکم دیا اسی لئے آپ نے رومیوں

سے جنگ کی تیاری کی اور عرب کے قبائل کو جنگ کے لئے طلب کیا۔ وہ سب جمع ہوئے جن میں سے تیس ہزار

نوجوان تھے۔ البتہ مدینہ منورہ اور اس کے ارد گرد کے بعض منافق نہ آئے یہ شدت کی گری کا زمانہ تھا اور سفر

بھی بہت بعید تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رومیوں سے جنگ کرنے تو کچھ پہنچے اور بیس روز تک وہاں ٹھہرے اور

۲۹۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ثَنِي عُرْوَةَ  
 بِنُ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمُسَوِّرِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ الْأَنْصَارِيَّ  
 وَهُوَ حَلِيفُ لَبْنِي عَامِرِ بْنِ لُؤْيٍ وَكَانَ شَهِيدًا بِدُرِّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِي بِحِزْمَتَيْهَا  
 وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَاحِبُ أَهْلِ الْبَحْرَيْنِ وَأَمَرَ عَلَيْهِمُ  
 الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ  
 يَقْدُومُ إِلَى عُبَيْدَةَ فَأَوَّثَ صَلَوةً الصُّبْحِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 فَلَمَّا صَلَّى بِهِمُ الْفَجْرَ انْصَرَفَ فَتَعَرَّضُوا لَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 حِينَ رَأَوْهُمْ وَقَالَ أَظُنُّكُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدْ جَاءَ بِشَيْءٍ قَالُوا  
 أَجَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَأَبْشِرُوا وَأَمْلُوا مَا يَسُرُّكُمْ قَالُوا اللَّهُ لَا الْفَقْرَ  
 أَخْشَى عَلَيْكُمْ وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بَسَطَتْ  
 عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَّا فَسُوءَهَا كَمَا تَنَّا فَسُوءَهَا وَكُفِّلَكُمْ كَمَا أَهْلَكْتُمْ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اہل بحرین سے صلح کی تھی اور ان پر علاء بن حضرمی کو امیر بنایا تھا ابو عبیدہ بحرین سے مال  
 لائے۔ تو انصار نے ابو عبیدہ کے آنے کی خبر سنی۔ تو انھوں نے صبح کی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی۔  
 جب آپ ان کو نماز پڑھا چکے تو وہ آپ کے سامنے آئے جب ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا  
 تو آپ مسکرائے اور فرمایا میرا خیال ہے کہ تم نے یہ سنا ہے کہ ابو عبیدہ کچھ لائے ہیں۔ انھوں نے کہا جی ہاں  
 یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا تم کو خوشخبری ہو اور اس کی اُمید کرو جو تم کو خوش کرے گا بخدا! مجھے  
 تم پر فقر کا ڈر نہیں لیکن مجھے خوف اس بات کا ہے کہ تمہارے لئے دنیا اس طرح وسیع کر دی جائے گی  
 جیسے تم سے پہلے لوگوں کے لئے وسیع کر دی گئی۔ تم اس کی رغبت کرو گے جیسے انھوں نے رغبت کی وہ تم کو  
 ہلاک کر دے گی جیسے ان کو ہلاک کیا۔

شرح : حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین سے مال لائے۔ اس وقت بحرین کے  
 لوگ مجوسی تھے۔ اور موادعت سے مراد ترکِ قال ہے۔ لہذا ان سے جزیرہ

حَيَّةٌ قَالَ فَنَدَّ بَنَاءُ عَمْرٍو اسْتَغْمِلْ عَلَيْنَا النُّعْمَانَ بَنَ مُقَرِّبٍ حَتَّى إِذَا كُنَّا  
 بِأَرْضِ الْعَدُوِّ وَخَرَجَ عَلَيْنَا عَامِلٌ كَسَرَىٰ فِي أَرْبَعِينَ أَلْفًا فَقَامَ مُجَاهِدًا  
 لَهُ فَقَالَ لِيُكَلِّمْنِي رَجُلٌ مِّنْكُمْ فَقَالَ الْمَغِيرَةُ سَلْ عَمَّ شِئْتَ قَالَ مَا  
 أَنْتُمْ فَقَالَ نَحْنُ نَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ كُنَّا فِي شَقَاءٍ شَدِيدٍ وَبَلَاءٍ شَدِيدٍ  
 نَمُصُّ الْجُلْدَ وَالتَّوْبَىٰ مِنَ الْجُوعِ وَنَلْبِسُ الْوَبْرَ وَالشَّعْرَ وَنَقْدُ الشَّجَرِ  
 وَالْحَجَرِ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِينَ إِلَيْنَا  
 نَبِيًّا مِنْ أَنْفُسِنَا نَعْرِفُ أَبَاهُ وَأُمَّهُ فَأَمَرَنَا نَبِيُّنَا رَسُولُ رَبِّنَا أَنْ نَقَاتِلَكُمْ  
 حَتَّى تَعْبُدُوا اللَّهَ وَحْدَهُ أَوْ تَوَدُّوا الْجِزْيَةَ وَأَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 عَنْ رَسُولِهِ رَبِّنَا أَنَّهُ مَنْ قُتِلَ مَنَاصَرًا إِلَى الْجَنَّةِ فِي بَعِيمٍ لَمْ يَرْمِلْهَا  
 قَطُّ وَمَنْ بَقِيَ مِمَّنَّا مَلَكَ رِقَابَكُمْ فَقَالَ النُّعْمَانُ رُبَّمَا أَشْهَدَكَ اللَّهُ مِثْلَهَا  
 مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُبْدِمُكَ وَلَمْ يُخْزِكَ وَلَكِنِّي شَهِدْتُ  
 الْقِتَالَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيرًا كَانَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ فِي  
 أَوَّلِ النَّهَارِ أَنْتَظِرَ حَتَّى تَهْبِطَ الْأُرُوحُ وَتَحْضُرَ الصَّلَوَاتُ

لگیں گے اور اگر سر توڑ دیا جائے تو دونوں پاؤں، دونوں پر لور سر ختم ہو جائیں گے۔ پس سر کسریٰ ہے پر قیصر ہے اور دوسرا  
 پر فارس ہے آپ مسلمانوں کو حکم دیں کہ وہ کسریٰ پر حملہ کریں۔ بکر اور زیادہ دونوں نے مجیر بن حنیہ سے روایت کی۔  
 انھوں نے کہا ہمیں عمر فاروق نے بلایا اور نعمان بن مقرن کو ہم پر حاکم مقرر کیا حتیٰ کہ جب ہم دشمن کی زمین میں پہنچے تو ہمارے  
 مقابلہ میں کسریٰ کی فوج کا سپہ سالار چالیس ہزار فوجی لے کر آیا۔ ترجمان اٹھا اور کہنے لگا تم میں سے کوئی آدمی میرے  
 ساتھ بات کرے۔ مغیرہ نے کہا جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو۔ اُس نے کہا تم کون ہو مغیرہ نے کہا ہم عرب لوگ ہیں ہم سخت  
 بدبختی کا شکار اور سخت مصیبت میں مبتلا تھے۔ بھوک کی وجہ سے ٹھڑے اور کھجوروں کی گھلیاں چوسا کرتے تھے اونٹوں  
 اور بکریوں کے بالوں کے کپڑے پہنا کرتے تھے۔ درختوں اور پتھروں کی پوجا کرتے تھے۔ ہم اسی حال میں تھے کہ زمین و  
 آسمان کے پروردگار تعالیٰ ذکر ہو، وَجَلَّتْ عَظَمَتُهُ نے ہم بھی بنے ہماری طرف نبی بھیجا ہم ان کے والد اور والدہ کو جانتے  
 ہیں۔ ہمارے نبی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم فرمایا ہے کہ تم سے جنگ کریں حتیٰ کہ تم صرف اللہ کی عبادت

ہو کر بھاگا مسلمانوں نے اس کا تعاقب کر کے قتل کر دیا۔ اور فارس شکست کھا گئے۔ اس جنگ میں مسلمانوں نے بہت لوگوں کو قتل کیا۔ ان میں تیس ہزار زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے ان سب کو قتل کر دیا گیا۔ اور وہ لڑائی میں دس ہزار قتل ہوئے۔ مسلمان ان کا تعاقب کرتے رہے حتیٰ کہ وہ مدائن میں داخل ہو گئے جہاں ایوان کبیری تھا۔ بھاگنے والے لوگوں میں ہرمزان بھی تھا۔ پھر ان کے اور مسلمانوں کے مابین جنگ ہوئی پھر ان میں صلح ہو گئی۔ پھر صلح ختم ہو گئی تو ابو موسیٰ اشعری نے لشکر جمع کیا تو انھوں نے تشریف ہرمزان کا محاصرہ کر لیا۔ جب ہرمزان تنگ پڑ گیا تو اس نے ابو موسیٰ کو پیغام بھیجا اور ان سے امن طلب کرتے ہوئے کہا کہ ان کو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچا دیا جائے ابو موسیٰ نے اس کی درخواست کو منظور کر لیا اور اس کے ساتھ مسلمانوں کے مال غنیمت سے بخش روانہ کیا۔ جب وہ عمر فاروق کے پاس گیا اور ان کے چہرے پر اس کی نظر پڑی تو وہ سجدہ میں چلا گیا۔ پھر اس کی امیر المومنین جگہ تک پہنچی رہی حتیٰ کہ وہ کسی جبر و اکراہ کے بغیر برضاء قلب مسلمان ہو گیا اور اس کے گھر کے افراد اور خدام جو اس کے ہمراہ تھے سب مسلمان ہو گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنی قریبی لوگوں میں شمار کیا اور اس کے مسلمان ہونے سے بہت خوش ہوئے۔ وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کبھی جدا نہیں ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ آپ شہید ہو گئے۔ ان کو ابو لؤلؤ نے شہید کیا تھا بعض لوگوں نے ہرمزان کو متہم کیا کہ اس نے ابو لؤلؤ کی معادنت کی ہے۔ اس لئے حضرت عبید اللہ بن عمر نے اس کو قتل کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہرمزان سے فارس، اصبہان اور آذربایجان کے متعلق مشورہ کیا تھا کہ پہلے کس سے جنگ کی جائے کیونکہ وہ ان لوگوں کے حالات کو خوب جانتا تھا۔

اس جنگ میں مسلمانوں کے مقتولوں میں چالیس ہزار اہل فارس اور کرمان سے بیس ہزار ہماوند سے، بیس ہزار اصبہان سے، قم اور قاشان سے بیس ہزار، آذربایجان سے تیس ہزار اور دوسرے علاقوں سے بیس ہزار کے لشکر جمع کئے گئے جن کی کل تعداد ایک لاکھ پچاس ہزار سوار تھے اس لشکر کا سپاہی غیر زبان تھا بعض بندگان اور بعض ذوالحاجبیں کے نام ذکر کرتے ہیں۔ ابن اثیر نے کہا وہ حنذا بن ہرمزان تھا۔ یہ جنگ ہندوستان میں ہوئی تھی۔ اس کو مسلمان فتح الفتوح کہتے ہیں۔

واقعی کے مطابق ۲۱ ہجری میں یہ جنگ لڑی گئی۔ بعض نے ۱۷ ہجری بعض نے ۱۹ ہجری ذکر کی ہے یہ بار بار واقعہ ہوا دوسرے واقعہ میں نعمان بن معمر شہید ہوئے جو امیر لشکر تھے اور حضرت حذیفہ بن یمان ان کے قائم مقام ہوئے تھے۔

اس حدیث سے زوال شمس کے بعد جنگ کرنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اس وقت مدد کی ہوائیں چلنے لگتی ہیں اور مسلمان نسا زوں میں عساکر اسلام کے لئے دعائیں کرتے ہیں واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

## بَابُ الْوَصَاةِ بِأَهْلِ ذِمَّةٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَالذِّمَّةُ الْعَهْدُ وَالْأَوَّلُ الْقَرَابَةُ

۲۹۵۱۔ حَدَّثَنَا أَدَمُ بْنُ أَبِي أَيَّاسٍ ثنا شُعْبَةُ ثنا أَبُو جَرَّةٍ

قَالَ سَمِعْتُ جُوَيْرِيَةَ بْنَ قُدَّامَةَ التَّمِيمِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قُلْنَا أَوْصِنَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ أَوْصِيكُمْ بِذِمَّةِ اللَّهِ فَإِنَّهُ ذِمَّةُ بَنِيكُمْ وَرِزْقُ عِيَالِكُمْ

بَابُ مَا أَقْطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَحْرَيْنِ وَمَا وَعَدَ مِنْ مَالِ الْبَحْرَيْنِ وَالْجَزْيَةِ وَلِمَنْ يُقْسَمُ الْفَقْهُ وَالْجَزْيَةُ

۲۹۵۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ ثنا زُهَيْرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ

## بَابُ جَنَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اِسْنِ مِیں آنے والے لوگوں اچھا سلوک کرنا،

ذمہ کا معنی عہد اور اِل کا معنی تشریفات ہے،

۲۹۵۱۔ ترجمہ : جویریہ بن قدامہ تمیمی نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سنا جبکہ ہم نے اُن سے کہا یا امیر المؤمنین آپ ہم کو وصیت

کریں۔ آپ نے فرمایا میں تم کو اللہ کے عہد کی وصیت کرتا ہوں اس کو پورا کرو، کیونکہ وہ تمہارے نبی کا عہد ہے اور تمہارے بال بچوں کا رزق ہے۔

۲۹۵۱۔ شرح : کیونکہ ذمہ کے باعث جزیہ حاصل ہوتا ہے جو مسلمانوں میں تقسیم ہوتا ہے اور ان کی ضروریات میں خرچ ہوتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ

جَاءَنَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَعْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَلِهَكَذَا أَفْلَمَّا قُبِضَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ  
مَنْ كَانَتْ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَّةٌ فَلْيَأْتِنِي  
فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ قَالَ  
لِي لَوْ قَدْ جَاءَنَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَأَعْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا  
فَقَالَ لِي أَحْسَنُ فَحَثَوْتُ حَثْوَةً فَقَالَ لِي عِدَّةٌ هَافِعَةٌ دُتْهَا فَإِذَا هِيَ  
خَمْسِمِائَةٌ فَأَعْطَانِي أَلْفًا وَخَمْسِمِائَةً وَقَالَ ابْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ  
عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صَهْبٍ عَنْ أَنَسٍ أُنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ أُنْثَرُوهُ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ أَكْثَرُ مَالٍ أُتِيَ  
بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعْطِنِي أَنِّي فَادَيْتُ نَفْسِي وَفَادَيْتُ عَقِيلًا فَقَالَ

لو اتنی کے بغیر کافروں کا مال حاصل ہو۔ بحرین ہندوستان کی جانب ایک شہر ہے۔ اس باب میں تین عنوان  
ہیں اور تین حدیثیں ہیں اور بالترتیب ہر حدیث عنوان کے ہر حصہ کے مطابق ہے۔ حدیث ۲۲۲۱ اور  
باب القطاع کی شرح دیکھیں۔

ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اگر ہمارے پاس بحرین کا مال آیا تو میں  
تجھے اتنا اتنا دوں گا۔ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور بحرین کا مال آیا تو ابو بکر  
رضی اللہ عنہ نے کہا جس کسی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہو۔ وہ میرے پاس آئے میں اُن کے پاس گیا اور کہا  
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا اگر بحرین کا مال آیا تو میں تجھے اتنا اتنا دوں گا ابو بکر صدیق رضی اللہ  
نے مجھے فرمایا تم دونوں مانتہ بھر کر لے لو۔ میں نے ایک بار دونوں مانتہ بھر کر لئے انھوں نے مجھے فرمایا ان کو شمار  
کر دو میں نے شمار کئے تو وہ پانچ سو ہوئے تو آپ نے مجھے ایک ہزار پانچ سو دیئے۔ ابراہیم طہمان نے عبد العزیز  
بن صہیب سے انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین کا مال آیا

**بَابُ إِخْرَاجِ الْيَهُودِ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ**  
 وَقَالَ عُمَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَبُكُمْ مَا أَقْرَبَكُمْ اللَّهُ بِهِ  
 ۲۹۵۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنَا سَعِيدُ  
 الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ

## باب اس کا گناہ جس نے ذی عہد کو کسی حُرْم کے بغیر قتل کیا،

۲۹۵۴ — ترجمہ : عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا جس نے ذی عہد کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا حالانکہ  
 حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے پائی جاتی ہے۔  
 ۲۹۵۴ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مومن دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا اور یہ  
 حدیث اس کے خلاف ہے اس کا جواب یہ ہے مومن جنوں نے  
 کبیرے گناہ نہیں کئے وہ سب جنت کی خوشبو سونگھیں گے اور مذکورہ شخص اس وقت خوشبو نہ سونگھے گا۔  
 یا مراد یہ ہے کہ اُس نے ذی کو جائز سمجھ کر قتل کیا تھا یا یہ حدیث تغلیظ پر محمول ہے۔

## باب یہودیوں کو جزیرہ عرب سے نکالنا

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو  
 اس وقت تک رہنے دوں گا جب تک تم کو اللہ رکھے گا !  
 ۲۹۵۵ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ ہم مسجد میں تھے کہ نبی کریم

قَالَ اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ فَقَالَ إِنْ مَوْتُي  
يَكْتَفِ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا فَنَازَعُوا وَلَا يَنْبَغِي عِنْدَ  
نَبِيِّ تَنَازَعٍ فَقَالُوا مَالَهُ أَهْجَرَ اسْتَفْهِمُوهُ فَقَالَ ذُرُونِي الَّذِي أَنَا فِيهِ  
خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي إِلَيْهِ فَأَمَرَهُمْ بِثَلَاثٍ فَقَالَ أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ  
مِنْ حَزْرِيَّةِ الْعَرَبِ وَأَحْزِرُوا الْوُفْدَ بِخَوِصِّهَا كُنْتُ أَحْزِرُهُمُ وَالثَّلَاثَةُ  
إِمَّا أَنْ سَكَتَ عَنْهَا وَإِمَّا أَنْ قَالَهَا فَلَيْسَتْ بِهَا قَالَ سَفِينٌ هَذَا مِنْ قَوْلِ  
سَلِيمٍ

بَابُ إِذَا غَدَرَ الْمُشْرِكُونَ بِالْمُسْلِمِينَ هَلْ يُعْفَى عَنْهُمْ  
۲۹۵۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنَا سَعِيدُ  
الْمُقْبِرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا فَتَحَتْ خَيْبَرَ أَهْدَيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةً فِيهَا سَمٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْمِعُوا

پہلے کا واقعہ ہے جبکہ ابو ہریرہ فتح خیبر کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔

ترجمہ : سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا جمعرات کا  
۲۹۵۷ — دن آہ جمعرات کا دن۔ پھر رو پڑے حتیٰ کہ ان کے آنسوؤں نے کنکریاں  
تڑکریں۔ میں نے کہا اے ابا العباس جمعرات کا دن کیسا تھا انھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی بیماری زیادہ سخت ہو گئی۔ تو آپ نے فرمایا میرے پاس شانہ کی کوئی بڑی لاؤ میں تمہارے لئے لکھ دوں  
اس کے بعد تم کبھی نہیں پھسلو گے۔ لوگ باہم جھگڑنے لگے اور نبی کے پاس جھگڑا کرنا نامناسب ہے۔ لوگوں  
نے کہا آپ کا حال کیسا ہے۔ کیا آپ دنیا سے ہجرت فرما رہے ہیں؟ اچھی طرح آپ کی بات سمجھو۔ آپ نے  
فرمایا مجھے چھوڑو میں جس حال میں ہوں وہ اس حال سے اچھا ہے جس طرف تم مجھے بلارہے ہو۔ آپ نے ان  
کو تین اموروں کا حکم دیا۔ آپ نے فرمایا۔ مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکال دو اور دوسرے ملکوں سے آنے والے  
وفد کو عطایا دو جیسے میں ان کو عطایا دیا کرتا تھا۔ تیسری بھی اچھی بات تھی یا تو آپ نے وہ بیان نہیں فرمائی  
یا اسے میں قبول کیا۔ سفیان نے کہا یہ سفیان کا قول ہے۔

میں رہیں گے پھر اس میں ہمارے بعد تم جاؤ گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہی اس میں ذلیل و خوار ہو کر رہو گے بخدا! ہم تمہارے بعد ہرگز دوزخ میں نہیں جائیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں تم سے کوئی سوال پوچھوں تو میرے سامنے سچ بولو گے؟ انھوں نے کہا جی ہاں! یا ابا القاسم! آپ نے فرمایا کیا تم نے اس بکری میں زہر ملا یا ہے۔ انھوں نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا اس پر تم کو کس نے آمادہ کیا ہے۔ انھوں نے کہا ہمارا خیال یہ تھا کہ اگر آپ جھوٹے میں تو ہم کو آپ کی طرف سے آرام ہوگا اور اگر آپ نبی ہیں تو یہ آپ کو ضرر نہیں دے گا۔

شرح : ۲۹۵۷ : خیبر کے یہودیوں نے بکری کے گوشت میں زہر ملا کر آپ کو بطور بدیہ بھیجا یہ ان کی بے وفائی تھی اور دھوکہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معاف کر دیا یا قتل کیا اس میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ اس طرح یہ حدیث عنوان کے مطابق ہے۔ یہ عورت مرحب یہودی کی بہن تھی اس کا نام زینب بنت حارث تھا۔ جب اس سے پوچھا گیا تو کہنے لگی آپ نے میرے باپ، چچا، بھائی اور شوہر کو قتل کیا ہے۔ اس کا بھائی زبیر شوہر سلام بن مشکم اور چچا بشار تھا۔ قاضی عیاض نے کہا اس عورت کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم اس عورت کو قتل کر دیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ ابوسلمہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کر دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بستر بن براء بن معرور کے اولیاء کے سپرد کر دیا۔ کیونکہ بشر وہ گوشت کھانے سے ہلاک ہو گئے تھے تو انھوں نے اس کو قتل کر دیا۔ ابن سمون نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کر دیا تھا۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپ کے حکم سے اس کو قتل کر دیا گیا۔ زہری کی روایت کے مطابق وہ مسلم ہو گئی تھی اس لئے اسے چھوڑ دیا گیا تھا۔ سیلی نے کہا اس سے درگزر کر دیا گیا تھا۔ قاضی عیاض نے کہا ان روایات میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ پہلے اس عورت کو قتل نہیں کیا تھا پھر جب بستر بن براء ہلاک ہوئے تو اس ان کے وارثوں کے سپرد کر دیا انھوں نے اس کو قصاصاً قتل کر دیا۔ لہذا یہ صحیح ہے کہ فی الحال اس کو قتل نہ کیا اور اس کے بعد قتل کر دیا گیا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

اس حدیث سے امام مالک رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ زہر سے قتل کرنا تیز دھار آلہ سے قتل کرنے کے مترادف ہے یہ بھی قصاص کو واجب کرنا ہے۔ علماء کوفہ نے کہا اس میں قصاص نہیں بلکہ عاقلہ پر دیت لازم ہے انھوں نے کہا اگر زہر پانی یا کھانے میں خلط ملط کر دیا جائے تو اس میں کوئی شئی واجب نہیں اور نہ ہی عاقلہ پر دیت لازم ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب جبراً ایسا کیا تو اس میں دو صورتیں ہیں۔ صحیح تر یہ ہے اس میں قصاص نہیں یہ ظاہر معجزہ ہے کہ زہر نے آپ کو اثر نہ کیا اور دوسرے لوگ جنہوں نے آپ کے ساتھ وہ وہ فوت ہو گئے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ زہر بذاتِ خود مؤثر نہیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے اثر کرتا ہے۔ اسی لئے

## بَابُ أَمَانِ النِّسَاءِ وَجُورِهِنَّ

۲۹۵۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكُ عَنْ أَبِي النَّضْرِ  
مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أَبَا مَرْثَةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِئِ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ  
أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِئِ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ تَقُولُ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ فَسَلَّمْتُ  
عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هَذِهِ فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِئِ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ  
مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلَّى ثَمَانِ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا  
فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ زَعَمَ ابْنُ أُحْمَى عَلَيَّ أَنَّهُ قَاتِلُ رَجُلٍ  
قَدْ أَجَرْتُهُ فَلَاؤُنْ بْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتَ يَا أُمُّ هَانِئِ قَالَتْ أُمُّ هَانِئِ وَذَلِكَ خُصِّي

تھے۔ انھوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس یا ستر قاری مشرکوں کی طرف بھیجے تو ان لوگوں  
نے ان کو پکڑ کر قتل کر دیا حالانکہ ان کے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان معاہدہ تھا میں نے  
آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ کسی پر غضبناک ہوئے ہوں جو ان لوگوں پر غضبناک ہوئے (حدیث ۹۵۴ کی شرح دیکھیں)

## بَابُ عَوْرَتِوْنَ كَاكْسِي كُوَاْمَانِ اُوْرِيْنَاهِ دِيْنَا

۲۹۵۹۔ توجہ: عمر بن عبد اللہ کے آزاد کردہ غلام ابو نضر سے روایت ہے  
کہ ابو مڑہ مولا ام ہانی بنت ابی طالب نے بیان کیا کہ انھوں نے ام ہانی بنت ابی طالب کو یہ کہتی ہوئی سنا کہ میں  
کی خدمت میں حاضر ہوئی میں نے آپ کو غسل کرتے پایا جبکہ آپ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا  
آپ کو پردہ کر رہی تھیں۔ میں نے سلام عرض کیا تو آپ نے فرمایا یہ کون ہے۔ میں نے کہا میں ام ہانی بنت

صحیح مسلم میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

**بَابُ إِذَا قَالُوا صَبَانًا وَلَمْ يُحْسِنُوا اسْلَمْنَا**  
**وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فَعَلَّ خَالِدٌ يَقْتُلُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**  
**اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ وَقَالَ مَتْرُسٌ فَقَدْ أَمَنَهُ إِنَّ اللَّهَ**  
**يَعْلَمُ الْأُسْنَةَ كُلَّهَا وَقَالَ تَكَلَّمُوا لَا بَأْسَ**

**۲۹۶۰ — ترجمہ :** ابراہیم تیمی نے اپنے باپ سے روایت کی کہ حضرت علی نے ہم کو خطا کرتے ہوئے فرمایا ہمارے پاس اللہ کی کتاب کے سوا کوئی کتاب نہیں جسے ہم پڑھیں یا جو کچھ اس صحیفہ میں ہے۔ اس میں زخموں کے احکام اور (دیت میں) اونٹوں کی عمریں ہیں اور مدینہ منورہ غیر سے فلاں مقام تک حرم ہے جس نے اس میں کوئی نیا کام کیا یا کسی بدعتی کو جگہ دی اس پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اس کا کوئی فرض اور نفل قبول نہ ہوگا اور جس نے غیر موالی کو اپنا ولی بنایا اس پر بھی اسی طرح لعنت ہو۔ تمام مسلمانوں کی ایک ہی ذمہ داری ہے جس نے کسی مسلمان کا ذمہ توڑا اس پر اس کی مثل لعنت ہو۔

**۲۹۶۰ — شرح :** یعنی جس نے کسی حربی کو امان دیا تو وہ امان تمام مسلمانوں کی طرف سے منظور ہوگا امان دینے والا بڑا ہویا چھوٹا غلام ہویا آزاد مرد ہویا عورت کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کے دیئے ہوئے امان کو ختم کر سکے۔ امام مالک اور شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا غلام کا امان دینا جائز ہے۔ وہ جنگ میں شریک ہو یا شریک نہ ہو۔ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا غلام کا امان جائز نہیں جب تک وہ جنگ میں شریک نہ ہو۔ امام مالک کے نزدیک بچہ کا امان دینا جائز ہے جبکہ وہ اسلام کو سمجھتا ہو۔ امام ابو حنیفہ، شافعی اور جمہور فقہاء بچہ کے امان کو جائز نہیں کہتے ہیں۔ اسی طرح مجنون کا امان جائز نہیں جیسے کافر کا امان جائز نہیں۔ اس میں سب کا اتفاق ہے۔ ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام مسلمانوں کے خون برابر ہیں۔ مسلمان کے ذمہ کو پورا کرنے کے لئے ہر ایک کو شش کرے۔

**باب جب لوگوں نے کہا صَبَانًا اور اسْلَمْنَا نہ کہہ سکے**

**۲۹۶۱ — ترجمہ :** حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا خالد بن ولید نے ان کو قتل

بَابُ الْمَوَادَعَةِ وَالْمُصَالَحَةِ مَعَ الْمُشْرِكِينَ بِالْمَالِ وَغَيْرِهِ  
وَإِثْمُ مَنْ لَمَّ يَفٍ بِالْعَهْدِ وَإِنْ جَنَحُوا لِلْسَّلَامِ فَاجْتَنِبْ لَهُا وَتَوَكَّلْ  
عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

۲۹۶۲ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثنا بِشْرُ هُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ ثَلَاثِي  
عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَتْمَةَ قَالَ انْطَلَقَ عَبْدُ اللَّهِ  
بْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودٍ بْنُ زَيْدٍ إِلَى خَيْبَرِ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صَلَاحٌ  
فَتَفَرَّقَا فَاتَى مُحَيِّصَةُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَهْلٍ وَهُوَ يَتَشَطَّطُ فِي دَمِهِ

باب مشرکوں کے ساتھ مال وغیرہ کے عوض صلح  
کرنا اور اس شخص کو گناہ جو عہد پورا نہ کرے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ ان سے صلح کر لیں۔

۲۹۶۲ — ترجمہ: سہل بن ابی حتمہ نے کہا عبد اللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود  
بن زید خیبر کی طرف گئے۔ اس وقت خیبر والوں سے صلح تھی وہاں

دونوں جدا جدا ہو گئے تو محیصہ عبد اللہ بن سہل کے پاس آئے جبکہ عبد اللہ خون میں لٹھڑا ہوا تھا اور اس کو  
قتل کر دیا گیا تھا۔ محیصہ نے اس کو دفن کر دیا پھر مدینہ منورہ آیا اور عبد الرحمن بن سہل اور مسعود کے دونوں  
بیٹے محیصہ اور محویصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عبد الرحمن نے کلام کرنا شروع کیا  
تو آپ نے فرمایا بڑے کو بات کرنے دو جبکہ وہ سب سے چھوٹے تھے۔ وہ چپ ہو گئے اور دوسرے دونوں  
نے بات شروع کی۔ تو آپ نے فرمایا کیا تم قسمیں کھاؤ گے اور اپنے قاتل کے ستحق ہو جاؤ۔ انھوں نے کہا ہم کیسے  
قسمیں کھائیں حالانکہ ہم وہاں موجود نہ تھے اور نہ ہی ہم نے کچھ دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پچاس  
یہودی قسمیں کھا کر بری الذمہ ہو جائیں گے۔ انھوں نے کہا ہم کافر لوگوں سے قسمیں کیسے لیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے اپنی طرف دیت دے دی۔

بْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ بْنَ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ  
أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي رَكْبٍ مِّنْ قُرَيْشٍ كَانُوا تِجَارًا بِالشَّامِ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي  
مَادَّ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا سُفْيَانَ فِي كُفَارِ قُرَيْشٍ

## بَابٌ هَلْ يُعْفَى عَنِ الذِّمِّ إِذَا سَحَرَ

وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ سُئِلَ أَعْلَى  
مَنْ سَحَرِمِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ قَتْلُ قَالَ بَلَّغْنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صَنَعَ لَهُ ذَلِكَ فَلَمْ يَقْتُلْ مَنْ صَنَعَهُ وَكَانَ مِنْ أَهْلِ

الْكِتَابِ

## بَابُ وِفَاءِ عَهْدِ كِي فَضِيلَتِ

ترجمہ : عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عباس  
رضی اللہ عنہما نے ان کو خبر دی کہ ابوسفیان بن حرب نے اُن سے  
بیان کیا کہ ہرقل نے ان کی طرف پیغام بھیجا جبکہ وہ شام میں قریش تاجروں کے قافلہ میں تھے۔ اس مدت  
میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان سے قریش کے کافروں کے ساتھ صلح کر رکھی تھی۔  
شرح : اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ ہرقل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی صداقت کی تحقیق کفار قریش سے کرنا چاہتا تھا کہ غدیر یعنی عہد شکنی  
ہر امت میں مذموم اور قبیح رہی ہے اور پہلے نبیوں نے اس سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے اگر یہ شخص جنوں نے نبوت  
کا اعلان کیا ہے عہد شکنی کرتے ہیں اور عہد پورا نہیں کرتے تو یہ نبی و رسول نہیں ہو سکتے کیونکہ جو شخص ایفاء عہد  
کرے رسول ہمیشہ اس کی فضیلت بیان کرتے رہے ہیں (حدیث علی کی شرح دیکھیں)

## بَابُ ذِمِّيٍّ جَادُو كَرَّهَتْهُ اَسَ مَعَاوَنَ كَرَّهَتْهُ اَسَ

ترجمہ : ابن وہب نے کہا مجھ سے یونس نے ابن شہاب کے ذریعہ بیان کیا  
کہ ابن شہاب زہری سے پوچھا گیا کیا ذمی اگر جادو کرے تو اس کو

۲۹۶۲

## بَابُ مَا يُحَذَّرُ مِنَ الْغَدْرِ

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ الْآيَةُ  
هُوَ الَّذِي آتَاكَ بِنُصْرِهِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَآلَفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمُ الْآيَةُ  
۲۹۶۶ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ  
الْعَلَاءِ بْنِ زُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ بُسْرَ بْنَ عْبِيدٍ اللَّهَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أَدْرِيسَ قَالَ  
سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ آتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ  
تَبُوكَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ فَقَالَ أَعَدُّ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَوْتِي  
ثُمَّ فَتَحْ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ ثُمَّ مَوْتَانِ يَأْخُذُ فِيكُمْ كَقَعَا صِ الْغَنَمِ ثُمَّ  
إِسْتِفَاضَةُ الْمَالِ حَتَّى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِينَارٍ فَيُظَلُّ سَاحِطًا ثُمَّ فِتْنَةٌ

اس کنوئیں کا سارا پانی نکالا گویا کہ مہندی رنگ والا تھا پھر پتھر کو اٹھایا اور اس کے نیچے آپ کے سر مبارک  
کے بال شریف اور کنکھی کے دندانے اور ایک دھاگا ملا جس میں گیارہ گرہیں لگا رکھی تھیں اور ہر گرہ میں موتی  
گاڑی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے دو سورتیں معوذتین نازل فرمائیں جب آپ آنت پڑھتے تو گرہ کھل جاتی اور  
جب آخری گرہ کھلی تو آپ کو افاقہ ہو گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے گویا کہ رستیوں سے باہر  
نکلے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم اس خبیث کو پکڑ کر قتل کر دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا مجھے تو اللہ تعالیٰ نے شفا دے دی ہے اور میں لوگوں میں شتر پھیلا نا نہیں چاہتا ہوں۔ اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا  
نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی غضبناک کرتا تو آپ اپنی ذات کے لئے اس سے انتقام نہیں لیتے تھے۔  
البتہ شرعی امور میں آپ کے لئے انتقامی کارروائی فرماتے تھے۔ اسی لئے آپ نے یہودی جادوگر سے انتقام نہ لیا  
تھا۔ محدثوں نے مائی صاحبہ کی اس حدیث پر اعتراض کیا کہ جادو کفر اور عمل شیطان ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کو اس کی ضرر کیسے پہنچی حالانکہ اللہ تعالیٰ آپ کا محافظ اور فرشتے آپ کی حفاظت کرتے ہیں لیکن یہ اعتراض فاسد اور  
قرآن کریم کے ساتھ عناد ہے۔ کیونکہ آپ پر جادو کے جواز کو یہ لازم نہیں کہ وہ آپ پر ہمیشہ رہا اور اس نے شریعت مطہرہ  
میں کوئی اثر کیا ہو وہ مرض کی طرح تھا جو زائل ہو گیا۔ (اس کی مزید تشریح حدیث ۳۰۵۵ کی شرح میں دیکھیں)  
واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ كَيْفَ يُنْبَذُ إِلَى أَهْلِ الْعَهْدِ وَقَوْلُهُ  
وَأَمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ الْآيَةُ  
۲۹۶۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ  
بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَاهُ رَوَيْتُهُ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ فِيمَنْ يُؤْذِنُ يَوْمَ الْحَجِّ  
بِمَنْ لَا يَحْجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَيَوْمَ الْحَجِّ  
الْأَكْبَرِ يَوْمَ الْخُرُوعِ أَمَّا قِيلَ الْأَكْبَرُ مِنْ أَجْلِ قَوْلِ النَّاسِ الْحَجُّ الْأَصْغَرُ  
فَنَبَذَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى النَّاسِ فِي ذَلِكَ الْعَامِ فَلَمْ يَحْجَّ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ  
الَّذِي حَجَّ فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُشْرِكٌ

مسجون پائے گا وہ صلیب کو اٹھا کر بلند آواز سے کہے گا جو صلیب کی عبادت کرنے والا ہے وہ اس کی مدد  
کرے ایک مسلمان کھڑا ہوگا وہ صلیب کو توڑ دے گا۔ اور کہے گا اللہ تعالیٰ ہی غالب ہے۔ اس وقت رومی  
عہد شکنی کریں گے اور صلح ختم ہو جائے گی۔ پھر روم کے بادشاہ خفیہ جمع ہوں گے اور مسلمانوں کے ملک پر حملہ  
کریں گے جبکہ مسلمان ان کی طرف سے غافل ہوں گے اور وہ صلح ہی خیال کئے ہوں گے کیونکہ عہد شکنی رومیوں  
کی طرف سے ہوگی وہ بارہ ہزار جھنڈے لے کر انطاکیہ پہنچیں گے جبکہ ہر جھنڈے کے تحت بارہ ہزار فوجی  
ہوں گے۔ اس وقت سیدنا مہدی علیہ السلام شام، حجاز، کوفہ، بصرہ اور عراق کی طرف پیغام بھیجیں گے  
اور ان سے مدد طلب کریں گے۔ مشرق والے تو یہ جواب دیں گے کہ ہمارے دشمن خراسان سے حملہ آور ہوا ہے  
ہم اس دھندے میں مشغول ہونے کے باعث مدد نہیں دے سکتے جبکہ کوفہ اور بصرہ سے کچھ مدد ملے گی وہ  
ان کو ہمراہ لے کر دمشق پہنچیں گے حالانکہ رومیوں نے وہاں چالیس کی اقامت میں بہت فتنہ فساد کیا ہوگا اور  
قتل و غارت کا بازار گرم کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صبر دے گا اور وہ ان کے مقابلہ میں نکلیں گے اور  
اچانک گھسان کی جنگ ہوگی۔ بے شمار مسلمان شہید ہوں گے اور یہ مولناک منظر ہوگا جس کے ذکر سے رونگٹے  
کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس وقت عرب قبائل میں سے چار قبائل سلیم، فہد، غسان اور طئ مرتد ہو کر رومیوں  
سے مل جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو استقلال اور نصرت و اعانت عطا کرے گا اور کافروں پر اپنا  
قہر و غضب نازل کرے گا۔ اس وقت کے مسلمان تمام مخلوق سے بہتر ہوں گے اور وہ اللہ کے مخلص بندے

## بَابُ اِثْمٍ مِنْ عَاهِدٍ ثُمَّ غَدَرَ

وَقَوْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ عَاهَدْتَ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ  
مَرَّةٍ الْاٰیةُ ۲۹۶۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثنا جَرِيْرٌ عَنْ الْاَعْمَشِ  
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ  
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعُ خِلَالٍ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا  
خَالِصًا مَنْ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وُعِدَ اَخْلَفَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا  
خَاصَمَ فَجَرَ مَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنَ  
التَّفَاقُ حَتّٰی يَدْعَاهَا ۲۹۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ اَنَا سُفْيَانُ عَنْ

## بَابُ اس شخص کو گناہ جس نے عہد کر کے توڑ دیا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : جن لوگوں سے تم نے عہد کیا پھر وہ

ہر دفعہ عہد توڑتے ہیں اور وہ ڈستے نہیں ہیں،

توجہ : عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار خصلتیں ہیں جس میں وہ پائی

عہد پیاں کرے تو توڑ دے جب جھگڑا کرے تو گالی گلوچ کرے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک ہو اس میں  
منافقت کی خصلت پائی جائے گی حتیٰ کہ اس کو چھوڑ دے (حدیث ۳۲، ۳۳ کی شرح دیکھیں)

توجہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے کے سوا کچھ

نہیں لکھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مدینہ منورہ غیر سے فلاں تک حرم ہے۔ جس نے اس میں کوئی بدعت  
شروع کی یا بدعتی کو جگہ دی اس پر اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اس کی کوئی فرض  
اور نفل عبادت قبول نہ ہوگی اور مسلمانوں کا ایک ہی ذمہ ہے جس کو پورا کرنے کی ادنیٰ شخص بھی سعی کرے  
جس نے کسی مسلمان کا ذمہ توڑا اس پر اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اس کی کوئی

**باب ۲۹۷۱۔** حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَنَا أَبُو حَمْزَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ  
قَالَ سَأَلْتُ أَبَا وَائِلٍ شَهِدَتْ صِفِّينَ قَالَ نَعَمْ فَسَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حَنْفٍ  
يَقُولُ أَتَمُّوْا رَأْيَكُمْ رَأَيْتُنِي يَوْمَ أَبِي جَبْدَلٍ وَلَوْ أَشْطَطِيعُ أَنْ أُرَدَّ  
أَمْرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَدَدْتُهِ وَمَا وَضَعْنَا أَسْيَافَنَا عَلَى  
عَوَاقِبِنَا إِلَّا مَرِيفُظُنَا إِلَّا أَتَمُّوْا رَأْيَكُمْ رَأَيْتُنِي يَوْمَ أَبِي جَبْدَلٍ وَلَوْ أَشْطَطِيعُ أَنْ أُرَدَّ

کیسے معلوم ہے (کہ لوگ ہم کو حبزیہ نہ دیں گے) ابو ہریرہ نے کہا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں ابو ہریرہ کی جان ہے۔ صادق مصدوق جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ لوگوں نے کہا ایسا کیوں ہوگا انھوں نے کہا اللہ کا ذمہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ کی بے حرمتی کی جائیگی تو اللہ تعالیٰ ذمیوں کے دل سخت کر دے گا اور وہ اپنے مانتوں میں حبزیہ وغیرہ روک لیں گے۔

**۲۹۷۰۔** شرح : قوله لَمْ تَجْتَبُوا، ثم بطور حبزیہ اور حجاج نہ لے سکو گے  
قوله المصدق، جس کو سچی خبر درگئی۔ یعنی ایک زمانہ آئیکا

کہ جو لوگ مسلمانوں کو حبزیہ اور حجاج ادا کرتے ہوں گے وہ روک لیں گے اس کا سبب یہ ہوگا کہ مسلمان احکام شرعیہ میں کاہلی کریں گے اور خدا، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد و پیمان کا احترام نہ کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ حبزیہ اور حجاج ادا کرنے والے کافروں کے دل سخت کر دے گا اور وہ حجاج ادا کرنا بند کر دیں گے اسی طرح مسلمانوں کی اقتصاد کی حالت کمزور ہو جائے گی کسی شخص کے سوال کے جواب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے یہ اس ذات ستودہ صفات اور سچ بولنے والی ذات مکرّمہ نے بتایا ہے۔ جن کو جبرائیل علیہ السلام سچی خبریں دیتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

**باب**

**۲۹۷۱۔** ترجمہ : ابو حمزہ نے کہا میں نے اعمش سے سنا کہ انھوں نے کہا میں نے  
ابو وائل سے پوچھا کیا آپ جنگ صفین میں حاضر تھے انھوں نے

کہا جی ہاں! اور میں نے سہل بن حنف سے سنا کہ انھوں نے کہا تم اپنی رائے کو تہمت لگاؤ میں نے اپنی ذات کو ابو جندل کے روز دیکھا اگر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مسترد کرنے کی طاقت رکھتا تو مسترد کر دیتا ہم

اللہ تعالیٰ ہرگز ضائع نہیں کرے گا تو سورہ فتح نازل ہوئی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر تک عمر فاروق کے پاس تلاوت فرمائی تو عمر فاروق نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ فتح ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ فتح ہے!

۲۹۷۱ - ۲۹۷۲ - شرح "صفین" دریاۓ فرات کے کنارے ایک

مقام ہے۔ وہاں حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔ اس جنگ میں سہل بن حنیف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے۔ ہر فریق کی رائے اجتہاد پر مبنی تھی اور وہ خود کو حق پر یقین کر رہے تھے۔ سہل دونوں فریقوں کو وعظ و نصیحت کر رہے تھے کہ تم اپنی اپنی رائے پر تہمت لگاؤ اور آپس میں نہ لڑو اس لئے وہ حضرت سہل بن حنیف کو جنگ میں تقصیر کی تہمت لگا رہے تھے۔ اس لئے سہل نے کہا تم اپنی رائے پر تہمت لگاؤ میں تقصیر نہیں کر رہا ہوں اور میں اپنے ساتھیوں سے تقصیر ہرگز نہیں کر سکتا جیسے حدیبیہ کے روز ہم نے تقصیر نہیں کی تھی تم مجھے تقصیر کی طرف کیسے منسوب کرتے ہو اگر مجھ میں حدیبیہ کے روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مسترد کرنے کی طاقت ہوتی تو میں مسترد کر دیتا اس روز میرا جنگ سے رُکنا تقصیر کے طور نہیں تھا وہ صرف اس لئے تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صلح پر آمادہ تھے۔ ابو جندل کا نام عاص بن سہل ہے۔ وہ مکہ میں مسلمان ہو گئے تو مشرکوں نے ان کو سخت عذاب دیا وہ کسی حیلہ سے قیود و سلاسل سمیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے تو ان کے والد سہل نے کہا یا محمد! پہلے یہ فیصلہ کریں اور ابو جندل کو واپس کریں ورنہ صلح نامکمل ہے تو آپ ابو جندل کو واپس کر دیا حالانکہ ابو جندل پکار پکار کہہ رہا تھا کیا مجھے مشرکوں کو واپس کر دیں گے حالانکہ میں مسلمان ہوں۔ آپ دیکھ رہے ہیں مجھے کس قدر صعوبتوں اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا ہے اور مجھے جسمانی تکالیف پہنچائی جا رہی ہیں۔ سہل پتھر اٹھا کر اپنے بیٹے کے پاس گیا اور ان کی قید کو توڑ دیا۔ اس روز مسلمانوں کو بہت غیرت آئی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کیا ہم حق پر نہیں؟ ہم کو کس لئے رسوا کیا جا رہا ہے۔ ہم ابو جندل کو مشرکوں کے حوالے نہیں کریں گے اور ان سے جنگ کریں گے اور اس صلح سے ہم راضی نہیں ہیں۔ چونکہ صلح کے اسرار کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانتے تھے اس لئے آپ نے صحابہ کو صلح پر مجبور کیا اور فرمایا یہ صلح ہماری کلیابی ہے یہ وہ امر تھا جس کو سہل اور دیگر صحابہ مسترد نہ کر سکتے تھے۔ سہل کا مقصد یہ تھا کہ ہم اپنے کندھوں پر تلوار فتنہ ختم کرنے کے لئے رکھتے تھے اور تم فتنہ کو فروغ دینے کے لئے تلواریں کندھوں پر رکھتے ہو۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ صلح حدیبیہ دراصل فتح ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو صلح پر آمادہ کیا اور ان کو بتایا کہ اس کے بعد اس کے ستھن اثرات مرتب ہوں گے اسی طرح حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کو دیکھا کہ وہ حکیم کو پسند نہیں کرتے اور جنگ کے التواء پر راضی نہیں کہ حدیبیہ کے روز بھی ہم صلح پر راضی نہ تھے لیکن صلح میں ہی فتح تھی اگرچہ ظاہر ابتداء میں ہم اس کو پسند نہ کرتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صلح پر مجبور کیا کیونکہ آپ ہی صلح کی مصلحت کو جانتے تھے۔ صلح

اللہ تعالیٰ ہرگز ضائع نہیں کرے گا تو سورہ فتح نازل ہوئی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر تک عمر فاروق کے پاس تلاوت فرمائی تو عمر فاروق نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ فتح ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ فتح ہے!

۲۹۷۱ - ۲۹۷۲ - شرح "صفین"، دریائے فرات کے کنارے ایک

مقام ہے۔ وہاں حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔ اس جنگ میں سہل بن حنیف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے۔ ہر فریق کی رائے اجتہاد پر مبنی تھی اور وہ خود کو حق پر یقین کر رہے تھے۔ سہل دونوں فریقوں کو وعظ و نصیحت کر رہے تھے کہ تم اپنی اپنی رائے پر تہمت لگاؤ اور آپس میں نہ لڑو اس لئے وہ حضرت سہل بن حنیف کو جنگ میں تقصیر کی تہمت لگا رہے تھے۔ اس لئے سہل نے کہا تم اپنی رائے پر تہمت لگاؤ میں تقصیر نہیں کر رہا ہوں اور میں اپنے ساتھیوں سے تقصیر ہرگز نہیں کر سکتا جیسے حدیبیہ کے روز ہم نے تقصیر نہیں کی تھی تم مجھے تقصیر کی طرف کیسے مغبوب کرتے ہو اگر مجھ میں حدیبیہ کے روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مسترد کرنے کی طاقت ہوتی تو میں مسترد کر دیتا اس روز میرا جنگ سے رُکنا تقصیر کے طور پر نہیں تھا وہ صرف اس لئے تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صلح پر آمادہ تھے۔ ابو جندل کا نام عاص بن سہل ہے۔ وہ مکہ میں مسلمان ہو گئے تو مشرکوں نے ان کو سخت عذاب دیا وہ کسی جیلہ سے قیود و سلاسل سمیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے تو ان کے والد سہل نے کہا یا محمد! پہلے یہ فیصلہ کریں اور ابو جندل کو واپس کریں ورنہ صلح نامکمل ہے تو آپ نے ابو جندل کو واپس کر دیا حالانکہ ابو جندل پکار پکار کہہ رہا تھا کیا مجھے مشرکوں کو واپس کر دیں گے حالانکہ میں مسلمان ہوں۔ آپ دیکھ رہے ہیں مجھے کس قدر صعوبتوں اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا ہے اور مجھے جہاں تک لایف پہنچائی جا رہی ہیں۔ سہل پتھر اٹھا کر اپنے بیٹے کے پاس گیا اور ان کی قید کو توڑ دیا۔ اس روز مسلمانوں کو بہت غیرت آئی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کیا ہم حق پر نہیں؟ ہم کو کس لئے رسوا کیا جا رہا ہے۔ ہم ابو جندل کو مشرکوں کے حوالے نہیں کریں گے اور ان سے جنگ کریں گے اور اس صلح سے ہم راضی نہیں ہیں۔ چونکہ صلح کے اسرار کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانتے تھے اس لئے آپ نے صحابہ کو صلح پر مجبور کیا اور فرمایا یہ صلح ہماری کامیابی ہے یہ وہ امر تھا جس کو سہل اور دیگر صحابہ مسترد نہ کر سکتے تھے۔ سہل کا مقصد یہ تھا کہ ہم اپنے کندھوں پر تلوار فتنہ ختم کرنے کے لئے رکھتے تھے اور تم فتنہ کو فروغ دینے کے لئے تلواریں کندھوں پر رکھتے ہو۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ صلح حدیبیہ دراصل فتح ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو صلح پر آمادہ کیا اور ان کو بتایا کہ اس کے بعد اس کے مستحسن اثرات مرتب ہوں گے اسی طرح حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کو دیکھا کہ وہ حکیم کو پسند نہیں کرتے اور جنگ کے التواء پر راضی نہیں تھے کہ حدیبیہ کے روز بھی ہم صلح پر راضی نہ تھے لیکن صلح میں ہی فتح تھی اگرچہ بظاہر ابتداء میں ہم اس کو پسند نہ کرتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صلح پر مجبور کیا کیونکہ آپ ہی صلح کی مصلحت کو جانتے تھے۔ صلح

## بَابُ الْمُصَاحَةِ عَلَى ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ أَوْ وَقْتٍ مَعْلُومٍ

۲۹۷۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُمَانَ بْنِ حَكِيمٍ ثَنِي شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ  
ثَنِي إِبْرَاهِيمَ بْنِ يُونُسَ بْنِ أَبِي اسْحَقَ ثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي اسْحَقَ ثَنِي الْبَرَاءِ  
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَعْتَمِرَ أَرْسَلَ إِلَى أَهْلِ  
مَكَّةَ يَسْأَلُهُمْ لِيَدْخُلَ مَكَّةَ فَاشْتَرَطُوا عَلَيْهِ أَنْ لَا يُقِيمَ بِهَا أَثَلَاثَ  
لَيَالٍ وَلَا يَدْخُلَهَا إِلَّا بِجَلْبَانِ السَّلَاحِ وَلَا يَدْعُو مِنْهُمْ أَحَدًا قَالِ  
فَاخَذَ يَكْتُبُ الشَّرْطَ بَيْنَهُمْ عَلَى بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَكُتِبَ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ  
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ قَالُوا لَوْ عَلِمْنَا أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ لَمْ نَمْنَعَكَ وَلَبَايَعْنَاكَ  
وَلَكِنْ أَكْتُبُ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ أَنَا وَاللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ  
عَبْدِ اللَّهِ وَأَنَا وَاللَّهِ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ وَكَانَ لَا يَكْتُبُ قَالَ فَقَالَ لِعَلِّي أَفْحُ  
رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ عَلَى وَاللَّهِ لَا أَفْحُوهُ أَبَدًا قَالَ فَارِيئِهِ فَارَاهُ آيَةً فَحَاهُ

## بَابُ تَيْنِ دُنُوزٍ يَأْوُتُ مَعْلُومٍ بِرِصْلِحٍ كَرْنَا

۲۹۷۴۔ ترجمہ : ابواسحاق نے کہا مجھ سے برآء بن عازب نے بیان کیا کہ نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عمرہ کرنے کا ارادہ فرمایا تو مکہ والوں کو پیغام بھیجا جبکہ ان سے اجازت حاصل فرما  
رہے تھے تاکہ مکہ میں داخل ہوں تو انھوں نے یہ شرط لگائی کہ آپ مکہ میں صرف تین دن ٹھہر سکتے ہیں اور  
غلاف پوش ہتھیاروں کے سوا اس میں داخل نہ ہوں اور نہ کسی کو اسلام کی دعوت دیں۔ حضرت علی بن ابی  
طالب رضی اللہ عنہ نے ان میں شرط لکھنا شروع کیا اور یہ لکھا کہ اس شرط پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
صلح کی ہے۔ قریش نے کہا اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کو منع نہ کرتے اور آپ کی بیعت کر لیتے لیکن  
یہ لکھو اس شرط پر محمد بن عبد اللہ نے صلح کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا میں محمد بن عبد اللہ ہوں اور بخدا

أَبِي اسْحَقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِذْ جَاءَهُ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ بِسَلَا حَزُورٍ فَقَدَفَهُ عَلَى ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ حَتَّى جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَخَذَتْ مِنْ ظَهْرِهِ وَدَعَتْ عَلَى مَنْ صَنَعَ ذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَأُ مِنْ قُرَيْشٍ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ أَبَا جَهْلَ بْنَ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَعُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ وَ أُمَيَّةَ بْنَ خَلْفٍ أَوْ أَبِي بَنٍ خَلْفٍ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ قُتِلُوا يَوْمَ بَدْرٍ وَقَالُوا فِي بَدْرٍ غَيْرِ أُمَيَّةَ أَوْ أَبِي فَإِنَّهُ كَانَ رَجُلًا ضَخْمًا فَلَمَّا جَرَّ رَوْهَ تَقَطَّعَتْ أَوْصَالُهُ قَبْلَ أَنْ يُلْقَى فِي الْبُرِّ

## اور ان سے قیمت نہ لی جائے،

ترجمہ : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ فرما رہے تھے اور آپ کے ارد گرد مشرک قریش تھے۔ اچانک عقبہ بن ابی معیط اونٹ کی جیر (الائش) لے کر آیا اور اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر ڈال دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک سجدہ سے نہ اٹھایا حتیٰ کہ سیدہ فاطمہ علیہا السلام تشریف لائیں اور اس کو آپ کی پشت مبارک سے ہٹایا اور اس کے لئے بددعا کی جس نے یہ فعل کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! قریش کی جماعت کو سخت پکڑ۔ اے اللہ ابوجہل بن ہشام، عقبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط اور اُمیہ بن خلف یا ابی بن خلف کو ہلاک کر۔ میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ وہ بدر کی جنگ میں قتل ہو گئے اور اُمیہ بن خلف یا ابی بن خلف کے علاوہ ان کو کنوئیں میں پھینکا گیا کیونکہ اُمیہ بن خلف موٹا آدمی تھا جب اس کو کھینچا گیا تو کنوئیں میں پھینکنے سے پہلے اس کے سارے جوڑے علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔

شرح : جن کے لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا کی وہ عقبہ بن ابی معیط

۲۹۷۸ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُحَمَّدٍ  
عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ  
فَتْحِ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَبَيْتَةٌ وَإِذَا اسْتَنْفَرْتُمْ فَانْفِرُوا وَقَالَ يَوْمَ  
فَتْحِ مَكَّةَ إِنَّ هَذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللَّهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ  
فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَأَنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيهِ  
لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَمْ يَحِلَّ لِي إِلَّا سَاعَةٌ مِنْ نَهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ إِلَى  
يَوْمِ الْقِيَمَةِ لَا يُعْصَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُفَرَّ صَيْدُهُ وَلَا يُلْتَقَطُ لُقْطَتُهُ  
إِلَّا مِنْ عَرَفَاتِهَا وَلَا يُخْتَلَى خِلَاهُ فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا الْإِذْخَرُ  
فَأَنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوتِهِمْ قَالَ إِلَّا الْإِذْخَرُ

دن پہچانا جائے گا۔

۲۹۷۷ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے  
کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہر غدار

کا جھنڈا ہوگا جو اس کے غدر کے سبب گاڑا جائے گا۔

شرح : جاہلیت میں یہ طریقہ تھا کہ جب کوئی غدر کرتا تو حج

۲۹۷۶ — ۲۹۷۷ کے ایام میں اس کے لئے جھنڈا بگنڈا کیا جاتا۔ تاکہ لوگ

اس کو پہچان کر اس سے اجتناب کریں۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ قیامت میں اعلان کیا جائے گا کہ یہ فلاں  
شخص کا غدر ہے۔ قولہ لَعْنَةُ رَبِّهِ، یعنی دنیا میں اس کے غدر کے باعث، ابن عساکر کی روایت میں  
”لَعْنَةُ رَبِّهِ“ ہے۔ یعنی اس کے غدر کے سبب۔ اس سے مقصد یہ ہے کہ غدار کو قیامت میں اس کی  
بُری صفت کے باعث اس کو مشہور کیا جائے گا تاکہ محشر والے اس کی مذمت کریں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غدر  
حرام ہے۔ خصوصاً باو شاہ کے لئے سخت حرام ہے کیونکہ اس کے غدر کی ضرر اور اذیت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ بعض  
علماء نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ رعیت کو امام کے خلاف غدر سے منع کیا گیا ہے تاکہ وہ امام پر خروج نہ کریں اور اس کے  
خلاف علم بغاوت بلند نہ کریں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۹۷۸ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست

# تَفْہِیْمُ الْبُخَارِی

حصہ چہارم ، پارہ : ۱۰ تا ۱۲

صفحہ	باب	صفحہ	باب
۱۰	باب - ذمی اور مشرکوں کا مزارعت میں شرکت کرنا۔	۳	دسواں پارہ
۱۱	باب - بکریوں کو تقسیم کرنا اور ان میں انصاف کرنا	۶	باب - شریکوں کے درمیان چیزوں کی منصفانہ قیمت لگانا۔
۱۱	باب - طعام وغیرہ میں شرکت کرنا	۷	باب - کیا تقسیم کرنے اور حصہ لینے میں قرعہ اندازی کی جائے؟
۱۳	باب - رقیق (غلام، لونڈی) میں شرکت کرنا	۸	باب - یتیم اور اہل میراث کی شرکت۔
۱۳	باب - قربانی کے جانور اور اونٹوں میں شریک ہونا	۹	باب - زمین وغیرہ میں شرکت کرنا۔
۱۵	باب - جس نے تقسیم میں دس بکریاں ایک اونٹ کے برابر کیں۔	۹	باب - جب شرکاء مکان وغیرہ تقسیم کر لیں تو انہیں رجوع کا حق نہیں اور نہ ہی انہیں شفعہ کا حق ہے۔
۱۷	کتاب الرحمن	۹	باب - سونے اور چاندی اور جس میں بیع صرف ہوتی ہے میں شرکت کرنا۔
۱۷	باب - حضریں رہن رکھنا		

صفحہ	باب	صفحہ	باب
۹۶	باب - شوہر کا اپنی بیوی کو اور بیوی کا شوہر کو ہبہ کرنا۔	۶۷	باب - مکاتب کی طرف سے کونسی شرط جائز ہے۔
۹۹	باب - عورت کا اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور کو ہبہ کرنا۔	۷۰	باب - مکاتب کا مدد چاہنا اور لوگوں سے مدد کا سوال کرنا۔
۱۰۲	باب - کس کو ہدیہ پہلے دیا جائے	۷۱	باب - مکاتب کی بیع جبکہ وہ راضی ہو۔
۱۰۳	باب - جو کسی مجبوری کے باعث ہدیہ قبول نہ کرے۔	۷۲	باب - جب مکاتب کسی سے کئے مجھے خرید لو اور آزاد کر دو تو اُس نے آزاد کرنے کے لئے اُسے خرید لیا
۱۰۴	باب - جب کوئی شئی ہبہ کی یا وعدہ کیا پھر مہربوب لہ تک ہدیہ پہنچنے سے پہلے فوت ہو گیا۔	۷۳	باب - ہبہ کرنے کا بیان اور اُس کی فضیلت اور اس کی رغبت دلانا
۱۰۶	باب - غلام اور سامان پر کس طرح قبضہ کیا جائے۔	۷۷	باب - تھوڑی شئی ہدیہ کرنا
۱۰۸	باب - جب کوئی شئی ہبہ کی اور دوسرے نے اُس پر قبضہ کر لیا۔ اور یہ نہ کہا کہ میں نے قبول کیا	۷۸	باب - جو کوئی اپنے دوستوں سے کوئی چیز طلب کرے
۱۰۹	باب - جب کوئی شخص اپنا قرض کسی کو ہبہ کر دے۔	۸۰	باب - جس نے پانی طلب کیا
۱۱۱	باب - ایک شخص کا جماعت کو ہبہ کرنا	۸۱	باب - شکار ہدیہ قبول کرنا
۱۱۲	باب - مقبوضہ اور غیر مقبوضہ اور مقسومہ اور غیر مقسومہ ہبہ کرنا	۸۳	باب - ہدیہ قبول کرنا
۱۱۵	باب - اگر ایک جماعت چند لوگوں کو ہبہ کرے۔	۹۱	باب - جس نے اپنے دوست کو ہدیہ بھیجا اور اُس نے اُس دن کا ارادہ کیا جس میں وہ اپنی کسی ایک بیوی کے پاس ہو۔
۱۱۷	باب - جس کو کوئی شئی ہدیہ بھیجی گئی جبکہ اُس کے پاس اور لوگ بیٹھے ہوں تو وہ ہدیہ کا زیادہ حقدار ہے۔	۹۱	باب - ہدیہ واپس نہ کرنے کا بیان
		۹۲	باب - جس نے غائب چیز کے ہبہ کو جائز خیال کیا
		۹۳	باب - ہبہ کا بدلہ دینا
		۹۴	باب - اولاد کو ہبہ کرنے کا بیان
		۹۵	باب - ہبہ میں گواہ بنانا۔

باب - جو لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے جھوٹ بولے اس کو جھوٹا نہ کہا جائے	۲۱۷	باب - مدح میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے	۱۸۵
باب - امام کا اپنے ساتھیوں سے کہنا ہمارے ساتھ چلو صلح کرائیں۔	۲۱۷	باب - حاکم کا مدعی سے پوچھنا کہ کیا تیرے پاس کوئی گواہ ہے ؟	۱۸۸
باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اور وہ دونوں آپس میں صلح کر لیں۔ صلح بہتر ہے۔	۲۱۸	باب - اگر کوئی دعویٰ کرے یا کسی کو تہمت لگائے تو وہ گواہ تلاش کرے اور ان کی طلب میں سعی کرے۔	۱۸۹
باب - اگر لوگ ظلم کی صلح کریں تو وہ صلح مردود ہے۔	۲۱۹	باب - عصر کے بعد قسم لھانا	۱۹۳
باب - مشرکوں کے ساتھ صلح کرنا۔	۲۲۲	باب - مدعی علیہ و ماں قسم کھائے جہاں اس پر قسم واجب ہوئی ہو اور دوسری جگہ پر منتقل نہ کیا جائے۔	۱۹۵
باب - دیت میں صلح کرنا۔	۲۲۷	باب - جب لوگ قسم کھانے میں جلدی کریں	۱۹۶
باب - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے متعلق ارشاد : کہ یہ میرا بیٹا سید ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرا دے گا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ان کے درمیان صلح کرا دو۔	۲۲۹	باب - قسم کس طرح لی جائے۔	۱۹۷
باب - کیا امام صلح کا اشارہ کر سکتا ہے ؟	۲۳۲	باب - جو کوئی قسم کے بعد بتینہ (گواہ) پیش کرے۔	۱۹۸
باب - لوگوں کے درمیان صلح کرانے اور ان کے درمیان انصاف کی فضیلت	۲۳۳	باب - جس نے وعدہ پورا کرنے کا حکم دیا۔	۲۰۱
باب - جب امام صلح کی طرف اشارہ کرے اور وہ اس کا انکار کر دے تو وہ اپنا فیصلہ کر دے۔	۲۳۴	باب - مشرکوں سے گواہی وغیرہ کے متعلق نہ پوچھا جائے۔	۲۰۲
باب - قرضخواہوں اور میراث والوں میں صلح کرنا اور قرضخواہوں کو اندازہ سے ادا کرنا۔	۲۳۵	باب - مشکل امور میں قرعہ اندازی کرنا	۲۰۴
باب - قرض اور نقد مال کے عوض صلح کرنا۔	۲۳۷	باب - لوگوں کے درمیان صلح کرا دینے کے متعلق منقول روایات	۲۱۲

صفحہ	باب	صفحہ	باب
۳۱۷	اور میت کی طرف سے نذر پوری کرنا۔	۲۹۸	تم کر جاؤ اور دین نکال کر، کی تاویل۔
۳۱۸	باب - وقف اور صدقہ میں گواہ مقرر کرنا۔		باب - جب اقارب کے لئے وقف کیا یا
	باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اور یتیموں کو	۳۰۲	وصیت کی اور قریبی لوگ کون ہیں۔
	ان کے مال دے دو۔ اور مستحق		باب - کیا عورتیں اولاد، قریبی رشتہ داروں
۳۱۹	کے مددے گناہ نہ لو! الخ	۳۰۴	میں داخل ہیں؟
	باب - اور یتیموں کو آزماتے رہو یہاں تک		باب - کیا واقف اپنے وقف سے فائدہ
	کہ جب وہ نکاح کے قابل ہوں تو اگر	۳۰۶	اٹھا سکتا ہے؟
	ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو ان کے مال		باب - جب کوئی شئی وقف کی اور اور
۳۲۱	ان کے سپرد کر دو۔ الخ	۳۰۷	غیر کے حوالہ نہ کیا تو وقف جائز ہے
	باب - یتیم کے مال میں وصی عمل کرے اور		باب - اگر کہے میرا مکان اللہ کے لئے صدقہ
۳۲۲	بقدر عمل اس سے کھائے		ہے اور فقراء وغیرہ کی تصریح نہ کی تو جائز
	باب - وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں		ہے اور اسے اقارب میں جہاں چاہے
۳۲۳	وہ اپنے پیٹ میں بڑی آگ بھرتے ہیں الخ	۳۰۸	صرف کرے
	باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد: وہ آپس سے		باب - اگر کہے میری زمین یا میرا باغ میری والدہ
۳۲۴	یتیموں کے متعلق پوچھتے ہیں الخ		کی طرف سے صدقہ ہے تو جائز ہے۔ اگرچہ
	باب - سفر اور حضر میں یتیم سے خدمت لینا	۳۰۹	یہ وضاحت نہ کرے کہ یہ کس کے لئے ہے
	جبکہ یتیم کے لئے بہتر ہو اور عورت اور		باب - اگر اپنا بعض مال یا غلام یا اپنے جانور
۳۲۵	اس کے شوہر کا یتیم کی دیکھ بھال کرنا۔	۳۱۲	صدقہ یا وقف کر دے تو جائز ہے۔
	باب - اگر زمین وقف کی اور اس کی حدود		باب - جس نے اپنا صدقہ وکیل کے حوالہ کیا۔ پھر
	بیان نہ کیں تو جائز ہے اور یہی صدقہ	۳۱۴	وکیل نے صدقہ کرنے والے کو واپس کر دیا۔
۳۲۸	کا حال ہے		باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد: جب تقسیم کرتے
	باب - اگر ایک جماعت مشترکہ زمین وقف		وقت قریبی لوگ اور یتیم و مسکین لوگ
۳۳۰	کرے تو وقف جائز ہے	۳۱۵	آئیں تو ان کو اس سے کچھ دو۔
	باب - وقف کیسے لکھا جائے		باب - کوئی اچانک فوت ہو جائے تو مستحب
۳۳۱	باب - غنی، فقراء اور مہمان کے لئے وقف کرنا		یہ ہے کہ اس کی طرف سے صدقہ کریں اور

باب	صفحہ	باب	صفحہ
باب - کافر مسلمان کو قتل کرے پھر خود مسلمان ہو جائے۔ اور اس کے بعد اپنا حال درست کرے اور قتل ہو جائے۔	۳۸۹	باب - باندھی گئی ہے	۴۰۷
باب - جس نے روزہ پر غزوہ کو پھند کیا۔	۳۹۲	باب - جہاد نیک اور فاجر حاکم کی معیت میں جاری رہے گا۔	۴۰۹
باب - اللہ کی راہ میں قتل کے سوا سات شہادتیں ہیں۔	۳۹۲	باب - جس نے اللہ کی راہ میں گھوڑا روکا۔	۴۰۹
باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد : برابر نہیں وہ مسلمان کہ بے حد جہاد سے بیٹھے رہیں اور وہ کہ راہِ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں کے جہاد کرتے ہیں الخ	۳۹۳	باب - گھوڑے اور گدھے کا نام۔	۴۱۱
باب - جنگ میں صبر کرنا۔	۳۹۵	باب - گھوڑے کے منحوس ہونے میں روایات۔	۴۱۲
باب - دشمن کے ساتھ جنگ کی ترغیب دلانا۔	۳۹۶	باب - گھوڑے تین قسم ہیں۔	۴۱۵
باب - خندق کھودنا۔	۳۹۸	باب - جس نے جہاد میں کسی کے جانور کو مارا۔	۴۱۶
باب - جس کو غزوہ سے عذر نہ روک رکھا۔	۳۹۹	باب - اکھڑ گھوڑے پر سواری کرنا۔	۴۱۷
باب - اللہ کی راہ میں روزہ رکھنے کی فضیلت۔	۴۰۰	باب - گھوڑے کا مالِ غنیمت میں حصہ۔	۴۱۸
باب - اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت	۴۰۰	باب - جس نے میدانِ جنگ میں غیر کا جانور کھینچا۔	۴۲۰
باب - اس شخص کی فضیلت جو غازی کو تیار کرے یا اس کا اچھا خلیفہ بنے۔	۴۰۲	باب - جانور کی رکاب	۴۲۲
باب - کافروں کے ساتھ لڑائی کے وقت خوشبو لگانا۔	۴۰۳	باب - برہنہ گھوڑے پر سوار ہونا۔	۴۲۲
باب - دشمن کی جاسوسی کرنے کی فضیلت۔	۴۰۵	باب - سست گھوڑا۔	۴۲۳
باب - کیا ہے شمس کو دشمن کی اطلاع پانے بھیجا جائے؟	۴۰۶	باب - گھوڑوں کے درمیان دوڑ لگانا۔	۴۲۳
باب - دو شخصوں کا سفر کرنا۔	۴۰۷	باب - دوڑانے کے لئے گھوڑوں کو مضمر کرنا۔	۴۲۵
باب - گھوڑوں کی پیشانیوں پر قیامت تک خیر		باب - مضمر گھوڑوں کی دوڑ کی انتہا۔	۴۲۵
		باب - بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی۔	۴۲۶
		باب - گدھوں پر جہاد کے لئے جانا۔	۴۲۷
		باب - بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سفید خچر۔	۴۲۷
		باب - عورت کا جہاد کرنا۔	۴۲۹
		باب - عورت کا سمندر میں جہاد کے لئے جانا۔	۴۳۰
		باب - کسی شخص کا اپنی بیوی کو جہاد میں ہمراہ لے جانا۔	۴۳۱
		باب - عورتوں کا مردوں کے ساتھ مل کر	

صفحہ	باب	صفحہ	باب
۵۲۰	دن میں جنگ نہ کرتے تو اس میں تاخیر کرتے حتیٰ کہ سورج دھل جاتا :	۴۸۵	کریں اور انھیں کتاب اللہ کی تعلیم دیں ۔
۵۲۱	باب ۔ لوگوں کا امام سے اجازت لینا ۔	۴۸۶	باب ۔ مشرکوں کے لئے ہدایت کی دعا کرنا تاکہ اُن کی تالیف قلب ہو ۔
۵۲۲	باب ۔ جو میدان جنگ میں گیا حالانکہ اس کی نئی شادی ہوئی ہو ۔	۴۸۷	باب ۔ یہود و نصاریٰ کو دعوتِ اسلام دینا
۵۲۳	باب ۔ جس نے رخصتی کے بعد میدان جنگ میں جانا پسند کیا ۔	۴۹۰	باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام اور نبوت کی طرف بلانا اور یہ کہ اُن میں سے بعض بعض کو اللہ کے سوا معبود نہ بنائیں ۔
۵۲۴	باب ۔ گھبراہٹ کے وقت امام کا سب سے پہلے آگے جانا ۔		باب ۔ جس نے جہاد کا ارادہ کیا اور اُس کے غیر کی طرف اشارہ کیا اور جس نے جمعات کو سفر کرنا پسند کیا ۔
۵۲۵	باب ۔ خوف و ہراس کے وقت تیزی کرنا اور گھوڑے کو ایڑی لگانا ۔	۵۰۳	باب ۔ نمازِ ظہر کے بعد سفر کرنا ۔
۵۲۶	باب ۔ خوف و ہراس میں تنہا باہر نکلنا ۔	۵۰۶	باب ۔ بیسنے کے اخیر میں نکلنا ۔
۵۲۷	باب ۔ مزدور کا بیان ۔		<b>بارہواں پارہ</b>
۵۲۸	باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے میں روایات	۵۰۹	باب ۔ رمضان مبارک میں سفر کرنا ۔
۵۲۹	باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ ایک ماہ کی مسافت تک میری رعب سے مدد کی گئی ہے ۔	۵۱۰	باب ۔ لوگوں کو وداع کرنا ۔
۵۳۰	باب ۔ جنگ میں زادِ راہ لے جانا	۵۱۲	باب ۔ امام کا حکم سننا اور اطاعت کرنا
۵۳۱	باب ۔ کندھوں پر زادِ راہ اٹھانا		باب ۔ امام کی طرف سے جنگ کی جائے اور اس کے ذریعے سے اپنا بچاؤ کیا جائے
۵۳۲	باب ۔ عورت کو اس کے بھائی کے پیچھے سوار کرنا	۵۱۳	باب ۔ میدان جنگ میں فرار نہ ہونے کی بیعت کرنا ۔
۵۳۳	باب ۔ غزوہ اور حج میں کسی کو پیچھے بٹھانا ۔	۵۱۵	باب ۔ امام کا لوگوں کی طاقت کے مطابق حکم کرنا ۔
۵۳۴	باب ۔ گدھے پر پیچھے بٹھانا	۵۱۹	باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب شروع
۵۳۵	باب ۔ جس نے رکاب یا اس جیسی کسی		

صفحہ	باب	صفحہ	باب
۶۱۴	لئے بغیر داخل ہو۔ باب - اہل ذمہ کی طرف سے لڑائی کی جائے اور ان کو عسلا م نہ بنایا جائے۔	۵۸۹	لئے جیلہ اور احتیاط کرنا۔ باب - جنگ میں رجز کہنا اور خندق کھودنے وقت آواز بلند کرنا۔
۶۱۵	باب - کیا ذمیوں اور ان کے معاملات میں سفارش کی جائے۔	۵۹۰	باب - جو کوئی گھوڑے پر نہ ٹھہریکے۔
۶۱۶	باب - وفہ کو عطیہ دینا۔	۵۹۱	باب - جلائی ہوئی چٹائی سے زخم کا علاج کرنا۔
۶۲۰	باب - قاصدوں کی آمد پر زیبا نش کرنا۔	۵۹۲	باب - لڑائی کے میدان میں جھگڑا اور اختلاف کی کراہت اور امام کے حکم کی نافرمانی کرنے کی عقوبت۔
۶۲۰	باب - بچوں پر اسلام کیسے پیش کیا جائے۔	۵۹۳	باب - جب لوگ رات کے وقت خوف زدہ ہوں۔
۶۲۱	باب - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود سے فرمانا مسلمان ہو جاؤ۔ سلامتی میں رہو گے!	۵۹۹	باب - جس نے دشمن کو دیکھا اور بلند آواز سے پکارا "یا صبا حاہ" حتی کہ لوگوں نے سنا۔
۶۲۲	باب - جب دار الحرب میں لوگ مسلمان ہو جائیں اور وہاں اُن کے مال اور زمینیں ہوں تو وہ ان کی ہیں۔	۶۰۰	باب - جس نے کہا اس کو پکڑ لو اور میں فلاں کا بیٹا ہوں۔
۶۲۳	باب - بادشاہ کا مسلمانوں کے نام لکھنا۔	۶۰۲	باب - جب دشمن کسی مرد کے حکم پر اُتر آئے۔
۶۲۶	باب - اللہ تعالیٰ فاسق و فاجر کے ذریعہ دین اسلام کی مدد کرتا ہے۔	۶۰۳	باب - قیدی کو قتل کرنا اور ایک جگہ روک کر قتل کرنا۔
۶۲۸	باب - جو شخص جنگ میں امیر بنائے بغیر امیر بن جائے۔ جبکہ دشمن سے خطرہ ہو۔	۶۰۵	باب - کیا کوئی شخص اپنے آپ کو گرفتار کرا دے اور جو کوئی گرفتاری نہ دے
۶۳۰	باب - امداد کے لئے کمک بھیجنا۔	۶۰۶	باب - قیدی کو رلائی دلوانا۔
۶۳۲	باب - جس نے دشمن پر غلبہ پایا اور میدان جنگ میں تین دن اقامت کی	۶۱۱	باب - مشرکوں کا فدیہ ادا کرنا۔
۶۳۳	باب - جس نے میدان جنگ اور سفر میں غنیمت تقسیم کی۔	۶۱۲	باب - جب حربی دار الاسلام میں امان
۶۳۴			

صفحہ	باب	صفحہ	باب
۷۴۱	باب - دارالحرب میں جو کھانے کی چیز ملے	۷۰۰	غازی کے مال میں برکت
۷۴۲	باب - ذمی کافروں سے جزیہ وصول کرنا اور حربی	۷۰۵	باب - جنگ جمل کے بعد
۷۴۳	کافروں سے کچھ مدت کے لئے مصالحت کی وجہ سے لڑائی نہ کرنا۔	۷۰۶	باب - حضرت زبیر رضی اللہ عنہ
۷۵۱	باب - اگر امام کسی ملک کے بادشاہ سے مصالحت	۷۰۷	کی شہادت -
۷۵۲	کرے تو کیا یہ باقی لوگوں کے لئے بھی ہوگا۔	۷۰۸	باب - حضرت زبیر رضی اللہ عنہ
۷۵۳	باب - جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس	۷۰۹	کی سیرت -
۷۵۴	میں آنے والے لوگوں سے اچھا سلوک کرنا۔	۷۱۰	باب - حضرت زبیر رضی اللہ عنہ
۷۵۵	باب - جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سحرین میں جاگیریں	۷۱۱	کا حلیہ -
۷۵۶	دیں اور جو بحرین کے بال و دولت اور جزیرہ سے دینے کا وعدہ کیا	۷۱۲	باب - جنگ جمل کی وجہ تسمیہ اور
۷۵۷	باب - اس کا گناہ جس نے ذی عہد کو کسی جرم کے بغیر قتل کیا	۷۱۳	اس کا باعث -
۷۵۸	باب - یہودیوں کو جزیرہ عرب سے نکالنا	۷۱۴	باب - حضرت زبیر رضی اللہ عنہ
۷۵۹	باب - جب مشرک لوگ مسلمانوں سے دھوکہ کریں تو	۷۱۵	کی اولاد -
۷۶۰	کیا انہیں معاف کر دیا جائے۔	۷۱۶	باب - حضرت زبیر رضی اللہ عنہ
۷۶۱	باب - امام کا ان لوگوں کے لئے بددعا کرنا جو عہد شکنی کریں	۷۱۷	پر کثرت قرض کا سبب
۷۶۲	باب - عورتوں کا کسی کو امان اور پناہ دینا	۷۱۸	باب - حضرت زبیر رضی اللہ عنہ
۷۶۳	باب - مسلمانوں کو ذمہ اور ان کا پناہ دینا واحد ہے اور	۷۱۹	کی بیویاں -
۷۶۴	چھوٹے سے چھوٹا شخص اس کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔	۷۲۰	باب - جب امام کسی کو ضرورت سے
۷۶۵	باب - جب لوگوں نے کہا صبا نا اور اسلما نہ کہہ سکے۔	۷۲۱	بھیجے یا اس کو کسی جگہ ٹھہرنے کا حکم
۷۶۶	باب - مشرکوں کے ساتھ مال وغیرہ کے عوض صلح	۷۲۲	دے کیا اس کو حصہ دیا جائے؟
۷۶۷	کرنا اور اس شخص کو گناہ جو عہد پورا نہ کرے۔	۷۲۳	باب - اس بات کی دلیل کہ خمس مسلمانوں
۷۶۸	باب - وفاء عہد کی فضیلت	۷۲۴	کی ضروریات کے لئے ہے۔
۷۶۹	باب - ذمی جب جادو کرے تو کیا اسے معاف کر دیا جائے	۷۲۵	باب - سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
۷۷۰	باب - غدر (عہد شکنی) سے بچنا۔	۷۲۶	نے خمس لئے بغیر قیدیوں پر احسان کیا۔
۷۷۱	باب - ذمیوں سے نقص عہد کس طرح کیا جائے۔	۷۲۷	باب - اس بات کی دلیل کہ خمس امام کے لئے ہے۔
۷۷۲	باب - اس شخص کو گناہ جس نے عہد کر کے توڑ دیا۔	۷۲۸	باب - جس نے مقتول کافروں کے سامان سے خمس نہیں
۷۷۳	باب - تین دنوں یا وقت معلوم پر صلح کرنا۔	۷۲۹	باب - جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤلفہ اقلوب
۷۷۴	باب - غیر معین وقت کے لئے صلح کرنا۔	۷۳۰	وغیرہ کو خمس اور دوسرے مال سے دیا۔
۷۷۵	باب - مشرکوں کی لاشوں کو کنوئیں میں پھینکنا اور		
۷۷۶	ان سے قیمت نہ لی جائے۔		
۷۷۷	باب - نیک اور بد سے عذاری (عہد شکنی)		
۷۷۸	کرتے والے کو گناہ		

